

کتابخانہ اصفیہ سرکار عالی حیدر آباد دکن

۸۴۴۰

شماره
پانچواں
نام کتاب
فن کتاب
نمبر کتاب و فن مذکور

تہذیب الاخلاق جلد سوم
اخلاق

۲۴۴



تهذيب الاخلاق



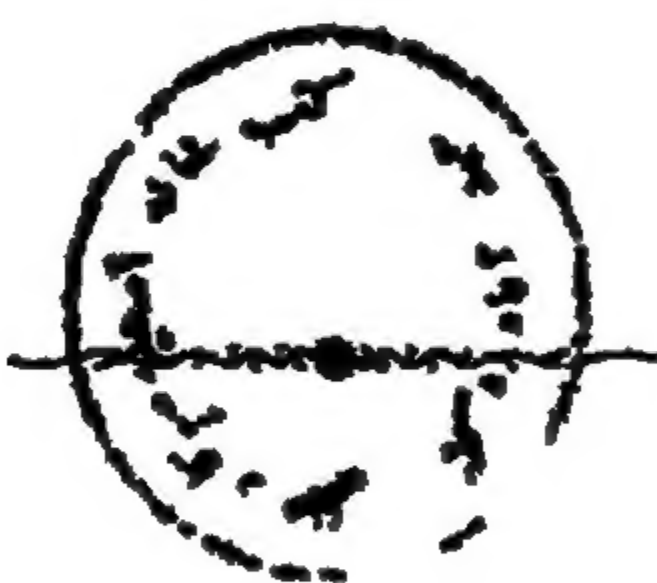
جلد سوم

۱۲۸۹

تاہت سال تمام سنہ ۱۲۸۹



مطبوعہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس



بہتنام حافظ عبدالرزاق

سنہ ۱۲۸۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۳ ع

اطلاع

بخدمت معبران و خریداران تہذیب الاخلاق

اُن صاحبوں کو جنکے پاس تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۸۹ ہجری جمع ہی مناسبت ہی کہ اب اُسکو ایک جلد میں منجلد فرمالیں او یہ دو ورقہ جس میں پہلا ورق بطور تبتل پہنچ کے ہی اور دوسرے ورق پر مہرست مضامین ہی اُس جلد کے اول لکادیں تاکہ وہ سب پرچے بصورت کتاب بن جاویں اور مہرست سے مضامین کا نکالنا جب چاہیں آسان ہو جاوے *

واضح نمبر	۱
قرن	۳ کی
کتاب نمبر	

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۸۶	خط متعلق چندہ مدرسۃ العلوم		
	مسلمانان	منشی مشتاق حسین	۸۷
۸۷	ہماری قوم اگر چاہے تو کس طرح		
	تک ترقی کر سکتی ہی	حکیم مصطفیٰ محمد علی	۸۸
*	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۹۰
۸۸	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسہ		
	العلوم مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۹۲
۸۹	خط بنام مولوی سید مہدی علی		
	دربار سرگندھ آدم	سید احمد	۹۵
*	خط بنام سید احمد متعلق قصہ آدم	مولوی سعید اللہ	۹۸
۹۰	اسپیج مولوی سید مہدی علی بمقام		
	عائنی اسکول مرزا پور	مولوی سید مہدی علی	۹۹
۹۱	خط نامہ رسالہ غلامی	سید احمد	۱۰۲
۹۲	عقاید مذہب اسلام عقیدہ اول نسبت		
	وحدانہ باب	سید احمد	۱۰۳
۹۳	نصیحت کا صلہ	سید نجف علی	۱۰۶
۹۴	ایک مسلمان کے خیالات	حافظ کریم بخش	۱۰۷
۹۵	عقاید مذہب اسلام عقیدہ دوم نسبت		
	وحدانیت باری	سید احمد	۱۱۲
۹۶	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۱۴
۹۷	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم		
	مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۱۱۴
۹۸	رونداد مدرسۃ العلوم مسلمانان منعقدہ		
	۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع	سید احمد	۱۱۶
۹۹	مسلمانوں کی قسمت	سید احمد	۱۲۰
۱۰۰	طریقہ تعلیم مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۱
۱۰۱	خط متعلق بعض وحدانہ آسمان بنام		
	ادیتور اخبار میو گرت	مصطفیٰ میو	۱۲۷
۱۰۲	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۲۷
۱۰۳	رونداد کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۳۰
*	چٹھیا گورنمنٹ نسبت مدرسۃ العلوم		
	مسلمانان	سکرٹری گورنمنٹ	۱۳۴

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق باب ۳

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نمبر	نام مضمون	نام مصنف	نمبر صفحہ
۶۴	مقاصد پرچہ تہذیب الاخلاق	سید احمد	۴
۶۵	علوم معقول و منقول	مولوی سید مہدی علی	۶
۶۶	حوتی پڑھے نماز پڑھنی	سید احمد	۷
۶۷	نومی عرب	مولوی سید مہدی علی	۷
۶۸	تعلیم و تربیت	سید احمد	۱۰
۶۹	مجتہد	سید احمد	۱۰
۷۰	کاعلی	سید احمد	۱۱
۷۱	پرنسپل کیمبرج	سید مصدقہ	۱۲
۷۲	شکرہ مصطفیٰ ولید	سید احمد	۱۶
۷۳	حواہ حوا حسین ہیکو مدنی		
	و کرستان لکھا تھا	مولوی سید مہدی علی	۱۸
۷۴	تصنیف العاد علوم	مولوی سید مہدی علی	۲۱
۷۵	طریقہ ذوال طعام	سید احمد	۲۲
۷۶	علم تفسیر	مولوی سید مہدی علی	۲۶
۷۸	آدم کی سرگندھ	سید احمد	۳۰
۷۸	ہندوستان کی تعلیم	منشی مصطفیٰ یار خان	۳۵
۷۹	طریقہ تعلیم مسلمانان	سید احمد	۵۰
۸۰	حواہ استغنا نسبت قرآن اور ہونے		
	روایات احادیث کے بالمعنی	مولوی سید مہدی علی	۶۰
۸۱	استغنا بہ حواہ نسبت بعض اقوال		
	علماء متقدمین	مولوی سید مہدی علی	۷۶
۸۲	خط بنام مولوی سید مہدی علی		
	نسبت وحدانہ خارجی شیطان	سید احمد	۷۸
۸۳	رونداد کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم		
	مسلمانان منعقدہ ۱۲ مئی سنہ		
	۱۸۷۲ ع	سید احمد	۷۹
۸۴	خواجہ کمیٹی مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۸۱
۸۵	قدیر و امید	مولوی سید مہدی علی	۸۶

اشتہار

معاوضہ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جر اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آرہے اُن سے صرف مجھ کو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہنچے گا۔ لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جر مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کرنا چاہینگے تو ہم بھی خوشی اور شکریہ داری سے معاوضہ کو منظور کرینگے *

واقف

سید احمد

منیجر اور مدیر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معزم قریب آیا ہی اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہی اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہی کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق ہمارے سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحمت فرمادیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آچاریگا اُن کے نام پر یکم معزم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ ہوگا *

واقف

سید احمد

از بنارس

نمبر	قام مضمون	قام مصنف	نمبر صفحہ
۱۰۵	ایکھ ۱۱ سنہ ۱۸۶۰ ع متعلق		
۱۰۶	رجسٹری کمیٹی	کرنل قانونی	۱۲۵
۱۰۷	خط متعلق قصہ آدم و حورہ خارجی		
۱۰۸	ہیضاتی	مولوی عبیداللہ	۱۲۰
۱۰۹	مذکورہ نسبت طعام اہل کتاب	مراری سید مہدیعلی	۱۲۳
۱۱۰	اجماع	مراری سید مہدیعلی	۱۲۸
۱۱۱	آرٹیکل نسبت مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۵۱
۱۱۲	انڈین آرزور اور مسلمان	سید احمد	۱۵۶
۱۱۳	رؤنڈاد کمیٹی مدرسۃ العلوم	سید احمد	۱۵۷
۱۱۴	* رجورٹ نسبت مقام مدرسۃ العلوم		
۱۱۵	مسلمانان	سید احمد	۱۵۹
۱۱۶	فہرست چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان	سید احمد	۱۶۳
۱۱۷	سمجھہ یعنی تمیز جس سے بولائی		
۱۱۸	پرائی میں امتواز کیا جاتا ہی	اے قی سید احمد	۱۶۸
۱۱۹	عام صحبت	منشی مشتاق حسین	۱۶۹
۱۲۰	تعلیم	اے قی سید احمد	۱۷۳
۱۲۱	وحشیانہ نیکی	اے قی سید احمد	۱۷۶
۱۲۲	اسید	اے قی سید احمد	۱۷۷
۱۲۳	اخلاق	اے قی سید احمد	۱۷۸
۱۲۴	دیا	اے قی سید احمد	۱۸۰
۱۲۵	مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ اسبج سید معزم پر وقت جلسہ	اخبار پرنٹر	۱۸۳
۱۲۶	خط بنام مراری سید مہدیعلی نسبت		
۱۲۷	طیور، مختلفہ اہل کتاب	سید احمد	۱۹۰
۱۲۸	ہندوؤں میں ترائی تہذیب	سید احمد	۱۹۲
۱۲۹	مذائق	سید احمد	۱۹۳
۱۳۰	خرشامد	ایس۔ قی سید احمد	۱۹۵
۱۳۱	خط شکریہ	استبداللہ	۱۹۳
۱۳۲	* تصدیقہ منجیہ	مراری عبدالودود	۱۹۳
۱۳۳	پرچہ تہذیب الاخلاق	سید غلام حیدر	ایضا
۱۳۴	تہذیب	خواجہ محمد یوسف	۱۹۸
۱۳۵	ہر وقت کی مصلحت	عبداللہ اسماعیل	۲۰۰

حساب جمع خرچ پوچہ تہذیب الاخلاق بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری *

سید احمد خان بہادر سی
ایس آئی جی سہل کار کورٹ بنارس
آمدنی سالانہ از خربداران اخبار

پادری ایم لے شیرنگ صاحب
ایم لے بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
خواجہ احمد حسنی صاحب انسپکٹر
پولس شاہجہانپور ابتدای ۱۶ ذیقعدہ
سنہ ۱۲۸۸ لغایت آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مولوی فدا علی صاحب اڈ مقام
میرٹھہ بابت سنہ ۱۲۸۹
شیخ فخرالدین احمد صاحب
ہیڈ ماسٹر ضلع اسکول نرسنگپور
بابت سنہ ۱۲۸۹
مولوی عبید اللہ صاحب پروفیسر
عربی و انگریزی ہوگلی کالج بابت
سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مولوی علی بخش خان صاحب
بہادر سب آرڈینٹ جج گورکھپور
ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت
آخر سنہ ۱۲۸۹ ہجری
محمد معصوم خان صاحب منصرم
عدالت ججی گورکھپور ابتدای شوال
سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ہجری
صدر حسین خان صاحب ناظر
عدالت دیوانی گورکھپور ابتدای
شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹
ہجری

باقیات سابق تعویذ منیجر ..
آمدنی زر چندہ از ممبران *

مولوی محمد سمیع اللہ خان
صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد
مولوی سید زین العابدین صاحب
صدر امین بلند شہر ..
منشی الہی بخش صاحب سب
اسسٹنٹ انجینیر بہادر نہر گنگ
میر سید ظہور حسین صاحب
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ..
مرزا عابد علی بیگ صاحب
منصف ہائوس ضلع علیگڑہ ..
حافظ احمد حسنی صاحب رئیس
بدایوں مقیم لندن سفیر نواب صاحب
سابق والی گولک ..
قاضی شہاب الدین صاحب وزیر
مہاراجہ کچھہ بالفلل وارد زنجبار
سید محمد احمد خان صاحب
اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوندہ متعلق
اودہ ...
میر تراب علی صاحب تپتی
کلکٹر میں پوری ..
مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب
رئیس بنارس وکیل عدالت ..
مولوی سید مہدی علی صاحب
رئیس اتارہ تپتی کلکٹر بہادر مرزاپور
مولوی محمد یوسف صاحب
رئیس علیگڑہ وکیل عدالت و انریری
مچسٹریٹ ..

صم	جناب بچي آرڊيٽ صاحب بهادر مہتمم ہندوہست اعظم گڈہ بابت سہ ماہي سنہ ۱۲۸۹ هجري ...
لاح	شيخ الطاف حسين صاحب از لکھنؤ بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري ...
لاح	ہز هينس مہاراجہ رچہ نگرم از ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	سيد عزت حسين صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	محمد حسين خان صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ ..
لاح	قاضي محمد جمال الدين صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنہ ۱۲۸۹
لاح	منشي چني لال صاحب وکیل عدالت بلند شهر ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	سيد امداد حسين صاحب مختار عام منشي گوپال داي صاحب بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	مولوي عبدالحي صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	سيد عنايت علي صاحب مقرر منشي چني لال صاحب وکیل بلند شهر بابت سنہ ۱۲۸۹
لاح	لالہ سدها شنکر صاحب وکیل عدالت بلند شهر بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	سيد عنايت علي صاحب نايب بخشي سرکار پتپالہ بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	حافظ محمد حسين صاحب از اجپور از ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري ..
لاح	بابو کاشي ناتھ بسواس بهادر سب آرڊينٽ جج الہ آباد بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	مولوي منيرالدين صاحب مدقف چونپور ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	راجہ جيکشن داس بهادر سي ايس آئي ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري ..
لاح	سيد مير بادشاہ صاحب منصف کانپور ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري ..
لاح	ڊاڪٽر محمد شايق خان صاحب سب اسسٽنٽ سرجن گورکھپور ابتدای شوال سنہ ۱۲۸۷ لغایت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	منشي بنيراد علي صاحب منصرم عدالت صدر امپني گورکھپور بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	منشي غلام حسين صاحب صوبہ دار وجہت ۲۸ بابت سہ ماہي سنہ ۱۲۸۷ و سالتنام سنہ ۱۲۸۹ هجري ...
صم	شيخ دعايت حسين صاحب وکیل عدالت ہر دوئي بابت سنہ ۱۲۸۹ هجري
لاح	مولوي محمد اکرام اللہ خان صاحب اسٽرا اسسٽنٽ کمشنر ہر دوئي دات سنہ ۱۲۸۹ هجري ..
لاح	سکرٽري انجمن علمي دہلي بابت سنہ ۱۲۸۹
لاح	پادري رجب علي صاحب از ابتدای ۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ هجري ..

لازم	هجرى	محمّد سلطان خان صاحب قپتي مستريت نهر گنگ بابت سنه ۱۲۸۹
لازم	سيد عطاءالله صاحب از ناگپور بابت سنه ۱۲۸۹
لازم	نواب محمد علي خان صاحب رئيس جهانگیر آباد بابت سنه ۱۲۸۹
لازم	شيخ عبدالقادر صاحب انسپکتر پولس پونا بابت سنه ۱۲۸۹
لازم	محمد رکن الدين احمد صاحب قپتي انسپکتر مدارس ضلع گورکھپور ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹
لازم	منشي سيد ابراهيم صاحب حسيني بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	منشي فضل حسين صاحب سرشته دار کانکري ضلع بستي بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
صم	منشي درگا پرشاد صاحب مترجم عدالت بنارس ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۸ هجرى
لازم	راجه شمهو فراین سنگه بهادر راجه بنارس از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	مولوي سيد فضل الرحمن صاحب رئيس پتنه ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	قهار گر پرشاد سنگه صاحب بهادر رئيس بیسوان ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	مولوي فخرالدين خان صاحب قپتي انسپکتر مدارس بدایون
لازم	بابت قیمت هرچه های متفرق
۱۲۸۳ پائي		

لازم	شيخ محمد قدرت الله صاحب سرداگر مقیم پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	جنابعلي خلیفه سيد محمد حسني صاحب وزیر اعظم ریاست پتياله از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد محمد علي صاحب سرشته دار اجلاس خاص سرپنهور مهاراجه پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	شيخ فخرالدين صاحب سول جج پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد کرامت علي صاحب وکیل سرکار پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پتياله بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	نواب نقي علي خان صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	شيخ ولایت علي صاحب رئیس کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد عبدالعکیم صاحب وکیل عدالت کانپور بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد محمد صاحب رئیس قصبه سرای کهتا از ابتدای شوال سنه ۱۲۸۷ لغایت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد وزیر حیدر صاحب بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	سيد علاءالدين صاحب تحصیلدار وگلام بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	منشي ارده بهاري لال صاحب پیشکار کانکري بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى
لازم	منشي راده کش صاحب پیشکار بنارس بابت سنه ۱۲۸۹ هجرى

پیشگی جو خریداروں سے وصول ہوا
بابت سال آئندہ

مولوی سید علاء الدین صاحب	
تحصیلدار وٹلام از ابتدای محرم	
سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰	۸
منشی محمد سلطان خان صاحب	
ڈپٹی مجسٹریٹ نہر گنگ از ابتدای	
محرم سنہ ۱۲۹۰ لغایت ۱۵ صفر	
سنہ ۱۲۹۰	۸
سید عطاء اللہ خان صاحب	
از ناگپور ابتدای محرم سنہ ۱۲۹۰	
لغایت ۱۵ صفر سنہ ۱۲۹۰ ..	۸
تھاگو گریپر شاد سنگہ صاحب بہادر	
وٹیس بیسواں بابت سنہ ۱۲۹۰ ..	لحم
حکیم محمد امجد علی خان	
صاحب تحصیلدار متھرا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لحم
مولوی سید فضل الرحمن صاحب	
وٹیس پٹنہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ رسہ ماہی اول سنہ ۱۲۹۱	صم
منشی الہی بخش صاحب	
اسسٹنٹ انجینیر نہر گنگ بابت	
سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لحم
منشی غلام مرتضیٰ خان صاحب	
وکیل منصفی فتح آباد ضلع آگرہ	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ..	لحم
سید عنایت علی صاحب نایب	
بخشی سرکار پٹیالہ بابت سال تمام	
سنہ ۱۲۹۰ ..	لحم
شیخ قدرت اللہ صاحب سوداگر	
پٹیالہ بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لحم
بابو مادھو داس مدہ سودن داس	
وٹیس بنارس بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰	لحم
لالہ انندی سہای صاحب	
تعلقہ دار فتح پور شہسوا بابت سال	
تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لحم

شیخ عبدالقادر صاحب اسپکٹر	
پولس پونا بابت سہ ماہی اول	
سنہ ۱۲۹۰ ...	صم
مولوی علی بخش خان صاحب	
سیار ڈپنٹ جج بہادر گورکھپور	
بابت سال تمام سنہ ۱۲۹۰ ...	لحم
مولوی فخر الدین خان صاحب	
ڈپٹی اسپکٹر مدارس بدایوں بابت	
سنہ ۱۲۹۰	لحم
میزان کل	
۱۲/۹ پائی	

اخراجات بابت سنہ ۱۲۸۹ ہجری

خرید کاغذ از کلکتہ و لندن معہ	
اخراجات	۱۱
آجرت چھپائی اخبار لغایت ۱۵	
ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ..	صم
آجرت چھاپہ حساب و تجویز	
طریقہ تعلیم مدرستہ العلوم مسلمانان	
جو میڈیکل ہال پریس بنارس	
میں چھپا	صم
محصول خطوط و تقسیم پرچہ	
تہذیب الاخلاق معہ محصول آمدورفت	
صندوقہای پرچہ مذکور از علیحدہ	
و بنارس	۱۲/۹ پائی
بابت اخراجات ہندوؤں ...	۲
در عدد الماری واسطے رکھنے	
تہذیب الاخلاق	صم
در صندوق واسطے آمد و رفت	
اخبار کی از علیحدہ تا بنارس ..	۱۱
تختہ معرور بابت سال	
سنہ ۱۲۸۹ ہجری ...	صم
سایر خرچ	۸
میزان کل	
۹/۱ پائی	
باقی بندوبست منیجر لغایت	
آخر ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ...	۱۱/۹ پائی

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱]

یکم محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اس قرتی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستجو روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت اس پرچہ کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے و قرتی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساآئہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * ایہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ عامے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہوگا * اگر کوئی شخص قرتی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو فی پرچہ آئے مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اس کے تقسیم کا بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۲

تہذیب الاخلاق

ہمارے اس پرچہ نے عمر سرا برس کی ہوئی اور تریستہ مضمون اس میں چھپی اب ہم کو سوچنا چاہیئے کہ ہم کو اس سے کومی تہذیب اور قومی ترقی حاصل کرنے کی کیا توقع ہے *

انسان ایک ایسی ہستی ہے کہ آئندہ کی خبر اس کو نہیں ہوسکتی مگر گذشتہ زمانہ کے تجربہ سے آئندہ زمانہ کی امیدوں کو خیال کرسکتا ہے پس ہم کو اس پرچہ کی جانب آئندہ زمانہ کی پیشین گوئی کرنے کے لئے پچھلے حالات اور واقعات پر نظر کرنی چاہیئے *

جب ہم کچھ اُپر پچھلے قیرۂ سرا برس کی دنیا پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ لندن میں بھی وہ زمانہ ایسا ہی تھا جیسا کہ اب ہندوستان میں ہے اور وہاں بھی اُس زمانہ میں اسی قسم کے پرچے جاری ہوئے تھے جن کے سبب قوم چیزوں میں تہذیب و شایستگی پیدا ہوئی تھی پس اول ہم اُن پرچوں کا کچھ حال بیان کرتے ہیں اور پھر اس پرچہ تہذیب الاخلاق کو اُن سے مقابلہ کریں گے اور پھر آئندہ کی حالت ہندوستان کا اُس پر قیاس کرکے اپنی قومی ترقی کی نسبت پیشین گوئی کریں گے *

جب کہ یورپ میں باہمی ملکی لڑائیوں کا زمانہ تھا تو بہت سے بڑے شہروں میں اخبار کا چھپنا اور پھیلنا شروع ہو گیا تھا اور خاص لندن میں بھی اخبار چھپنے لگا تھا مگر اپنی قوم کی روز مرہ کی زندگی اور اُن کے مزاج اور عادت اور خصلت پر نکتہ چینی کرنے اور اُس میں سے برائیوں کے نکالنے اور عمدہ اور نیک خصلتوں کو ترقی دینے کا کسی کو کسی ملک میں خیال نہ تھا ہاں البتہ فرنیچ لوگوں نے اس پر کچھ خیال کیا تھا اور سولہویں صدی میں مانٹین صاحب نے جو ایک مشہور فرنیچ عالم تھے خصلت و عادت پر کچھ مضمون چھپوائے تھے اُس کے بعد لایبرے صاحب نے جو ایک فرنیچ عالم تھے ایک کتاب چھاپی تھی جس میں چودہویں لوٹی بادشاہ فرانس کے دربار کی بناوٹوں کو نہایت سلیقہ کی طعنہ ظنی سے بیان کیا تھا لیکن کسی شخص کو یہ خیال نہ آیا تھا کہ کونسی ایسا پرچہ یا رسالہ نکالے جو جلد جلد ایک مناسب میعاد پر چھپا کرے اور قومی برائیوں کو جتایا کرے اور لوگوں کو قومی بھلائی کی ترقی پر رغبت دلاتا رہے مگر خدا نے یہ کام لندن کے پیغمبروں اور سولیزیشن کے دیوتاؤں سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن کی قسمت میں لکھا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے سنہ ۱۷۰۹ء میں ایک پرچہ نکالا جس کا نام ٹیٹلو تھا اس کے اصلی ایڈیٹر تو اسٹیل صاحب تھے مگر اڈیسن صاحب بھی کبھی کبھی مدد دیتے تھے یہہ پرچہ ہفتہ میں تین دفعہ چھپتا تھا یہہ پرچہ اس کا بارہویں اپریل سنہ ۱۷۰۹ء کو نکلا تھا *

سرچرچہ اسٹیل صاحب نے خود کہا ہے کہ اُن کی غرض اس پرچہ کے نکالنے سے یہہ تھی کہ انسان کی زندگی جو جھوٹی بناوٹوں سے عیب دار ہوتی ہے اُسے بے عیب کریں اور سکارتی اور جھوٹے شیخی کو مٹاویں اور بناوٹی ہرشاک کو اُتاریں اور اپنی قوم کی پوشاک اور گفتگو اور برتاؤ میں عام سادہ پن پیدا کریں *

اس پرچہ کے صرف دو سو اہتر نمبر چھپی چنانچہ اخیر پرچہ اسکا دوسری جنوری سنہ ۱۷۱۱ء کو چھپا اور پھر بند ہو گیا *

اس کے بعد سرچرچہ اسٹیل اور مسٹر اڈیسن صاحب نے ملکہ ایک اُڑ پرچہ نکالا اور اُس کا نام ”اسپیکٹیٹر“ رکھا یہہ پرچہ ہر روز چھپتا تھا اور وہی دونوں صاحب اخیر تک اُس میں مضمون لکھتے کرتے تھے یہہ پرچہ اسکا یکم مارچ سنہ ۱۷۱۱ء کو چھپا تو صرف تین سو پینتیس نمبر اس کے چھپی تھے *

یہہ پرچہ اپنے زمانہ میں بے نظیر تھا اور صرف ٹیٹلو ہی اس نے نہیں بہہ دیا تھا بلکہ اُس زمانہ میں جس قدر کتابیں اسم قسم کی تہذیب دہوئی تھیں اُن سب پر مضامین لکھتا تھا ۔۔۔ عمدہ اخلاق و ادب اس میں لکھے جاتے تھے خریدش و ائرب کے سارے سارے کرنے کے عمدہ قاعدے اُس میں بیون ہوتے تھے اس وقت کا انسان اپنی اُس موت کو جس کا نام شوق ہے اس طرح دیکھتا رہا اور سوچ بچار کو اس وقت میں صرف کرے نہایت عمدگی سے ہوتا تھا اور ہر ایک مضمون نہایت خوبصورت اور برباری اور عمدہ و ذہب مذاق سے بھرا ہوتا تھا *

یہہ پرچہ اس لئے بھی بے انتہا تعریف کا مستحق ہے اس نے طرز تعمیر لوگوں کو سکھائی اور لوگوں کی گفتگو کو جو بد کلمات اور بد معارفات اور ناپاک قسموں سے خراب ہو رہی تھی درست کر دیا *

ہر روز صبح کو یہہ پرچہ نکلا کرتا تھا اور حاضرین کھانے وقت تک لوگوں کے پاس آجاتا تھا اور حاضرین ہی کی میز پر لے اُس کو پڑھا کرتے تھے سنہ ۱۷۱۳ء میں اس کا چھپنا بند ہو گیا *

اُس کے بعد سرچرچہ اسٹیل نے مسٹر اڈیسن صاحب کی مدد سے ایک اور پرچہ نکالا جس کا نام گارڈین تھا یہہ پرچہ

اتنا ہی کہلاتا چاہتا ہوں کہ میں نے فلسفہ کو مدرسوں اور مکتبوں کے کتب خانوں کی کونہوں میں سے نکالا اور جلسوں اور چار و چہرہ پینے کی مجلسوں تک میں پھیلا دیا اور ہر ایک دل میں پسایا *
اسٹیل اور اڈیسن کی ایسی عمدہ تحریریں ہوتی تھیں کہ ان کا اثر صرف مجلسوں کی تہذیب و زبان و گفتار کی شایستگی ہی پر نہیں ہوتا تھا بلکہ اُس زمانہ کے مصنفوں پر بھی اُس کا نہایت عمدہ اثر ہوا تھا *

ڈاکٹر دریک صاحب کا قول ہے کہ عام لوگوں کو علم ادب کا شوق اُس وقت سے ہوا جب سے کہ ٹیٹلر چھپتا شروع ہوا اور اسپیکٹیر اور کارڈین نے اس شوق کو اور زیادہ بھڑکا دیا — ان پرچوں کی تاثیر صرف لکھنے در لکھنے کے لیئے نہ تھی بلکہ انگلستان میں ہر فرقہ کے لوگوں میں نہایت مقبولی سے پھیل گئی تھی — ان پرچوں سے علم کو جو فائدہ ہوا وہ ہمیشہ یاد رکھنا — ان پرچوں نے اول اول نہایت غرض اسلوب سے گذشتہ و حال کے زمانہ کے عمدہ اور لائق مصنفوں کو بتلایا اور اُن کی غریبوں کی قدر کرنے کا شوق دلایا مشہور ہے کہ ملٹن صاحب کی پارلیمنٹ لاسٹ کا جو نہایت عمدہ اور بے نظیر کتاب ہے انہی پرچوں کی بدولت فروغ ہوا — ان پرچوں کے مذاق تحریر اور خیالات کے رنگ ڈھنگ نے بڑی تحریروں کے اسباب کو بتا دیا اور چھوٹی عبارت لرائی اور لغو انشا پردازی کو جو کسبیوں کے ہنڈ سنگار کی مانند تھی اور رائقوں کے سے طعنے مہنے یا لڑکتوں کی سی کالم گلچ کو تحریروں میں سے بالکل دور کر دیا — اچھی و بری تحریروں میں تمیز کرنا اور سنجیدہ اور متین نکتہ چینی اور اور تحقیقات کا شوق پیدا کیا ذہانت اور متانت دونوں کو ترقی دی اور تحریر میں مناسبت اور تہذیب کا خیال لوگوں کے دل میں بٹھا دیا ان باتوں سے ان پرچوں کے پڑھنے والے لائق اور عالم مصنفوں کی تصنیفوں سے حظ اُٹھانے لگے اور تمیز کے ساتھ اُن کی قدر کرنے لگے *

اڈیسن صاحب کی تحریروں سے بالخصوص طرز عبارت بہ نسبت سابق کے بہت زیادہ صاف و سستہ و سلیس نہایت دلچسپ ہو گئی اور حقیقت اڈیسن صاحب کی تحریر سے انگریزی زبان کے عام انشاء میں ایک انقلاب عظیم واقع ہو گیا — بارجور دیکھ زمانہ حال میں تحریروں کے عیب و ہنر کو لوگ خوب جانچتے ہیں اُس پر بھی اڈیسن صاحب کی تحریر پر بھڑے تعریف کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے *
مگر ان باتوں کے اسپیکٹیر کے پرچوں میں انسان کے خیالات کے مضرع اور اُن خیالات سے جو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں اُنکی تفریق نہایت خوبی اور غرض اسلوب سے بتلائی گئی اور اُس سے نتیجہ یہ ہوا کہ شاعروں کے خیالات اور اُن کے اشعاروں کی خیال بندی

ہر روز چھپتا تھا اور صرف ایک سو پچھتر نمبر اس کے نکلے تھے کہ بند ہو گیا *

اس کے بعد اتھارویں صدی میں بہت سے پرچے اسی مقصد سے نکلے مگر اُن میں سے راسل اور ادونچرز اور ایڈمز اور ولک اور مور اور لونچر نے کچھ شہرت پائی اور اُن کے سرا اور کسیکو کچھ فروغ ہوا *

ان پرچوں کے جاری ہونے سے انگریزوں کے اخلاق اور عادات اور دینداری کو نہایت فائدہ پہنچا اور ہر ایک کے دل پر اُن کا اثر ہوا جس زمانہ میں کہ پہلے پہل ٹیٹلر نکلے ہی انگلستان کے لوگوں کی جہالت اور بد اخلاقی اور ناشایستگی نفرت کے قابل تھی وضع دار لوگ کیا مرد و کیا عورت تحصیل علم سے نفرت رکھتے تھے اور علم پڑھنے کو خود فروشی و ہاد فروشی کہتے تھے اور کمینوں کا کام سمجھتے تھے علم جو اب عام لوگوں میں پھیلا ہوا ہے شاذ و نادر کہیں کہیں پایا جاتا تھا علم کا دعویٰ تو ہر کنار جہالت کی حرم بھی کسیکو نہ تھی عورت کا پڑھا لکھا ہونا اُس کی بدنامی کا باعث ہوتا تھا اشرافوں کے جلسوں میں اُمورات سلطنت کی باتیں ہوتی تھیں اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی بدگوئی کیا کرتی تھیں قسموں پر قسمیں بھانا اور خلاف تہذیب کے باتیں کرنا گویا ایک بڑی وضع داری گئی جاتی تھی قمار بازی اور شراب خواری اور خانہ جنگی کی کچھ حد نہ تھی چارلس دوم کے عہد میں جو خرابیاں تھیں وہ شریف شریف اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی گویا عادت ہو گئی تھی — عیالوں اور ریچھوں کو کتوں سے پھڑانا لوگوں کو اتمام دیکر لڑانا اور خود ایسے تماخوں کو دیکھ کر غرض ہونا گویا ہر ایک امیر کے شوق کی بات تھی *

ان تمام خرابیوں کی درستگی میں اسٹیل اور اڈیسن نہایت ہی سرگرم تھے اور جس سرگرمی سے وہ اُس میں مصروف ہوئے ویسی ہی کامیابی بھی اُس میں اُن کو ہوئی *

اسپیکٹیر میں ایک دفعہ لکھا تھا کہ ”میں اخلاق میں خرابی طبعی کی جاں ڈالونگا اور خراب طبعی کو اخلاق سے ملاؤنگا تاکہ جہاں تک ممکن ہو اُس کے پڑھنے والے دونوں باتوں میں نصیحت پادری اور تارتیکہ لوگ ان تمام خرابیوں سے جتن میں اُس زمانہ کے لوگ پڑے ہیں سنبھل نہ جاویں ہر روز اُن کو نصیحت کی باتیں یاد دلاتا رہونگا کیونکہ جو دل ایک دن بھی بیکار ہوتا ہے اُس میں بے شمار عیب چڑ پکڑ جاتے ہیں جسکے ریشے بہت ہی مشکل سے دور ہوتے ہیں — عموماً کی نسبت ایسا کہا گیا ہے کہ اُس نے فلسفہ کو آسمان سے اترایا اور انسانوں میں پسایا مگر میں اپنی نسبت صرف

کے پڑنے سے مرکز تیز نہیں ہو سکتی کہ حقیقت میں اس خط کا لکھنے والا ایسا ہی ہمارا دوست ہی جیسا کہ اس میں لکھا ہی یا یہ صرف معمولی مضمون ہی جسکے لکھنے کا عموماً رواج پڑ گیا ہی پس ایسی طرز تحریر نے تحریر کا اثر ہمارے دلوں سے نکال دیا ہی اور ہمکر جھوٹی اور پناوتی تحریر کا عادی کر دیا ہی *

نہ شاعری جیسا ہمارے زمانہ میں خراب اور ناقص ہی اس سے زیادہ کوئی چیز بڑی نہ ہوگی مضمون تو بجز عاشقانہ کے اور کچھ نہیں ہی وہ بھی نیک جذبات انسانی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اُن بد جذبات کی طرف اشارہ کرتا ہی جو ضد حقیقی تہذیب و اخلاق کے ہیں *

خیال ہندی کا طریقہ اور تشبیہ و استعارہ کا قاعدہ ایسا خراب و ناقص پڑ گیا ہی جس سے ایک تعجب تو طبیعت پر آتا ہی مگر اسکا اثر مطلق دلیلیں یا خصائص میں یا اس انسانی جذبہ میں جس سے وہ متعلق ہی کچھ بھی نہیں ہوتا شاعروں کو یہ خیال ہی نہیں ہی کہ فطرتی جذبات اور اُنکی تحریر تحریر اور اُنکی چھاپی حاشیہ کسی پیرایہ یا کفایت و اشارہ یا تشبیہ و استعارہ میں بیان کرتا کیا کچھ دل پر اثر کرتا ہی مثنوی کی پاریذیرا حاشیہ کچھ چہر نہیں ہی بجز اس کے کہ انسان کی طبیعت کی حالت اس آئینہ میں جھکا ہو ہر ہر شعر دل میں گھر کرتا ہوتا ہی شاعروں میں کچھ نہیں ہی بجز اس کے کہ اُس نے انسان کا نیکر یعنی قدرتی بناوٹ طبیعت کو بیان کیا ہی جو نہایت موثر انسان کی طبیعت پر ہی *

علم دین تو وہ خراب ہوا ہی جیسا خراب ہوئے کا حق ہی اُس معصوم سبیلے سادے سچے اور نیک طبیعت والے ہندوؤں نے جو خدا تعالیٰ کے احکام بہت سداوت و صفائی دے گئے تھے اس سے پہلے ان پر پرا پرا تہذیب عرب کی قوم کو پہنچائے تھے اُس میں وہ نکتہ چنبیاں پارکیاں گوسپتی گنیں اور وہ مسائل فلسفہ اور دلائل منطقیہ ملائی گئیں کہ اُس میں اُس صفائی اور سداوت اور سادگی کا مطلق اثر نہیں رہا بجز بڑی لوگوں کو اصلی احکام و جو قرآن و معتمد معتمد حدیثوں میں تھے چھوڑنا پڑا اور زید و عمر کے بیٹے ہوئے اصول کی پیروی نہ رہی پڑی *

علم مجلس اور اخلاق اور پڑ و درستگی کا ایک ایسے طریقہ پڑ گیا ہی جو نفاق سے بھی بدتر ہی اخلاق صرف منہ پر میٹھی میٹھی باتیں بناتی اور اوپر تباہ جتانے کا نام ہی آپس میں دو شخص ایسی محبت اور دل سرزی کی باتیں کرتے ہیں کہ دیکھنے سننے والے اُن دونوں کو یک مغز و دو پورس سمجھتے ہیں مگر جب اُنکے دل کو دیکھو تو یک پورس و دو مغز سے زیادہ بے میل نہیں صرف مکاری اور مہرداری کا نام اخلاق دے گیا ہی اور بے ایمانی اور دغا بازی کا نام ہوشیاری *

نہایت مدد اور دوست ہو گئی اور بے سود مضمون اہمار میں سے خارج ہو گئے اور اُن کی جگہ پر تاثیر مضمونوں نے جگہ پائی ہر ایک کو لائق اور قابل مصنفوں کی تحریروں کے جانچنے اور اُن کی قدر کرنے اور اُن سے مزا اُٹھانے کی لیاقت پیدا ہو گئی اور رفتہ رفتہ تمام قوم عالم اور محقق کے لقب کی مستحق تہر گئی اسپیکٹیر کے پڑنے والوں کو علم انشاء کی وہ خوبی جو اقیس کے ذہن میں تھی معلوم ہوئی سب لوگ اُس کی تحریر کے لطاف و صفائی کی تعریف کرنے لگے اور سب لوگوں کو ایسے شخصوں کی تحریروں کے جانچنے کی جو علم انشاء میں ناموری کے خواہاں ہوتے تھے لیاقت حاصل ہو گئی *

ان پوچوں سے صرف علم ادب اور علم انشاء ہی میں ترقی نہیں ہوئی بلکہ اخلاق اور عادت اور خصلت کو بھی بہت کچھ ترقی ہوئی نیکی کے پڑاؤ میں جو خود انسان کی اپنی ذات سے اور اپنے عریض اور اقبا دوست آشنا یگانہ و بیگانہ سے علاقہ رکھتی ہی نہایت اعلیٰ درجہ کی تہذیب حاصل ہوئی اور خود تہذیب و شایستگی کو ایسی مدد حاصل ہوئی جس کی آج تک کوئی نظیر نہیں ملتی اُمورات کی بھٹ و مباحثہ میں جو تیزی اور سداوت اور دشمنی پیدا کرتی تھی وہ تھوڑے سے عرصہ میں نہایت کم ہو گئی اور جو لیاقت وہ صرف بھٹ و مباحثہ میں صرف ہوتی تھی وہ ذرخوار پانی کی مانند خوبصورت نہروں میں بہنے لگی جنہوں نے اخلاق اور علم و ادب کو سیراب کر کے لوگوں کے دلوں کے پرے اور خراب جوش کو پاک و صاف کر دیا *

ہندوستان میں ہماری قوم کا حال اُس زمانہ سے بھی زیادہ بدتر ہی اگر ہماری قوم میں صرف جہالت ہی ہوتی تو چندان مسئلہ نہ تھی مشکل تر یہ ہی کہ قوم کی قوم جہل مرکب میں مبتلا ہی علوم جنکا رواج ہماری قوم میں تھا یا ہی اور جسکے تکبر اور غرور سے ہر ایک پھولا ہوا ہی دین و دنیا دونوں میں پکار آمد نہیں تھا اور بے اصل باتوں کی پیروی کرنا اور بے اصل اور اپنے آپ پیدا نہ کئے ہوئے خیالات کو امور واقعی اور حقیقی سمجھ لینا اور پھر اُنپر فرضی بحثیں پڑھاتے جانا اور دوسری بات کو گو وہ کیسی ہی سم اور و ثقی کیوں تہر ثماننا لفظی بحثوں پر علم و عقل کا دار مدار ہونا اُنکا نتیجہ ہی *

علم ادب و انشاء کی خوبی صرف لفظوں کے جمع کرنے اور ہمرزن اور تر التلفظ کلاموں کے تک ملانے اور دور از کار خیالات بیان کرنے اور سادہ آمیز باتوں کے لکھنے پر منحصر ہی یہاں تک کہ درستانہ خط و کتابت اور چھوٹے چھوٹے روز مد کے رقعوں میں بھی یہ سب برائیاں بھری ہوئی ہیں کوئی خط یا رقمہ ایسا نہ ہوگا جیسے چھوٹ اور وہ بات جو حقیقت میں دلیلیں نہیں ہی مندرج نہر خطوط رسمیت

نوراً جواب ملیگا کہ مذہباً ثواب ہی اور جس بات کو کہو کہ سیکھو اُس وقت کوئی پرلیگا کہ مذہباً منع ہی پس ہم مجبور ہیں کہ تہذیب و شایستگی اور حسن معاشرت سکھانے میں ہمکو مذہبی بصک کرنی پڑتی ہی *

مذہبی بصک کا ایک عجیب سلسلہ ہی کہ ایک چھوٹی سی بات پر بصک کرنے سے بڑے بڑے مسائل اور اصول مذہب بصک میں آجاتے ہیں اور اس لیے لاجار کبھی ہمکو فقہ سے بصک کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول فقہ سے اور کبھی حدیث سے بصک کرنی ہوتی ہی اور کبھی اصول حدیث سے اور کبھی تفسیر سے بصک کرنی پڑتی ہی اور کبھی اصول تفسیر سے پس ہندوستان میں صرف اسٹیل اور اڈیسن ہی کی ضرورت نہیں ہی بلکہ مقدس لوگوں کی بھی بہت بڑی حاجت ہی * اسٹیل اور اڈیسن کی خوش قسمتی تھی کہ اُنکے زمانہ کے لوگ اُنکی تصریروں کو پڑھتے تھے اور قدر کرتے تھے اور ہماری یہ بد نصیبی ہی کہ ہماری تصریروں کو مذہب کے برخلاف کہا جاتا ہی اور اُنکا پڑھنا باعث مذاب سمجھا جاتا ہی اسٹیل اور اڈیسن اپنے ہر پرچہ کے مشہور ہونے کے بعد واہ واہ کی آواز سننے سے اپنی معصیت و مشقہ فکر و خیال کی کلفت کو دور کرتے ہوئے اور ہم اپنی تصریروں کے مشہور ہونے کے بعد بجز لذت و ملامت سننے کے اور کسی بات کی توقع نہیں رکھتے ہیں اسٹیل و اڈیسن جن لوگوں کی بھلائی کرتے تھے اُن سے بھلا سننے تھے ہم جنکی بھلائی چاہتے ہیں اُن سے برائی پاتے ہیں جن کے حق میں بھلا کہتے ہیں اُن سے برا سننے ہیں اسٹیل اور اڈیسن کو ہزاروں دل اپنی طرف کھینچے کچھ مشکل نہ تھے اور ہمکو ایک دل بھی اپنی طرف کرنا نہایت مشکل ہی اسٹیل اور اڈیسن کو بنے بنائے دل اپنی طرف جھکانے تھے ہمکو یہ مشکل ہی کہ دل بھی ہم ہی کر پانا ہی اور ہم ہی کر اُس کا جھکانا ہی *

لوگ ہمارے اُن خیالات کو جنوں اور مایکھولیا بتاتے ہیں مگر دیرانہ بکار عرصہ عویشار ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور اسی قلیل زمانہ میں ہم نے کیا کچھ کیا ہی اس لیے ہم آئندہ کی بہتری کی خدا سے توقع رکھتے ہیں اور اچھے دن آنے والوں کی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ اُنکے آنے کا زمانہ ہم نہیں جانتے مگر یقین کرتے ہیں کہ ضرور بے شک آنے والے ہیں *

ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم اس مسکین پرچہ کے ذریعہ سے ہندوستان میں وہ کچھ کرینگے جو اسٹیل اور اڈیسن نے انگلستان میں کیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں تک ہم سے ہو سکتا ہی ہم اپنا فرض پورا کرتے ہیں — اللہ دوسن قال الہمی منی والاقام من اللہ تعالیٰ *

راہ — م

سید احمد

گفتگو پر خیال کرو تو عجب ہی لطف دکھائی دیتا ہی اگرچہ کھڑا لفظ تو نہیں ہوتے مگر ہزاروں اگے مفسرین زبان سے نکلتے ہیں اُنہی مذہب اور معقول رفقہ نیک و دیندار آدمی بھی اپنی گفتگو میں تہذیب و شایستگی کا مطلق خیال نہیں کرتے دوست کی بات کو لچھوت کھدینا دوست کی نسبت جھوٹ کی نسبت کر دینا یہ تو ادنیٰ ادنیٰ روز مرہ کی بات ہی ایک نہایت نیک آدمی اپنے بڑے مقدس دوست کے پیٹے سے عین حالت تپاک اور خروش اخلاقی اور جوش معصیت کی باتوں میں کہہ رہا تھا کہ تمہارے باپ تو جھوٹوں کے بادشاہ ہیں وہ تو دن رات سینکڑوں نہیں ہانک دیتے ہیں اُنکی بات پر کیا اعتبار ہی پس افسوس ہی ہمکو خود اپنے پر کہ ہمارے اپنے دوست ہیں *

اگر اشراف جرنل دوستوں کی مصفل میں جاؤ تو سنو کہ وہ آپس میں کیسی کالم گلوچ اور فحش باتیں ایک دوسرے کی نسبت کرتے ہیں ایک نہایت معزز شریف خاندانی آدمی نے جو صاحب تصانیف ہیں اور اردو کے علم ادب میں مشہور ہیں تیس منٹ مجھ سے رستائے گفتگو کی اور میں نے خوب خیال کرکے گنا کہ اُنکے منہ سے جپتیس لفظ گالیوں کے نکلے جسمیں سے کچھ اپنی نسبت تھیں اور کچھ اُس کتاب اور اُسکے مصنف کی نسبت جسکا ذکر تھا اور کچھ بددھن اودھن بٹھنے والوں اور سننے والوں کی نسبت *

امیروں کا حال دیکھو تو اُنکو دن رات پتھر لڑانے اور مرغ لڑانے اور کبوتر اڑانے اور اسیطرح تمام لغریات میں اپنی زندگی بسر کرنے کے سوا اور کچھ کام و دغدغا نہیں *

نیکی پر متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکو اتنا گھونکتے ہیں کہ بد مزہ ہو جاتی ہی اور جب بدی پر اُترتے ہیں پھر تو شیطان کے بھی کان کترتے ہیں *

غرض کہ جو کچھ کہ اُس زمانہ میں فرنگستان میں تھا وہی کچھ بلکہ اُس سے بھی زیادہ اب ہندوستان میں موجود ہی اور نابالغہ ایک ٹیٹر اور اسپکٹیٹر کی یہاں ضرورت تھی سو خدا کا رزق ہر کی یہ پرچہ اُنہی کے قایم مقام مسلمانوں کے لیے ہندوستان میں جاری ہوا مگر افسوس کہ یہاں کوئی اسٹیل اور اڈیسن نہیں ہی * اسٹیل اور اڈیسن کو اپنے زمانہ میں ایک بات کی بہت آسانی ہو تھی کہ اُنکی تصریر اور اُنکے خیالات جہاں تک کہ تھے تہذیب و شایستگی و حسن معاشرت پر محدود تھے مذہبی مسائل کی چھیڑ کھچھاڑ انہیں کچھ نہیں تھی ہم بھی مذہبی خیالات سے بہت بچتا چاہتے ہیں مگر ہمارے ہاں تمام دھرمیں اور عادتیں مذہب سے کرٹا سی مل گئی ہیں کہ بغیر مذہبی بصک کیئے ایک قدم بھی تہذیب و شایستگی کی راہ میں نہیں چل سکتے جس بات کو کہو کہ چھوڑو

نمبر ۶۵

علوم معقول و منقول

گو اگلے زمانہ میں ایسے لوگ گنتے ہوں جو منقول موجودہ اور معقول قدیم یونانیہ کے جامع ہوئے ہوں اور جامع معقول و منقول کہلاتے ہوں مگر اس زمانہ میں منقول موجودہ اور معقول جدیدہ کا جامع ہونا غیر ممکن ہی اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ اب نئے معقولات پر لحاظ کر کے کسی آدمی کا جامع معقول و منقول ہونا غیر ممکن ہی *

ہماری اس بات پر یقینی لوگ تعجب کریں گے اور اس امر کو نہ مانیں گے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہمارا قول نہایت صحیح اور درست ہی کیونکہ ہماری مذہبی تعلیم آج کل کے علوم و فنون کی تعلیم کے بالکل خلاف ہی اور دونوں میں تناقض کی نسبت ہی جو ہمارے مذہبی عقاید ہیں انہیں آج کل کے تربیت یافتہ ارہام اور خیالات کہتے ہیں اور جو مسائل علوم و فنون جدیدہ کے ہیں انہیں ہمارے عالم ذریعہ الہاد جانتے ہیں پس جب دونوں میں باہم ایسی تقیض اور اختلاف ہی تو ایک دل میں دونوں قسموں کے خیالات کا آنا حقیقت میں تقیض کا جمع ہوجانا ہی فرض کرو کہ ایک طالب علم نے دونوں قسم کی تعلیم شروع کی جب وہ مدرسہ میں گیا اور اُسے جغرافیہ میں پڑھا کہ زمین چلتی ہی اور آفتاب کے گرد گھومتی ہی پھر جب وہ اپنے ملاجی کے پاس آیا انہوں نے پڑھایا کہ زمین گارے کے سینک پر رکھی ہوئی ہی اور گارے مچھلی پر ہی اور سورج زمین کے گرد پھر رہا ہی اور پھر بھی مولیٰ جی نے کہدیا ہی کہ یہ سب عقیدہ دین کا ہی اسکا نمائنا کفر ہی پس سورج کہ وہ طالب علم کیا کریگا ایسی تعلیم سے کچھ فائدہ پاریکا یقیناً وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوجاریگا اور اُسکی عقل جاتی رہیگی اور ضرور دونوں تعلیموں سے ایک کر چھوڑ بیٹھگا *

اگر کوئی خیال کرے کہ بھی امر پرانے معقولات کی تعلیم میں بھی پیش آیا تھا پھر کیونکر ایک ہزار برس تک معقولات کے ساتھ اُسکا سلسلہ جاری رہا اُسکا جواب ہم یہہ دینگے کہ حال کے معقولات کا قیاس پچھلے معقولات پر کرنا حقیقت میں قیاس مع الفارق ہی اور بڑی غلطی اور دھوکہ کی بات ہی دو سبب سے اول یونانیوں کے معقولات کا مدار فرضی اور وهمی دلیلوں پر تھا اور غرض پڑھنے والے کا دل اُسکی حقیقت پر کامل یقین نہ کرتا تھا انثر دلیلیں اُنکی مشدوش اور مجروح تھیں اور اُنپر یہہ مفکرہ بناو فاسد علی القاسد کا صادق تھا اس لیے اُن مسائل عقلی سے جنکی دلائل و براہین مشدوش و مجروح تھیں مسائل شرعی پر کوئی نقصان صریح نہیں پہونچتا تھا اور اُن عقلی مسائل کے جاننے والوں کا دل اپنے مذہبی مسائل سے چور نہیں سکنا تھا بخلاف اُن تحقیقاتوں کے جو آج کل ہوئی ہیں اور اُن مسائل حکمیہ کے جنکی تعلیم اُن دنوں میں ہوتی ہی کہ اُس کے جاننے کے بعد اُن مسائل کی حقیقت سے وہی شخص انکار کرسکتا ہی جو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی کسی چیز سے انکار کرے یونانیوں کی حکمت کے عمدہ مسائل مثل ابطال جزملا پتہجی

اور اثبات ہیلے و صورت اور استعانہ خلاہ اور حرکت فلک علم الاستدراہ اور ابطال غرق و التیام الواحد لایصدمعنه الا الواحد ا کرویۃ اجسام یسیملہ کیا ایسے ہیں جنکے دلائل ایک فرضی و وهمی دلیل سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتے ہوں یا عناصر یسیط اور اسطفسار اربعہ اور کائنات البحر کی تحقیقاتیں اُن کی اس قابل ہیں کہ عقلا دلیل یا تجربہ اور مشاہدہ سے اُس کا کامل ثبوت ہوتا ہو۔ حقیقت میں ایک دلیل بھی اُن کی ایسی قوی اور مضبوط نہیں بخلاف اس زمانہ کی تحقیقاتوں کے کہ کوئی دلیل فرضی اور وهمی نہیں ہو سب چیزوں کا ثبوت مشاہدہ اور تجربہ پر ہی جسکے سمجھنے کے بعد کسی شخص کو اُس کی حقیقت میں شبہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا پس پرانی معقولات کی تعلیم منقولات کے ساتھ کچھ نقصان نہیں پہونچا سکتی تھی اور پڑھنے والے کی طبیعت کو کامل پریشانی نہیں ہوتی بخلاف حال کی معقولات کے کہ اُس کے سمجھنے کے بعد ہر تعلیم اُس کے مخالف ہوگی اُس کو کوئی قبول ہی نہ کریگا *

علاقہ اس کے پرانی معقولات کی تعلیم کا منقولات کے ساتھ جاری رہنے کا ایک دوسرا سبب تھا کہ ہمارے قدیم عالموں نے زور تحقیقات کر کے دونوں میں تطبیق ہی اور جہاں تک ہوسکا ایک دوسرے سے ملادیا یا ایک کی غلطی کو ظاہر کردیا اسیراسطے علم انثم کتابیں یونانی مسائلوں سے بھری ہوئی ہیں اور اُن کی تطبیق یا تردید کی دلیلیں لکھی ہوئی ہیں بخلاف اس زمانہ کے کہ اب تک یہہ کہ کسی نے شروع ہی نہیں کیا اور حال کی معقولات کے کسی مسئلہ کو اُن دینی کسی عقیدہ سے نہ تطبیق دیا نہ اُس کی تردید کی پس وہ پوراہ معقولات جسکے مسائل کو ہزار برس تک متذللہ نام اپنے دین مسائلوں سے مقابل کرتے آئے اور تطبیق یا تردید کرتے رہے کیونکہ اُس معقولات سے مقابل ہوسکتا ہی جسکے ایک مسئلہ کو بھی اب تک کسی نے اپنے دینی مسئلہ سے نہیں ملایا — فرض کہ اب نئے علوم ہم تعلیم کے ساتھ مذہب قائم رکھنے کے لیے ضرور ہی کہ مذہبی عقیدہ اور مذہبی ارہام میں تنریق کی جارے اور تضیلات و توہمات مذہب کے سچے صحیح عقیدوں سے جدے کر دیئے جاوے اور لورس کی فرضی اور وهمی باتیں جو دین میں داخل ہوگئی ہیں اور اصلی خدا کی بتلائی ہوئی باتوں سے خلط ملط ہوگئی ہیں دین سے نکال دی جاویں تب جو اصلی اور سچی باتیں ہیں وہ حال کے علوم سے مطابق کی جاویں اور نئی نئی ذالذات علم کلام میں کیجادیں اور یہہ بات گو یہ ظاہر نہایت ہی مشکل معلوم ہوتی ہی مگر حقیقت میں کچھ مشکل نہیں ہی اگر مسلمانوں کو مذہبی عقاید اور عقلی علوم دونوں کی تعلیم اپنی ذم میں جاری کرنی منظور ہی تو اُن کو ایسا کرنا ضروریات سے ہی ورنہ دونوں میں سے ایک چھوڑ دینا چاہیگا — ہم اُن وقتوں اور مشکلات سے بیخبر نہیں ہیں جو اس کا میں پیش آرہیگی اور نہ اُس انقلاب عظیم سے قائل ہیں جو ہمارے قدیمی سلسلہ تعلیم میں علوم جدیدہ کی تطبیق سے واقع ہوگا مگر ہر سوائے اس کے دوسرا علاج نہیں پڑتے اور چار و نا چار ہمکو بھی کرنا چاہیئے *

راۃ
سید مہدی علی دہلوی کلکتہ

نمبر ۶۶

جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنی

ایک شخص نے انگریزی پرت پہنے ہوئے نماز پڑھی ایک نیک شخص نے اس کو تہایت برا جانا اور کہا کہ مجھے عرف کے مارے پسینا آگیا پس ہم کہتے ہیں کہ یہی باتیں اوہام مذہبی ہیں اور وسواس میں داخل ہیں جوتا پہنکر نماز پڑھنی سنت ہی اور اس پر نجس ہونے کا گمان کرنا وسواس میں داخل ہی صرف اتنا دیکھ لینا چاہیئے کہ کوئی نجاست ظاہری اس میں لگی ہوئی نہ ہو اور اگر ہو تو اس کو سخت چیز سے یا زمین سے رگڑ ڈالے اور پتھر کو نماز پڑھنے کے انگریزی چرتہ پہن کر ہندوستانی چرتہ کے یا عرب کی تعلیم کے بہت زیادہ صاف رہتا ہی اس لیئے کہ ان جوتوں کا تمام کتا زمین پر لگتا ہی اور انگریزی پرت کی ایسی جوتیں اُنھی ہوتی ہی اور اس سبب سے بہت کم زمین میں لگتا ہی *

اس امر کی نسبت شیخ امام ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر عرف ابن قیم نے اپنی کتاب اغانۃ اللہ فی مضایع الشیطان میں بہت بڑی بحث کی ہی اور اس کتاب کی تلیف مصنف ہشام بن یحییٰ شامی نے کی ہی اور اس کا نام تبیعۃ الشیطان بہ تقریب اغانۃ اللہ مان رکھا ہی اس میں بھی وہ تمام بحث نقل کی ہی یہ کتاب عربی زبان میں ہی اور اس کا ترجمہ مولوی محمد احسن صاحب نے جو اس زمانہ کے مولویان نامی میں سے ہیں اردو زبان میں کیا ہی اور تہذیب الایمان اس کا نام رکھا ہی اور سنہ ۱۲۸۳ ہجری میں مطبع صدیقی بریلی چھاپہ ہوا ہی چنانچہ ہم اس مقام کو بچسنہ اس جگہ نقل کرتے ہیں *

انہوں نے اپنی کتاب میں بہت وسواسوں کا جو انسان کو مذہبی اُرتوں میں ہوتے ہیں ذکر کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ ”منجملہ ان کے یہ ہے کہ موزہ اور جوتے کے نیچے جب نجاست لگ جاتی ہی تو اس کو زمین سے رگڑنا مطلقاً کافی ہی اور اس کو پہنکر گناہ دیکھ صحیح کی رو سے نماز درست ہی امام احمد نے اس کی روایت کی ہی اور ان کے محقق یاروں نے اس کو پسند فرمایا ہی چنانچہ ابوالبرکات کہتے ہیں کہ روایت مطلق رگڑ ڈالنے کی میرے سے ایک صحیح ہی اس لیئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ آن حضرت صلعم نامی راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جوتا پہنکر روٹا کی پو کو چلے تو مٹی اس کے واسطے پاک کرنے والی ہی اور ایک کویت میں یہ ہے کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے موزوں سے ناپاکی روٹا مال کرے تو موزوں کو پاک کرنے والی مٹی ہی ان دونوں کے ایتوں کو ابو داؤد نے بیان کیا ہی اور ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی پس اپنی جوتیاں نکالیں لوگوں نے پوئی اپنی جوتیاں اتار دیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے لوگوں سے کہ چھا کہ تم نے کیوں اتاریں انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے آپ کو دیکھا جوتیاں اتاریں ہم نے بھی اتاریں آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوٹریل نے آکر خبر دی کہ ان میں ناپاکی ہی تو جب تم میں سے مسجد میں آئے تو چاہیئے کہ اپنی جوتیوں کو اولت کر دیکھ

اگر ان میں کچھ عیب یعنی ناپاکی ہو تو اس کو زمین سے رگڑ دے پھر ان سے نماز پڑھ لے اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہی اور اس کے معنی جو یہ کہتے ہیں کہ ناپاکی سے فرض مکروہ چیزیں ہیں مثلاً رینٹ وغیرہ پاک اشیاء کے تو یہ تاریل کٹی رحہ سے دوسرے نہیں اول تو یہ کہ اس طرح کی چیزیں عیب نہیں کہلاتیں دوسرے یہ کہ نماز کے وقت ان اشیاء کے پونچھنے کا حکم نہیں کیونکہ ان سے نماز نہیں جاتی تیسرے یہ کہ ان کے لیئے نماز میں جوتیاں نہیں اُتارنی چاہیئیں اس لیئے کہ یہ کام بے ضرورت ہی اہنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چرتہ یہ کہ روایت دار قطنی کی ابن عباس سے یہ ہی کہ رسول مقبول صلعم نے یہ فرمایا کہ جبوتیل نے میرے پاس آکر خبر دی کہ ان میں عیون حلتہ کا ہی جو پڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سے کہ جوتی ایسی جگہ ہی کہ اکثر نجاست اُسکو بہت دھنچ پھونچتی ہی تو رفع راج کے لیئے سخت چیز سے اُسکا مک ڈالنا کافی ہوا *

بعد اس کے انہوں نے یہ بات لکھی ہی کہ ”جوتیاں پہنکر نماز پڑھنے سے وسواسیوں کا دل عرش نہیں ہوتا حالانکہ ہم سنہ رسول خدا صلعم اور اُنکے اصحاب کی ہی فعل اور حکم دونوں کے اعتبار سے — اس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم اپنی جوتیوں سے نماز پڑھتے تھے اور شہاد ابن اوس کہتے ہیں کہ اب نے فرمایا کہ یہودیوں کے خلاف کرو کہ وہ اپنے موزوں اور جوتوں سے نماز نہیں پڑھتے روایت کیا ہی اسکو ابو داؤد نے *

اس تمام تحقیقات سے جو ابن قیم نے کی ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ اس زمانہ میں جوتی پہنے ہوئے مسجد میں جانا اور جوتی پہنے ہوئے نماز پڑھنا ایک عام عادت تھی مگر اس زمانہ میں اور بالخصوص ہندوستان میں مسلمانوں نے اس بات کو اپنی غلطی سے معیوب سمجھا ہی *

راؤ
سید احمد

نمبر ۶۷

قومی عزت

ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ کسی اگلے زمانہ میں مسلمان علوم کے عالم اور فنون کے ماہر تھے اور تہذیب اور شایستگی اور انسانیت کو بتدریج تعلیم و تعلم کے انہوں نے بخوبی حاصل کیا تھا لیکن اب اُنکو غور کرنا چاہیئے کہ آیا فقط اس بات کا ثابت کر دینا ہماری عزت کے لیئے کافی ہی یا ہمکو اس پر فخر و ناز کرنا زیبا ہی یا دوسری قوموں کی نظروں میں یہی امر ہماری عزت کے لیئے بس ہی یا تہذیب و شایستگی پر ہمارے یہی ثبوت کافی ہی اگر ایسا ہو تو ہم اپنی عزت کے ثبوت میں موٹی موٹی کتابیں لکھ دیں اور تمام دنیا کی قوموں کے اچھے اچھے نامی آدمیوں کی سند سے اپنے اس دعویٰ کو ثابت کر دیں لیکن حقیقت میں یہ کافی نہیں ہی بلکہ ہماری حالت موجودہ ہی ہماری عزت اور ذلت کی پامع ہی اس لیئے ہمکو اپنی حالت موجودہ پر نظر کرنی چاہیئے کہ آیا آج کل ملکی فخر اور قومی عزت حاصل ہی یا نہیں چنانچہ اس اور یہ

قومیں تو علوم و فنون میں اعلیٰ درجہ کی ترقی کر گئیں اور ہم ڈاکھائی اور تکیہ کی حالت میں مبتلا ہو گئے پس اب ہم کو اپنی ذلت کی حالت پر رونا چاہیئے کہ اپنے بزرگوں کے ناموں پر مغرور ہوتا *
یہہ ملکی ذلت اگرچہ نہایت قابل افسوس کے ہی مگر جب سلسلہ کلام کا قومی ذات پر پہنچتا ہی اور خاص مسلمانوں کی تعلیم پر نظر کی جاتی ہی تو نہ زبان سے کچھ نہ کھاجاتا ہی نہ قلم سے کچھ لکھا جاتا ہی کیونکہ اور قومیں ہمارے ملک کی کچھ نہ خواب غفلت سے بیدار ہوتی جاتی ہیں اور تعلیم اور تربیت پر اپنی مستعدی ظاہر کرتی ہیں مگر اُنکو اب تک کچھ کامل ترقی نہیں ہوئی مگر بعض بعض قوموں کے آثار نیک نظر آتے ہیں اور اُنکی عزت اور بہتری کے سامان دکھائی دیتے ہیں مگر مسلمانوں کے حال پر افسوس اور ہزار افسوس ہی کہ اُنکی آنکھوں میں غفلت کی نیند ریسی ہی بھری ہوئی ہی اور اُن کے چرتکے اور جاگنے کی کوئی نشانی اب تک دیکھنے میں نہیں آتی کیسے افسوس کی بات ہی کہ بجائے اسکے کہ آپ کیمبرج یونیورسٹی کے مرائق مسلمانوں کا کوئی عربی مدرسہ علوم کا علمی میں ہوتا یا مثلاً اسکفرورڈ یونیورسٹی کے ہماری تربیت کے لیئے کوئی دارالعلم لکھنؤ میں ہوتا اور جو علوم و فنون اُن یونیورسٹیوں میں انگریزی زبان کے ذریعہ سے سکھائے جاتے ہیں ہم مسلمانوں کے مدرسوں میں بھی پوری عربی یا دیسی زبان کے تعلیم دیئے جاتے کوئی چھوٹا سا مکتب بھی تو نظر نہیں آتا جس میں کسی قسم کے علم و فن کی تعلیم ہوتی ہو اور کسی شہر میں ایک بھی مقام تو ایسا سنئے میں نہیں آتا جہاں کچھ بھی تہذیب و شایستگی کی باتیں سکھائی جاتی ہوں *

اگر ہم عربی یا دیسی زبان سے بھی قطع نظر کریں اور اپنے بھائیوں کو اس لائق بھی نہ جانیں لیکن اس غفلت کی کیا انتہا ہو کہ جو مدرسے گورنمنٹ نے ہماری تعلیم کے لیئے جاری کیئے اور جنہیں علوم اور فنون کی تعلیم ہمارے ملک کے فائدے کے لیئے شروع فرمائی ہیں ہماری قوم کے آدمیوں کی صورتیں کم ہی دکھائی دیتے ہیں اور مسلمان لڑکے تعلیم کے لیئے بہت ہی تھوڑے جاتے ہیں *
ہم نے مانا کہ ہم مسلمانوں کو اب علوم و فنون کے ایجاب کی قوت اور کیمبرج اور اسکفرورڈ یونیورسٹی کے مرائق علوم کے مدرسہ جاری کرنے کی قدرت باقی نہیں رہی بلکہ کسی ادنیٰ درجہ کی تعلیم کے واسطے بھی ابتدائی مدارس کے مقرر کرنے کی ہمت نہیں ہی لیا کہ کون سی چیز ہی جو سرکاری کالجوں اور گورنمنٹ اسکولوں میں جانے کے لیئے مسلمانوں کے لڑکوں کے پاؤں کی زنجیر ہی اور رہ کرے بات ہی جو اُنکو اس ابتدائی تعلیم کے حاصل کرنے کی مانع ہی اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات پر ہی کہ سب کے سب اُن پر پردہ غفلت کا قالے ہوئے اور منہ پر خاموشی کی مہر لگائے ہیں نہ کسی کے دل میں تعلیم کے موانع کا خیال آتا ہی نہ کو زبان اپنی اس علمی تنزلات کے اسباب بیان کرنے کے نہ کہوتنا ہی سب کے سب چاپ چاپ خاموش بیٹھے ہوئے ہیں *

راڈ

سید مہدی علی

لیئے ہمیں اپنی ملکی اور قومی تعلیم پر لحاظ کرنا چاہیئے کیونکہ علم ہی عزت اور ذلت کی کسرتی ہی پس اگر ہماری تعلیم آج کل اور قوموں سے بہتر ہو اور دنیا کے اور ملکوں کے رہنے والے ہمارے علوم کی قدر و منزلت کرتے ہوں اور ہمارے ملک سے علم و فنون کی تحصیل کرتے ہوں تو بے شک ہم کو ملکی فخر اور قومی عزت حاصل ہی اور اگر ایسا نہ ہو تو ملکی فخر اور قومی عزت کا ہم کو نام لینا بھی زیبا نہیں *

ہم کو اپنی قومی عزت ظاہر کرنے کے لیئے اتنی بات ثابت کر دینا ہی کافی نہیں ہی کہ جو علوم ہمارے بزرگوں نے نکالے یا اور قوموں سے لیکر اپنے ہاں جاری کیئے تھے وہ ہم میں جاری ہیں اور جن علوم و فنون کی اُن کے زمانہ میں تعلیم ہوتی تھی وہی ہماری قوم میں رائج ہیں کیونکہ عزت اور ذلت اور ترقی اور تنزل امور اضافی ہیں اُنکا اطلاق بہ لحاظ حالات زمانہ کے ہوتا ہی پس ہمارے بزرگوں کو علوم و فنون کے سبب سے جو عزت تھی وہ اُس زمانہ کے مرائق تھی کیونکہ جو علوم و فنون اُس وقت اور قوموں میں جاری تھے اُن سب کو اُنہوں نے سیکھا اور علم و ہنر کے خزانے جو اور ملکوں میں گزے ہوئے تھے اُنپر رسائی حاصل کی اور جو پورے جواہر تھے اُنکی جہ کاری کی اور اُنکو تراش خراش سے جگمگا کر خوبصورت بنایا اور پھر بہت سے بیش قیمت علم کے نئے جواہر عرصہ تلاش کیئے آخر اُنکا خزانہ علوم و فنون کا ایسے شہوار مرتبوں اور نایاب جواہر سے بھر گیا جن سے اور قوموں کے خزانے خالی تھے لیکن چونکہ اب ہمارے زمانہ میں علم و ہنر کو اور قوموں نے نہایت ترقی پر پہنچایا اور علوم و فنون کے نورانی چہرے سے پردہ اور حجاب اُٹھادیا ہی اور اس خزانے ناپیدا کنار میں سے اور بہت سے نئے نئے اور عمدہ عمدہ مرتبے و جواہر ڈھونڈ کر نکالے ہیں پس اگر ہمارے علوم و فنون اُن سے بڑھ کر ہوں اور ہمارے ملک اور قوم کے لوگ علوم و فنون میں اور قوموں پر فائق ہوں تو بیشک آج ہم کو ملکی فخر اور قومی عزت حاصل ہی لیکن چونکہ یقینی معلوم ہی کہ بمقابلہ یورپ کے یہہ نظر و عرصت ہمارے ملک کو حاصل نہیں ہی اس لیئے اب ہم کو دیکھنا چاہیئے کہ آیا ملک اُنکے علوم و فنون میں ہم کو دستگاہ بھی ہی یا نہیں اور جو ضرورت تعلیم کی اُس ملک میں ہی وہ ہمارے ملک میں بھی ہی یا نہیں اگر ایسا ہو تب بھی برابری کا دعویٰ ہم کر سکتے ہیں لیکن جب ہم اپنی ملکی تعلیم پر لحاظ کرتے ہیں اور اپنے ہاں کے علوم و فنون پر نظر کرتے ہیں تو ملکی فخر و عزت کا دعویٰ کرنا کیسا اپنی جہالت اور نادانی کے خیال سے اور اپنی بے تہذیبی کے لحاظ سے ایسی شرمندگی ہوتی ہی کہ طبیعت بے اختیار چاہتی ہی کہ کاش ہم اس ملک سے منسوب نہوں اور ہم کو کڑی اس قوم سے نسبت نکڑے کیونکہ ہم بجائے اسکے کہ کچھ پیدا کرتے اپنے بزرگوں کی کٹائی ہوئی دولت کو کھو بیٹھے اور علم کی دولت میں ترقی کرنے کے بدلے بزرگوں کے پیدا کیئے ہوئے سرمایہ کو بھی ہمنے ضائع کر دیا ایسی غفلت کی نیند میں سرئے کہ ہمارے بزرگوں کے سرمایہ کو اور لوگ تو لے گئے اور ہم خالی ہاتھ وہ گئے اور دنیا کی اور اقبال مند

بمقام علیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظ محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۲]

۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد - دوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیود اس پرچہ زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے عنایت فرمانا ہو تو بعد امداد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس یہ بجا حارے عرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے ہو۔۔۔ دیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس ہلا۔۔۔ ناس اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا ان کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مقبذہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔۔۔ نیز اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہی کہ مسلمانوں کی حدیث معارف اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ماٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور بندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ بمس پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ ملے نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ بار آٹھ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بل قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا ہی بل قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۶۸

تعلیم و تربیت

ایک مصنف کی ایک بات کو ہم اپنی طرف پر اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہیں *

تعلیم اور تربیت کو ہم معنی سمجھنا پڑی غلطی ہی بلکہ وہ جدا جدا دو چیزیں ہیں۔ جو کچھ کہ انسان میں ہی اُسکو باہر نکالنا انسان کو تعلیم دینا ہے۔ اور اُسکو کسی کام کے لائق کرنا اُسکا تربیت کرنا ہے مثلاً جو قوتیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان میں رکھی ہیں اُنکو تحریک دینا اور شکفتہ و شاداب کرنا انسان کی تعلیم ہی اور اُسکو کسی بات کا مستحسن اور معوج بنانا اُسکی تربیت ہی *

انسان کو تعلیم دینا درحقیقت کسی چیز کا باہر سے اُس میں نکالنا نہیں ہے بلکہ اُسکے دل کی سورتوں کا کھولنا اور اندر کے سرجی چشمہ کے پانی کو باہر نکالنا ہے جو صرف اندرونی قوی کو حرکت میں لانے اور شکفتہ و شاداب کرنے سے نکلتا ہے۔ اور انسان کو تربیت کرنا اُسکے لیئے سامان کا مہیا کرنا اور اُس سے کام کا لینا ہی جیسے جہاز طیار ہونے کے بعد اُسپر ہوجھ لانا اور حرص پانے کے بعد اُس میں پانی کا پھرنا پس تربیت پانے سے تعلیم کا بھی پانا ضرور نہیں ہے تربیت جتنی چاہر کرر اور اُس کے دلکو تربیت کرتے کرتے منہ تک پھردو مگر اُس سے دلکی سرجی سورتیں نہیں نکلتیں بلکہ بالکل بند ہوجاتی ہیں اندرونی قوی کو حرکت دینے بغیر تربیت تو ہوجاتی ہی مگر تعلیم کبھی نہیں ہوتی اصلیت ممکن ہے کہ ایک شخص کی تربیت تو بہت اچھی ہو اور تعلیم بہت بڑی یہی ٹھیک ٹھیک حال ہم مسلمانوں کے عالموں اور تربیت یافتہ لوگوں کا ہے کہ تربیت تو نہایت اچھی ہے اور تعلیم کچھ نہیں ظاہر میں دیکھو تو طمطراق بہت کچھ مگر جب اصلیت ڈھونڈو تو کچھ نہیں۔ یہاں پھر کم تو عمامہ و دستار جبہ اور کرتے سے بھرا کچھ مگر دلکی اور اندرونی قوی کی شکفتگی دیکھو تو کچھ بھی نہیں نہایت عمدہ قول ہے کہ کتابوں کا پڑھا دینا تو تعلیم کا نہایت ادنیٰ اور سب سے زیادہ حقیر جزو ہے بلکہ اس قسم کے بہت سے پڑھنے سے جس میں اندرونی قوی کی تحریک اور شکفتگی نہر جسقدر دیکے قوی کم زور اور ناکارہ ہو جاتے ہیں ایسے اور کسی چیز سے نہیں ہوتے ہم اپنے ہاں کے عالموں کا حال بالکل یہی دیکھتے ہیں کہ اُنکے روحانی قوی بالکل نیسہ و نابود ہوجاتے ہیں اور صرف زبانی یک یک یا تکبر و غرور اور اپنے آپ کو بے مثلاً و نظیر قابل ادب سمجھنے کے اور کچھ باقی نہیں رہتا زندہ ہوتے ہیں مگر دلی اور روحانی قوی کی شکفتگی کے اعتبار سے بالکل مردار ہوتے ہیں کتابیں

پڑھتے ہیں اور جسقدر عمدہ کتابیں انعام سے بھرم پھرنچیں اُنکو اور زیادہ پڑھتے ہیں اور اُن سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بیل کی مانند ہوجاتے ہیں جو بواہر چرتا ہے اور دھڑ بھڑ چراگاہ ہے مگر دھننے کی خواہش کرتا ہے پس کتابیں پڑہ لینے سے انسانیت نہیں آجاتی بلکہ وہ کتابی علم خرد اُنپر ہوجھ ہوتا ہے *

اس تقریر سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام خرابیوں کی جزو ہم پر نازل ہیں یہی ہے کہ ہمارے اپنے دلکو اور اپنے اندرونی قوی کو بالکل خراب کردیا ہے علم جو حاصل کرتے ہیں وہ بھی ہمیں اُسکے کہ روحانی قوی کو شکفتہ و شاداب کرے اُنکو پرمردہ بلکہ مردہ کردیتا ہے اور ہمارے قوی کو جو درحقیقت سرچشمہ تمام نیکیوں کے ہیر بالکل کمزور اور ناکارہ کردیتا ہے اور ہماری حالت تمام معاملات میں کیا دین کے اور کیا دنیا کے خراب ہوتی چلی جاتی ہے پس ہمکو اپنے پر رحم کرنا چاہیئے اور ایسی تعلیم کو اختیار کرنا چاہیئے جو اندرونی قوی کو شکفتہ و شاداب کرے اور دلکی سورتوں کو کھول کر سرجی چشمہ سے پانی باہر نکالے جس سے ہماری زندگی سرسبز و شاداب ہو *

راقیہ

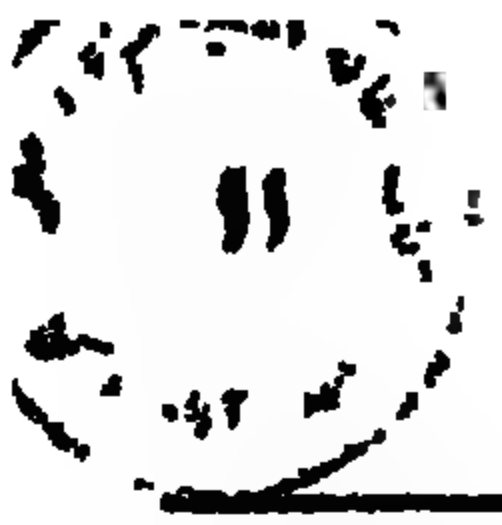
سید احمد

نمبر ۶۹

مجتہد

مذہب ذیعد امامیہ کا نہایت صحیح اور سچا مسئلہ ہے کہ ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہے کوئی زمانہ مجتہد العصر خالی نہیں ہوتا البتہ اُن کا یہ مسئلہ کہ مات المقتی مات المنتور صحیح نہیں ہو سکتا مگر متاخرین اہل سنت و جماعت نے عجیب غلط مسئلہ بنایا ہے کہ اجتہاد ختم ہو گیا اور اب کوئی مجتہد نہیں ہو سکتا مگر اب تک اُن کو اس میں شبہ ہے کہ نعوذ باللہ منہا مثلاً خاتم النبیین کے خاتم المجتہدین کون ہے کسی نے زید کو کسی نے عمرو کو بتلایا ہے *

مگر ہم کو بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضرور ہے اور کوئی زمانہ مجتہد سے خالی نہیں ہوتا شاہ ولی اللہ صاحب اپنی کتاب ”مسئد بانتیاب فی سلسل اولیاء اللہ و امامید وارثی رسول اللہ“ کی ۱۰۵ ص ۱۰۵ میں ارقام فرماتے ہیں کہ ”بغری در تہذیب و امام الحرمین در ۱۰ و رافع در شرح وحی و اموالدین عبدالسلام در غایۃ و فی در ۱۰ و ابو عمر بن صالح در کتاب ادب القیاد و بدرالدیر“ یہی در کتاب پھر تصریح کردہ اند کہ علم دو قسم است فرض علی الاعیان و فرض



مصنعت مزدوری کرتے والے لوگ اگر وہ جو کہ اپنی روزانہ مصنت سے اپنی
پسراوات کا سامان مہیا کرتے ہیں بہت کم کاہل ہوتے ہیں مصنت
کرنا اور مصنت مصنت کاموں میں ہر روز لگے رہنا گریا اُنکی طبیعت
قانی ہوجاتی ہی مگر جن لوگوں کو ان باتوں کی حاجت نہیں ہی
وہ اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ کر بڑے کاہل اور بالکل حیوان صفت
ہوجاتے ہیں *

یہ سچ ہی کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقی بھی کرتے
ہیں اور ہزار پڑھ لکھوں میں سے شاید ایک کو ایسا موقع ملتا ہوگا
کہ اپنی تعلیم کو اور اپنی عقل کو ضرورتاً کام میں لاوے لیکن اگر
انسان اُن عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قوی کو بیکار
ڈال دے تو وہ نہایت صفت کامل اور وحشی ہوجاتا ہی انسان بھی
سنگ اور حیوانوں کے ایک حیوان ہی اور جبکہ اُسکے دلی قوی کی
تحریرک صفت ہوجاتی ہی اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی
حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہی اور جسمانی باتوں میں مشغول ہوجاتا
ہی اور انسانی صفت کو بھوک پرور حیوان بن جاتا ہی پس ہر ایک
انسان پر لازم ہی کہ اپنے اندرونی قوی کو زندہ رکھنے کی کوشش میں
رہے اور اُنکو بیکار نہ چھوڑے *

ایک ایسے شخص کی حالت کو خیال کرر جسکی آمدنی اُسکے
اخراجات کو مناسب ہو اور اُسکے حاصل کرنے میں اُسکو چنداں
مصنت و مشقت کرنی نہ پڑے جیسیکہ ہمارے ہندوستان میں ملکپوں
اور لاخراج داروں کا حال تھا اور وہ اپنے دلی قوی کو بھی بیکار ڈال دے
تو اُس کا حال کیا ہوگا — یہی ہوگا کہ اُسکے مام ہرق وحشیانہ
باتوں کی طرف مائل ہوتے جارینگے شراب پینا اور مزیدار کھانا اُسکو
پسند ہوگا نماری بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں
اُسکے وحشی بہائوں میں بھی ہوتی ہیں البتہ اتنا فرق ہوتا ہی کہ
وہ پہراز بد سلیقہ وحشی ہوتے ہیں اور یہ ایک وضمدار وحشی ہوتا
ہی شراب بی کر ہلنگ پر پڑے رہنا اور پیپھوان کے دھوئیں اورانا اُسکو
پسند ہوتا ہی اور جنگل کے رہنے پر پڑے رہنا اور ناریل میں تہا کو
کے دھوئیں اورانا اُس کو پسند ہوتا ہی پس پیپھوان اور ناریل اور
بچھونے اور رہنے کے فرق سے کچھ مشابہت میں جو ان دونوں میں
ہی کمی نہیں ہوتی *

ہم قبول کرتے ہیں کہ ہندوستان میں ہندوستانوں کے لیئے ایسے
کام بہت کم ہیں جن میں اُنکو قرارے دلی اور قوت عقلی کو کام میں
لانیکا موقع ملے اور برخلاف اُسکے اور ولایتوں میں اور خصوصاً انگلستان
میں وہاں کے لوگوں کے لیئے ایسے موقع بہت ہیں اور اس میں
بھی کچھ شک نہیں کہ اگر انگریزوں کو بھی کوشش اور مصنت کی

ہی سبیل الکفایۃ و فرض کفایۃ اُنسہ کہ کسی پر تہہ اجتہاد ہوسد و از
اعداد مقلدین پر آید پس اگر ہر ہر ناحیہ یکے یا دو بایں معنی قائم
ہوند فرض ساقط والا ہمت مامی ہوند *** و حناہلہ یا مرہم ہاں وقتہ
اند کہ جائز نیست خلو زمان از مجتہد لقولہ علی اللہ علیہ وسلم —
ہیزال ملایفۃ من امتی ظاہرین علی الحق حتی یاتی امراللہ و زر کشی گفتہ
اسہ کہ این قول مشغورس بحناہلہ نیست بلکہ جماعہ از اصحاب یعنی
شافعیہ ہداں تصریح کردہ اند *** و اپنی عرتہ از علماء مالکیہ گفتہ
قال شیخنا ابن عبدالسلام لا یفلو الزمان عن مجتہد — و امام الحرمین
گفتہ کہ اختلاف کردہ اند اولین در آنکہ مصرے از اصحاب مدد مجتہدین
از مبلغ تراکم میشود یا نہ جمعی منع کردہ و جمعی جائز داغتہ *

پس ان تمام اقوال سے ہر زمانہ میں مجتہد کا ہونا ضروری
معلوم ہوتا ہی پس کیسی بڑی غلطی اہل سنت و جماعت کی ہی کہ
جتہاد کو ختم اور مجتہد کو معدوم مانتے ہیں *

اس غلطی اعتقاد نے ہم مسلمانوں کے دین و دنیا میں نہایت
بھتان پہونچایا ہی اس لیئے ہمکو ضرور ہی کہ ہم اس خیال کو
چھوڑیں اور ہر بات کی تحقیق پر مستعد ہوں خواہ وہ بات دین
کی ہو یا دنیا کی ضرور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ زمانہ حادث ہی اور نئے
نئے امور اور فنی نئی حاجتیں ہمکو پیش آتی ہیں پس اگر ہمارے
پاس زندہ مجتہد موجود نہہونگے تو ہم مودہ مجتہدوں سے نئی
اہل کا مسئلہ جو اُن کے زمانہ میں حادث بھی نہیں ہوئی تھی
بیرنگر ہوجائیں گے پس ہمارے لیئے بھی مجتہد العصر و الزمان کا
ہونا ضرور ہی *

راقہ —
سید احمد

نمبر ۱۰

کاہلی

یہ ایک ایسا لفظ ہی جسکے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی
کرتے ہیں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ذاتہہ پاؤں سے مصنت نکونا کام
کچ مصنت مزدوری میں چستی نکونا اُٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے میں
چستی کرنا کاہلی ہی مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ دلی قوی کو بیکار
چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہی *

ہاتھ پاؤں کی مصنت اوقات پسو کرنے اور روٹی کمانہ کھانے کے
نہایت ضروری ہی اور روٹی پیدا کرنا اور پیٹ بھرنا ایک ایسی
چیز ہی کہ بمجبوری اُس کے لیئے مصنت کی جاتی ہی اور ہاتھ
پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہی اور اسی لیئے ہم دیکھتے ہیں کہ

قریب ہزار روپیہ ماعمراری کے اور ایک عمدہ مکان جو کہ کالج سے متعلق ہوتا ہے بلا تزیینہ رہنے کو ملتا ہے — یہ شخص سب سے بڑا عہدہ دار ہے اور اپنے مرنے تک اس عہدہ پر مامور رہتا ہے *

پھر کالج کے فیلو ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کہ امتحان میں نہایت عمدہ رہتے ہیں اور ہر شخص قریب تین ہزار روپیہ سال کے وظیفہ پاتا ہے — ان لوگوں کو رہنے کے لیئے کالج میں مکان ملتے ہیں اور اگر چاہیں تو پڑھاریں ورثہ بلا کسی خاص کام کے اُنکو سالانہ تنخواہ ملے جاتی ہے مگر جب شادی کرتے ہیں تو بند ہو جاتی ہے اور وہ فیلو نہیں رہتے — یہ لوگ ہمیشہ نہایت عالم ہوتے ہیں اور اُن کو بلا کسی خاص کام کے تنخواہ دینے سے یہ فرض ہے کہ وہ علم کی ترقی کریں اور عمدہ کتابیں عام فائدہ کے لیئے لکھیں — مگر اصل سبب یہ ہے کہ اُن کو تنخواہ اس لیئے دی جاتی ہے کہ یہ سب سے جوان شخص فیلو ہونے کے لیئے کوشش کریں اور علم تحصیل کریں — مثلاً جو امتحان کہ فارغ حاصل کرنے کے لیئے ہے وہ نہایت مشکل ہے بلکہ شاید دنیا میں اُس سے زیادہ مشکل امتحان علوم میں نہیں ہے ہر سال کے شروع میں مدرسوں میں طالب علم داخل ہوتے ہیں اور تین برس کے بعد قاری حاصل کرتے ہیں — قاری کے امتحان میں جو طالب علم کہ عمدہ رہیں اُن کو فیلو بنایا جاتا ہے — مگر ابھی تک فیلوشپ (یعنی عہدہ فیلو) صرف اُن لوگوں کو دیا جاتا ہے جو کہ زبان لیٹن اور گریک میں یا علوم ہندسہ اور ریاضی میں عمدہ امتحان دیں — اس بات کی بھلائی ہے کہ اُز علوم میں اچھا امتحان دینے والوں کو بھی ملے اور یقین ہے کہ چند سال میں اور علوم کی تحصیل کرنے والوں کو بھی فیلو بنایا جائیگا *

ہر کالج میں مختلف تعداد فیلو کی ہے — مگر اوسط قریب پندرہ فلو فی مدرسہ ہیں — ان سب کا کام ملکر ہندوستان کالج کو کرنا ہے — ان کی ایک کونسل ہوتی ہے جس کا پریسیڈنٹ کا، کا ماسٹر ہوتا ہے — اور ہر امر کا تصفیہ کثرت رائے پر منحصر رہتا ہے *

فیلو ہر مدرسہ کی مختلف جماعتوں کو پڑھاتے ہیں مگر اس کی تنخواہ اُن کو الگ ملتی ہے — جو فیلو کہ طالب علموں کو درس دیتے ہیں وہ اکثر سب سے زیادہ عالم ہوتے ہیں اور اُن کو ٹیوٹر یعنی استاد کہتے ہیں *

جب کہ کالج کا ماسٹر موتا ہے تو ان فیلوں میں سے ایک شخص آپس کی رائے سے چنا جاتا ہے اور وہ ماسٹر بنادیا جاتا ہے اور اپنے مرنے تک اُس عہدہ پر رہتا ہے فرض ہے ہر امر متعلق مدرسہ فیلوں کی رائے سے قرار پاتا ہے *

ضرورت اور اُس کا شوق تھے جیسا کہ اب بھی تو وہ بھی بہت جلد وحشت پنے کی حالت کو پہنچ جاوینگے مگر ہم اپنے ہموطنوں سے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لائیکا موقع نہیں رہا ہے اسکا بھی سبب یہی ہے کہ ہم نے کالہی اختیار کی ہے یعنی اپنے دلی قوی کو بیکار چھوڑ دیا ہے اگر ہم کو قوائے دلی اور قوت عقلی کے کام میں لائیکا موقع نہیں ہے تو ہم کو اسکی فکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ موقع کیونکر حاصل ہو اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ ضرور ہے تو اسکی فکر اور کوشش چاہیئے کہ وہ ضرور کیونکر رفع ہو فرض ہے کسی شخص کے دلکو بیکار پڑا دھنا نچا دھئے کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہے تاکہ ہم کو اپنی تمام ضروریات کے انجام کرنیکی فکر اور مستعدی رہے اور جب تک کہ ہماری قوم سے کالہی یعنی دلکو بیکار پڑا رکھنا چھوڑیں اُس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہے نہایت حکیمانہ قول ہے کہ —

بیکار سبب کچھ کیا کر * گر کون سکے تو کچھ کہا کر

راۃ — م

سید احمد

نمبر ۷۱

یونیورسٹی کیمبرج

کیمبرج ایک قدیم چھوٹا سا قصبہ قریب ساٹھ میل کے لندن سے واقع ہے — چھ سو برس سے زیادہ گزرے کہ ایک امیر پادری نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اپنی جائداد اُسکو دیدی جس کی آمدنی سے خرچ چلتا تھا اور اُس آمدنی سے معلموں کی تنخواہ اور قریب طلباء کو وظیفہ ملتے تھے — رفتہ رفتہ اس مدرسہ کی جائداد کی قیمت بڑھتی گئی اور امیر لوگ بھی اپنی اولاد کو تعلیم کے لیئے بھیجتے لگے — پھر اور مدرسے بھی قائم ہوئے اور اب وہاں سترہ کالج ہیں جن سے قریب تین ہزار آدمی کے تعلق رکھتے ہیں مدرسہ کی بنیاد اس طرح پر پڑی ہے کہ کسی شخص نے اپنی جائداد ایک مدرسہ کی بناء کے لیئے دی — اُس کی آمدنی سے ایک مکان بنا جس میں کہ طالب علموں اور معلموں وغیرہ کے رہنے کی جگہ ہو اور پھر اُس آمدنی میں سے اُس مدرسہ کا خرچ چلتا ہے — اُس ہی آمدنی میں سے سالانہ انعام اور طلباء کے وظیفے دیئے جاتے ہیں ہر مدرسہ کے انتظام کی صورت یہ ہے کہ ایک عہدہ دار جسکو کالج کا ماسٹر کہتے ہیں تنخواہ پاتا ہے اس عہدہ دار کا کام پڑھانا نہیں ہے بلکہ مدرسہ کے انتظام کا اور اُسکی جائداد وغیرہ کی آمدنی کا نگران حال رہنا ہے اس عہدہ دار کو

خلک نہ ہو — صبح کا کھانا اور دوپہر کی چائے وغیرہ طالب علم اپنے کمرہ میں کھاتے پیتے ہیں — لیکن شام کا کھانا ہال میں کھانا ضرور ہی — یہ طریقہ برہ و باہی کا ہی — اب میں مختصر طرز پر طریقہ تعلیم بیان کرتا ہوں *

جب کوئی طالب علم کالج میں داخل ہوتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ کس علم کو تحصیل کرنا چاہتا ہے — اکثر طالب علم جو کہ زبان لیٹن و گریک یا علوم ہندسہ و ریاض یا اور کوئی علم پڑھنا چاہتے ہیں تو وہ مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے بھی کچھ پڑھ چکے ہوتے ہیں — کیونکہ زبان لیٹن و گریک اس ملک میں اسی طرح پڑھنے میں پڑھائی جاتی ہے جیسے کہ ہمارے ہاں فارسی اور عربی پڑھائی جاتی ہے — غرض کہ ہر طالب علم یہ بات بیان کرتا ہے کہ میں نالی علم تحصیل کرنا چاہتا ہوں — اسکو پھر اپنی پسند کے موافق کمرے مل جاتے ہیں اور ان میں وہ خود اسباب خرید کر رکھ لیتا ہے + کالج میں ہر صبح کو اول اسکو گرجہ جانا ہوتا ہے † — پھر بعد صبح کے کھانے کے کالج میں تعلیم کے مختلف کمروں میں درس ہوتا ہے — دو سبق روز ہوتے ہیں اور ان کے یاد کرنے میں دن اور شام صرف ہوتی ہے *

لیکن اول ہر طالب علم کو خواہ کوئی علم وہ اختیار کرے ایک امتحان دینا ہوتا ہے جس میں کہ اس کو اول کامیاب ہونا شرط ہے — اس امتحان کے مضامین کچھ ایسے مشکل نہیں ہیں مگر ایسے عام ہیں کہ ہر تعلیم یافتہ شخص کو ان سے واقف ہونی چاہیئے مضامین یہ ہیں *

- ۱ زبان لیٹن جس میں ایک کتاب جو کہ مقرر کر دی جاتی ہے *
- ۲ زبان گریک اسی میں بھی ایک کتاب پہلے سے مقرر کی جاتی ہے *
- ۳ قواعد زبان لیٹن و گریک *
- ۴ اناجیل اربع میں سے ایک انجیل اپنی اصلی زبان گریک میں *
- ۵ ایک کتاب جسمیں کہ عیسائی مذہب کے دلائل بیان ہیں *
- ۶ حساب جبر و مقایہ تصویر اقلیدس وغیرہ مضامین مذکورہ بالا کچھ چنداں مشکل نہیں ہیں اور ان میں امتحان بآسانی ہو جاتا ہے مگر بعد اس امتحان کے مضامین مذکورہ ذیل میں سے طالب علم ایک علم تحصیل کرتا ہے *

مضمون اول

علوم مرتبطہ میٹکس جسمیں داخل ہیں قریب ۳۶ مختلف شاخیں علم کی مثلاً علم ہیئت گردش سیاروں کی علم آب و ہوا علم متعلق بہ گردش زمین وغیرہ *

+ ہر کالج کے متعلق ایک اسباب والے کی دوکان ہوتی ہے جہاں سے کہ اسباب خرید کیا جاتا ہے — طالب علم کو مدرسہ چھوڑتے وقت دو تھائی قیمت اس کے اسباب کی ملتی ہے اور وہ اسباب وہی دوکان دار خرید لیتا ہے ۔

‡ جو لوگ کہ عیسائی نہیں ہیں مثلاً یہودی یا مسلمان اُنکم گرجہ میں جانا نہیں پڑتا —

جب کوئی فیلو شامی کرتا ہے تو اس کو اپنی فیلو شپ چھوڑنی پڑتی ہے اور اس کی جگہ پھر اور کوئی شخص جس نے کہ تہذیب علی امتحان دیا ہو فیلو کی راے سے مقرر ہو جاتا ہے — ہر سال دس ایک یا دو فیلوشپ کے خالی ہوتے ہیں اور انکی جگہ جو طالب علم ۱۰ اس سال میں مدد امتحان دیتے ہیں مقرر ہو جاتے ہیں *

اکثر یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص علم دوست ہو یا تین ہزار روپے کالج کو اس غرض سے دیتا ہے کہ اس کی سالانہ آمدنی سے اس طالب علم کو جو کہ مضمون خاص میں سب سے مدد امتحان دے انعام ملے — اکثر یہ انعام کتابوں کا ہوتا ہے — ایسے انعام کا نام انٹر اس کے مقرر کرنے والے کے نام پر رکھا جاتا ہے *

ہر کالج کے ساتھ ایک کتب خانہ متعلق ہے جس میں سے طالب علم کتابیں مستعار لے سکتے ہیں — اس کتب خانہ کا ایک داروغہ ہوتا ہے جو کالج سے کنٹرول پاتا ہے *

ہر کالج میں ایک ہال یعنی برا کمرہ ہوتا ہے جس میں کہ شام کا کھانا سب طالب علم اور فیلو ساتھ کھاتے ہیں — اسی کمرہ میں سالانہ امتحان وغیرہ ہوتے ہیں *

ایک اور کمرہ واسطے کونسل فیلو کے ہوتا ہے اور مہینہ میں ایک یا دو دفعہ سب فیلو جمع ہو کر امور مدرسہ کی بحث کرتے ہیں * ہر مدرسہ سے ایک چھوٹا سا گرجہ متعلق ہوتا ہے جس میں سب طالب علم جو کہ عیسائی مذہب رکھتے ہیں صبح اور شام عبادت کرتے ہیں — فیلو میں سے ایک شخص جو کہ پادری ہو عبادت کراتا ہے اور گرجہ کا انتظام رکھتا ہے *

کالج کا ایک پھاٹک ہوتا ہے اور ایک دربان مقرر ہوتا ہے جو کہ وقت معمولی پر شام کو دروازہ بند کر دیتا ہے — انٹر قریب نو بجے شام کے پھاٹک بند ہو جاتا ہے بعد اس کے کالج میں کوئی شخص نہیں آ سکتا *

ہر طالب علم پاس دو کمرہ ہوتے ہیں — ان کمروں کا مختلف کرایہ ہے اور طالب علم موافق اپنی حیثیت کے کمرے لیتے ہیں ان دو کمروں میں سے ایک میں پلنگ اور مونسہ دھرنے کی میز اور کپڑوں کی الماری وغیرہ ہوتی ہے — اور دوسرے میں میز اور کتابوں کی الماری اور کرسیاں اور انٹر ایک کوچ ہوتی ہے — یہ کمرہ پڑھنے لکھنے اور دوستوں سے ملنے کے لیئے ہوتا ہے — اس کمرہ کے دروازہ کے دو کراڑ ہوتے ہیں — ایک باہر کی طرف اور ایک اندر کی طرف — جب طالب علم اپنے کمرہ میں نہیں ہوتا تو باہر کے کراڑ کو بند کر جاتا ہے — یا یہ کہ اگر اس کو یہ منظور ہے کہ کوئی شخص اس کے پڑھنے میں ہرج نہ دالے تب بھی وہ باہر کا کراڑ بند کر کے اندر تحصیل کرتا ہے — یونیورسٹی کا دستور یہ ہے کہ اگر باہر کا کراڑ بند ہو تو † کھٹ کھٹاتے نہیں کیونکہ اگر طالب علم کچھ یاد کر رہا ہو تو اس کی تحصیل میں

+ یہ دستور ہے کہ جب کوئی شخص کمرہ میں آنا چاہتا ہے تو پہلے ہاتھ سے کراڑ پر کھٹ کھٹ کرتا ہے

یونیورسٹی کیمبرج

یونیورسٹی کیمبرج

مضمون دوم

زبان لیٹن و گریک مع تاریخ یونان و روم کی دو حالت مختلف مصنفوں کے جو کہ اگلے زمانہ میں عمدہ عمدہ کتابیں لکھ گئے ہیں مثلاً سقراط اور ارسطو وغیرہ *

مضمون سوم

علم مارل سائنسز جسمیں شامل ہیں فلسفہ (معاصر حکومت) اور منطق اور پولیٹیکل اکنامی یعنی علم انتظام مدن وغیرہ *

مضمون چہارم

نیچرل سائنسز یعنی علوم قدرت جسمیں داخل ہیں —

علم کیسٹری یعنی کیمیا *

ایضاً فلکالوجی یعنی علم معدنیات *

ایضاً جیالوجی یعنی علم جمادات *

ایضاً ہتھینی یعنی علم نباتات *

ایضاً زوالوجی یعنی علم حیوانات (معہ اندرونی تشریح انکے جسموں کے) *

مگر مذکورہ بالا میں سے اکثر صرف دو یا تین ایک شخص اختیار کرتا ہے *

مضمون پنجم

علم الہیات یعنی علم متعلق بہ مذہب عیسائی اس امتحان کو وہ لوگ دیتے ہیں جو کہ پادری ہونا چاہتے ہیں۔ اس میں زبان عبری اور یونانی کی شرط ہے تاکہ تورات و انجیل کو اصلی زبانوں میں پڑھا سکے۔ سوائے عیسائیوں نے اور کوئی اس امتحان کو نہیں دے سکتا *

مضمون ششم

اصول قوانین اور تاریخ — اس مضمون میں داخل ہیں پرانے قوانین جو کہ روم کیس میں جاری تھے اور جن پر قوانین اقوام یورپ مبنی ہیں اور وہ قانون جس سے مختلف قوموں کے تنازع فیصلہ ہوتے ہیں اور انٹرنیشنل کہلایا جاتا ہے — اس مضمون میں تاریخ قانون بھی داخل ہے *

مضمون ہفتم

علوم طب و تشریح وغیرہ اس کی مختلف شاخیں اور مضامین ہیں مگر انکا بیان کرنا ضرور نہیں *

مذکورہ بالا سات مضامین سے طالب علم ایک پر اپنی پوری توجہ دیتا ہے اور کالج میں داخل ہونے کے قریب تین سال کے بعد مکان سینٹ ہوس میں (یعنی اُس عالی شان مکان میں جہاں یونیورسٹی کے امتحان ہوتے ہیں اور جسمیں کہ ڈگری عطا کرنے کی رسم پوری کی جاتی ہے) امتحان دیتا ہے اور بصلالت کامیابی ڈگری عطا ہوتی ہے اور ایک گون یعنی چٹا اور ایک ڈگری بطور سند عطا ہوتی ہے جنکے پوس نے کا وہ مستحق ہوتا ہے اور پڑے جلسوں میں اُسکو پہناتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی ہے — بعد حصول ڈگری وہ شخص اپنی عمر بھر کے لیے یونیورسٹی کا ممبر گنا جاتا ہے اور اُسکو سب حقوق حاصل رہتے ہیں *

اب مختصر حال بیان کرتا ہوں اُن مختلف باتوں کا جو طالب علموں نے خود قیام کی ہیں — اس فرض سے کہ جلسوں میں اسپیش یعنی گفتگو کرنا آوے ایک سرسٹنٹی قیام کی ہے جسمیں مختلف مضامین پر بحث ہوتی ہے — یہہ سرسٹنٹی بالکل پارلیمنٹ کے نمونہ پر ہے اور ہر ممبر کو استحقاق گفتگو کا ہے — اکثر وہ لوگ جو کہ پارلیمنٹ کے ممبر ہونے کی تمنا رکھتے ہیں یا پڑستہ ہونے کو ہوتے ہیں اس سرسٹنٹی میں گفتگو کی مشق کرتے ہیں — مستر گلیڈستون وزیر اعظم حال ایک ایسی ہی سرسٹنٹی میں جو کہ اسفورد یونیورسٹی میں ہے اپنے زمانہ طالب علمی میں گفتگو کی مشق کیا کرتے تھے اور لاڈ مکالی ہمارے ہاں کی یونین سرسٹنٹی کے زمانہ طالب علمی میں ایک نامی ممبر تھے اور پریسیڈنٹ مقرر ہوئے تھے — یہہ عمدہ ممبروں کے درجوں سے ہوتا ہے مگر اکثر سب سے بڑے برلنے والے کو ملتا ہے *

اسی طرح ہر جسمانی مشق کے لیے کلب ہیں اور طالب علم اکثر اپنی فرصت کے گھنٹوں میں دریائے کیم پر (جسپر کیمبرج واقع ہے) کشنی کھیتے ہیں *

مذکورہ بالا مختصر حال طرز تعلیم یونیورسٹی کیمبرج کا ہوا اب میں چند سطریں اپنی رائے کے بیان کرنے میں لکھتا ہوں کہ ہم ہندوستان کے مسلمان کیونکر اپنی تعلیم کرسکتے ہیں *

تجویز

اس بات کے ثابت ہونے میں اب کچھہ شک نہیں رہا کہ جو علوم کہ زبان یونانی سے اگلے زمانہ میں عربی میں ترجمہ کیئے گئے تھے اُن میں سے اب بہت سے تو غلط ثابت ہو گئے ہیں اور باقی کی اب اقوام یورپ نے اس قدر ترقی کر لی ہے اور تکمیل کو پہنچایا ہے کہ پرانے علوم + پڑھی ہوئی کی یہ باتیں معلوم ہوتے ہیں — اس بات کو خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارے علم کی کتابوں میں صرف وہ باتیں ہیں جو کہ حکماء یونان نے اپنے خیال و قیاس سے نکالی تھیں — ہاں اس میں کچھہ شک نہیں کہ عربی حکماء اور فلسفہ نے اُن کی بہت ترقی کی مگر وہ بھی قریب ہزار برس سے بند ہو گئی اور جو کتابیں کہ اب عربی درس میں ہیں وہ سب نہایت پرانی تصانیف پر مبنی ہیں — مثلاً علم جغرافیہ ہمارے ہاں نہایت غیر مکمل حالت میں ہے اور عربی کتابوں میں اُسی حالت میں ہے جو کہ تین ہزار برس ہوئے یونان میں تھا جب کہ امریکا کا کچھہ حال معلوم نہ تھا اور آسٹریلیا کا کچھہ گمان بھی نہ تھا — یورپ کی ترقی اور تربیت سے تمام دنیا پر سفر کیئے گئے اور جزائر وغیرہ دریائے کیئے گئے — جس قدر کہ متقدمین کو زمین معلوم تھی اُس سے اب قریب چوگنی کے معلوم ہے مگر غیات اللغات میں زمین کے نقشہ کو انگریزی نقشوں سے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ علم جغرافیہ میں کس قدر ترقی ہوئی ہے — غرضکہ سب علوم جو کہ ہمارے ہاں موجود ہیں وہ سب نہایت پرانی حالت رنگ آلودہ میں ہیں اُس سے زیادہ بد قسمتی کی بات یہہ ہے کہ اُن + میں علوم دین کی نسبت کچھہ بحث نہیں کرتا اور نہ اُنکو شامل کرتا ہوں —

زبان اردو میں علوم کیوں نہیں پڑھاتے بلاشبہ بڑا اعتراض ہی اور گورنمنٹ خود اس بات پر اب توجہ دیگی *

ہماری فرض یہ ہے کہ مسلمان اپنی تعلیم خود سب سے بہتر کرسکتے ہیں اور اگر کوشش و سعی کریں تو نہایت آسانی سے وہ کام کرسکتے ہیں جو کہ گورنمنٹ مشکل سے بھی نہیں کرسکتی *

اس ملک کو دیکھو کہ جتنے بڑے مدرسے اور دارالعلوم ہیں انکو گورنمنٹ سے لگا کر نہیں اور یہاں کے لوگ اپنی تعلیم خود کرتے ہیں اسی یونیورسٹی میں گورنمنٹ ایک حقہ نہیں دیتی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا دارالعلوم ہی *

پس اب میں کمیٹی قریبی تعلیم مسلمانان کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی مالی ہمتی اور حب وطن کو اس بات کی کوشش میں کام میں لاریں کہ مسلمان اپنی خراب حالت پر غور کریں اور اسکا علاج اس بات میں سمجھیں کہ ہم میں تعلیم پھیلے — ہم خود مدرسے قائم کریں اور اپنی اولاد کی تعلیم کریں *

مگر سب سے مقدم بات یہ ہے کہ ایک بڑا مدرسہ کسی صمد شہر میں قائم کیا جائے جس میں کہ طالب علم اس اصول پر تعلیم پاریں جیسا کہ اس یونیورسٹی میں یعنی یہ کہ مدرسہ میں رہنا ہو اور سب ساتھ کھانا کھاریں اور ہر طالب علم الگ الگ دو دو کمرہ لیکر رہے — اور یہ کہ علوم سب زبان اردو میں پڑھائے جائیں اور انگریزی صرف بطور ایک زبان غیر کے پڑھائی جائے بلکہ یہ کہ جسکا دل چاہے پڑھے اور جسکا دل چاہے نہ پڑھے اور جسکا دل چاہے عربی و فارسی میں تکمیل کرے جسکا دل چاہے دین کے علوم تحصیل کرے — فرض یہ ہے کہ ایک ایسا مدرسہ ہو جہاں کہ صرف مسلمان اپنی حسب خواہش تعلیم پاسکیں اور اپنے دین کی تعلیم بھی حاصل رکھیں *

فرض کیجیئے کہ علیگنڈہ میں یہ مدرسہ قائم ہو تو اس میں کچھ شک نہیں کہ وہاں ہندوستان کے سب طرف سے مسلمان آسانی آسکتے ہیں پنجاب اور اودہ و بہار سب سے ریل علیگنڈہ کو جاتی ہی اور سفر کی کچھ دسواہی نہیں *

یہ بات کہنا کہ مسلمانوں کو مقدر نہیں بالکل غلط ہی کیونکہ ہر محرم میں ہندوستان کے مسلمان فضول باتوں میں لائہوں روپیہ صرف کردیتے ہیں اور جو کچھ کہ فضول خرچیاں شادیوں میں ہوتی ہیں انکا دسواں حصہ بھی نہایت عالیشان دارالعلوم قائم ہونے کے لیئے کافی ہی اصل یہ ہے کہ سب سے زیادہ دل کی سعی چاہیئے مسلمان کس قدر شوق سے مسجدیں بناتے ہیں مگر اسپتال کا خیال نہیں کرتے کہ جب علم دین بدن گھٹتا جاتا ہی تو مدرسہ بنانے سے دس گنا زیادہ ثواب ہوتا ہی — اگر مسلمانوں کا علم دین خدا نخواستہ جاتا رہا تو مسجدیں کس کام آویں گی اور کیا فائدہ ہوگا *

جیسے مدرسے یہاں سولہ ہیں اگر ایسا ایک بھی مدرسہ مسلمان قائم کرلیں تو کل قوم کی ترقی ہو اور دنیا و دین کے مصائب سے نجات پانے کی ضرورت نکلے *

راقہ —

محمد محمود عفی عنہ

از ٹریسٹ کالج کیمبرج

یکم فروری سنہ ۱۸۷۲ ع

کر بھی اب مسلمانوں نے تحصیل کرنا چھوڑ دیا اور دین دین پر بھی زوال ہی یہ ہے تو مسلمانوں کے علم کا حال ہی — کی معاش کا حال اور بھی بدتر ہی اور دین بدتر ہوتا جاتا ایک نہایت بڑا حصہ مسلمان شرفاء کا وہ ہی جو نہ اپنی جائداد آمدنی پر کفر کرتے ہیں — بلکہ شاید سب سے دولت مند مسلمان اب جائداد ہیں اس بات کو خیال کرنا چاہیئے کہ ان میں سے بھی اپنی اولاد کی تعلیم قرار واقعی نہیں کرتا — یہہ بیشک اصل نہ ہی — اب اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ موافق ہر شریف مسلمان کی جائداد بعد انتہا کے اولاد میں تقسیم ہو جاتی ہی — اس سے یہہ نتیجہ صاف ہی کہ امیر سے امیر مسلمان کی اولاد یا تین پشت میں غریب ہو جاوے گی اور ملکی لوگوں کی کالہی ہو رہی — میں ایسی حالت قبول سے یہہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس برس کے عرصہ میں مسلمان نہایت بے تربیت یافتہ اور ذلیل غرار اور مفلس ہو جاویں گے اور خدا نخواستہ یہہ بات بھی ممکن ہے کہ تھوڑے اور زمانہ میں ان کا ہندوستان میں وہ حال ہو جاوے گا کہ ذلیل ترین اقوام ہندوستان کا اب ہی — میں اپنی اس سے کہ اس بات سے سہارا دیتا ہوں کہ معتمد تعلق کی اولاد اب دہلی قریب پڑانے قلعہ میں (جس کا نام تعلق آباد ہی) بستی ہی ہے ان میں سے کسی کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا اور وہ گھاس کھو کر نہی رہے کھاتے ہیں اور یہہ بھی کہ ہامزادگان خاندان تیموریہ اب ذلیل طرز پر دہلی میں روٹی کھاتے ہیں اور کسی کو کسی سے نہیں *

مگر ہم اسپتال میں رکھیں کہ کوئی مسلمان خاندان راجہ کسی قسم کی ترقی نہیں کوتا اور بہہ بھی کہ کوئی نیا خاندان اگر جائداد نہیں پاتا (جیسا کہ مغلیہ بادشاہوں کے وقت میں ہوتا تھا) اور یہہ کہ مسلمان دین بدن گورنمنٹ کے معزز عہدوں پر سے رہنے جاتے ہیں تو میری رنج آمیز رائے ہرگز نادرست نہیں معلوم رکھی *

اس بات کے ماننے جانے کے بعد سوال یہہ ہی کہ کیا علاج ؟ اسکا جواب ہم یہہ دیتے ہیں کہ ”تعلیم“ مگر اس کے ساتھ ہی ہم یہہ کہتے ہیں کہ جو مارز تعلیم کے گورنمنٹ نے اختیار کیا ہی وہ ہرگز ہماری حاجات اور ضروریات کے موافق نہیں — گورنمنٹ کالجوں میں تعلیم صرف انگریزی اچھی ہوتی ہی اور اس میں کچھ شک نہیں کہ عربی و فارسی کی نہایت خراب تعلیم ہوتی ہی — مسلمان نوجوان گورنمنٹ کالجوں میں اپنے مذہب کی تعلیم نہیں پاسکتے اور سب سے بڑی بات یہہ ہی کہ سب علوم انگریزی میں پڑھائے جاتے ہیں جس سے ان علوم کی مشکلات دو چند ہو جاتی ہیں یہہ سچ ہی کہ بہت سے ایسے علوم ہیں کہ جنکی کتابیں ہماری زبان اردو میں موجود نہیں مگر اس کا جواب یہہ ہی کہ اگر چاہو تو نہایت کم عرصہ میں بہت سی کتابیں ترجمہ ہو سکتی ہیں — اس میں کچھ شک نہیں کہ یہہ بات کہ گورنمنٹ اپنے مدارس میں مذہبی تعلیم نہیں دیتی ہرگز گورنمنٹ پر اعتراض نہیں ہی بلکہ ہر تربیت یافتہ اور دانا گورنمنٹ کو ضرور ہی کہ مذہب کے لگاؤ سے بچے — مگر یہہ بات کہ

شکریہ صحت

۲۷ فروری سنہ ۱۸۷۲ء روز منہ شنبہ کو ساڑھے نو بجے مسلمانان بنارس نے سجدہ شکر صحت ہزارہاں ہائینس پرنس آف ویلز کا بدرگاہ خداوند کریم ادا کیا اور عربی خطبہ کے بعد جو مناجات اور شکریہ اُردو میں پڑھا گیا اور جس کے خاتمہ پر سجدہ شکر ہوا وہ یہ ہے *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای خدا ای خدا بے شک خدا تو ہی ہی تیرے سوا کوئی نہیں ای خدا ای خدا بے شک تو ہی ازلی ہی اور تو ہی ابدی ہی تیرے سوا کوئی نہیں تو ہی ہمارا خالق ہی اور تو ہی ہمارا مالک تو ہی ہمارا معبود ہی اور تو ہی ہمارا مسجود تو ہی ہماری دعا ہی اور تو ہی ہمارا مددگار تو ہی ہمارا مقصد ہی اور تو ہی ہمارا مقصود الہی ہم تجھی کو چاہتے ہیں اور تجھی سے چاہتے ہیں الہی ہم تجھی کو مانگتے ہیں اور تجھی سے مانگتے ہیں ای میرے پیارے اللہ ہمارا دل ہماری جان ہماری روح تیری ہی ہی اور تیرے ہی لیئے ہی ای قادر مطلق خدا یہ تمام قوی جو ہم میں ہیں تجھی سے ہیں اور تیرے ہی لیئے ہیں پس اپنی چیز کو اپنی ہی سرقی کے تابع رکھ *

الہی ہم اپنے گناہوں سے اقرار کرتے ہیں ہماری خاموش اعمال نے ہم کو گناہوں کے کالے دریا میں ڈبو دیا ہی الہی ہم نے تیری تصویر کی ہی اور تیری امانت میں خیانت کی ہی جو چیزیں تیرے ہم کو جن کاموں کے لیئے دی تھیں اُن سے ہم نے وہ کام نہیں لیا الہی ہمارے نفس امارہ نے ہم کو بہکایا اور گناہ میں ڈالا الہی ہم نے تیری نافرمانی کی اور تجھ سے چمکتا خدا کی حکم عدولی کی ہم بال بال گنہگار ہیں گناہوں کے کالے دریا میں غرق ہیں مگر تیرے ہی سہارے کی آمین ہی پس اے ہمارے غفور الرحیم خدا ہماری دستگیری کر اور ہم کو گناہوں سے نکال اور آپ رحمت سے ہمارے گناہوں کو دھو اور ہمارے دل کو یوسف سے زیادہ سفید اور اپنی ذات کے نور سے سورج سے بھی زیادہ چمکیلا کر *

اے خدا تو بے شک بے نیاز ہی تیری بے نیازی ہم کو تسلیم ہی مگر یا تو ہم سے بھی بے نیاز ہی گیرم کہ غمت نیست غم ماہم نیست پس نہیں حاشا و کلا تو ہمارے ما باپ سے بھی زیادہ ہمارا غمخوار لی جیسے کہ ہم تجھ سے بے نیاز نہیں ہیں ویسا ہی تو بھی ہم سے بے نیاز نہیں اے خدا اے خدا ہمارا اور تیرا یہ رشتہ کہ تو ہمارا خدا ہی اور ہم تیرے بندے اور تو ہمارا خالق ہی اور ہم تیری مخلوق کبھی ثروت نہیں سکتا اے ہمارے مہیم الشان خدا اگر تجھ کو دے ذوالجلال وحدہ لا شریک ہونے کی عزت و جلال ہی تو ہم کو بھی دے بندے ہونے پر بہت ہی کچھ نظر ہی پس اپنے جلال کو دیکھ ر اپنے بندوں کی دستگیری کر *

الہی ہمارا دل اور ہماری جان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین پر ندا ہو جنکو تو نے ہماری ہدایت کے لیئے بھیجا اور جنکی ہدایت سے ہم نے تجھ کو سنا جس سے تجھ سے ہمتے رسول اللہ کو پایا اور محمد رسول اللہ سے تجھ کو —

محمد از تو میخواستہم خدا را * خدایا از تو خواہم مصطفی را پس اے خدا تو ہمیشہ ہم کو اُنکی راہ پر رکھ اور اُنبر اور اُنکی آل و اصحاب پر اپنی رحمت نازل کر اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید مجید *

اے مسلمانوں جان لو کہ ہمارا دین اسلام بالکل سچائی اور بالکل نیکی ہی ہماری اور معصوم کی احسانمندی اور تمام خلایق کی حیرانگاہی بہت بڑا دین اسلام کا ہی جس طرح ہم کو اپنے خدا کے پاک کا شکر کرنا ہی اسی طرح ہم کو اُس انسان کا بھی شکر کرنا ہی جس کا احسان ہم پر ہی بادشاہ عادل کا احسان اپنی رحمت پر جس قدر کہ ہوتا ہی اتنا احسان کسی انسان کا کسی انسان پر نہیں ہو سکتا پس ہمارا سچا مذہب اور ہمارا روشن ایمان ہم کو یہ تعلیم کرتا ہی کہ ہم دل سے بادشاہ عادل کے شکر گوار ہوں نورانیوں جو ایک آتش پرست بادشاہ تھا مگر عادل اُس کے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی حوشی و خوشنودی طائر فرمائی ہی پس بادشاہ عادل کا کسی رعیت پر مستولی ہونا در حقیقت خدا تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہی اور بلا شبہ تمام رعیت اُس عادل بادشاہ کی احسانمندی ہی پس ہم دعا دے ہندوستان جو ملکہ معظمہ و کثرت دین دام سلطنت ملکہ ہند و انگلند کی رعیت ہیں اور جو ہم پر عدل و انصاف اور بغیر قومی یا مذہبی طرمداری کے حکومت کرتی ہی سرتاپا احسانمند ہیں اور ہم پر ہمارے پاک اور روشن مذہب کی تعلیم سے ہم کو اُس احسانمندی کا ماننا اور اُس کا شکر بجا لانا واجب ہی رہا کی بادشاہ عادل کے ساتھ ہماری یا احسانمندی صرف اُس کے رنج و راحت میں شریک ہونا ہی شکر خدا کا کہ رنج کے دن گئے اور خوشی میں شریک ہونے کے دن آئے یعنی ہماری ملکہ معظمہ کے فرزند ارجمند ولیعہد ہند و انگلند ہزارہاں ہائینس پرنس آف ویلز جو نہایت بیمار ہو گئے تھے اُنہوں نے صحت پائی اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اُنکو شفاء کامل عطا فرمائی جس کا شکرانہ بدرگاہ شادی حقیقی ادا کرنے کو آج کا دن مقرر ہوا ہی پس ہم خدا تعالیٰ کی اس مرحمت عظمیٰ کا دل سے شکر ادا کرتے ہیں ہم یقین کرتے ہیں کہ تمام بلاؤں کا قائلہ والا اور بیماری سے بیماروں کا شفا دینے والا صرف وہی ایک خدا ہی جس کا کوئی شریک نہیں اور ہم خدا تعالیٰ کی تمام نشانیوں پر ایمان رکھتے ہیں و قد قال اللہ تبارک و تعالیٰ انما یؤمن بآیتنا الذین اذا ذکرناہا خروا سجداً و سجوداً یحمدونہم و ہم لا یتکبرون *

و اے —

سید احمد

بمقام علیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور باہتمام

حافظ محمد عبدالرزاق کے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۳]

۲۰ محرم الحرام سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناوس بھیجا جاوے غرض تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہا اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و تصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے احوا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۷۳

خط معہ جواب

ادب من سید مہدیعلی صاحب زادہ لطفہ

مد سلام مسنون کے مدعا یہ ہے کہ آپ میرے پرائے دار ہیں
وے عزیز اور بھائی ہیں اس لئے مجھے اُمید ہے کہ آپ میری
ر سے جو صرف براہِ معصیت کرتا ہوں ناراض نہ ہونگے بھائی میرے
نہایت افسوس ہے کہ تم سید احمد خاں کی معصیت میں
شب ہو گئے اور اُسکا قصور تم میں بھی آگیا اور اُسکے خلیفہ مشہور
یہ وہ وعظ کا کھانا اور مجلس میلاد میں ذکرِ خیر کرنا اور علماء کی
کرنا اور اسلام کی وضع کا لحاظ رکھنا سب تم نے چھوڑ دیا اور اُسی
مقام کی طرح تم مضامین لکھنے لگے تقلید کے قارک ہو گئے علماء سے
مخالفت کرنے لگے وضع اپنی لباس و عرواک میں بدل ڈالی سو بھائی
ب بھی کچھ نہیں بگرا تم اُسکی معصیت چھوڑو اور اپنے آپ کو بدنام
کو آئندہ اختیار ہی والسلام علی من اتبع الهدی *

جواب خط

جناب بھائی صاحب آپ کا نصیحت نامہ جسکے لفظ لفظ سے معصیت
ی ہو آتی تھی اور جسکی ہر سطر سے شرہ اور دلسوزی ظاہر ہوتی
وے میں نے پایا میں دل و جان سے اُسکا شکر کرتا ہوں اور نہایت ادب
اُسکا جواب لکھتا ہوں *

بھائی صاحب جب تک میں نے سید احمد خاں کو نہ دیکھا تھا اور اُنکے
اصلی حالات اور مذہبی خیالات سے مجھے ناواقفیت تھی میں سب سے
مکر اُنکا دشمن تھا بلکہ اُنکے العاد اور ارتداد اور تنصر کا قایل تھا
جب سے میں اُن سے ملا ہوں اور اُنکے حالات اور خیالات سمجھ کر
وم ہوئے ہیں تب سے مجھے اُنکی سچائی اور ایمان اور اُنکے مفاید
عربی اور اُنکے مذہبی خیالات کی صفائی کا ایسا یقین ہو گیا ہے کہ
شعب الغلام مازدہدہ یقیناً *

میں اُنکے مذہبی خیالات کی عربی اور صفائی کا صرف اقرار ہی نہیں
بلکہ اس پر حیرت بھی کرتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں جبکہ اکثر
کے دلوں سے سچائی اور حق کی تحقیق کا نور جاتا رہا تھا اور
رواج کی پابندی اور ہندوؤں کی تقلید اور مرام کی نگاہوں میں
وقت پیدا کرنے کی آرزو اور ریائی اتقا اور قورح کی شہرت کے
جامعہ تعصبات میں لوگوں کو مبتلا کر رکھا تھا اور تقلید نے
اہیاء کے ادراک کی قوت کو جو ہر انسان کی فطرت میں خدا
ہی معطل اور بیکار کر دیا تھا اور خدا و رسول کی اصلی ہدایتوں
س حکموں سے چشم پوشی کر کے لوگوں نے زید و عمرو کی روایات
وے قصص و حکایات پر دین و مذہب کا مذاق اُٹھا رکھا تھا

اور مذہبی احکام کے عل اور اغراض اور اسرار کی تحقیق کا شوق
دلوں سے جاتا رہا تھا اور ہوادری کی شرم اور جمہور کی مخالفت نے
عزف اور فکر کے قوی کے قریب حق و باطل میں تمیز کرنے کی راہ
بند کر دی تھی کیونکہ ہماری ہی قوم میں سے ایک شخص کو حق کی
تحقیق کا خیال آیا اور کس طرح حقایق اشیاء کے ادراک پر متوجہ ہوا
اور کیونکہ اسلام کی معصیت نے اُسکے دل کو ایسا قوی کر دیا کہ حق کے
ظاہر کرنے اور سچی راہ پر جانے اور تقلید کے چھوڑنے میں نہ ہوادری
کا خیال کیا نہ جمہور کی مخالفت سے قرا نہ فکر کے قوی سے حابف
ہوا فلا حرة و علی اللہ اجرہ *

پس بھائی صاحب جب میرے دل میں اُس شخص کی نسبت اسلام
کی معصیت کا یہ خیال ہو تو میں کیونکر اُسکی معصیت چھوڑوں اور
کس طرح اُسکو برا سمجھوں سچ یہ ہے کہ جس طرح آپ اور اُور واقف
لوگ صرف اسلام کی وجہ سے اُن سے عداوت رکھتے ہیں ویسا ہی میں
فقط اُنکے سچے ایمان کے سبب سے اُن سے معصیت رکھتا ہوں و للہ العاقبہ
یہاں بعض مباحث

حضرت مولوی ہونا تقیہ پنجانا عربی مہمہ سر پر پائندہ لیتا ہوا
دائے کی تسبیح زبٹوں کی زیب گلہ فرمالینا قیام نورانی سے بدن کو
مزید کر لینا مقدس و ابرار اور شیخ وقت ہوجانا مجلس وعظ میں
تکات و اسرار بیان کر کے سامعین کو ہلا دینا خانقاہ میں بیٹھ کر تصوف
کے دقائق اور توحید کے نکات ارشاد فرما کر سننے والوں کو وجد میں لے آؤ
یا کسی مزار و درگاہ میں جاکر موبدان باصدق و صفا کر حلقہ ترجمہ
میں بیٹھا کر عرض کی زیارت کرادینا آسان ہے اور نہایت آسان ہے
مگر مشکل اور سب سے زیادہ مشکل ہے مسلمان ہونا اور خدا سے
یکرنگی اور یکدلی کے ساتھ معاملہ رکھنا اور رہا اور مکر اور نفاق
سے بچنا *

ہر اب پیکر مردار کیا کر ملائیت سب کے سامنے اقرار کر دینا اور مہمہ
پر چڑھ کر اپنے اصلی حالات اور اپنے دلی خیالات کا خطبہ پڑھا دینا اسلام
کی سچائی ہی تہ کہ نورانی کرتہ پہنکر اپنے داغوں کو چھپانا اور
عربی مہمہ باندہ کر اپنے کٹیں مقدس جتنا اور میٹھی میٹھی باتیں
کر کے اپنے آپکو حضرت اور شیخ بنانا اور قرآن کے دام میں موٹی موٹی
چریوں کا شکار کھیلنا اور روکھی روکھی صورت بنا کر لقمہ تو نوشی
فرمانا اسلام سے اور اُن مکاریوں سے کیا نسبت —
مردہ این رہ را نشانے دیگر است

بھائی صاحب افسوس ہے کہ آپ لوگوں نے سید احمد خاں کی حقیقت
اب تک نہیں جانی اور تعصب اور تقلید یا بغض اور حسد نے اُن کی
خوبیوں کو آپ کی نظروں سے چھپا دیا ورنہ آپ لوگوں کی دینی اور

دنیاوی پہلانی کے لیئے جو کچھ انہوں نے کیا ہی اور کر رہے ہیں اسکا شکر آپ لوگوں سے ادا نہوتا اور جو کچھ اُنکے مسامی جلیلہ سے فائدہ ہوا اُس سے آپ معزوم نہ دھتے مگر اُمید ہی کہ آئندہ آنیوالی نسل اُنکے پوتے ہوئے بیچ کا پھل پاوے اور آپ لوگوں کی اولاد اُن کے دست و بازو کا شکر ادا کرے ان اللہ فیضیہ اجر المصنوعین *

امام کی مخالفت کا الزام اُن کی نسبت کرنے سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس مہلک بیماری میں آپ لوگ مبتلا نہ ہوتے اور تقلید نے اسلام کو مجروحہ قصص و حکایات نہ بنا دیا ہوتا اور زید و عمرو کے اقوال اور یہاں و فلاں کی رائیں مثلاً وحی کے واجب الاتباع نہ سمجھی جاتیں تو اُن کو مخالفت کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی اور تصدیق کے جھنڈے کا پرچم کھولنے پر اُن کا ہاتھ ہی نہ اُٹھتا آپ کی تقلید اور اتباع اقوال قدامی مالک پر مصیبت ہی نے اُن کو اس طرف متوجہ کیا اور اُسی توجہ نے یہہ شر و شغب ہندوستان میں مچا دیا ہی مگر سچ یہہ ہی کہ اگر چند ہندوستان کے مسلمان اسی ٹیند میں سوتے رہتے اور حضرات علماء قسے کہانیاں کہہ کہہ کر آئندہ آنے والی نسل کو بھی خراب غرکوش میں سلا دیتے اور کڑی اُن کا چونکانے والا اور تازیانہ لیکر جگانے والا نہ ہوتا اور لوگ اسی طرح تقلید کے پابند رہتے اور مخالفت جمہور کے خیال سے تصدیق کا شوق نہ کرتے بلکہ ہر بات کی صحت و غلطی کے ادراک کے لیئے اپنے پرانے نسخوں اور لعل کتابوں ہی کے کھرانے کی بد عادت میں مبتلا رہتے اور خدا اور رسول کے کلام کو چھوڑ کر پرانے لوگوں کے قولوں ہی پر تصدیق کو منحصر سمجھتے اور حضرات علماء رحمۃ اللہ علیہم نصب کے سبب سے یا اپنے خیالات کی غلطی کی وجہ سے یا اپنے قنفذ اور تورع کی اغاص کی نظر سے کفر کے فتور سے ڈرایا کرتے اور ہم لوگ بھی جنت و دوزخ کی کنجیاں اُنہیں کے اختیار میں اور رضوان خازن جنت اور مالک داروغہ جہنم کو اُنہیں کا نوکر سمجھ کر اُن کی تحریر ہی پر اپنے آپ کو قطعی جنتی اور یقینی دوزخی سمجھا دیتے اور اُن کے کفر کے فتور کے قریب سے نہ تصدیق حق کا قصد کرتے اور نہ جس کیجے اور دل دل میں پھنسے ہوئے تھے اُس سے تکلنے پر کمر ہمت باندھتے تو بلاشبہ دین و مذہب نو مرنیہ پڑھتے اور اسلام اور ایمان پر توحہ کرنے اور سچائی اور صفائی پر ماتم کرنے کا وقع آگیا تھا لان العلم ہم ادنا الماریق وقد شخر عنہم الزمان ولم یبق الا المنرسمون و قد استحوذ علی اکثرہم الشیطان و استخر اعلم الطقیان و اصبح کل واحد منہم بما چل حبلہ مسعرا بصر یری المصروف منکرا و المنکر معروفا *

یہاں صاحب میرے اوپر بھی ایک ایسا زمانہ گذرا ہی کہ میں علماء کی مخالفت کو ارتداد اور العناد کہتا تھا بلکہ مری عبارت میں

جو کتاب لکھی ہوتی تھی اُس کے ایک فقرہ سے انکار کرنے کے بد اعتقادی جانتا تھا اور آپ کی طرح ہر عالم اور ہر مولوی کی کو کالوہی المنزل من السماء سمجھ کر اُس پر یقین کرتے کو ا کا نتیجہ سمجھتا تھا مگر ایک روز امام فزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کی چند سطروں کو دیکھ کر میں بد اعتقاد ہو گیا اور حضرا علماء کے اقوال اور رائیں کے اتباع کرنے اور اُن کی ہر بات کو سچ جانے اور اُن کے ہر امر میں تقلید کرنے کو ضعف اسلام کا ثمرہ سمجھنے لگا اور مخالفت جمہور کا جو خوف میرے دل میں تھا وہ بالکل جاتا رہا امام صاحب ارل تو حضرات علماء کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”اُنہوں نے علم کی حقیقت کو نظروں پر منحصر کر دیا ہی اور تبدیل الفاظ سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈال دیا ہی نفہ اور حکمت اور تصرف اور کلام کو حرام مال پیدا کرنے کا دام بنا رکھا ہی اور جو مراد خدا اور رسول کی ان لفظوں سے تھی اُسے بدل دیا ہی اور اپنی وصف گزینی اور قصہ خرائی اور فصاحت و بلاغت اور اصطلاحات جدیدہ اور عبارات مزخرفہ پر علم دینی کا مدار ٹھہرا رکھا ہی“ اور پھر امام صاحب مخالفت جمہور کی نسبت لکھتے ہیں کہ ”یہاں مانع تصدیق حق کا مخالفت جمہور کا خیال ہی کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ سب لوگ ہم کو مسجون و دیوانہ بتا دیتے اور ہم سے مسٹر کی اور ٹھٹھہ کر دیتے اسلیئے اگر ہم باطل پر ہیں تو غیر کیا مضائقہ ہی جو سب کا حال ہوگا وہی ہمارا ہوگا مرگ اتبہ جتنے دارو مگر ایسے خیال کرنے والے کو سوچنا چاہیئے کہ اگر اُس کے ساتھی قریبے لگیں مگر وہ ایک کشتی پالہ اور اُس پر سوار ہو کر بچنے پر یقین کرے اور اُن کے چھوڑنے پر اپنی نجات سمجھے تو کیا اُس وقت لوگوں کا ساتھ دینا اور اپنی نجات کے فریمہ کو چھوڑ دینا کڑی نادان بھی ایسی رفاقت کو پسند نہ کریگا ولم یہلک انکار الامراۃ اہل زمانہم حیث قالوا انا وجدنا اباہنا علی امۃ و انا انارہم مفتدون *

حضرت من بلا شبہ تصدیق حق کا یہاں مزاحم یہی خیال مخالفت جمہور کا ہی اور جاہلانہ خوش اعتقادی ہی راہ راست کے ڈھونڈنے کی بڑی مانع ہے اچھے پڑھے لکھے یہی خیال کر کے کہ اگلوں نے کڑی بات نہیں چھوڑی اور سارے امور کی تصدیق کر لی ہی قصد ہی نہیں کرتے کہ اصلیت اور حقیقت کو کماہی ہی دریادہ کریں مگر وہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ سب اگلے اور سارے بزرگ یہی کرتے آئے ہیں اور تصدیق ہی کے سبب سے وہ بزرگ اور معفق کہلائے ہیں اگر ائمہ دین اور مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین یہہ خیال کرتے کہ اگلے سب کچھ کر گئے ہیں تو اصول فقہ اور فقہ کی قدریں کا کب قصد کرتے اور پھر آئندہ علماء اسلام علم کلام کے اصول و فروع کی تمہید کا کپڑا لوانہ کرتے

کی تشریح کرتے ہوئے اور کمال عربی سے بڑھان ترسی اور بڑھان علمی کو ثابت کرتے ہوئے اور صدرا کی مثنیٰ بالکریز کے مقدمے حل کرتے ہوئے ملک العلماء اور پھر العلوم کے حاشیہ کھولے ہوئے اور میرزا محمد مرقاۃ کے منہجی نہایت خوش تقریری سے طالب علم کو سمجھاتے ہوئے حالانکہ اگر وہی حضرت علامہ فہاسی اُن مسائل حکمیہ کو مسائل جدیدہ سے مقابلہ کریں اور اُس طرز تعلیم کو جو اب جاری ہی دیکھیں تو وہ خود اقرار کریں گے کہ ہم جہل مرکب میں گرفتار ہیں اور اپنی اور اپنی قوم کے لوگوں کی مرفضول بحثوں اور مباحث باتوں میں ضایع کرتے ہیں اور پوچھ لپچھ بیپرواہ باتوں کو علم اور حکمت سمجھتے ہیں * مگر غزوات علم اور شہرت فضیلت اور غیرت زہد و تقویٰ حضرت مولانا کی ایسی بلاد جان ہی کہ وہ کب اُس تقلید سے نکلنے اور علوم و فنون جدیدہ کے دریائے کوئی اور موافق حال اور ضرورت وقت کے علوم مفیدہ کی تعلیم کرنے کا ارادہ کر سکتے ہیں *

اگر علوم و فنون سے بھی قطع نظر کی جاوے اور دین و مذہب پر خیال کیا جاوے تو اُسی تقلید کے سبب سے اُس کا بھی حال ابتر ہی اول تو تقلید ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کی ایمان کی نشانی سمجھی جاتی تھی اب ہر خاندان میں اُس خاندان کے بزرگوں کی چال و چلت کی تقلید نشانی اسلام کی خیال کی جاتی ہی اور ہر رسم کی ٹھیک ٹھیک پابندی پڑھیزکاری اور دینداری سے تعبیر کی جاتی ہی اگر کسی کو شک ہو تو وہ حضرات صرفیہ کرام کی خانقاہوں اور مشائخ عظام کی درگاہوں اور حضرات علماء کے وعظ کی مجلسوں اور عاشقان اہلبیت کے امام ہزاروں میں خرقہ رنجہ فرماوے اور خدا کی کتاب کو ہاتھ میں لیکر اُن کے عقائد و اعمال کو اُس سے ملاوے اور انصاف کرے کہ اُس میں اسلام کتنا ہی اور کفر اور شرک اور بدعت کس قدر *

امور دنیوی پر اگر خیال کیا جاوے تو بھی بلاد تقلید ذلت و اہوار کے نتیجے دکھا رہی ہی معاشرت کے طریقے زندگی بسر کرنے کے قاعدے معاش حاصل کرنے کی تدبیریں مخالفت اور مجالست کے طور شاہی اور غمی کی رسمیں جو کچھ ہیں وہ سب تقلیدی ہیں اور گو خود ہمارے بھائی بعض یا اکثر باتوں کی پرائی کے مقرر ہوں اور اُس کی پابندی کو فریضہ ذلت اور رسوائی اور افلاس اور قالیقی کا سمجھتے ہوں مگر وہی ترک تقلید اور مخالفت جمہور کا خوف کچھ کرنے نہیں دیتا اور کسی کو اُس پابندی سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی *

پس بھائی صاحب ایسی حالت میں جب کہ تقلید اور پابندی رسم کی سیاہی نے دل کو تاریک کر دیا ہو اور وہ نور جسے عقل کہتے ہیں چھپ گیا ہو اور سارے عقیدے اور اعمال تقلیدی ہو گئے ہوں اور غیر قومیں ہمارے تمصب و جہالت پر خندہ زن اشارے کرتی ہوں اور شب و روز کتابیں اور اخبار ہماری ذلت کی باتوں سے سیاہ کیئے جاتے ہوں اگر خدا

نے علوم معقولات کی اشاعت پر حضرات علماء کب ترجیح دے جو ترقیاں علمی اسلام میں ہوئیں وہ کیونکر ہوتیں اگر لمائوں کی طرح وہ حضرات بھی خوش اعتقاد ہوتے اور اُن کے خیال سے تحقیق کسی چیز کی نہ کرتے اور جن علوم اور حاجت ہوئی گئی اُس کی تدوین نہ فرماتے اور تقلید میں پھنسے رہتے تو اسلام میں آج تک نہ کوئی عالم ہوتا نہ کوئی مسجید نہ کھلتا نہ کوئی مصنف نہ کوئی محقق نہ لوگوں کی جہالت اور بد نصیبی ہی جو ہم تحقیق کو مخالفت علماء چھتے ہیں اور اجتہاد اور حقیقت اشیاء کے ادراک کو غامضی جانتے ہیں اور ساری تحقیقاتوں اور تمام اشیاء کی باتوں کے دیوانہ کو اپنے اگلوں پر منحصر اور ختم سمجھتے ہیں

مما لا یلک قول القائل اما ہر کم ترک الاول للاخر وهذا هو قول النبی علیہ السلام و من ذهب الی غیرہ لم یہتد الی سوا السبیل فان نقائل لیس من معصروا فی قوم ولا مستفتی یوم دون یوم * بھائی صاحب اس تقلید اور پابندی مراسم نے جیسے بد نتیجے اسلام مسلمانوں کے حق میں پیدا کیئے ہیں اُس پر اُس شخص کو دونا آتا جو ان باتوں پر غور کرتا ہی اور جو مسلمانوں کے علوم و فنون اور بد و اعمال کو نظر غور سے دیکھتا ہی مگر حضرات علماء اور اہل ماری قوم کے وہ آنکھ ہی نہیں رکھتے جس سے ان غرابیوں کو دیکھیں وہ دن ہی نہیں رکھتے جس سے اپنی قوم کے تنزلات روز انزوں کو ہیں ہلکے وہ تو ایمان اور اسلام اور روح اور تقویٰ اور تہذیب اور مدار کی اسی پر منحصر سمجھتے ہیں کہ ٹیلی کے پیک کی طرح آنکھ دھٹی پاندھکر رات دن ایک مسدود تنگ دائرہ کے اندر گھوما کریں اُن وسیع میدانوں کو جو تفتتہ جنت کی طرح ہر قسم کے گل سے آراستہ ہیں آنکھ اٹھا کر دہی نہ دیکھیں *

اسی تقلید کا سبب ہی کہ مسلمانوں کے علوم گھٹ گئے اُنکے عقائد کی بگڑ گئے اُن کے اعمال ہندوانہ ہو گئے اُن کی دنیوی ترقیاں رک اُن کی عزت اور منزلت جاتی رہی غیر قوموں کی نظروں میں ہو گئے تربیت یافتہ لوگ جاہل سمجھنے لگے اگر کسی کو شک ہو متحان کر لے اور اپنی آنکھ سے دیکھ لے *

کسی ایسے بڑے سے بڑے نامی مدرسہ میں جاکر تعلیم کی کیفیت جس کے مدرس کوئی بڑی مشہور متعلمی اور نامی فلسفی اور معقول و منقول حاری نزوع و اصول ہوں کہ وہاں بھی جگہ چمکتا اور پابندی رسم کا نور چمکتا ہوگا حضرت استاد رہا ان نہایت عربی اور کمال قابلیت سے اسطفاست اربعہ کی کیفیت مائے ہوئے اور نہایت فصاحت و بلاغت سے طبیعات کے مسائل

میں ایک جگہ جمع کر کے بہ طرز مناسب صرف کیا جاوے تو خود مسلمان دیکھیں کہ انکو کیسی ترقی ہوتی ہے اور انکی اولاد کیا عزت حاصل کرتی ہے *

فرضکہ اس زمانہ میں بھلا کام مسلمان کا یہ ہے کہ وہ شریک کی طرح تقلید اور رسم کی پابندی چھوڑے اور اپنی گردن کو اس پھانسی کے پھندے سے نکالے اور کفر کے قتل اور برادری کے طعن سے نہ ترے اور جب تک مسلمان یہ نہ کریں کہ تب تک ہمارے نزدیک کوئی امید انکی ترقی کی نہیں ہے الا ان یہ اللہ پس بھائی صاحب وہ شخص جس نے بھلا یہ کام ہندوستان میں کیا ہے اور جس نے تقیہ اسلام اور مسلمانوں کے پیچھے اپنا وقت اور مال بلکہ اپنی جان کو قربان کیا ہے وہی ہے جسے لوگ سید احمد کہتے ہیں اور جسپر ہزاروں معنی کفر اور ارتداد کے ہوتے ہیں اگر معصیت قومی کی کچھ حقیقت آپ کو دریافت کرنی ہو تو ذرا اُس کے پاس آئیئے اور اس درہ کو اُسکے دل سے پوچھیئے اور اس جانسوز مصیبت کا افسانہ اُسی ملحد کی زبان سے سنئیئے *

بشراں سورے کلبہ احزان اور بھئی
تا بنگری کہ عشق تو با ارچہ میکند

راقہ

مہدی علی دہلوی ملکٹر مرزاپور

نمبر ۷۳

تحریف الفاظ علوم

اس زمانہ میں جو علوم شرعی علوم سمجھے جاتے ہیں اور جو باتیں بڑی دینداری اور ایمان کی خیال کی جاتی ہیں جب اُسکی حقیقت پر غور کیا جاتا ہے اور خدا و رسول کے کلام سے اُسکی تطبیق دیکھائی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ علوم حقیقت میں شرعی علوم ہیں اور نہ وہ باتیں فی نفسہ دینداری اور ایمان کی ہیں بلکہ دنیا علی اور نفس پروری اور غرور و حب جاہ کے سبب سے لوگوں نے تحریف کر کے شارع کے مقصود کے برخلاف اُن علموں کی حقیقت کو چھپا کر اور اپنی بنائی ہوئی باتوں پر اطلاق دینداری اور ایمان کا کر کے لفظوں کے التباس سے لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ میں ڈال دیا تاکہ اس فریب سے وہ لوگ علماء رہائی سمجھے جاویں اور نائب رسول اور جانشین نبی نہریں *

یاد رہے کہ وہ علوم اور وہ باتیں فی نفسہ سلف صالح اور خیر مصائب میں شرعی علوم اور دین کی باتیں تھیں اور اُنکے جاننے والے پڑے دیندار بلکہ نائب رسول تھے مگر اب اُس میں ایسی تحریف اور تبدیل و تغیر ہو گئی ہے کہ سوائے لفظوں کے اُن کے معنی ہی باقی نہیں رہے اور جو مراد اُن علموں سے اُسوقت لیجاتی تھی وہ بالکل فوت ہو گئی ہے اب اُن علوم کے جاننے والوں کا اپنے آپ کو معقق اور صدق

کسی کی آنکھ کھولے تو وہ کیا کرے یا کہ جمہور کی مراقبت کرے جاہلانہ تقلید کی دلدل میں پھنسا رہے یا اسلام کی معصیت اور اپنی قوم کی ہمدردی کے جوش میں آکر خود اپنا پاؤں اُس کیچھڑ سے نکالے اور اپنے بھائیوں کے نکلنے کی خواہش کرے *

بھائی میرے برا مائدہ کی بات نہیں ہے لیکن آپ لوگ ہمدردی و معصیت قومی اور ملکی ترقی اور اسلام کی روکھنی پھیلانے کی حقیقت ہی سے ناواقف ہیں اور اُس کے اصول ہی سے بیخبر ہیں سچ یہ ہے کہ یہ الفاظ آپ کے نزدیک مہمل اور بے معنی ہیں ورنہ کیا اب تک مسلمانوں کی یہی حالت رہتی اور آئندہ کو سوائے تنزلات روز افزوں کے کوئی بھی صورت قریبی کی نہ دکھائی دیتی میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے بھائی سخاوت نہیں کرتے فیاضی ظاہر نہیں فرماتے اب تک ہذا کے فضل سے ایسے بلند حوصلہ عالی ہمت صاحب جوہ و سقا موجود ہوں کہ لاکھوں روپیہ ایک دم میں صرف کر دیتے ہیں لیکن چاہیئے کہ پنے بھائیوں کی بھلائی میں کچھ خرچ کریں اس کا کیا ذکر ہے *

اُن بد معاشرہ نالایفوں کا کچھ ذکر نہیں جو فواحش اور اور معصیت کے کاموں میں اسراف کرتے ہیں بلکہ ہم اُن بلند سمتوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنی شہرت اور عزت اور دین کے لئے کچھ صرف کرتے ہیں جب اُن کے اسراف پر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ وہی تقلید اور پابندی رسم کی اُن کے روپیہ کو برباد کرتی ہے اور جو دینی شہرت اور بے اصل عزت کے حاصل ہونے کی تمنا ان کا روپیہ لڑاتی ہے *

کیا کسی نے سنا ہے کہ سوائے شادی بیاہ میں ہزار ہا روپیہ لگانے یا بھائیوں کو تر رہہ ہندی کھانا تقسیم کرنے یا بڑی بڑی عالیشان عمارتیں بنانے یا حاکموں کی خوشامد سے غیر مفید کاموں میں روپیہ لگانے یا چھوٹی دینداری اور جاہلانہ تعصب سے عاتقاہوں اور مزاروں اور امام بازوں میں شریک اور ہمدست کے کاموں میں دولت برباد کرنے کے کسی نے اب تک کوئی زر خطیر یا رقم کثیر بلکہ کچھ حصہ بھی اپنی کمائی کا اپنی قوم کی بھلائی کے کاموں میں لگایا ہو یا لگانے پر رغبت کرتے ہوں پس کیا سبب اسکا صرف ہمتی اور بخل ہی ہو کر نہیں بلکہ سبب اسکا یہ ہے کہ تقلید اور ابتدائی رسم کے سبب سے ہم کو اُس بات کے کرنے کی جرأت ہی نہیں پڑتی جو اب تک ہمنے نہ کی ہو اور اگر جرأت بھی ہو تو بوجہ نہ ہونے کدت کے اُس طرف رغبت ہی نہیں ہوتی اور اُس کام کو کچھ مفید یا باعث ثواب یا موجب عزت ہی نہیں سمجھتے ورنہ اگر وہ روپیہ جو بھرم اور عوس میں بتیوں کے جلانے اور چراغاں کرنے اور ہول بھانے میں صرف کیا جاتا ہے مسلمانوں کی تربیت اور تعلیم

سمجھنا اور جو شخص اُنکی اصطلاحات اور معادرات کے لفظوں کو زبان پر نہ لاتا ہو اور اُنکی بنائی ہوئی ہولیاں نہ جانتا ہو اُسکو جاہل اور دین کی باتوں سے بے خبر کہنا اور جو کوئی اُن علوم کی مذمت کرے یا اُنکو شرعی علوم نہ جانے اُسے مرتد اور بد دین کہلانا حقیقت میں اُسی تعریف کا نتیجہ ہی پس جب تک کہ اُن لفظوں کی اصلی حقیقت بیان نہ کی جاوے اور جو معنی اُسکے صاف صالح اور صحابہ سمجھے تھے ظاہر نہ کیئے جاویں اور جو کچھ تعریف اُسوں کی گئی ہی وہ ثابت نہ کی جاوے تب تک یہ اصطلاح اور دھوکہ رفع ہو ہی نہیں سکتا *

منجملہ اُن لفظوں کے چند لفظوں کا ہم بیان کرتے ہیں — اول لفظ علم دوسرے لفظ فقہ تیسرے لفظ حکم چوتھے لفظ وصی و تدبیر *

اول لفظ علم

لفظ علم کا اطلاق خدا اور اُسکے رسول کے کلام میں اُن چیزوں کے جائزہ پر ہی جو متعلق ذات اور صفات اور ایات اور افعال خداے عزوجل کے ہوں اور جس سے اُسکی قدرت اور عظمت اور جلال کی تاثیر دل پر ہووے مگر اس لفظ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ لوگوں نے اُسے مخصوص اپنے مصطلحات اور معادرات پر کر دیا ہے اور جن باتوں کا کچھ ذکر پہلے قرن اول میں نہ تھا اُنکو اصل علم قرار دیا ہے اسی واسطے جو شخص علم کلام خوب جانتا ہو اور مسائل فقہیہ میں خوب ملاحظہ اور مباحثہ کرتا ہو اور لوگوں کے گھڑے ہوئے اصول سے بخوبی واقف ہو اور کتابی لفظوں کو اچھی طرح یاد رکھتا ہو وہی بڑا عالم اور علامہ سمجھا جاتا ہے اور جو فضائل علماء کے خارج نے بیان کیئے ہیں اُن کا مستحق ٹھہرایا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ فضیلتیں اُن علماء کی نسبت بیان کی گئی ہیں جو کہ اللہ جل جلالہ کی ذات و صفات اور قدرت اور جلال کے جاننے والے ہیں *

دوسرا لفظ فقہ

اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اُسے مخصوص

کر دیا ہے فروعات کے جاننے اور احکام کی ملتوں کے دقائق دریافت کرنے اور مشکل اور عجیب مسئلوں کے یاد رکھنے اور مصطلحات اور معادرات مستخرم کے الفاظ کے حفظ ہونے پر * * اسی واسطے جو شخص اُن فروعات سے خوب واقف ہو اور جسے اُن اصطلاحوں اور اقوال سے زیادہ آگاہی ہو اور جو دقیق اور باریک مسئلوں کو مثل معنی اور پہلیں کے خوب حل کرتا ہو وہی بڑا فقیہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ زمانہ میں صحابہ کے اس لفظ کا اطلاق طریق آخرت کے جاننے والے اور افراد نفوس کی باریکیوں کے پہچاننے اور دنیا کی بے ثباتی پر یقین کر کے نعمت کی خواہش کرنے پر کیا جاتا تھا اور اسی واسطے جو شخص خدا سے مخالف اور دنیا سے متنفر اور آخرت کا طالب ہوتا تھا اُسکو فقیہ کہتے تھے اور یہی مراد خدا کے کلام میں اس لفظ سے ہی حید قائم

تبارک و تعالیٰ لینفقہوا فی الدین ولینفروا قومہم اذا رجعوا الیہم تاء فقیہ ہوں دین میں اور قرار دیں اپنی قوم کو جب کہ لوٹیں اُن میں اور ظاہر ہے کہ یہ قرارنا اور لوگوں کو خدا کا خوف دلانا اُسی نظم سے ہو سکتا ہے جو قرن صحابہ میں جاری تھی نہ اُس لفظ سے جواب بنام فقہ کے مشہور ہے کیا کوئی شخص مطلق اور متاق اور لعان اور اور سلم اور اجارہ کے مسائل سے کسی کو دنیا کی بے ثباتی اور آخرت و نعمتوں کا یقین یا اُن شرعی مسائل سے خدا کا خوف دلا سکتا ہے بلکہ قطعاً اسی میں مبتلا رہنا اور انہیں باتوں کو فقہ سمجھنا آدمی افسوس قلب اور فکر کر دیتا ہے اور خدا کا خوف ایسے فقیہ کے دل میں جاتا رہتا ہے جیسا کہ ہم اپنے زمانہ کے فقیہوں کا حال دیکھتے ہیں جنکے حق میں خدا کا یہ قول صادق ہے لہم قلوب لا یفقهونہ

امیواسطے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص سے جبکہ اُس نے کوئی مسئلہ اُن سے پوچھا اور اُنہوں نے کچھ جواب دیا اور اُس پوچھنے والے نے کہا کہ یہ فقہا کے مخالف ہی فرمایا کہ ہلراہ

فقہا بعینک انما الغیۃ الزاہد فی الدنیا الراضی فی الآخرۃ البصیر بدین المدارم علی عہدۃ ربہ الروح الکاف نفسہ عن امراض المسلمین العقیۃ عن امراضہم الخاص لجماعتہم کہ آیا تو نے کسی فقیہ کو آنکھ سے یہ دیکھا ہے فقیہ وہی ہے جو کہ دنیا کا تارک ہو آخرت پر راضی ہو اپنے دین کو جانتا ہو اپنے پروردگار کی عبادت پر مداومت کرنا ہر ہیزگار ہو اپنے نفس کو مسلمانوں کی آبرو اور اُن کے مالوں سے بچا رہتا ہو اور اپنے بھائیوں کو نصیحت کرتا رہتا ہو *

یہ سب صفات فقیہ کی حضرت حسن بصری نے بیان کیں مگر ایک لفظ یہی ایسا نہ فرمایا جس سے معلوم ہوتا کہ فقیہ وہ ہے جو مسائل فروعات کو خوب جانتا ہو *

دوسرا لفظ فقہ

اس لفظ میں تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اُسے مخصوص

† الفہ فقد تصرفوا فیہ بالتخصیص للبالک والتصریل الذخیرۃ معرفۃ الفروع الغریبۃ فی القناری والرقرف علی دقائق علیہا واستنثار الکلام فیہا وحفظ الاموال المتعلقۃ بہا من کان اذہد تعمقا فیہا وانقر استغلا بہا یقال ہوالفقہ وفقد کان اسم الفہ فی العصر الاول مطلقا علی علم طریق الاحرف ومعرفۃ دقائق آفات النفوس وفسادات الاعمال وقرۃ الاحاطۃ بصغارۃ الدنیا وحذۃ التطلع الی ذمیم الآخرۃ واستیلاء الخوف علی القلب ویدلک علیہ قولہ عز وجل لینفقہوا فی الدین ولینفروا قومہم اذا رجعوا الیہم وما یحصل بہ الانذار والتحریف ہر ہذا الفقہ دون تقریبات الطمان والعتاق واللعان والسلم والاجارۃ فذلک لایحصل بہ انذار ولا تعریف بل التجرد لک علی الدوام یقسی القلب وینزع الشغیۃ منہ کما نشاہد الدین من المتجردین لک ول تعالیٰ لہم قلوب لا یفقهون بہا وارادیہ معانی الايمان دون القنوی (احیاء العلوم)

تحریف الفاظ علوم

تحریف الفاظ علوم

اور لوگوں کے دلوں میں اُن بے اصل باتوں کا ایسا یقین دلاتے ہیں کہ سننے والے اُسے خدا و رسول کے قول کی برابر جانتے ہیں حالانکہ قصص اور حکایات کا وسط میں بیان کرنا بدعت ہی اور اُسکا ستنا سلف صالح نے نہایت برا جانا ہی اور قصہ گوئیوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہی یہاں تک کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد سے نکل گئے اور کہنے لگے کہ اُن قصہ گوئوں نے مسجد سے مسجد چھوڑا لی اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے سوائے حضرت حسن پھری کے سب واعظوں کو مسجد سے نکال دیا *

جو شخص اس زمانہ کے واعظوں کی باتیں سننے وہ خود اس امر پر یقین کر سکتا ہی کہ اُنکا وسط قصوں کہانیوں سے پورا ہوا ہوتا ہی اور چھوٹی روایتوں اور بے اصل حکایتوں اور لغو اور خرافات باتوں سے ملو ہوتا ہی اور حضرات واعظین اُسے ہدایت کا ذریعہ سمجھتے ہیں بلکہ غیر صحیح روایتوں کا بیان کرنا وسط و تذکرے لینے جائز جانتے ہیں اور اُسکو راہ حق پر پہنچنے اور دل میں سوز و گداز پیدا کرنے کا وسیلہ کہتے ہیں حالانکہ یہ رسوئے شیطان کا ہی کیونکہ کبھی حق چھوڑتے سے حاصل نہیں ہوتا اور بیراہہ چلنے سے کوئی دین کی منزل پر نہیں پہنچ سکتا اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلف اور سجع اور تصنع سے اپنی امت کو منع فرمایا ہی حالانکہ اب مدار وسط کی خوبی کا اُسی پر ہی سب سے زیادہ خرابی اور بربادی دین کی اُن واعظوں کے وسط سے ہی جو شعرین پڑھتے ہیں اور شہوت انگیز اشعار موزہ پڑھ کر لوگوں کو وجد میں لاتے ہیں اور وصال و فراق کے مضمون بیان کر کے اس شہوت کو تیز کرتے ہیں اور اُسے عشق حقیقی کا ذریعہ کہتے ہیں *

اور اُس سے بھی زیادہ برا لی اُن لوگوں کے بیان سے پیدا ہوتی ہی جو کہ یزے لہبی چوڑے دعویٰ خدا کے عشق و محبت کے کرتے ہیں اور وصال اور اقتصاد کی حقیقت بیان کر کے اپنے نزدیک لوگوں کو خدا سے ملے دینے کی راہ دکھاتے ہیں اور اُسکی خوبی بعض بزرگوں کے حالات اور حکایات کی نقل کرنے سے لوگوں کے دلوں میں کالانش فی العجب پھیلتا دیتے ہیں اس واسطے انٹر جاہل احمق نادان آدمی ان باتوں سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور منصور کی طرح اذالہ حق کہنے لگتے ہیں اور آخر کار دنیا اور دین دونوں سے بے نصیب ہو جاتے ہیں *

علامہ اس کے اکثر حضرات واعظین خدا کے کلام میں تحریف کرتے ہیں اور جو مراد خدا کی اور اُسکے رسول کی ہی اُسکو چھوڑ کر اپنے علم و فضل ظاہر کرنے اور لوگوں کے دلوں کو خوش کرنے کے لیے غلط معنی بیان کرتے ہیں اور اُسکو تکتہ اور ہاریکی کہتے ہیں اور الفاظ ظاہری کو اپنے ظاہر معنی سے پھیر کر اُسکی بیجا تاویل کرتے ہیں اور غلط تفسیریں کر کے اپنے تئیں فصیح و بلیغ اور علامہ مشہور کراتے ہیں جیسا کہ بعضوں نے بیان کیا ہی بلکہ تفسیروں میں بھی لکھ دیا ہی کہ القصبی سے مراد رخسارے اور والیل سے مراد زلفیں ہیں یا آدم اذہب الی فرعون اذہ طفی میں مراد فرعون سے دل ہی یا صبر بکم معنی تم لاہر جموں سے اہل تصوف اور عاشقان خدا ہیں کہ ایسے معنی بیان کرنے والے اپنی بڑی قابلیت اور علمیت ان معنوں سے ظاہر کرتے ہیں اور سننے والے بھی اُسے ستار وجد میں آجاتے ہیں مگر حقیقت میں

تیسرا لفظ حکمت

حکمت کا لفظ اکثر قرآن مجید میں اور احادیث میں واقع ہوا ہی اور جس شخص کو خدا نے حکمت دی ہی اُس کی خود خدا نے بڑی صفات کی ہی جیسا کہ خود فرماتا ہی من یرت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا مگر جو مراد خدا کی اس حکمت سے ہی وہ صرف معرفت ذات و صفات باری تعالیٰ ہی مگر اب یہ لفظ اُس علم پر اطلاق کیا جاتا ہی جس سے انسان اُرد گمراہ ہوتا ہی اور رہی اور خیالی باتوں میں پھنس جاتا ہی اور حکماء یونان کے خیالی مسائل کا جاننے والا ہی حکیم سمجھا جاتا ہی پس جو شخص اُن کے قولوں کو جانتا ہو اور اُن کی بیان کی ہوئی باتوں سے واقفیت رکھتا ہو اور جو لوگوں نے اُن باتوں کو مشکل مشکل لفظوں اور دقیق دقیق عبارتوں میں اپنی زبان میں کر لیا ہی اُسے پھری یاہ رکھتا ہو وہ اُس صفحہ سے مرصوف تصور کیا جاتا ہی جو خدا نے حکمت کی ہی حالانکہ یہ بڑا دھوکہ ہی *

چوتھا لفظ وعظ و تذکرہ

وعظ و تذکرہ کی بڑی صفحہ الاء جلشانہ نے کی ہی اور اُس کی فضیلت میں خدا نے فرمایا ہی و ذکرنا الذکر تفتح المؤمنین اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰات والتہیات نے بھی مجالس ذکر کی بڑی بزرگی بیان فرمائی ہی لیکن اب اس زمانہ میں جس بات پر اطلاق وعظ و تذکرہ کا ہوتا ہی وہ حقیقت میں تحریف ہی یعنی اس زمانہ کے واعظ اپنے وسط میں قصے کہتے ہیں چھوٹی کہانیاں بیان کرتے ہیں شہوت انگیز شعرین پڑھتے ہیں چھوٹا مذہبی جوش دلانے والی روایتیں جنکی کچھ بھی اصلیت نہیں نہایت خوش تقریری سے ایک عمدہ قصہ خواں کی طرح نقل کرتے ہیں اور انبیا اور بزرگان دین کی نسبت بے اصل باتیں منسوب کر کے اُسے بڑی دینداری بلکہ ذریعہ نجات سمجھتے ہیں

† فعل ہالک الی ماتری اذہ الرعاع فی هذا الزمان یوہیون علیہ و ہر القصاص والاعمار والسطم والطامات اما القصاص نہی بدعة وقد یورد نہی السلف من المجلس الی القصاص وقالوا لم یکن ذلک فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن ابی بکر ولا عمر رضی اللہ عنہما حتی ظہرت العتقة وظہر القصاص وری ان ابن عمر رضی اللہ عنہما خرج من المسجد فذل ما اخرجنی الا القصاص والراہ لما خرجت احياء ثم ومن الناس من يستجیز وضع الحکایات المرغبة فی الطامات ویزعم ان قصدا فیہا دعوة لخلق الی الحق وهذا من ثمرات الشیطان فان فی الصدق مندوحة عن الکذب و فیما ذکر اللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم غیة عن الاختراع فی الوعظ کیف و قدرة تکلف السجع ومد ذلک من التصنع احياء

واما الاعمار فتکثیرها فی المواضع مذموم قال اللہ تعالیٰ والشعراء تبعهم الغادون الم تر انہم فی کل راہ یہیمون وقال تعالیٰ وما علمنا الشعر وما یفعلیہ و اتروا امتداد الرعاع من الاعمار ما یتعلق بالترصاف فی العشق و جمال المشرق وروح الوصال و المرافق والمجلس لا یحس الا اجلاف العوام وبواطنہ مشہورۃ بالمشہرات وقاربہم غیر منافقة من الالتفات لی الصور الملیحة فلا تہک الاشعار من قلوبہم الا ما ہو مستکن فیہا تشتعل فیہا نیران المشہرات فیہم عقرون ویتواجدون و اکثر ذلک ارکلة یرجع الی نوع فساد

ہاتھ منہ دھونے والوں کو خیل ہی کہ ہم کھانا کھانے والوں کے فرق کیسی حرکات ناگاہیستہ کرتے ہیں اور وہ کھانا کھانے والوں کو ان لوگوں کی کریمہ آوار سننے اور زرد زرد ہلکی ۷ ملے ہوئے رنگ کا لعاب نکال اور بلغم کے لوتھوڑے تھوڑے کرکر چلمچپی یا قاش میں تھوک دینے اور پتھے کی طرح اس کے پانی پر تیرتے پھرنے کی بدواہی نمودباللہ منہا انگریز جس طرح کھانا کھاتے ہیں وہ سب پروردھن ہی اور اسکا پیار بھی کچھہ صدور نہیں ہی کیونکہ ہمارے نیک متبع سنت ہم وطن اس پر تو حدیث میں کہ یہ بھوم بھو منہم کا چہرا مارینگے *

عرب میں کھانا کھانے کا یہ دستور ہی کہ ایک چوکی پر چھوٹا خوان بچھایا جاتا ہی اور ایک برتن میں ایک قسم کا کھانا آتا ہی اور جو لوگ چوکی کے گرد بیٹھتے ہیں وہ سب اس میں کھانا شروع کرتے ہیں چند لمحہ کھانے پر وہ برتن اٹھ جاتا ہی اور دوسری قسم کا کھانا دوسرے میں آتا ہی اور چند لمحہ کے بعد وہ بھی اٹھ جاتا ہی اور اسی طرح آتا جاتا رہتا ہی اس طرح پر کھانے میں یہ فائدہ ہے کہ چھوٹے برتن اور چھوٹا کھانا سامنے نہیں رہتا *

مگر جو غچلی ہوں ہندوستان کے مسلمانوں میں کھانے کی مجلس میں ہوتا ہی نمودباللہ منہا کسی ملک کے کھانے کی مجلس میں نہیں ہوتا پس نہایت عزم اور افسوس کی بات ہی کہ ہم اپنی ضد نفسانیت سے اس غچلے پن میں پڑے رہیں اور اس کی درستی و تہذیب پر متوجہ نہ ہوں *

ہمارا یہ مطلب نہیں ہی کہ خوراک نظراۃ میز کسی پر بیٹھنے کو چھوڑی کالتے سے کھانا کھاؤ یا عرب کی طرح چھوٹی چوکی پر ایک خوان بچھاؤ لکہ ہوق سے ہمالہ دستورخان پر کھانا تناول دساؤ اور گو بہت سی سنن ہندی کے ادا کی فکر نہو زمین پر بیٹھ کر کھانا کھانے ہی کی سنت مادی کی پیروی کرو مگر ہرے خدا یہ غچلی پن چھوڑو اور سب طرح وضع پر کھانا کھانے میں جہاں تک اصلاح و صفائی ہو سکے اس کو اختیار کرو مفاہی و پاکیزگی اختیار کرنا تو شریعت میں مملوع نہیں ہی *

مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جب تک کسی کام کے لئے کوئی قاعدہ اور طریقہ مقرر نہیں ہوتا اور بطوری اسکی پابندی نہیں کی جاتی اسوقت تک وہ چلنا نہیں اور حبوۃ قاعدہ عمدہ ہوتا ہے تو رفتہ رفتہ از خود اسکا رواج ہو جاتا ہے اور سب لوگ اسکو کرتے لگتے ہیں اور چند عرصہ بعد اسیکی ایسی عادت ہو جاتی ہی کہ طبیعت ثانی گنی جاتی ہی *

پس ہمارا مقصد یہ ہی کہ طریقہ تناول طعام کے کچھہ قواعد سرلجی جارہیں اور یہی طریقہ جو دستورخان پر بیٹھ کر کھانا کھانیکا ہی اسی میں ایسی اصلاح کی جاوے جسکو لوگ مردہ طعن من تشبہہ بقوم بھی نکریں اور اس غچلی پن سے نجات پاویں چنانچہ عیناً اسباب میں کچھہ قواعد تجریز کیئے ہیں اور ہم انکو آئندہ کسی پرچہ میں لکھینگے *

راقم

سید احمد

ایسا وقت بالکل حرام ہی اور نہتہ والا اسکا دشمن اسلام کا ہی بلکہ قہمت کرتے والا پیغمبر کا ہی صلی اللہ علیہ وسلم فقد موبت نیف صرف الفیاطن صوامی الخلق من العلوم المصنوعة الى المذمومة ملک ذلک من قلیبس علماء السوء بتبدیل السامی *

راقم
مہدی علی

نمبر ۷۵

طریقہ تناول طعام

خود اور نفسانیت انسان کے بہت بڑے دشمن ہیں کسی اچھی بات کو ضد سے ٹاننا اور اسکی نیک و بد پر غور نہ کرنا درحقیقت انسان کا کام نہیں ہی *

اسوقت ہمکو نہ انگریزوں کی طرح چھوٹی چھوٹی کالتے سے میز کسی لگا کر کھانے پر بیٹھ ہی اور نہ ہمکو ترکوں کی تقلید کی ہوس ہے بلکہ ہم کرنہایت سیدھی طرح سے کھانے کے طریق پر غور کرنی ہی اور بلا تبدیل وضع جتنور کہ اسکی نقصان رفع ہو سکتے ہیں اوس پر بعد کرنے سے فرس ہی *

ہندو چرکہ میں چھوٹی چھوٹی پیالیوں یا تشتیروں یا پتلوں میں تھوڑا تھوڑا سب قسم کا کھانا چن کر آگے رکھ لیتے ہیں اور ہر ایک میں سے کچھہ کچھہ کھاتے جاتے ہیں اور جو بچتا ہی وہ اسی برتن میں دھوا رہتا ہی جس میں انہوں نے کھایا تھا اور اس سبب سے کھانے کے وقت انکے سامنے چھوٹے برتن اور نیم خورده کھانا سب دھوا رہتا ہی اور کھاچکنے کے بعد وہ سب اٹھ جاتا ہی *

ہندوستان میں مسلمانوں کے کھانا کھانے کا بھی یہی طریق ہی جو ہندوؤں کا ہی صرف اتنا فرق ہی کہ ہندو چرکہ میں بیٹھتے ہیں مسلمان دستورخان بچھا کر بیٹھتے ہیں جس طرح ہندو سب طرح کا کھانا ایک ساتھ اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی قابوں اور رکابیوں اور غوریوں اور تشتیروں اور پیالوں میں سب طرح کا کھانا اور سب قسم کی روٹی اور ہر طرح کے کباب اور نیرنی کے خوانچے اور بوراٹی کے پیالے اور اچار مرہہ کی پیالیاں سینٹا کے پوجانے کی طرح سب اپنے آگے رکھ لیتے ہیں اور اس ایک دستورخان پر کوئی تو نیرینی کلمہ شہادت کی انگلی سے اور کوئی دس پتھر چاروں انگلیوں سے چلت رہا ہی کوئی پلور میں اری کا سالی ملا کر کھا رہا ہی کسی نے سالی ملا ہوا پلور کھا کر نان اپنی سے لٹھرا ہوا پنچہ مبارک پونچہ کر روٹی کر سالی میں قیر قیر کر کھانا شروع کیا ہی کسی نے بورانی کے پیالے کو مہنت سے لگا دیا بہر اور یہ کھ کر دالہ پڑی تیز ہی آدہ آدہ کرنا شروع کیا ہی تمام چھوٹی برتن اور نیم خورده کھانا اور چھوٹی روٹی ہڈیاں اور روٹی کے ٹکڑے اور سالی میں کی نکالی ہوئی مکھیاں سب اگے رکھی ہوئی ہیں اس عرصہ میں جو شخص پہلے کھا چکا ہے اسی ہاتھ دھو کر کھتا ہے کھتا کر گلا صاف کرنا اور بیسن سے دانت رگڑنے اور زبان پر دو انگلیاں رگڑ رگڑ کر زبان صاف کرنا شروع کیا ہی اور اور بے تکلف بیٹھ کھانا نوش فرماتے ہیں نہ ان

میں وفات پائی) منقطع ہی کیونکہ ضحاک حضرت عبداللہ بن عباس سے نہیں ملا اور اگر اس میں روایت بشیر بن عمارہ کی ملتی جارے تو اُس بھی زیادہ ضعیف ہی اور اگر روایت جریر کی ضحاک سے ہی تو بہت ہی زیادہ غیر قابل اعتبار ہے ہی *

دوسرا طبقہ — مفسرین کا طبقہ تابعین ہی جس میں مجاہد بن جمر کی + اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور طرکس بن کیسان غمازی اور عطاء بن ابی رباح مکی ہی حر اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہلائے جاتے ہیں اور طبقہ بن قیس اور اسود بن یزید اور ابراہیم نخعی اور شعبہ ہیں جو کہ یاران ابن مسعود ہیں اور عبدالرحمن بن زید اور مالک بن انس اور حسن بصری اور عطاء ابن ابی سلمہ اور محمد بن کعب اور ابوہریرہ اور ضحاک ابن مزاحم + اور عطیہ بن سعید اور قتادہ بن دعاسہ کی اور ربیع بن انس ہیں مگر ان میں سے کسی نے کوئی کتاب تفسیر کی تالیف نہیں کی *

تیسرا طبقہ — مفسرین کا وہ ہی جنہوں نے کتابیں تفسیر کی تالیف کیں اور اقوال صحابہ اور تابعین کو جمع کیا اُنکے نام یہ ہیں سفیان بن عیینہ وکیع بن جراح شعبہ بن جباج یزید بن ہارون عبدالرزاق علی بن ابی طلحہ ابن جریر ابن ابی حاتم ابن ماجہ — اکم ابن مرددہ ابن حبان ابی داؤد *

چوتھا طبقہ — اُن مفسرین کا ہی جنہوں نے تفسیریں تالیف کیں مگر سلسلہ سند کو اڑا دیا مثلاً ابواسحاق زجاج اور ابوہریرہ ناسی اور ابوبکر نقاش || اور ابو جعفر نعاس اور مکی بن ابی طالب اور ابی العباس مہدوی *

+ قال ابو بکر ابن العیاش قلنا لامش ما بال تفسیر مجاہد قال اخذنا من اهل الكتاب — میرا اعتدال ذہبی + قال یحییٰ بن سعید الضحاك ضعیف وندنا و اما روايته عن ابن عباس وانی هریرة و حمیع من روی عنه ففي ذاك كله نظر (میرا ذہبی) الضحاك ضعیف ولم یسمع من ابن عباس — لا ی مصنوعه فی الاحادیث له ضرورة السیوطی کی قال جریر ابن عبدالحمید عن مغیرة عن النعمانی قیل له هل رایت قدرة قال نعم رایت کحاطب لیل وقال سفیان ابن عیینة قال الضحبی فتادة حاطب لیل — مقتصر تہذیب الکمال ذہبی || کان یکنب فی الحدیث والغالب علیہ القصص وسئل ابوبکر البرقانی عن العیاش فقال کل حدیث منکر و قال البرقانی وذكر تفسیر العیاش فقال ایس فیه حدیث صحیح — انساب سمعانی کان النعمانی ینکذب فی الحدیث والغالب علیہ قصص — میرا ذہبی النعمانی صاحب التفسیر فانه کذاب اور احد من الدجاجیل لسان المیران — ملانی فی حدیث مناکیر باسائید مشہورہ و ذکر النقاش من محمد ابن جعفر قال کان یکنب فی الحدیث والغالب البرقانی لیس فی تفسیر حدیث صحیح — رقیات

رہی کا آیات سے اور مطابقت دینا انہ ظ کلام الہی کا حقائق موجودہ نہ سے اور تفصیل کرنا اُن نکات و اسرار کا جو اُن لفظوں سے احتمالاً ہوں اور رفع کرنا اُن شکری و شبہات کا جو آیات سے پیدا ہوتے ہوں اور جن سے ملحدین و منکرین کو اُس کلام پر طعنہ کرنے کا موقع ملتا ہو کہ صرف جائز ہی بلکہ بعض میں ضروری اور واجب ہی *

دبی بحثی طبقات مفسرین کے بیان میں

پہلا طبقہ — مفسرین کا طبقہ صحابہ ہی جس میں خلفاء اربعہ اور رض ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب اور زید بن اور ابو ہریرہ اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن زید اور انس بن مالک ابوہریرہ اور جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم مگر منجملہ اُنکے رزے مفسر حضرت عبداللہ بن عباس ہیں کو ترجمہ ان قرآن کرتے ہیں *

حضرت عبداللہ بن عباس سے جو تفسیر + منقول ہی اُس کے سے سلسلے ہیں انہیں سے بعض صحیح بعض مشتبہ اور بعض غلط اور چھوٹے ہیں صحیح سلسلہ اُنکا وہ ہی جو ابی بن ابی کے ہاتھ ہی سے (جنہوں نے سنہ ۱۲۳ ہجری میں وفات پائی) قول ہی اور جنہ بشاری نے اعتبار کیا ہی اور سلسلہ قیس بن مسام ی کا (جس نے سنہ ۱۲۰ ہجری میں وفات پائی) عطاء بن سائب روایت سے بھی صحیح ہی لیکن واہی سلسلوں میں سے اُنکی تفسیر وہ سلسلہ ہی جو ابونصر محمد بن سائب کلبی (جس نے سنہ ۱۱۱ ہجری میں وفات پائی) نے ابو صالح کی روایت سے بیان کیا ہی اگر اس میں روایت محمد بن مردان سنی صحیح کی (جس نے ۱۸۶ ہجری میں وفات پائی) ملی ہی وہ سلسلہ ہائل ہی غلط چھوٹا ہی اور اسی طرح پر مقالہ کی بن سلمان بن بشیر اردی کا جس نے سنہ ۱۵۰ ہجری میں وفات پائی) مرتفع اور چھوٹا ہی سلسلہ ضحاک بن مزاحم کوفی کا (جس نے سنہ ۱۰۴ ہجری

+ یاد رکھنا چاہیئے کہ عبداللہ ابن عباس نے انحضرت صلی علیہ و سلم سے صرف چار حدیثیں سنیں ہیں کونکہ وہ بہت چھوٹے دن میں مگر اُن کی مرسل روایتوں کو قبول کرنے پر بھی اجماع — شرح اصول بزدوی

+ قال ذرم لم یسمع ابن ابی طلحہ من ابن عباس التفسیر وانما من مجاہد او سعید بن جبیر — انہا

یہ مقرب بن سفیان ضعیف الحدیث یعنی علی ابن ابی — میزان ذہبی

یہ وکیع ابن مقاتل ابن سلیمان کان کذابا وقال ابن حبان یکنب بالحدیث — میرا ذہبی

اپنی کتاب فوز الکبیر کے آخری حصہ میں لکھ دیا ہے جو چاہے وہ اس کے آس میں یا الفاظ غریب قرآن مجید کے معنی میں یا مختصر تفسیر بعض آیات کی ہی مگر وہ لمبی چوڑے قصے اور کہانیاں جو اس طرف منسوب کی گئی ہیں ان کا نام و نشان بھی نہیں دیتے اور غرض کہ جب ان طوائف تفسیروں میں کوئی ایک بوجہ بیان نہیں ہے کہ جو صرف جامع احادیث نبوی اور اقوال صحابہؓ تو اب ہر تفسیر کے اوپر اعتبار کر لینا اور بغیر تحقیق کے جو کسی عالم کے قلم سے نکل گیا اس کا مان لینا اور مثلاً آیات قرآن نامہ کے آس کے انکار کو کفر جاننا حقیقت میں اسلام کا نتیجہ نہیں بلکہ نفی کا ثمرہ *

اگرچہ ہم ان مفسرین کی نہایت تعظیم کرتے ہیں اور اثر ان میں سے اپنا پیشوا اور امام اور مقتدا جانتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے اپنی نیک نیتی اور صفات طینت سے نیک کوششیں کیں اس پر شکر کرتے ہیں اور اپنے اوپر ان کے علم اور تحقیقات اور کالیفات بڑا احسان سمجھتے ہیں اور ان کی کتابوں اور تفاسیر سے بہت بڑا مدد پاتے ہیں اور ہم کو بہت سے عمدہ اور اعلیٰ مباحث میں ان دہندہ پہنچتا ہے مگر بالیں ہم ان کو معصوم اور محفوظ نہیں جانتے اور ان کی رائے اور سمجھ اور بیان اور تالیف کو غلطی سے مبرا نہیں سمجھتے اور مثلاً اپنے پیغمبر صلعم کے ان کی ہر بات پر آسنا و صدقنا نہیں کہتے کیونکہ ہم یہ حق صرف اسی ایک جانتے ہیں جسکی شان میں ہمارے خدا نے فرمایا ہے وما یطوق عن الہوے ان ہو الا وحی یوحی پس اگر دوسرے کی نسبت بھی ہر ایسا ہی اعتقاد رکھیں تو حقیقت میں ہم مشرک فی صفۃ النبر ہیں *

یہ عقیدہ یا بے قول ہمارا ہی نہیں ہے تمام متقدمین اور سارے اگلے محدثین اور مجتہدین کا یہی عقیدہ اور یہی قول تھا بلکہ وہ اصحاب نبوی کی نسبت یہی کہتے تھے کہ ان کی روایات معصوم ہیں مگر ان کی رائے معصوم نہیں ہے اور سوائے ان کے اوروں کی نسبت تو صاف کہتے تھے کہ کاتوا رجلاً ونحو رجلاً والامر بیننا و بینہم بحال پس جب کسی کی رائے اور کسی کا قول ہو طرح پر تسلیم کر دے اور اس کو گرو کیسی ہی کھلی غلطی پائی جاوے مان لینا ضروری نہ ہوا تو ہر شخص کو تحقیق کرنے اور اس کے مالہ ماملیہ کے سرچنے کی عادت اور نقلاً اجازت ہرئی پس کسی مسلمان پر بھروسہ اس کے کسی تفسیر کی کتاب کا بجمیع الوجہ ماننا نہ ضروری ہے جائز بلکہ ہر مسلمان پر خصوصاً اس پر جو اپنی ہر بات اور اپنے کسی عقیدہ کا جواب دینا خدا کے درپور یقینی جانتا ہو ضروری ہے کہ

پانچواں طبقہ — ان لوگوں کا ہے جنہوں نے بے سند قولوں کو نقل کیا اور ہر قسم کی روایات صحیح اور غلط اور ضعیف اور موضوع کو بیان کیا اور یہ تصحیح و تمیز کے ہر قسم کی روایتوں سے اپنی تفسیروں کو بھر دیا یا جن علموں سے وہ واقف ہوئے یا جن باتوں پر انکا میلان طبع ہوا اسی پر آیات قرآنی کو مائل کیا اور انہیں علموں اور انہیں باتوں سے ورق کے ورق تفسیروں کے سیارہ کیئے مثلاً ثعلبی اور کلبی اور واقدی اور امام رازی اور مصنف ابن حمزہ کرماتی وغیرہ کے *

تیسری بحث کتب تفاسیر کی حقیقت میں جنہی تفسیروں آج کل مشہور ہیں ان میں کوئی ایک بھی تفسیر کی کتاب ایسی نہیں ہے جس پر بجمیع الوجہ صحت کا یقین کیا جاوے اور جسکی ساری روایتیں اور ساری اقوال مانے جاویں اور جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو کیونکہ کوئی تفسیر نہیں ہے جو صرف احادیث صحیحہ اور اقوال مطہرہ صادق علیہ السلام ہی کی جامع ہو اور لوگوں کی رائیں اور انکے قول نہ ملے ہوں اور کوئی تفسیر ایسی بھی نہیں ہے جو صرف اقوال صحابہ کی جامع ہو ہاں ایک تفسیر ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے مگر ہم اوپر طبقات کی بحث میں لکھ آئے ہیں کہ وہ تفسیر جو منسوب ہے حضرت عبداللہ بن عباس ہی اس کے کئی سلسلے ہیں اور انہو چوتھے اور دہرے ہیں چنانچہ سلسلہ ان کی تفسیر کا جو ہے وہ یہ ہے تھوڑا ہی اور اے شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے

علامہ سیرطی اس طبقہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ثم الف فی التفسیر طائفة من المتأخرین فانصرفوا الامانید ونقلوا الاقوال تبراً لدخل من ہننا الدخیل والتبس الصبیح باللیل ثم صار کل من صنع قول یورده و من خطر ببالة من یتمدہ ثم یقل من ذلک خلف من سلف طائفاً ان لا اصلاً غیر مانع الی تحریر ماورد من السلف الصالح

چوتھی بحث میں تفسیر طبری کے لکھتے ہیں کہ ولم یتعرض الی الطبری لتفسیر غیر مرثی بے فائدہ کہ یدخل فی کتابہ شئاً من کتاب محمد بن السائب الکلبی ولا مقاتل ابن سلیمان ولا محمد ابن عمر الرازی لانہم عذرة ائذہ

الکلبی فہو معروف بالتفسیر ولا لاحد تفسیر اطول منه ولا اشیع بعدہ مقاتل ابن سلیمان الا ان الکلبی یفضل لہ فی مقاتل من المذاهب الردیۃ — اتفاق

ابن احمد بن زبیر لاحمد بن حنبل یصل النظر فی تفسیر الکلبی قال ہوئی لاجلہ وجانی وغیرہ انہ کذاب وقال الدار قطنی متروک وقال ابن جہلہ کذاب فی الدین ووضح الکذب فیہ اظہر من ان یحتاج الی بیس سے دامنہ — میزان ذہبی

قرنا ہرچ کیا ہے فی تفسیر الکلبی من اولہ الی آخرہ کذب لا یصل

تحقیق
جانچ
پارے
نے
چیز
سہا
یا
مطار
ن

THE
MOHAMMEDAN
SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

روانا
وما
قام
چا
کا کام
تعمیق
کہ

[نمبر ۳]

۱۵ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیت کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار انصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قوتی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

و اگر جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خزانہ بطور قیمت وادھ ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے ان و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص مائتہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور الموضی دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * و منافع ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ الفی ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ من قلائ مضامین ہوگا چھپا کرینا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ فی مہینہ تصدین ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ہوگا * ان کا لامش ہذا النوع ای تدلیس کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ انما مجبت من انکی پرچہ دینا ہوگا * اہدایت علی کتابہ الذی معالک و لکن شرح بذاک چہ پرچہ ملیکا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا حدیثہم و لہ بالہراطیل و ہذا تہذیب ہرگا *

مضمون نمبر ۷۶

علم تفسیر

چند روز ہوئے کہ ہم نے ایک مختصر مضمون تفسیر پالراے کی تعریف میں لکھا تھا اُس پر لوگوں نے بہت کچھ اعتراض کیا اور ہم کو متکثر تفاسیر اور مخالف علماء ٹھہرایا اس لیے اب ہم تفسیر کی حقیقت اور مفسرین کے طبقات اور تفاسیر کی کیفیت اور نئی تحقیقات کی ضرورت بیان کرتے ہیں تاکہ سمجھ نہار لوگ انصاف کریں کہ عمارا قول اگلے عالموں کے موافق ہی یا اُنکے مخالف اور جس ضرورت سے ہم تحقیق کی آرزو کرتے ہیں وہ ہی یا نہیں *

ہمارے بہائیوں کا یہ حال ہی کہ جہاں اُن کے کان تک وہ آواز پہونچتی ہے اُنہوں نے پہلے نہ سنا ہو چونکہ اُنہیں ہیں اور ماسمعنا بہذا فی آپائنا الاولین کہہ کر کہنے والے کو مرتد اور کافر بتاتے ہیں لہٰذا یہ سوچتے ہیں کہ یہ کہنے والا اُسی بات کو کہہ رہا ہے جسے ہزار برس پہلے ہمارے دین کے پیشوا اور امام کہتے تھے نہ اس پر غور کرتے ہیں کہ یہ باتیں وہی ہیں جسکو ہمارے مذہب کے مصنف اور عالم لکھ گئے ہیں نہ اُسکی حقیقت اور اصلیت کو دیکھتے ہیں نہ اُسکے ماحذ اور مہداد پر نظر فرماتے ہیں بلکہ عامیانہ طور سے کہنے والے کی طرف انکسار و ارتداد کی نسبت کرتے لگتے ہیں اور قد فر کا ہر آسمان تک پہونچاتے ہیں حالانکہ یہ بات بڑی نادانی کی ہی عاقل کا کام ہی کہ وہ کہنے والے کی بات کو غور سے سنے اور گر بوجہ اس کے کہ اُس نے پہلے اُسے نہ سنا ہو اُس پر متعجب ہووے مگر تحقیق سے تسامح نہ کرے اُس کی حقیقت کو سوچے اگر کہنے والے کا قول حق اور صحیح ہو مانے ورنہ کالے بد پریش عاقل اُسکو کہنے والے کے سر پر مارے *

اب میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں اور اس مضمون کو چند بحثوں پر تقسیم کرتا ہوں پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں — دوسری بحث مفسرین کے طبقات کے بیان میں — تیسری بحث کتب تفاسیر کی حقیقت میں *

پہلی بحث علم تفسیر کی تعریف میں

ہمارے متقدمین علماء علم تفسیر کی تعریف میں مختلف ہیں بعضے کہتے ہیں + کہ علم تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے نظم قرآن سے بقدر طائف بشری کے موافق قواعد عربی کے

+ و هو علم باحد من معنی نظم القرآن بحسب الطائفة البشرية وبحسب ما تقتضيه الامداد العربية وناذرة حصول القدرة على استنباط الاحكام الشرعية على وجه الصحة - هذا ما ذكره ابراهيم الخيزر وابن صدر الدين

واحد استنباط کرنے احکام شرعی کے اور بعضے یہ کہتے ہیں + تفسیر وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے اللہ جل شانہ کی اور مقصود سے جو قرآن مجید میں ہی اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ وہ علم ہی جس میں بحث کی جاتی ہے الفاظ کلام اللہ سے دلالت کرے مراد پر اللہ جل شانہ کی - ہمارے مذہب کے ایک بڑے محد نے ان تعریفوں کو جامع مانع نہیں جانا اور یہ لکھا کہ اللہ جل شانہ کی مراد سے بحث کرنا علم تفسیر نہیں ہی کیونکہ تفسیر وہ ہے پر ہوتی ہی یا روایت یا درایتا چونکہ اکثر روایتیں تفسیر کی ہیں اس لیے وہ مفید یقین نہیں ہو سکتیں پس از روئے روایت مراد خدا کی یقیناً معلوم نہیں ہو سکتی باقی رہا از روئے درایت کے یہ موافق اپنی سمجھ کے معنی سمجھنا یہ امر بھی ظنی ہی اسی واسطے تفسیر و تفسیر ایک دوسرے اختلاف ہی پس کیونکہ اُس پر یقین کیا جا کہ یہی مراد و مقصود خدا ہی پس اصل تعریف جامع مانع علم تفسیر کی یہ ہے کہ تفسیر وہ علم ہی جس سے کیفیت خدا کے کلام من حیث القرآنیۃ اور طرح پر دریافت کی جاوے کہ جس سے علم خدا اللہ جل شانہ کی مراد اور مقصود کا بقدر طاقت بشری کے حاصل ہو پس علم تفسیر کی تعریف میں جو باہم علماء کے اختلاف ہی جو تعریف جامع مانع اُس نام کی بعض مصنفین نے بیان کی یہ اختلاف اور یہ تعریف ہی اس بات پر اشارہ کرتی ہے کہ تفسیر جو کچھ اگلے لوگوں نے کی ہے وہ نہ سب واجب الیقین ہی اور نہ معانی جو بیان کیئے گئے ہیں سب منقول مشہور صادق علیہ السلام ہیں بلکہ جو کچھ مفسرین نے معانی اور مطالب بیان کیئے ہیں سب کا منقول ہونا صحابہ یا تابعین سے بھی نہیں پایا جاتا پس معانی جو باخبر مشہور یا پروایات صحیحہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہیں صرف ظنی ہیں اور اگر اُنہیں سے کسی غلطی ظاہر ہو جاوے تو اُس کا ماننا کچھ لازم نہیں *

البتہ تفسیر میں ایک قسم خاص ہی جس میں سوائے یہ طر سمع اور نقل کے تفسیر کرنا ناجائز ہی یعنی بیان کرنا اسباب نزول ناسخ و منسوخ کا (جن کے نزدیک نسخ جائز ہی) اور قرائت اور قصص اور اخبار کا مگر سوائے اُس کے استنباط کرنا جائز نہیں

+ ہر ما یبحث فیہ عن مراد اللہ سبحانہ و ضرورۃ المعجید - مولانا قسطل الدین الرازی فی شرحہ للکشاف ماعلیہ کے خارج تقارانی -

ی قال ولی ان یقال عام التفسیر معرفۃ و بصیۃ الی و تعالیٰ من حیث القرآنیۃ و من حیث دینی ضروری ہی مراد اللہ سبحانہ و تعالیٰ بقدر الطائفة البشریۃ و ہر بات اور اپنے بنا ہو ضرور ہی کہ

علاوہ موضوع حدیثوں کے ضعیف اور منکر حدیثوں کا ہونا تو تفاسیر میں بعض کے نزدیک موجب قدح نہیں ہی کیونکہ بڑے بڑے اماموں اور محدثین نے فرمایا ہی کہ سوائے اُن احادیث کے جن سے استخراج احکام ہوتا ہی اُور حدیثوں کی تفسیر میں ہم نے خود تساہل کیا ہی + اور بعض فرقوں نے تو حدیث کا وضع کر لینا توغیب و ترویج کے لئے جائز تصور کیا ہی جیسا کہ خلاصۃ الخلاصہ میں لکھا ہی فہب الکرامیۃ و الطائفة المبتدعة لبعض الصوفیۃ الی حراز وضع الحدیث فی الترویج و الترویج *

اور تفاسیر وغیرہ میں غیر صحیح حدیثوں کو عالموں نے کچھ جان بوجھ کر ہی نہیں لکھا بلکہ انہوں نے کچھ تحقیق کرنے پر زیادہ ترجیح نہیں دی اور سوائے احکام کے اور احادیث کی صحت کو کچھ بہت ضروری نہیں جاتا اور دوسروں کے لکھے ہوئے اور کہے ہوئے پر اعتبار کر لیا اور یہ غلطی کچھ کم علم آدمیوں سے نہیں ہوئی بلکہ بڑے بڑے نامی مشہور محققین سے بھی یہ سہو ہو گیا جیسا کہ +

+ الرابع انہم قد یروون عنہم احادیث فی الترویج و الترویج و فضائل الاعمال و القصص و احادیث الزہد و معارف الاخلاق و نحو ذلک مما یتعلق بالصلح و الصرام و سائر الاحکام و هذا الضرب من الحدیث یجوز عند اہل الحدیث و غیرہم التسلل فیہ و روایۃ ماسوی الموضع فیہ و العمل بہ لان اصول ذلک صحیحۃ مقررۃ فی الشرع معروۃ عند اہلہ و علی کل حال فان الائمة لا یروون عن الضعفاء شیئا یمتنعون بہ علی انفرادہ فی الاحکام هذا شیئی لا یعقلاہ امام من ائمة المحدثین ولا یحقق من غیرہم من العلماء و اما فعل الثیر من الفقہاء او اثر ہم ذلک و اعتماد ہم قلیس بصراب بل یمنع جدا — خلاصۃ الخلاصہ

+ عبدالرؤف قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں اجتہاد فی تہذیب الاحادیث الی مخرجیہا من ائمة الحدیث من الجوامع والسنن والسننید فلا امرز الی شیئی منها الا بعد التفتیش عن حالہ و حال مخرجہ ولا اتقی بعزۃ الی من لیس من اہلہ کہ نظام المفسرین قال ابن الکمال کتب التفسیر مشعرونہ بالحدیث المرصۃ و کا کبر الفقہاء فان الصدر الاول من اشیاخ المجتہدین لم یمتنوا الی ضیاع التخریج و تمییز الصحیح من غیرہ و ہذا فی الجزم بنسبۃ احادیث خیرۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فرعوا علیہا کثیرا من الاحکام مع صحتها بل ربما دخل علیہم الموضع و ممن عدت علیہ فی هذا الباب ہفوات و حفظت علیہ غلطیات الاسدین الاسد الکراہ الغیر الفراء اذنی رجح علی جلالة المرافق والمرفا والمعاہی والمخالف وطاریقۃ فی المشورین والمغیرین الاسناد الاعظم امام الحرمین و تبعہ علیہا معمار القواعد معقبات المعاند المذکر والمعاند الفی اعترف بامامۃ الخصاص والعام مولانا حجة الاسلام فی شیر من عقائد المذاهب الاربعۃ و هذا لا یقدح فی جلالہم بل لانی اجتہاد المجتہدین اذیس فی شرط المجتہد الاحاطۃ لکل حدیث فی الدنیا قال العائظ الزین الدین العرالی فی خطبۃ تشریحہ الکبیر للحمایہ عادیۃ المتقدمین السکوت عما او ردوا من الاحادیث فی تصانیفہم وعدم بیان جرحہ و بیان الصحیح من الضعیف الا نادراً وان كانوا من ائمة الحدیث حتی جاء النور و تصد لا یس ان لا یزال الناس انظر فی کل علم فی مظنتہ اذہی بلفظہ

تحقیق کرے اور اُن کتابوں کے اندر جو کچھ لکھا ہوا ہی اُس کی جانچ کرے جسے صحیح پادے اُسے سر پر آنکھوں پر رکھے جسے غلط پادے اُس پر خط نسخ کھینچ دے + *

تفسیروں میں جہانتک ضرور کرنے سے پایا جاتا ہی سوائے اُن باتوں کے جو نقل و سماع پر موقوف ہیں مثلاً اسباب نزول وغیرہ کے چند چیزیں ہیں یا احادیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی یا اقوال صحابہ کبار اور تابعین کے یا قصص اور اخبار یا واقعات زمانہ آئندہ کے یا استنباط مسائل اصول و فروعی کا یا تشریح حقائق موجودات کی مطابق علوم عقلی کے *

ذکر احادیث نبوی کا جو تفسیروں میں ہیں

احادیث نبوی + جو کتب تفاسیر میں منقول ہیں اکثر بلا سلسلہ روات اور بغیر ذکر اسناد کے مذکور ہیں مگر بعض تفسیروں میں اُسکی رعایت ہی پس جو حدیث بے سند ہی یعنی جسمیں نہ رازیوں کے نام نہ بیان کرتے والے کا ذکر مفسر نے کیا ہی اُس کی تفسیر کرنا اور جو حدیث بسلسلہ روات مذکور ہی اُس کے روات کی تحقیق کرنا محقق کا کام ہی کیونکہ جب ہمارے پہلے عالموں نے اُن حدیثوں کی تحقیق کی جو تفسیروں میں بھری ہوئی ہیں تو انہوں نے اقرار کیا کہ تفسیر کی کتابیں نہ صرف ضعیف اور منکر حدیثوں سے بھری ہوئی ہیں بلکہ موضوع حدیثوں کا مجموعہ ہی جیسا کہ علامہ عبدالرؤف قتاری فیض القدر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں کہ قال ابن الکمال کتب التفسیر مشعرونہ بالاحادیث المرصۃ *

کتب التفسیر التي یفعل فیہا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی و البیہقی والبغوی و ابن جریر و ابن ابی حاتم لم یکن مخرجہ روایۃ واحد من ہؤلاء دلیلاً علی صحیحۃ باتفاق اہل العلم فانه اذا عرف ان ذلک المتقررات فیہا صحیح و ضعیف فلا بد من بیان ابن ہذا المتقول من تسمیہ الصحیح دون الضعیف — ابن تیمیہ

و من قلیس ابیس علی علماء المحدثین روایۃ الحدیث المرصۃ من غیر ان یمتنوا انہ موضوع و هذا خیانتہ منہم علی الشرع و مقہورہ ہم تنفیق احادیثہم و ثبوت روایاتہم الی قولہ و من هذا الفن ادلیسہم فی الروایۃ فتارة یقول احدهم یقن عن قلن او قل یقن عن قلن یوہم انہ سمع منہ ولم یسمع و هذا قبیح لانه یجعل المنقطع فی مرتبۃ المتصل — تلبیس ابلیس علامہ ابن جریر

ابو کان الامش و اللودی و ابن عیینہ و ابن اسحاق وغیرہم یفعلون هذا النوع ای تدلیس الاسناد — شرح الشرح نخبۃ الفکر لعلی قاری

و انما عجبت من ابی بکر ابن ابی دائدہ کیف فرقہ یمنی هذا الحدیث علی کتابہ الذی صنفہ فی فضائل القرآن و ہر یمام انہ حدیث معادل و لکن شرح بذلک جمہور المحدثین فان من عادہم تنفیق حدیثہم و لو بالبراطیل و هذا قبیح منہم — علامہ ابن جریر

فیض القدیر شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ وہ اسد ابن اسد کو رافضیوں نے ہزار جسکے نام اور فضیلت پر سب متفق ہیں اور جسکا شہرہ مشرق و مغرب میں ہے یعنی امام الحرمین اور مولانا حجت الاسلام بھی اس قلطی میں مبتلا ہیں اور ان کی کتابوں میں بھی موضوع حدیثیں منقول ہیں اور سبب اس کا یہ ہے کہ صدر اول مجتہدین نے کچھ اعتنا ضبط تخریج اور تمیز صحیح پر نہیں فرمایا اور چاروں ضعف بعض احادیث کے احکام کی تفریح ان پر کر دی بلکہ موضوع حدیثیں بھی انہوں نے غلطی سے قبول کر لیں اور حافظ زین الدین عراقی نے لکھا ہے کہ اگلے لوگوں کی یہ عادت تھی کہ جو حدیثیں اپنی کتاب میں وہ نقل کرتے اس سے سکوت کر جاتے یعنی اس کے حرج کو بیان نہ کرتے اور اس کی ضعف و ضعف کو ظاہر نہ کرتے یہاں تک کہ بڑے بڑے ائمہ حدیث نے ایسا ہی کیا ہے یہاں تک کہ آخر امام ثرونی پیدا ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو اس غفلت سے نکلانا چاہا *
پس سوائے موضوع حدیثوں کے ضعیف حدیثوں کا بھی احکام کے اور باتوں میں قبول کر لینا تو مسلمات سے تھوڑا سا اب موضوع حدیثوں پر غور کرنا چاہیئے کہ ان کتابوں میں انکو کس طرح عالموں نے لکھ دیا ہے کی تحقیق ہمارے اگلے صفحہ میں کی ہے اور اس کے اسباب بیان کیئے ہیں چنانچہ مآلی قاری شرح الشرح + فضیلت الفکر میں لکھتے ہیں کہ ”حدیثوں کے وضع کرنے کا سبب یہ بد دینی ہے کہ حدیثوں کے یا غایہ چل ہی منک بعض ان لوگوں کے جو اپنے آپ کو برا عابد زاهد جانتے ہیں کہ انہوں نے حدیثیں فضائل میں اور رغبہ دلانے کے لیئے بنالیں جس طرح نصف شعبان اور لیلة القدر کی نماز کی فضیلت میں حدیثیں بنالیں اور اپنی نادانی اور جہالت سے اُسے ثواب کا کام جانا اور اپنے آئیں اور دوسروں کو نصرت پہنچایا اپنی ذات کو تو اس طرح نقصان پہنچایا کہ وہ اُسے ثواب جانتے اور اُس پر اجر کی امید رکھتے دوسروں کو اس طرح ضرر پہنچایا کہ لوگوں نے ان پر اعتماد کیا اور بسبب اُنکے زہد اور نیکی اور بدعت زکری کے اُنکی اقتدا کی اُنکے قراؤں کو نقل کیا اُنکی باتوں کو صحیح جانا یہاں تک کہ بعض بڑے بڑے عالموں سے یہ حقیقت پوچھ لیا اور

+ والاعمال للواقع علی الرضح اما عدم الدین کالزنادۃ او غلبۃ الجہل کبعض المتعبدین المتسببین الی العبادۃ والزہادۃ وضعوا احادیث فی الفضائل والوغائب کما لو ان لیلۃ نصف شعبان ولیلۃ القدر ثواب و نصوہما یتقدیرون بذلک فی زعمہم وجہام وہم اعظم الاصلاف ضررا علی انفسہم وغیرہم لانہم یرونہ قربۃ و یزجون علیہ المثریۃ فلا یمکن ترکہم لذلك والناس یعمدون علیہم و یؤمنون الیہم لمانسبوا الیہ من الزہد والصلاح و یقتدون بانماہم و یمتدنون بنقل اقوالہم حتی قد یضفی علی بعض علماء الامۃ اکابرہم ثقۃ و اعتمادا علی ما نقلوا فیقولون فیما و قمرہ =

بڑے نامی گرامی علما اس دھوکہ میں آ گئے اور ان بزرگوں کے اور پھوسے اور اعتماد کر کے ان موضوع حدیثوں کو نقل کر دیا اس لیئے وہ بھی اُسی بلا میں مبتلا ہو گئے جس میں اصل واضعین مبتلا تھے اور جامع الاصول میں بیان طبقات مجتہدین میں لکھا ہے کہ سب سے بدترین طبقات مجتہدین میں وہ طبقات ہیں جس میں وہ لوگ داخل ہیں جنہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جھوٹی حدیث کو منسوب کیا کیونکہ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے پر عدا جھوٹا لگاتا ہے چاہیئے کہ وہ ٹھکانا ایسا دروغ میں تھوڑے اور ایسے جھوٹے کا ارتکاب ایک بڑی جہالت ہے کیا ہی حکم جھوٹی حدیث بنانے سے فرضیں مختلف تھیں بعضوں نے العاد وزندہ کے سبب سے اسکا ارتکاب کیا مثلاً مغیرہ ابن سعید کوئی اور صحابی ابن سعید شامی کے اور سوائے اُنکے اردوں نے حدیثوں کو بنانا اور واسطے شک پیدا کرنے کے لوگوں کے دلوں میں اُسکو صحیح حدیث کی طرح بیان کیا جیسا کہ محمد ابن سعید نے انس ابن مالک سے اس حدیث کو روایت کیا انا خاتم النبیین لانی بعدی الا ان یتواللہ جس اپنے العاد کے سبب سے اس استناد کو زیادہ کر دیا اور بعضوں نے بسبب فساد عقیدہ کے حدیثوں کو موافق اپنے عقیدہ کے بنایا تاکہ لوگ اس طرف مائل ہوں چنانچہ ایسے لوگوں میں سے بعضوں نے توبہ کی اور جھوٹی حدیث بنانے کا اقرار کیا چنانچہ ایک شخص نے خراج میں سے بعد توبہ کے کہا کہ حدیثیں بیعتہم خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ ہیں پس دیکھو کہ کس سے تم دین لیتے ہو کیونکہ ہم نے جس بات کو چاہا اُس کے لیئے ایک حدیث بنائی اور ابو عینا نے کہا کہ میں نے اور جاحظ نے حدیث فدک کی بنائی اور اُسکو بڑے بڑے شیوخ بغداد سے نقل کیا کہ سبہوں نے اُسے مانا سوائے ابن سبہ علوی کے کہ اُس نے کہا کہ اس حدیث کا آخر اول سے نہیں ملتا اور اُس کے قبول کرنے سے انکار کیا سلیمان ابن حرب لکھتے ہیں کہ میں ایک بزرگ کے پاس گیا اُسے روتا ہوا پایا جب میں نے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ میں نے چار سو حدیثیں بنا کر لوگوں میں مشہور کر دی ہیں اب میں ان سے رجوع کرتا ہوں کہ میں نے ان کو روایات میں سے وہ لوگ لکھے ہیں جنہوں نے حدیثوں کو اپنے گمان میں بنکر ثواب کے واسطے کیا مثلاً ابو حمزہ نوح ابن ابی مریم المروزی اور محمد بن قراہ کاشی کرمانی اور احمد بن عبد اللہ جوہری وغیرہ کے چنانچہ ابو حمزہ سے کسی نے پوچھا کہ روایت مالک کی عکرمہ سے اور عکرمہ کی عکرمہ سے قرآن کی سورتوں کی تفصیل میں تم نے کہاں سے پائی اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن کو چھوڑ کر ابو حنیفہ کی حدیثیں اور محمد بن اسحاق کی تاریخ پر متوجہ ہو گئے ہیں اس لیئے میں نے ان سے رجوع کیا

ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں ہم نے تو کبھی اس حدیث کو سنا بھی نہیں تب وہ کہنے لگا کہ میں سنتا تھا کہ یحییٰ بن یحییٰ زہری اسحق بن ابی اسحاق اور اب مجھے اُس کا یہ سن ہو گیا یحییٰ نے پوچھا کیوں تب اُس نے جواب دیا کہ کیا دنیا میں سوائے تمہارے یحییٰ بن یحییٰ اور احمد بن حنبل دوسرا کوئی نہیں ہے میں نے تو سترہ احمد بن حنبل سے سوائے اس احمد بن حنبل کے روایت پائی ہیں اور یہ کہہ کر اپنے منہ پر آستین رکھ کر تھک کر رہے تھے اس کی طرح مسجد میں چل دیا انتہی ترجمتہ بلفظہ *

اور منجملہ اُن لوگوں کے جو وضع کرنے اور جھوٹے بولنے میں مشہور ہیں ابن ابی یحییٰ مدینہ میں اور واقدی بغداد میں اور مقاتل بن سلیمان خراسان میں اور محمد بن سعید شام میں تھا حالانکہ مقاتل بن سلیمان نے تفسیر کا امام اور باقی لوگوں کو تفسیر میں اُس کا مقتدی جانا ہے اور واقدی سے باوجود اُس کے ضعف کے سند لی ہے جیسا کہ مجمع البکائر میں لکھا ہے محمد بن

الواقدي قاضي العراق اخبرنا عنه العلم على ضعفه بل اجدها عليه الخرج له ابن ماجه اور جوزجاني اور ابن عكاشه اور محمد بن عيسى دارقطني کی روایتیں بھی داخل کتابوں کے ہو گئی ہیں حالانکہ زیادہ دس ہزار حدیث سے اُنہوں نے وضع کی ہیں اور تعیم بن حماد سے بھی بعض مصنفین نے روایت کی ہے حالانکہ ابن عساکر نے اُس کی شان میں کہا ہے کان نعیم يضع الحديث في تفرقة السنة كبره سندہ کی تفویض میں حدیثیں بنایا کرتا تھا اور منجملہ واضعین کے اسحاق بن بشر ہے جس سے یحییٰ اور دارقطني نے روایت لی ہے حالانکہ ابن جوزی موضوعات میں لکھتے ہیں کہ اسحاق بن بشر حدیثیں بناتا تھا اور یہ ہے اسے ہی جھوٹی حدیث کے بنانے والے گذرے ہیں جس کی تنقیح محققین نے نہایت تحقیق سے کی ہے میزان

† ملة على قاري كتاب رجال میں لکھتے ہیں و ما يريه الناس ان من روى له الحديثان فقد جاز القنطرة هذا ايضا من التباين فدان روى مسلم في كتابه عن الليف عن ابي مسلم وغيره من الضعفاء فيقولون انما روى عنهم في كتابه للاعتبار والشواهد المتباينة وهذا يقرب لان الحفاظ قالوا الاعتقاد اسرر يتعرفون بها حال الحديث وكتاب مسلم التزم فيه الصحة كيف يتعرف حال الحديث الذي فيه بطرق ضيقة الى قوله روى مسلم ايضا حديث الاسراء فيه وذاك قبل ان يوحى اليه وقد تكلم الحفاظ في هذه القصة وبنوا ضعتها الى قوله وقد نال الحفاظ ان مسلما لما وضع كتابه الصحيح عرضة على ابي زرعة فأنكر عليه و تقييد وقال سمعت الصحيح و جعلته سلما لاهل البدع وغيرهم انتهى والحاصل انه صحيح على فان مصنفه و غلبة طمته و اماله و النسيان فمن لوازم طبع الانسان و قد ابي الله ان يضع كتابه لقوله انا نهن ذلنا الذكر و انا له لعناظرون -

ثواب کے ميٹے ان حدیثوں کو بنا لیا اور بعض اُن واضعین میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیث کو صرف بظن تقرب بادشاہوں کے وضع کیا مثلاً غوث بن ابراہیم کے کہ وہ خلیفہ مہدی ابن منصور کے پاس گیا اُس خلیفہ کو اُڑنے والے کپوتوں سے شوق تھا اس لیے اُس نے ایک حدیث بنادی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ لاسبق الا بی خلف ارحافہ او نصل او جناح خلیفہ نے اُسے دس ہزار درم دیے جب وہ چلا گیا تو خلیفہ نے اپنے نوکر سے کہا کہ کپوتوں کو ذبح کر دے چنانچہ وہ ذبح کر دیئے گئے لوگوں نے پوچھا کہ یا امیرالمومنین کپوتوں کا کیا گناہ ہے کہا انہیں کے سبب سے اس شخص نے پیغمبر خدا کی طرف جھوٹے لکایا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ راوی پیغمبر پر جھوٹے لگانے والا تھا کبھی حضرت نے نہیں فرمایا اور جناح اور مامون بن احمد مروزی سے لوگوں نے کہا کہ دیکھو ہاشمی اور اُن کے توابین کو کہ کس کثرت سے خواہش میں ہیں اُس نے فوراً یہ حدیث بنادی کہ حدثنا احمد بن عبد اللہ قال حدثنا

عبد اللہ بن سعد بن الزدی عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يكون في امتي رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتي من

ابو حنيفة و يكون في امتي رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتي اور بعض واضعین سے وہ لوگ ہیں جو بازاروں اور مسجدوں میں بیٹھ کر حدیثیں بنایا کرتے تھے اور باسناد صحیح جو اُنہوں یاد تھیں اُن موضوعات کو روایات کیا کرتے تھے چنانچہ جعفر ابن محمد طبرانی نے کہا ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن یحییٰ نے مسجد میں نماز پڑھی کہ ایک قصہ کو کہڑا ہوا اور کہنے لگا

کہ حدثنا احمد بن حنبل و یحییٰ بن یحییٰ عن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا معمر عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه

و سلم بن قال لا اله الا الله يخلق الله من كل كلمة منها طائراً منقارة من ذهب و ريشة من مرجان يعني جس نے لا اله الا الله کہا پیدا کرتا ہے خدا ہر کلمہ سے اُس کے ایک جانور جس کی چونچ سونے کی اور جس کے پر موتی کے ہوتے ہیں اور اُسی طرح ہر وہ قصہ کو کہنے لگا اور قریب بیس رزق کے ہک کہا یہ سن کر احمد بن حنبل یحییٰ بن یحییٰ نے اور یحییٰ بن یحییٰ احمد بن حنبل کو دیکھنے لگے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث روایت کی ہے دونوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہم نے تو اس کو اسی وقت سنا ہے پس دونوں نے چپ چاپ رہے جب کہ وہ شخص فارغ ہوا تو یحییٰ نے پوچھا کہ تجھے ہے اس حدیث کو کس نے روایت کیا ہے اُس نے کہا کہ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن یحییٰ نے یحییٰ نے کہا کہ میں یحییٰ بن یحییٰ

الامتدال ذہبی اور تقریب ابن حجر مستقلی اور موضوعات ابن جرزی اور اور کتابوں سے جو تحقیق رجال میں ہیں تنقیح اس کی ہوتی ہے قریب کہ جس بات پر اطلاق حدیث کا کیا گیا ہے اُسے حدیث ثبوتی جانتا ہے غلطی ہے بلکہ مذہب میں رخنہ پیدا کرنے اور عقاید حقہ میں شبہ ڈالنے اور غیر مذہب والوں کی زبان طعن کھولنے اور دین اسلام کو مظالم کے تیروں کا نشانہ بنانے کا ذریعہ ہے چنانچہ میں اس مقام پر جو قول اپنے مذہب کے بڑے اماموں کے نقل کرتا ہوں *

امام وازی فرماتے ہیں کہ † بعضوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا کہ حضرت ابراہیم نہیں جھوٹے تھے مگر تین مرتبہ تو میں نے جواب دیا کہ ایسی حدیثوں کو نہ ماننا چاہیئے تو کہنے والے نے براہ انکار کہا کہ اگر ہم نہ مانیں تو راویوں کی تکذیب لازم آتی ہے اس پر میں نے جواب دیا کہ اگر ہم مانیں تو حضرت ابراہیم کی تکذیب کرنی پڑتی ہے حالانکہ حضرت ابراہیم کو کذب کی نسبت سے بھاتا پھرتا ہے چند نامعتبر آدمیوں کی طرف جھوٹے منسوب ہوتے ہیں *

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ‡ ابو مطیع بلخی نے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہیں اُس حدیث کی نسبت جو لوگوں نے روایت کی ہے

† واما ان بعض العشوية روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ما كذب ابراهيم الا كذب كذبات فقلت الاولى ان لا يقبل مثل هذه الاخبار فقال على طريق الاستنكار ان لم تقبله لزمنا تكذيب الرواة بقلوبنا لا يا مسكين ان قبا ان لزمنا الحكم بتكذيب ابراهيم عليه السلام وان ردنا ان لزمنا الحكم بتكذيب الرواة ولا شك ان صواب ابراهيم عن الكذب اولى من صواب طائفة من لجاهل عن الكذب *

‡ کتاب العالم والمتعلم میں لکھا ہے کہ قال ای ابو مطیع البخاري ما قولک فی اناس روى ان المؤمن اذا زنى خلع لایمان من راسه كما يخلع القميص ثم اذا تاب اعيد الله ايمانه اتشک فی قولہم او تصدقہم فان صدقہ قولہم دخلت فی قول الضراج وان شکک فی قولہم شکک فی قول الضراج و رجعت عن العدل الذي وصفه وان كذبت قولہم النبي قالوا كذب يقول النبي صاية السلام فانهم روى ان رجال من شتى حتى يفتي به الى رسول الله عليه السلام قال لامام ای ابو حنیفہ کذب ہزارہ ولا یکون تکذیبی لم ولاد وروی علیہم تکذیباً للنبي عليه السلام انما یکون التکذیب لقول النبي عليه السلام ان يقول الرجال انا مكذب للنبي عليه السلام واما اذا قال انا مؤمن بكل شيء تكلم به النبي عليه السلام غير ان النبي صلى الله عليه وسلم لم يتكلم بالجور ولم يخالف القرآن فهذا من التصديق بالنبي وبالقرآن و تنزيه له من الخلف على القرآن و لو خالف النبي عليه السلام والقرآن لقول على الله لم يدع تبارك و تعالى حتى ياخذة باليمين و يقطع منه الرتين كما قال الله تعالى في اقران ربي الله لا يخالف كتاب الله و مخالف كتاب الله لا يكون نبي الله وهذا في دور خلافت القرآن الا ترى الى قوله تعالى الزانية والزاني ثم قال والاذان في تيانها منكم ولم يثن به من اليهود

کہ جب مومن زنا کرتا ہے تو ایمان اُس کے سر سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ قمیص بدن سے آیا اس حدیث کے راویوں کی آپ تصدیق کرتے ہیں یا شک یا تکذیب فرماتے ہیں اگر تصدیق کرتے ہیں تو آپکا اعتقاد خوارچ کیسا ہوا جاتا ہے اور اگر آپ شک کرتے ہیں تو خوارچ کے قول میں شک رہتا ہے اور اگر آپ تکذیب کرتے ہیں تو اُن بہت سے آدمیوں کی تکذیب لازم آتی ہے جنہوں نے پسند اس حدیث کو اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے تو امام نے جواب دیا کہ میں اُن سب راویوں کی تکذیب کرتا ہوں اور میرا جھوٹلانا اُن لوگوں اور رد کرنا اُنکے قولوں کا کچھ تکذیب پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نہیں ہے اس لئے کہ تکذیب قول پیغمبر کی یہ ہے کہ ہر شخص کہے کہ میں پیغمبر خدا کے قول کو نہیں مانتا لیکن جبکہ یہ ہے کہ میں ہر بات پر جو اُن حضرات نے فرمائی ہے ایمان رکھتا ہوں اور اُس کی تصدیق کرتا ہوں لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ کوئی بات پیغمبر خدا نے خلاف قرآن شریف کے نہیں فرمائی ہے تو حقیقت میں تصدیق پیغمبر کی اور تصدیق قرآن کی ہی اور اس سے تنزیہ اور پاکی اُن حضرات کی مخالف قرآن سے ثابت ہوتی ہے

اگر پیغمبر خدا خلاف قرآن کے کچھ کہتے تو خدا کب جھوٹا اور کب جھوٹا ہو سکتا ہے کہ خدا کا نبی ایسی بات کہے جو مخالف خدا کی قرآن سے ہو اور جو مخالف خدا کی کتاب کا ہو وہ کچھ خدا کا نبی ہو سکتا ہے پس یہ حدیث خارج ایمان کی زنا ہے جو لوگوں نے روایت کی ہے خلاف ہی قرآن کے پس ایسے آدمیوں کے قول کو رد کرتا ہوں جو پیغمبر خدا کی طرف ایسی بات منسوب کرے جو مخالف قرآن کے دے پیغمبر کی بات کا رد کرتا نہیں ہے اور نہ اُنکی تکذیب ہے بلکہ حنیفہ میں وہ رد ہی اُسکے قول کا جو کہ پیغمبر خدا کی طرف سے ایک باطل بات کو نقل کرتا ہے اور اُن حضرات پر قہر لگاتا ہے اور ہم ان باتوں پر پیغمبر خدا کی خوار ہونے سنی ہر یا نہ سنی ہو پسرو چشم ل کر رہے ہیں اور اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور شہادت دیتے ہیں کہ وہ ایسی ہی ہوگی جیسا کہ اُن حضرات نے فرمایا ہو لیکن اسی طرح یہ ہم پر یہ

ولا من النصارى ولكن عنى به المسلمون فرد على كل رجل يم عدد من النبي عليه السلام بخلاف القرآن ايس ردا على النبي ولا تكذيبا ردا على من يهدى من النبي عليه السلام بالباطل والتممة دخل على النبي الله و دلشى تكلم به النبي عليه السلام سمعنا به او نعلمه فعلى الراس والعين قد آتينا به تشهد انه كما قال النبي عليه السلام ايضا على النبي عليه السلام انه لم يا من يشى نهي الله عنه يخالفه امر الله ولم يقطع غيا رسله الله تعالى ولا وصف امر وصف الله قد الامر بخلاف ما رصفه النبي عليه السلام و تشهد انه كان مواثقا في جميع الامور لم يبدع ولم يتقول غير ما قال الله تعالى من المنكفئين والذالك قال الله تعالى من يطيع الرسول فقد اطاع الله

صحت ثابت ہو جاوے اُس وقت ہم کو اس پر یقین کرنا اور اُس کو ہر وقت اپنے پیش نظر رکھنا ضرور ہی ہے اگر ساری خدائی اُس قول کے مخالف ہو ہم کو کچھ اعتقاد چاہیئے پس ہمارا عقیدہ تو اپنے حبيب و اقرال کی نسبت یہ ہے مگر جو لوگ اُسے معنی و تھامی سے بول سمجھتے ہوں یا زہد و عزم کی باتوں کی طرح اُسے آسان جانتے ہوں وہ مستحق ہیں کہ ہر بات کو حدیث سمجھیں یا ہر شخص کے قول کو قول رسول جانیں *

پھر دیکھا یہ امر کہ اب تحقیق اور تنقیح احادیث کی کیونکر کی جاسکے اسکی نسبت کچھ بہت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہی کیونکہ ہم نے گئے محققین یہ کام کر گئے ہیں اور احادیث کے ضعف اور قوت کی تائید کر چکے ہیں اور کتاب الرجال میں راویوں کے حالات کو ہم میں ہمارے واسطے اب کوئی زیادہ دقت نہیں ہی ہے اس کے بعد اسکی تحقیقات کو دیکھیں اور اُن محققین محدثین کی اُن باتوں سے فائدہ اُٹھائیں جو انہوں نے تنقیح احادیث میں کی ہیں اس سے حدیث ایسی ہو کہ جسکا تراثر یا شہرت یا ضعف درجہ یقین پر ہو چکے اُسے مثل آیات قرآن کے واجب الیقین اور واجب العمل جانیں جسے موضوع اور غلط اور غیر صحیح پڑیں اُس کی طرف حدیث کے غلطی نسبت کرنے سے بھی قائل کریں *

فرض کہ اب انصاف پسند مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ہرگز نہ ہم مسلمانوں کا کمال اسلام یہ ہے ہی کہ جو بات جس تفسیر میں جنام حدیث لکھے ہو اُسے بلا قائل بلکہ تودہ حدیث سمجھیں یا کہ ل اسلام یہ ہے ہی کہ اُسکی صحت کی تحقیق کریں اُس کے ماحذ و مبدع پر غور کریں جب امام الحرمین اور امام حجتہ الاسلام سے مؤلفان اور ہدایہ ہی معتبر کتاب کے قالیف کرنے والوں کو احادیث غیر صحیح میں دھوکہ ہو گیا تو پھر کس کی کتاب پر بلا تحقیق اعتبار کیا جاوے پس اگر ہم کافر یا مرتد ہیں تو صرف اس گناہ میں کہ ہماری خواہش یہ ہے ہی کہ ہمارے پیغمبر کا قول اوروں کی باتوں سے جدا ہو جاوے اور ہمارے محبوب رسول کی طرف کوئی جھوٹی بات نہ منسوب نہ کرے اور وہ اعتراضات اور مطالب جو دین اسلام پر وضعی اور غیر صحیح حدیثوں کے سبب سے ہوتے ہیں مرتفع ہو جاویں اور وہ باتیں جن سے مخالفہ اقرال رسول کی حقائق منقطعہ سے سمجھیں جاتی ہی ہوں توہیں اور سب لوگ مذہب اسلام کو ایک صحیحہ و مومن اور یکتی اور سچائی اور عقل اور حقیقت کا جانیں سوائے اس کے نہ کچھ دوسری خواہش ہی کہ اور کوئی تمنا ہی ہے یہی ہمارا خلا ہی اور یہی ہمارا گناہ ہی - نیست یا وارہ طریقہ پھر ازین تفسیر ما *

شہادت دیتے ہیں کہ کوئی بات آنحضرت صلعم نے خلاف قرآن کے نہیں فرمائی نہ کسی ایسی چیز کا حکم دیا جسے خدا نے منع کر دیا ہو نہ کسی ایسی چیز کو جدا کیا جسکے ملانے کا اللہ نے حکم کیا ہو اور نہ کسی چیز کی ایسی صفت بیان کی جو مخالف :

شہادت دیتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کا ہر قول کے اور اسی لینے خدا نے فرمایا ہی کہ جس نے اسے مانا اور اُس نے اطاعت کی خدا کی *

پس اب ہم مسلموں کو ان دونوں قولوں پر غور کرنا اور انصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ ان اماموں نے اُن حدیثوں کو کہ آنحضرت تک پہنچتا ہی صرف اصول صحیحہ و ضابطہ سے غلط ٹھہرایا اور راویوں کی روایتوں کو غلط نہ کر اصل میں وہ روایت ایک حدیث سے ایک پیغمبر کا جھوٹا ہونا ثابت ہو کر دوسری حدیث سے پیغمبر کا قول مخالف قرآن کے ثابت ہو کر پس کیا حل بیان کیا جاوے اُن غلط قولوں کا جسے جو اس نے اپنی جماعت سے یا متعصبین نے اپنے مذہب سے یا محدثوں نے پوپ لامد پر کے سبب سے یا نادان دینداروں نے اپنی زندگی کی وجہ سے یا بے سمجھہ و اطمینان نے لوگوں کے کرائے اور خوش کرنے کے لئے آنحضرت سے منسوب کیا اور اُن باطل کو احادیث نبوی ٹھہرایا اور پھر کیا یقین نہی جاوے تغایر کی وہ مصیبت جس نے اُن قولوں سے غیبوں کو بھر دیا اور ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے نقل کر کے اُنکو تواتر کے درجہ پر پہنچا دیا ہو *

الحاصل یہ خیال کرنا کہ جس کتاب میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہو اُسے صحیح حدیث رسول خدا کی سمجھ لینا اور اُس پر دین کی عمارت کھڑی کرنا قادیانی ہی کی نہ دین ایک بڑا قازک معاملہ ہی اور کسی قول کو بلا تحقیق یقین نہ لینا کہ ہمارے پیغمبر صلعم صاحب کا قول ہی نہایت خطرہ کی بات ہی اس واسطے کہ پیغمبر صلعم کا قول ایک عام آدمی کا قول نہیں ہی جس کا ماننا نہ ماننا کچھ نقصان کا سبب نہر آنحضرت کا قول ہمارے دین و مذہب کی بنیاد ہی اُس کو بعد صحت کے نہ ماننا یا اُس پر یقین نہ کرنا یا اُس کے مطابق عمل نہ کرنا ہمارے دین کی بنیاد کا سبب ہی ہے اُس شخص کا قول جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہو جس کے ہمارے دین و دنیا کی بھلائی پر اثری موقوف ہو اور جس پر ہمارے اعتقاد اور اعمال کی بنا ہو ایسا ہی کہ ہم کو نہایت غور اور فکر سے اُس کی تحقیق کرنا اور نہایت معائنہ اور دقت سے اُس کی صحت ثابت کرنا واجب ہے ہی پس جب کہ ہم کو اُس کی

سنکر اپنی کتابوں میں نقل کر دیئے اور جنہوں نے اپنی تالیف کو زیادہ مارل دینا چاہا انہوں نے اور اُس میں دخل درمقولات فرمایا ہمارے نزدیک اکثر قصے اور اخبار امیر حمزہ کیسی داستان ہی نہ اعتبار کے لائق نہ امتداد کے قابل من شاہ فیصل و من شاہ فلینکر *

ذکر واقعات آئندہ کا جو تفسیروں میں ہیں

واقعات زمانہ آئندہ کے جو کچھ بیان کیئے گئے ہیں اُن کی نسبت تحقیق کرنا چاہیئے کہ اُسکا سلسلہ روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہی یا نہیں اور اُس میں بھی وہ روایت بدرجہ شہرت یا صحت پہنچتی ہی یا نہیں اور اُس میں محدثین نے وہ تسامع جو ایسی حدیثوں میں جایز سمجھا گیا ہی کیا ہی یا نہیں اگر بعد

پایا اور اُسکر روایت کیا اسی واسطے اُن کی حدیثیں کم ہیں مگر وہ باتیں جو ثروت سے اُن سے منقول ہیں وہ صرف اخبار اور قصے بنی اسرائیل کے اور روایات اہل کتاب کی ہیں کہ اُس میں اُن کی حدیثیں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ ہیں و ہذا عبارتہ۔ و مثل الصحابی الذی لم یأخذ عن الاسرائیلیات ابوبکر و عمر و عثمان و علی و مثال من أخذ عنها عبدالله بن سلام و قیل عبدالله عمرو بن عاص فأنه لما فتح الشام أخذ حمل بعیر من كتب اهل الكتاب و كان يحدث منها فلذا اتقاه الناس نقل حديثه و ان كان اكثر حديثا من ابی ہریرۃ باعتراہ والمراد بها قصص بنی اسرائیل و ماجاء فی کتابہم۔ اور ملا علی قاری شرح الشرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں۔ ای الحدیث الذی یقرأ الصحابی الذی عرف بالنظر فی الاسرائیلیات کعبدالله بن سلام و کعبدالله عمرو بن عاص فأنه کان حصل له من رقة الیروک کتب كثيرة من اهل الكتاب و کان یخبر بمانیہا من الامور الغیبیۃ حتی کان بعض اصحابہ ربما قال حدثنا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا تحدثنا من الصحیفة۔ اور علامۃ سیوطی کتوبن مہدیہ من اہل الکتاب ” اور دوسرے طبقہ کے بڑے مفسر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ ہیں اُن کی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ ” قال ابوبکر بن العیاض قلت لاعمش ما بال تفسیر مجاہد قال اخذها من اهل الکتاب ” اور تیسرے طبقہ کے بڑے منسوخ مکتول بن سلیمان ہیں جو امام المفسرین کہلاتے جاتے ہیں اُن کی نسبت میزان الاعتدال ذہبی میں لکھا ہی کہ قال ابن حبان کان یأخذ من الیہود و النصارى من علم القرآن ما یوافق کتابہم و کان یکنب بالحدیث و قال البشاری قال سفیان بن عیینۃ سمعت مقاتلاً یقول ان لم یفرج المجال فی سنۃ خمسین و مائۃ فاعلموا انی کذاب۔

ذکر اقوال صحابہ کبار و تابعین کا

جو تفسیروں میں ہیں

اقوال صحابہ کبار کے دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پس وہ تو حدیث میں داخل ہیں دوسرے وہ جو کچھ اُنہوں نے اپنی رائے اور اپنی سمجھ سے کہا پس یہہ مقیدہ محققین کا ہی کہ روایت اُن کی معصوم ہی رائے اُن کی معصوم نہیں مگر قطع نظر اس کے اُن اقوال کا ثبوت بھی بہ سند صحیح چاہیئے حالانکہ بعد تحقیقات کے بھی کم ثابت ہوگا کہ جو اقوال اُن بزرگروں سے منسوب ہیں وہ سب کے سب صحیح ہوں چنانچہ صرف حضرت عبداللہ ابن عباس سی ہزارہا روایت تفسیروں میں پہنچی ہوئی ہیں اور اکثر اُن میں سے چھوٹی اور ضعیفی ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس پر قہم ہی جیسا کہ اوپر ہم بیان کر چکے اور عہد حضرت عبداللہ ابن عباس نے صرف چار حدیثیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہیں مگر ہمارے علما نے اُن کی روایت کر اور احادیث کی نسبت بھی قبول کیا ہی لیکن وہ اقوال جو حضرت عبداللہ ابن عباس سے تفسیروں میں منقول ہیں خواہ وہ اُن کی روایت ہو یا درایت اُس کی نسبت تحقیق کرنا نہ اسکر ثبوت ہوتا ہی یا نہیں ضرور ہی باقی ہے اقوال تابعین کے اگر اُن کی صحت بھی ثابت ہو جائے تو کانرا جائے:

نکھن رجال والامر بفتینا و بینہم بھال *

ذکر قصص اور اخبار کا جو تفسیروں

میں ہیں

خد اُن قصوں اور کہانیوں کو کسی مسلمان کو نہ دیکھارے نہ سنارے جو لوگوں نے تفسیروں میں بھر دیئے ہیں اکثر چھوٹے اور بے بنیاد ہیں اور یہودیوں سے سنے سنائے ہوئے ہیں احادیث صحیحہ سے قصص اور اخبار کا ہونا بھی کم پایا جاتا ہی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیثوں میں اخبار ام سابقہ کو بھی ہی نہوڑا بیان کیا ہی ہمارے پچھلے مالوں نے اکثر قصے + یہودیوں سے

† جو قصص اور اخبار اور غیب کی باتیں مفسرین نے لکھی ہیں اُنکا پنا اہل کتاب سے بہ تحقیق ہمارے محققین کے ثابت ہی اور صرف چھلے علما کی نسبت ابو الامداد ابراہیم حاشیہ نخبۃ الفکر میں جسکا ام قضاء الرطر ہی لکھتے ہیں کہ عبداللہ ابن سلام اور عبداللہ عمرو بن عاص نے اہل کتاب سے نقلیں کی ہیں اور جب شام کا ملک فتح ہوا تب ایک بار شتر کبابوں کا اہل کتاب سے عبداللہ عمرو بن عاص نے

اس حدیث کو اُن لوگوں نے جو آٹھ سو برس تک ہر نئے مانا اور دسویں صدی میں متاخر قیامت کے رہے مگر بعد چہکے دسویں صدی ہوئی اور کچھ بھی آثار قیامت کے نظر نہ آئے تو اُس سے سپہوں نے انکار کیا اور اُس کو غلط جانا پس اگر وہ لوگ زندہ رہتے جو اُس حدیث کی صحت کے معتقد تھے تو دسویں صدی میں اُن کو اسلام چھوڑنا پڑتا کیونکہ وہ تکذیب رسول کی کرتے اور اگر وہ بزرگ پہلے ہی سے اُس حدیث کی تحقیقات کرتے اور اُسے بے اصل سمجھتے تو اُس پر اعتقاد نہ رکھتے تو دس صدی کیا اگر لاکھ صدیاں گزر جاتیں تب بھی اُن کے اعتقاد اور یقین میں کچھ شبہ نہوتا شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانہ میں یعنی ۹۲۳ ہجری میں اُس حدیث کو غلط بتایا کیونکہ وہ دسویں صدی میں تھے مگر افسوس ہی کہ انہوں نے بھی ایک دوسری حدیث سے کہ عمر الدنیا سبعة ایام من ایام الآخرة و بعثت فی آخر الیوم السادس اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ اب ہر دنیا ۲۷۶ پائی ہی اب ہم اپنے پاک اور نیک سچے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ ۲۷۶ برس بھی گزر گئے اور عمر دنیا کی ابھی تمام نہیں ہوئی تو اب مسلمان کیا کریں نبی کی سچائی میں شبہ کرے اسلام کو چھوڑ بیٹھیں یا اُس حدیث کی صحت میں شبہ کریں ہمارے نزدیک ہمارے مسلمانوں کو پہلی بات تو منظور ہوگی مگر دوسری بات پسند نہ کریں گے کیونکہ اُس تحقیقات کی غلطی ڈابھ عرقی ہی جو بڑے نامی مشہور مفسرین نے کی ہی اور علامہ سیوطی سے معتقد محدث مفسر نے لکھی ہی پس کیا ہمارے بھائی مسلمان ملحد اور مرتد ہیں جو ایسے محدثین کی باتوں کو غلط جانیں اور اُن کے قول سے انکار کریں *

غرضکہ یہہ انسانہ درد کہاں تک بیان کیا جاوے اور کتابوں کی کثرت اور اقوال فیو معتقد کے پھرنے سے جو کچھ خرابیاں ہوئیں ہیں اُسکا کیا بیان کیا جاوے بڑے مرد اور کامل کا کام ہی کہ وہ اب صحیح کو غلط سے تمیز کرے اور بے اصل باتوں کو دینی کتابوں سے خارج کرے ورنہ ایسی ایسی روایتوں اور کہانیوں سے دین اسلام کی صحت سے اعتقاد آج نہیں کل نہیں پرسوں آٹھ جاوے گا *

ذکر استنباط مسائل اصولی و فروعی کا

جو تفسیروں میں ہی

جو مسائل اصولی و فروعی صاف صاف قرآن مجید میں مذکور ہیں اُس سے قطع نظر کر کے جو کچھ استنباط اُن آیات کے اشارات و

تحقیقات کے اُسکی صحت ثابت ہو (حالانکہ یہہ بہت کم ہوگا) تو اُسے ماننا چاہیئے ورنہ اُسکو ایک دل خوش کن کہانی سمجھنا چاہیئے اور اس بات پر ناراض نہ ہونا چاہیئے نہ بڑے بڑے بزرگوں نے اُن واقعات کو بیان کیا ہی اور اچھے اچھے عالموں نے اُسے قبول کیا ہی کیونکہ بعض بلکہ اکثر باتیں ایسی ہیں کہ جن سے کذب کی نسبت آنحضرت کی طرف ہوتی ہی و نمود ہالہ من ذلک *

میں ایک حدیث کو بیان کرتا ہوں + جو کہ اگلے زمانہ میں بہت مشہور تھی اور لوگوں کی زبان پر تھی کہ پیغمبر خدا ہزار برس سے زیادہ قبر میں ٹھہرے گویا ہزار برس کے اندر قیامت آجائیگی

+ شیخ جلال الدین سیوطی کتاب الخلف عن مجاوزة هذا الامة الاف میں لکھتے ہیں - و بعد فقد كثر السوال عن الحديث المشهور علي السنة الناس ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يموت في قبوة الف سنة وانا احبب بانه باطل لاصل له ثم جاء في رجل في شهر ربيع من سنة ۸۹۸ مع ورتة بخطه ذكر انه نقلها من فتيا اقلها بعض اكابر العلماء ممن اذركه فيها انه اعتمد معتضي هذا الحديث وانه يقع في المائة العشرة خروج المهدي و الدجال و نزول عيسى و سائر الاغراض و النفع في الصور و معضي الاربعمون سنة التي بين النفستين و تنفع نفخة البعث قبل تمام الاف فاستبعد حديث هذا الكلام من هذا العالم المشار اليه و كرهه ان اصرح برده قاديا منه فقلت هذا شئ لا احسنه فحاولت في السائل تهرير المقال في ذلك فلم اباغته مقصودة الي ان قل فاجبت الي ما سألوا و حرص لهم منه ان شاؤا اجابوا و ان شاؤا اسهلوا و سميت الكشف من مجاوزة الامة الاف فاقول اول الف في ذلك عليه الآثار ان هذه الامة تزيد علي الف سنة و لا يبلغ الزيادة عليها خمسمائة سنة الي آخر مقال في تلك الرسالة رايست في آخر بعض النسخ ماصورقة و حكى بعض اهل التاريخ ان تاريخ الدنيا من اذن آدم عليه السلام حين هبط من الجنة الي طرفان نوح عليه السلام افي عام و مات عام و من طرفان نوح الي زمن ابراهيم عليه السلام الف عام و مائة عام و من زمن ابراهيم الي زمن موسى عليه السلام الف عام و من زمن موسى عليه السلام الي زمن نبيينا محمد صلى الله عليه وسلم خمسمائة عام و من الهجرة الي الان تسعمائة عام و اربعة و عشرون سنة مجموع ذلك ستة آلاف و سبعمائة سنة و اربعة و عشرون سنة و على هذا يقال الباقي لقيام الساعة من يومنا هذا و هو سنة اربعة و عشرين و تسعمائة مائتا سنة و ستة و سبعون سنة بدليل قوله صلعم عمر الدنيا سبعة ايام من ايام الآخرة و بعثت في آخر يوم السادس و قال الله تعالى و ان يرما عند ربك كالف سنة مما تعدون -

فرض کہ جو مسائل اصولی و فروعی آیات قرآنی سے استنباط کیئے گئے ہیں اُسکی صحت پر صرف تفسیروں میں لکھا ہوتا ہی کافی نہیں ہی بلکہ اُس استنباط کو دیکھنا اور آیات قرآنی سے اُس استفہاج کو جانچنا محقق کا کام ہی کیونکہ جو تفسیریں لوگوں نے بعد طبعہ تبع تابعین کے کی ہیں + اُن کا یہ حال ہی کہ جو مفسر جس علم اور جس فن کا شایق ہوا اُس نے اُسی علم اور اُسی فن کو اپنی تفسیر میں بھر دیا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ اُس کے نزدیک گویا خدا کو قرآن کے نازل کرنے سے انہیں علوم کا بیان کرنا مقصود تھا اور اپنے کلام کو خدا نے اسی لئے نازل کیا تھا مثلاً جو لوگ سورۃ نصری تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں میں امرب اور قواعد کو بھر دیا اور سارے مسئلے فقہ کے قرآن سے نکالی در تفسیر کو اُنہوں نے کامیاب کی شرح بنا دیا جو لوگ تاریخ میں خرب ماهر تھے اُنہوں نے اپنی تفسیروں کو قصوں سے بھر دیا اور اگلی پچھلی خبریں چھوٹی سچی قصوں میں بھر دیں اور اُنہوں نے تفسیر کو الف لیلة بنا دیا جیسا کہ تعلیمی نے کیا (جسے لوگ برا مفسر جانتے ہیں) جو لوگ فقہ کو خوب جانتے تھے اُنہوں نے تفسیر سے سوائے فقہ اور مسائل فروعی کے دوسری فرض ہی نہیں جانی اور اُن مسائل کا استنباط آیات سے کیا جو کسی طرح اُن لفظوں سے نہیں نکلتی مثلاً علامہ قرطبی کے اور جو لوگ علم کلام کے شایق تھے اور عقلی مسائل سے اپنے عقیدوں کو ملاتے تھے اُنہوں نے تو تفسیر کو فلسفہ یونان کے قواروں کا مجموعہ کر دیا اور اُن مباحث کو ایسا طول دیا کہ دیکھنے والے کو حیرت

کنایات سے کیا ہی اُمیں احکام کا ہونا بھی دلیل اس پر ہی کہ وہ سب ماقول صاحب الشریعہ سے بلکہ سلف صالح سے نہیں ہیں اور اُس لئے جہاں تک موافق قواعد عربیہ کے استنباط اُسکا ہی وہ واجب قبول ہی اور جو فرض ملتا ہے بعض مسائل کے اثبات میں ایسی آیتوں سے استدلال دیا جی حکم حقیقت میں اُن آیتوں سے کچھ تعلق نہیں ہی وہ واجب قبول نہیں *

بعض متکلمین نے یہی دائرہ احتیاط سے دائروں باہر نکالا ہی اور اُنہوں نے توفیق مصنف کے الزام اور اپنے مفاید کے اثبات کے واسطے آیتوں کی ایسی اس تفسیر کی ہیں کہ جس سے کچھ تعلق اُس عقیدہ کو نہیں ہی اور اُس کا ثبوت اُن کتابوں کے دہانے سے ہوتا ہی جو معتزلی اور دیگر فرقہ بدعتہ کے مفاید کی تردید میں قلیف ہوئی ہیں *

بعض متکلمین نے بھی اپنے مفاید کے اثبات میں تفسیر میں بہت بے احتیاطی کی ہی بلکہ توبیہ یہ تصریف دہونچائی ہی کہ اپنے فاسد عقیدوں کے مطابق اے معاذی قرآن کے بیان کیئے ہیں کہ جن کو کچھ تعلق الفاظ سے نہیں ہی اور بلا رعایت اصول شروع کے اور بلا لحاظ قواعد عربیہ کے اپنے معنی پیدا کیئے ہیں جیسے کہ تفسیر معمرہ ابن حبزہ کو مانا ہی ہی جس کا نام عجائب غرائب ہی اُس میں ایسے عجیب اقوال آئے ہیں کہ سنانے والے کو تعجب آتا ہی اور بسبب غرائب کے عوام کو ابھی معلوم ہوتے ہی مگر حقیقت میں وہ اقوال ایسے ہیں کہ اُن کو اعجاز کرنا ایسا نقل بھی اُن کلمات کی جائز نہیں *

باطنیہ فرقہ نے اپنے عقیدوں کے اثبات میں ایسی تفسیریں کی ہیں کہ اُنہوں نے ان کو بدل ڈالا اور تمام ظواہر آیات کو پھیر کر اور ہی کچھ معنی پیدا کیئے مگر جو لوگ محققین ہیں اور اہل باطن اُنہوں کے اصرار کو اُن کے ظاہر معانی پر رہا مگر اُس کے اصلی مطالب اور حقائق و ذائق کو طاعن کیا کہ یہ امر میں ایمان اور کمال ہرگز ہی کہوتہ خور حدیث میں آیا ہی لکل آیت ظہر و بطن *

فرض کہ ہر فریق نے موافق اپنے عقیدہ اور خواہش کے تفسیر کی اور اُس سے استنباط مسائل اصولی و فروعی کا کیا لیکن حقیقت میں اصل تفسیر وہ ہی جو مختلف قواعد عربیہ اور اعجاز قرآن کے نور اور جس سے نصوص واضحہ کی تشریف لازم نہ آوے اور نظم قرآنی اپنی فصاحت و بلیغہ پر باقی رہے *

+ تم صنف بعد ذلک قوم درمرا فی شیئی من علوم و منہم من ملأ کتابہ بما غاب علی طبعہ من الفن و اقتصر فیہ علی ماتمہو ہو فیہ فان النفل انزل لاجل هذا العلم لا یفر مع ان فیہ تبیان کل شیئی بالنہوی قرآنہ لیس لہ الا الامراب و تکثیر الوجة المستحتملة فیہ و ان کاہ بعبدہ و یقل قواعد النہو و مسائلہ و فروعہ و خلا باتہ خارجہ و الواحدی فی البسط راہی حبان فی البصر والنہر والاخبارے لیس لہ شغل الا انحص و استیفاؤھا والاخبار عن سلف سواد کانت صہیحة او بامانہ و منہم متعلبی والعقبہ یکاد یررد فیہ الفقه جمیعاً و ربما استطردالی انامہ ادقافرع لغتیۃ التي لا تعلق لها بالایۃ اصلاً والجواب عن الادانۃ المتخالفین کالقرطبی و صاحب العلوم العقلیۃ خصوصاً الامام فخر الدین الرازی قد ملأ تفسیرہ باقوال الکملہ والفلسفۃ وخرج من شیئی الی شیئی حتی یقتضی الناظر العجب قال ابو حبان فی البصر جمع الامام الرازی فی تفسیرہ اشیاء کثیرة مویلة لا حاجة بها فی علم التفسیر و لذلک ذال بعض العلماء فیہ کل شیئی الا التفسیر

حالانکہ سبب اس کا یہ ہے کہ تفسیروں میں ہیئتات پر ناہیوں کے مسائل مفسرین نے بھر دیئے ہیں اُسے لوگ دیکھتے سنتے رہے ہیں اور اسیر اسطے وہ اُن اقوال کو بھی دینی مسائل جانتے ہیں گو وہ کیسے ہی غلط اور بڑبڑ اور بے اصل ہوں *

اُن معقولی مسائل کے تفسیروں میں داخل کر دینے سے ایک بڑا نقص یہ ہے ہوا کہ وہ باتیں جنکی واقع میں کچھ حقیقت نہ تھی اور جنکی اب غلطی کہل گئی لیکن اب اُن سے انکار کرنا اور اُن مسائل ہی کو غلط کہنا تنصر اور العاد سمجھا جاتا ہے یہاں ہی کم لوگ ایسے ہونگے جو یہ سمجھیں کہ اُن مسائل کا تفسیروں میں داخل کرنا ہی بیجا تھا اور اب اُس سے انکار کرنا اور جو حقائق موجودات اب ثابت ہوئیں اور ہوتی جاتی ہیں اُس کا ماننا کچھ قانع اسلام نہیں *

بہت سی باتیں بہ نسبت اخبار اور واقعات اور کیفیات موجودات کے تفسیر کیے بغیر میں ایسی بڑی ہوتی ہیں کہ جنکو دیکھنے سے ہنسی آتی ہے اور جنکے ذکر کرنے سے کسی بڑے لکھے ہوئے تربیت یافتہ آدمی کے سامنے غم معلوم ہوتی ہے اور گو وہ باتیں بڑی ہیں جو نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائیں نہ کسی صحابی و تابعین نے نہ اُن کی کچھ صحت ہے مگر اب اُس سے بھی انکار کرنا اور اُس کو غلط سمجھنا ارتداد کی نشانی سمجھی جاتی ہے پس سوائے اُن پاک مسلمانوں کے جو خائفا سے باہر نہیں نکلتے اور جو سوائے اپنے پیروں کے مکتوبات و ملفوظات کے کچھ نہیں دیکھتے اور جو کچھ کسی شخص نے عربی زبان میں عربی خط سے لکھ دیا ہو اُس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو بڑی بڑی موٹی موٹی کتابوں سے روایتوں اور حکایتوں کے نقل کرتے ہیں اُسکی صحت کی سند جانتے ہیں اور حقائق موجودات سے سوائے اُس کے کہ کرا قاف زمرہ کا ہے اُسکی دروٹی پر ستون آسمان کے رکھے ہوئے ہیں اور زمین گائے کے سینک پر ہے اور گائے سمجھائی کے پیٹ پر کھڑی ہے کچھ نہیں سمجھتے اور اُسی کو خدا کی قدرت سمجھ کر وجد و حال میں مصروف رہتے ہیں وہ شخص جو اب معجزات سے کسیقدر واقف ہو اور تحقیقات جدیدہ سے جس سے موجودات کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے آگاہ ہو نیز کہ اپنے عقیدہ میں اُن روایتوں اور حکایتوں کو اصل دین سمجھیں اور کس طرح اُس کا دل اُن قولوں کی صحت پر یقین کرے اور وہ اپنے ایمان اور اسلام کی تقریحات میں کس کس لئے کفر کے قتروں سے گویگا *

ہوتی ہے جیسے تفسیر امام نصرالدین رازی کی ہے جسکی نسبت ابو حبان وغیرہ معتقلین نے کہا ہے کہ فیہ کل شئی الا التفسیر کہ اُس میں سوائے تفسیر کے سب کچھ ہے *

پس اب ہم نہایت ادب سے اپنے پاک ٹیک پھائیوں سے عرض کرتے ہیں کہ جب تفسیر کی نسبت ہمارے معتقلین یہ فرما گئے ہوں اور اُسکی ایسی حقیقت لکھ گئے ہوں تو اگر ہم اُن کتابوں پر اجمالی ایمان نہ رکھیں اور سبکو مثل قرآن کے واجب الیقین نہ جانتیں بلکہ اُن مختلف کتابوں اور غیر معتمد روایتوں اور پیشمار قولوں اور لا انتہا قصوں کی تحقیق پر مستعد ہوں اور اُسکی اصلیت دریافت کرنے پر توجہ کریں تو یہ ہمارے ایمان کی نشانی ہے یا العاد ارتداد کی اگر یہی العاد اور ارتداد ہے تو وہ ہزار اسلام سے بہتر ہے ذاک فضل اللہ یؤتینہ من یشاء *

ذکر تشریح حقائق موجودات کا مطابق علوم

عقلی کے جو تفسیروں میں ہے

یہ بات ظاہر ہے کہ قرون ثلثہ میں علوم عقلی کا کچھ چرہا نہ تھا اور حکمت اور فلسفہ یونان سے کوئی واقف نہ تھا مگر بعد اُسکے وہ زمانہ آیا جس میں مسائل فلسفہ کا جاری ہونا شروع ہوا آخر اُسکی یہاں تک ترقی ہوئی کہ وہ مسائل دین میں داخل ہو گئے اور مذہبی کتابوں میں اُن پر بحثیں ہونے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ توبہ پہنچی کہ اُن سے تفسیریں بھر دی گئیں اور جہ طرح تفسیر میں اقوال پیغمبر اور صحابہ کے نقل کیئے جاتے تھے اُسی طرح انطون اور ارسطو وغیرہ حکماء یونان کے قول نقل ہونے لگے اور جب یہ سلسلہ جاری ہوا تو پھر ایک مفسر نے دوسرے مفسر سے اور دوسرے نے تیسرے سے اُس کا نقل کرنا یا انتساب کرنا شروع کیا اور اُن قولوں کے فائلین کا نام بھی لکھنا چھوڑ دیا یہاں تک کہ آخر وہ اقوال تفسیروں میں ایسے مل گئے کہ لوگوں کو تمیز کرنا مشکل ہو گیا کہ یہ قول ارسطو کا ہے یا صاحب شریعہ کا یا کسی صحابی کا یا کسی امام کا اور اسیر اسطے اُن اقوال پر دین کا مدار ٹھہر گیا اور اُن سے انکار کرتا بھی انکار آیات کے برابر سمجھا گیا چنانچہ ہم نے مختصراً وجود آسمان کی بحث میں اسے بیان کیا ہے کہ اب لوگوں کے نزدیک اس امر سے انکار کرنا کہ آسمان مثل گنبد کے وجود مجسم محیط ارض ہے اور ستارے اُس میں جڑے ہوئے ہیں کفر ہے

ضرورت نئی تحقیقات کی بلکہ نئی تفسیر لکھنے کی

ہمارے نزدیک اس زمانہ میں ایک بڑی ضرورت نئی تفسیر لکھنے کی ہے جو احقر وزاید سے خالی ہو اور جو غلط روایتوں سے اور چھوٹی حکایتوں سے پاک ہو اور جس میں کچھ یونانی باتوں کا ذکر نہ ہو اور جس میں حقائق موجودات کی تشریح کماہی ہی ہو جس میں وہ احادیث صحاح جنکی صحت بلکہ جنکی شہرت درجہ یقین پر پھونچی ہو اپنے اپنے موقع پر منکر ہوں اور جس میں وہ اقوال صحابہ کبار کے جس سے مسائل اصولی و فروعی کا انہوں نے استنباط کیا ہو منقول ہوں اور جس میں ان شبہات کا جو اہل عقل اس زمانہ کے کرتے ہیں ایسا جواب ہو کہ مخالف قواعد عربی اور مغائر شریعت معتمدی کے نہ ہو اور جس میں ان اخبار کی صداقت ظاہر کی جاوے جو الفاظ قرآن سے ثابت ہیں اور جس کی تصدیق میں بعض متکرمین وہ سبب مخالفت تاریخ اور تحقیقات زمانہ بحال ہے۔

تکذیب یہ سند صحیح بیان کی جاوے جو غلط سے یا سہ سے یا تباہل سے تفسیروں میں داخل ہو گئے ہیں اور جس سے گو اگلے زمانہ میں کچھ نقصان نہ تھا مگر اب وہی روایتیں اور وہی اقوال مادہ الزام کا قرآن اور صاحب الروح پر ٹھراتے گئے ہیں تاکہ اب جو زمانہ آیا ہے اور جو لوگ علوم عقلی کی تعلیم پاتے جاتے ہیں وہ اسلام پر ثابت قدم رہیں اور ان کا دل کسی طرح پر کسی ایک نقطہ سے بھی قرآن کے تہ پھرے اور وہ اپنے دین کو نہایت سچا اور خدا کا دیا ہوا جانیں اور نہ صرف ہماری ہی اولاد اس سے فائدہ پاورے بلکہ ساری دنیا کے دانشمند اور حکیم اور عالم اور محقق اس کی تصدیق کریں اور وہ خدا کے اقوال کو مطابق اس کے فعل کے جانکر لحد صدق اللہ و رسولہ صدق دل سے کہنے لگیں اگرچہ اس خواہش کا پورا ہونا نہایت دشوار ہے مگر سب مسلمانوں پر اس طرف توجہ کرنا فرض کفایہ ہے اور گو کچھ امید نہیں لیکن خدا سے امید ہے کہ ضرور ایسا کریگا اور ہم مسلمانوں کو ایسی توفیق دیگا *

رہا تقبل منا انک انت السمیع العزیز

والسلام

مہدی علی تپتی کلکتہ مرزاپور

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہے اس رپورٹ کے تشبیہاً تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں *

پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

پہلے اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے کھٹ جانے کے اسباب سے بحث ہے *

پہلے چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی تدبیریں اور وہ طریقہ جس طرح ہو کہ ان کی تعلیم و تربیت اس زمانہ میں ہوتی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہئیں ان کا بیان ہے *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو اس کا خریدنا منظور ہو وائم ائم پاس زر قیمت رسال فرماکر رپورٹ منکر طلب فرمائے *

واضح ہو کہ پروجیکٹ تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ مئی سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے حدگانہ چندہ دونا تجویز ہوا ہے جس جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے اور چندہ بقدر پانچ روپیہ اس سے زیادہ دیا ہے۔ اس کے پاس یہ رپورٹ پروجیکٹ تجویز کمیٹی منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع مرسل ہوئی ہے *

(دستخط) سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکریٹری کمیٹی مقام بنارس

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حفظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

نمبر ۵

یکم ربیع الاول ۱۲۸۱ ہجری

جلد دوم

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونینش کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگندہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہر وہ کسی خاص شخص ای ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ماٹھے روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار ۲ تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات رواتگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات رواتگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملےگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

آدم کی سرگزشت

مفتوحون تہجہ ۷۷

آدم کی سرگزشت

تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے — یہ تو میں نہیں جانتا کہ
میں کون ہوں مگر میرا نام آدمی ہے — تم پر کیا گذری — میں نے
اپنے قتل میں اسی دنیا میں پایا مگر نہ جانا کہ کس طرح بنا اور کس نے بنایا
میں نے اُڑ بھی بہت سے چرند و پرند کیڑے مکوڑے دنیا میں دیکھے ہیں
سمجھا کہ جس طرح یہ دنے ہونگے اُس طرح میں بھی بنا ہونگا —
مگر میں دیکھتا تھا کہ وہ سب تو ایک ما کام کرتے جاتے ہیں اور
کسی اور بات کا ارادہ بھی نہیں کرتے مگر میرے دل میں بہت سے
خیال آتے تھے کبھی دل چاہتا تھا کہ یہ کروں کبھی دل چاہتا تھا
کہ وہ کروں کبھی کہتا تھا کہ یہ کیا ہی کبھی کہتا تھا وہ کیا ہی دل
گھبراتا تھا اور اُن چرند و پرند کے پاس بیٹھتا تھا کسی کو اپنا ما نہ
پاتا گیا اور دل نہ لگتا تھا تنہائی میرے دل کو گھبراتی تھی اور اُس
بیتراپی سے یہ بات دلیں آتی تھی کہ میرے لیئے میری ہی سی
نصفہ اُڑ چیز چاہیئے *

ایک دن میں نے اپنے بائیں پہلو کے پاس ایک اپنی ہی سی صورت کی چیز بیٹھ کر رکھی دیکھی دل بہت غرضی ہوا بے قصد پاچھیں گئے لگیں دل بھی دھڑک پکڑ کرنے لگا اور اُسکی طرف کھینچنے لگا وہ بھی میرے پاس بیٹھنے سے نہایت غرض معلوم ہوتی تھی اور پیاری پیاری نگاہوں سے مجھے دیکھتی تھی اور مسکراتی تھی آخر میں بیتوار ہو گیا اور مجھ سے ٹوہا گیا اور میں نے اُس سے پوچھا کہ برا تم کروں گا اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی کہ بھائی یہ تو میں نہیں جانتی کہ میں کون ہوں جو تم کو روہی میں ہوں مگر میرا نام حرا ہے میں بہت غرضی ہوں اور تالیاں بجان کر خوب اُچھلے اور خوب کودا اور اوپر کو دیکھ دیکھ کر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کر کے خوب گھبرا گئی اور نہایت فرق و فرق سے یوں چلا گیا *
اُد اُد اُرے اُد اُرے اُد اُرے وہ جر ہی — اُرے وہ جر ہی —
اُرے وہ جر رہیگا — اُرے وہ جر رہیگا — اُرے وہ جر توہی ہی —
اُرے وہ جر توہی ہی — میری شکر لے — اُس انجان جانب کار نے
میرا شکر لیا اب تم اُسی پرکھ کے پھل پھول ہو *

اچھی دادا جان یہہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اُس سے بھی
پچھلی پڑھتے ہیں — میرے پیارے وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے
پہلے کی بات ہی مگر اُس کی کچھہ نشانیاں ہم پاتے ہیں اور خدانے
اپنی قدرت سے جو کچھہ ہم میں بنایا ہی اُسی سے وہ پچھہ حال
سمجھہ سکتے ہیں اگر تم کو اُس کے جاننے کا شوق ہی تو سنو *

قوم زمین پر بسنے والی چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں گو اسکی
آئندہ نسل چلنے کا کوئی قاعدہ بنایا ہو مگر سب سے پہلی فرد صرف
اُس کی قدرت سے بنی اُس نے کہا کہ ہو وہ ہوگئی پس اسی طرح
میں بھی زمین سے پیدا ہو گیا پلا اور بسا اور بڑا ہوا مگر جب زمین سے
نکلے گا تو ایسا نہ تھا جیسا اب ہوں رفتہ رفتہ ہمکو یہ ضرورت ملی
ہی اگر تم میری وہ ہئیت دیکھو جو زمین سے نکلی تھی تو نہایت
تہجب کرو بال سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا بھنگا تھا
اور اُسی میں حسن و جمال عقل و کمال سب چھپا ہوا تھا جیسے بیج
میں درخت کے تمام پھل پھول ٹھنی پتے چھپی ہوتے ہیں یہ اُس
صانع کی قدرت ہی جو ایسی تعریف و تاجز چیز کو ایسا دیا ہی جسکے
حسن و جمال پر لوگ فریفتہ ہوتے ہیں فرہاد سر پودہ ہوتا ہی زلیخا
ہاتھ کاٹتی ہی مجنوں سر بھرا نکل جاتا ہی اپنے تقدس و کمال سے
فرشتوں پر نور لیچاتا ہی اور اپنے آپ سے اپنے صانع کو پہچانتا ہی
اور پھر اُس کی مرضی اور عروشی کے بیان کرنے کو اُڑوں کے لیئے راضی
ہوتا ہی *

تمام قوتیں حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اُس میں
تھیں اور سب اُس کی اطاعت و فرمان برداری میں حاضر تھیں جس
جس کام پر وہ مامور تھیں اُنکو کر رہی تھیں اور اپنے کام میں فراسی
بھی خطا نہیں کرتی تھیں مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تھی
وہ میری کوئی خدمت نہیں کرتی تھی بلکہ طرح طرح کے جذبات کو
مرد غصہ اور غضب اور بغض و کینہ عداوت و دشمنی قتل و خون ریزی
چوری و زناکاری کے منشاء ہیں تعزیرات دیتی رہتی تھی اُسے کرتکوں
سے میں نے جان لیا تھا کہ وہ میری بڑی دشمن ہی اُسی پر قلعہ پانا
میرا بڑا کام ہی مگر وہ بھی جتنا ہی تھی کہ میں تیری دشمنی کبھی
نہیں چھوڑنے کی جہاں پاؤنگی اپنا کام کرونگی اور جس طرف سے قابو
پاؤنگی مارونگی *

وہ قوت ایک عجیب و غریب چیز تھی دشمن تو ایسی سبب
 تھی لیکن اگر وہ اپنی تو ایک اُذر چیز ہم میں نہرتی جو انسان
 کے کمال کی بھی وہی باعث ہی اور اُس کے وبال کی بھی وہی باعث
 ہی اور اسی سبب سے وہ قوت کبھی سخت دشمن دکھائی دیتی تھی
 اور کبھی دوست سمجھا میں آتی تھی مگر میری اطاعت میں کبھی
 نہ تھی *

خدا نے ایک ایسی مرکب چیز کو جو مختلف قوتوں کا مجموعہ
 تھی یعنی مجھ کو ایک جگہ ڈال دیا جہاں نہ مجھ کو ہوا نہ
 نہ پیاس نہ دھوپ کی گرمی لگتی تھی نہ ٹپڑا پینے کی حاجت ہوتی
 تھی میں رفتہ رفتہ بڑا ہوتا جاتا تھا اور تمام قوتیں جو مجھ میں

دست کا دم شیطان اور اُس قوت میں تو بھی مگر میرے کام میں نہ تھی نہ میں اُس کو کام میں لاتا تھا جب میں بڑا عرا اور سن تمیز کو پہنچتا تو اُسی دشمن قوت نے مجھ کو بتایا کہ اُس سے بھی کام لے کیونکہ وہ جانتی تھی کہ جب میں اس سے کام لوٹتا تب ہی مہ بہت میں پھونکا مگر اُسی قوت سے کام لینا کہ ل کا یہم سبب تھا اس لیے اُس دشمن قوت نے بھکاریا کہ اگر اُس سے کام لیا تو فرشتہ ہر جادو کا اور کبھی فنا ٹھہرویکا وہ قوت میری ہی تو تھی اور میں اُس کو کام میں لانے کے قابل بھی ہو چکا تھا میں اُس م کام میں لیا اور اُسی وقت میرے عیب مجھ پر کھل گئے میں نے جانا کہ میں تو ایک نہایت ناچیز ہستی ہوں بے شک مجھ میں فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہی مگر اُس نے ساتھ ہوا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہی اُس سے بچنا نہ یہ مشکل ہی میں اپنے پیروں نے چھپانے کی فکر میں بڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا اب جب تک زمین پر رہنا ہی ٹیک و بد کر سمجھ اور اپنا کام کر میں نہایت حیران ہوا کہ کیا کار کروں اور کس طرح پر چلوں پھر میں سمجھا کہ خدا کی نشانیاں اور خدا کی ہدایتیں ہمارے ساتھ ہیں اُنہی کو سمجھو اور اُنہی کو مار اُنہی کی ہدایت پر چلو اور دشمنوں سے نجات پاؤ مگر یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ گذشتہ ہدی کا کیا علاج ہو بہت غور کے بعد سمجھا کہ کسی دوسرے سے اُس کا علاج نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا علاج خود سمجھ میں ہی ہو چیز سمجھ میں تیری ہر گئی ہی اُسی کے پیدا کرنا اُس کا علاج ہی تب میں نے خدا سے کہ:

بنا ہلما انسانا وان لم تغفرنا و ترحمنا لنكونن من الخسرين -
صاحب علی اندھرتاب الرحیم پھر تو خدا نے مجھ کو ایسا رقبہ بخشا کہ زمین پر اپنا نایب کر دیا اور فرشتے غل ہی مچاتے رہے *

دادا جان آپ کی باتیں تو ہماری سمجھ میں نہ آئیں اور ہم نہ سمجھے کہ کس قوی کا مجھ سے خدا نے تم کو بنایا تو وہ کیا قوی تھے جو تمہارے صبیح و فرمانبردار بھی تھے وہ کیا قوت تھی جو سرکش اور فرمانبردار بھی رہا کیا چیز تھی جو دشمن بھی تھی اور دوست بھی دہائی دیتی تھی اُسی نے وبال میں ڈالا اور اُسی نے کمال کا رستہ بتایا یہ سب باتیں تو ہماری سمجھ سے باہر ہیں اور اُسی طرح پر آپ گفتگو کریں اور ہم کو سمجھا سکیں تو آپ کی نہایت شفقت و عنایت ہوگی *

آدم نے کہا کہ تمہاری اور تمام دنیا کی سمجھ میں آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسیٰ اور محمد نے بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہی اُنہوں نے ملکی قوی کا نام فرشتہ رکھا ہی اور اُس دشمن دوست نما

خدا نے سڑی ہوئی کپڑے سے جو آگ میں پکے ہوئے کی مانند گرم ہو رہی تھی آدم کو اور اُس کی جوڑی حوا کو پیدا کیا پھر اُن کو اس صورت پر جو ہی بنایا پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے سجدہ کیا مگر شیطان نے سرکشی کی اور خدا کے حکم کو ٹھاننا اور سجدہ نہ کیا خدا نے اُس سے پوچھا کہ تو نے کیوں سجدہ نہ کیا اُس نے کہا کہ میں آدم سے افضل ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے خدا نے کہا حوا کو تو فرشتوں میں ہونے کے لائق نہیں اُس نے کہا تو مجھ کو قیامت تک ایسا ہی رہنے دو تم ہی نے مجھے بھکاریا ہی میں بھی انسان کو بھکتا ہی وہونکا خدا نے کہا دور ہو اے مردود جو 'رگ تیری تابداری کرینگے اُن سے روزِ پھر ہوونگا *

پھر خدا نے ہم کو سمجھا یا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی اُس سے خبردار رہنا پھر ہم کو ہمیشہ میں رکھا رہاں ہم کو نہ بھری تھی نہ پاس نہ دھوپ لگتی تھی اور نہ کپڑے کی حاجت تھی خدا نے کہا کہ اس میں سے جو کچھ چاہو کھاؤ مگر ایک درخت کو ہتھکڑیا وہ اُس نے پاس تک نہ جانا اگر جاؤ گے تو اپنے لئے درد ہوا کر گئے *

مگر شیطان نے ہم کو بھکاریا اور کہا کہ میں تم کو ہمیشگی کا اور ہمیشہ رہنے والی بادشاہت کا درخت بتلاؤں اُس نے وہی درخت بتلایا جس سے خدا نے منع کیا تھا اور کہا کہ کسی پر اُنہی کے سبب سے منع نہیں کیا بلکہ اس لیے منع کیا ہی کہ تم فرشتہ اور ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ اور قسمیں کھاؤ کہ میں تمہارا دوست ہوں ۔۔۔ ہم اُس کے بھکائے میں اگئے اور اُس درخت میں سے کھالیا ایک پردہ قاداتی کا جو ہم پر تھا کھاتے ہی اُنہے کیا عیب و صواب معلوم ہونے لگا اپنا ننگا پن ہم کو ہرمانے لگا درخت کے پتوں سے اپنی شرمگاہوں کو چھپانے لگے اتنے میں خدا للکارا کہ کیوں اس درخت کے کھانے سے میں نے تم کو منع کیا تھا اور تم کو نہ کھدیا تھا کہ شیطان تمہارا پکا دشمن ہی چلو ہواں سے جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے چند مدت تک زمین پر رہو گے اُسی میں جیو گے اُسی میں مرو گے اُسی سے نکلو گے *

پھر خدا کے بتانے سے اپنے تصور کی معافی اس طرح پر خدا سے چاہی کہ ”اے ہمارے خدا ہم نے اپنے پر آپ ظلم کیا اور اگر تو معاف نہ کریگا اور رحم نہ کریگا تو ہم آنت میں رہینگے“ خدا نے معاف کیا

مگر آپ یہہ تو فرمائیئے کہ جن قوتوں سے خدا نے ہم کو بنایا اور جو ہم ہی میں موجود تھیں انہی میں سے کسیکو فرشتہ اور کسیکو شیطان اس طرح پر بیان دیا کہ گویا وہ ہم سے متعدد دوسری چیزیں تھیں جن میں سے کوئی ہماری فرمان بردار تھی اور کوئی ہماری دشمن اور اگر حقیقت وہ ہم ہی میں تھیں تو اس طرح پر گویا بیان ہوئیں *

بیٹا ابھی میں نے تم سے بیان کیا کہ انسان عجیب مختلف قوتوں سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونے کے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی ہے مگر تمہاری سمجھ میں سمجھ نہ آیا اور جب اس زمانہ میں ہی تم اُسکو نہ سمجھ سکے تو موسیٰ کے اور اُس سے بھی پہلے کے زمانہ میں کون سمجھ سکتا تھا اس لئے خدا نے اُس مطلب کو ایسے لفظوں میں بیان کیا کہ سینا کے جنگ میں پھرنے والوں اور عرب کے ریگستان کے رہنے والوں سے لیکر سقراط اور بقراط کے درجوں تک کے لوگ سمجھ لیں *

تمام دنیا کے خیال میں ہی کہ مرکب چیز جب متعدد چیزوں سے ملتی ہے تو ایک خاص مزاج پیدا کر لیتی ہے اُسکے ہر ہر فرد کا مزاج اپنی پہلی حالت پر رہتی نہیں دھتا بلکہ دونوں سے مل کر ایک قسم کا مزاج پیدا ہو جاتا ہے *

اگر گرم پانی میں تم تھنڈا پانی ملاؤ تو اُسکی سردی اور اُسکی گرمی مل کر اُسکو کھٹا کر دیتی ہے یہہ کبھی نہیں ہوتا کہ دونوں ملیں اور سرد پانی کی سردی بدستور سرد اور گرم پانی کی گرمی بدستور گرم رہے *

یہہ سی گرم و سرد خشک و تر ہواؤں سے ملا کر ایک معجون بناؤ اُن ہواؤں میں سے کسی ایک کا بھی مزاج اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہنے کا بلکہ سب سے مل ملا کر اُس معجون مرکب کا ایک خاص مزاج پیدا ہو جاوے گا مگر انسان ایک عجیب معجون مرکب ہے مختلف قوتوں سے مرکب ہے اور وہی اُسکے وجود کے اور نیز باہم ایک دوسرے قوتوں کے بقا کے سبب ہیں اگر اندرونی قوتوں میں سے ایک قوت انسان میں سے فوت ہو تو دوسری قوت بھی باقی نہیں رہے اور باوجودیکہ یہہ سب قوتیں ایسے آپس میں ملے ہوئے ہیں جیسے درود میں پانی اُس پر بھی سب اپنے اپنے جدا جدا مزاج پر قائم ہیں اور اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہے ہیں پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لئے تمام نبیوں نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ اُن قوتوں کے جدا جدا کام تھے اسی طرح اُنکو متعدد متعدد اس طرح پر بیان کیا کہ گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزیں ہیں *

اور یہہ بتایا کہ تمہارے پاس میری ہدایت اورے کی جو کڑی اُسکی قاطع داری کریگا اُسکو کچھہ تو نہوگا جو میری نشانیدوں کو نہ مانے گا وہ دروغ میں جاوے گا اور ہمیشہ اُسی میں رہے گا *

پھر خدا نے آدم کو زمین پر اپنا نایب بنایا فرشتوں نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین پر نہایت دینا جو اُس میں فساد کرے اور خوں بہارے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجھکو یاد کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں خدا نے کہا کہ میں سب کچھہ جانتا ہوں جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے *

پھر خدا نے آدم کو سب چیزوں کے نام بتائے اور فرشتوں کے سامنے کیا اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اُن چیزوں کے نام بتاؤ فرشتوں نے کہا کہ قیومی دھاتی ہے جو کچھہ تو نے بتا دیا ہے مگر اُس سے زیادہ کچھہ نہیں جانتے پھر آدم سے کہا کہ تم انکے نام بتاؤ آدم نے سب کے نام بتا دیئے خدا نے کہا کہ میں نہ کہتا تھا کہ آسمان و زمین میں کی کچھہ ہوئی ہوتی ہوتی اور جو کچھہ تم ملانیہ یا خفیہ کرتے ہو سب کو جانتا ہوں *

دادا جان یہہ باتیں تو صاف صاف ہماری سمجھ میں آئیں ہم سمجھتے کہ خدا نے ہم کو پیدا کیا اور ہم کو فرشتوں پر بھی عزت دی اور ہمارے دشمن شیطان کو بھی ہمیں ہتلا دیا مگر ہم اُسکے قریب میں آگئے اور خدا کے حکم کے برخلاف کام کیا اور خود اپنے لطف سے گنہگار ہوئے اور جب اپنے گناہ کا اقرار کیا اور معافی چاہی تو خدا نے معاف کر دیا اور ہم کو زمین پر اپنا نایب کر دیا اور ہمارے پاس ہدایت بھیجئے کا وعدہ کیا پھر اگر ہم اُس کی ہدایت پر چلینگے اپنا یہہ کوننگے اگر اُس پر نچائیں گے خود اپنے لئے کانٹے بوئیں گے مگر اسمیں بھی گئی باتیں پوچھنی ہیں *

آپ نے یہہ کیا فرمایا کہ خدا نے آدم کو حوا کو پہلے پیدا کیا پھر اُنکو اس صورت پر جو اب ہی بنایا *

بیٹا دیکھئے ان پڑھا ہی اُس میں تو صاف لکھا ہے کہ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكَ ثُمَّ صَوَّرْنَاكَ یعنی خدا نے تم کو پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اصل یہہ ہے کہ انسان اطفال میں نہایت باریک بھنگے کی مانند پیدا ہوتا ہے پھر اُسکی صورت بدلتی ہی یہی بات خدا نے بھی کہی اور ہمیشہ پونہی ہوتا ہے *

دادا جان یہہ تو عجیب بات آپ نے بتائی ہمارے تو کبھی سنی بھی نہ تھی قرآن میں تو عجیب عجیب قوتیں باتیں لکھی ہیں جو اُس زمانہ کے لوگوں کے خیال میں بھی نہ تھیں اب جس قدر حقائق موجودات کہلتی جاتی ہیں قرآن کی حقیقت سمجھ میں آتی جاتی ہی ہے شک یہہ خدا کا کلام ہے *

نعمہ ہالہ نعمہ ہالہ بیٹا قریہ کر توبہ کر گاروں پر مہمانچہ مارو
یہہ کیسی کفر کی باتیں تم نے کہیں یہہ غلط نہیں ہی بالکل سچ ہی قرآن
میں بھی لکھا ہوا ہی قال یما اقویتنی لافعلن لہم صراطک المستقیم
یعنی شیطان نے خدا سے کہا کہ اس سبب سے کہ تو نے مجھ کو گمراہ کیا
میں بھی اُنکی بات مارنے کے لئے قیری سیدھی راہ میں بیٹھو گنا *

مگر غور کر اور سمجھو کہ اس کا مطلب کیا ہی اور کس بات کا
اشارہ ہی سمجھو کہ وہ سرکش قوت خرد خدا نے پناہی ہی اور
اُس سرکشی کی قوت خرد خدا نے اُس میں رکھی ہی پس اس لفظوں
سے کہ ترے ہی مجھ کو بھکایا ہی اسی بات کا اشارہ ہی کہ اُس
قوت کا خالق اور اُس قوت کو یہہ قوت دینے والا بھی وہی ایک
خدا ہی اور یہی اُسکا بھکانا ہی مگر خدا نے انسان میں ایسے بھی
قوی رکھے ہیں جو اُسکو زیر اور مطیع کر سکتے ہیں اور یہی حکم دینا
ہی کہ آدم کو سجدہ کر پس ان دونوں صفتوں کو عام فہم کرنے کو خدا نے
تمثیلی زبان سے یوں بتایا کہ خدا نے شیطان کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ
کر یعنی ایسے بھی اسباب بنادیتے ہیں کہ وہ انسان کا مطیع ہو سکتا
ہی دیکھو ایوب پیغمبر نے کیسا اُسکو مطیع کیا پھر یوں کہا کہ اُسے
سرکشی کی اور خدا کا حکم نمانا یعنی وہ قوت ایسی سرکش ہی کہ
مطیع نہ رہی تو سکتی ایک موقع پر ہم گناہ سے بچتے ہیں اور
دوسرے موقع پر گناہ میں پڑتے ہیں اگر نہیں پڑتے تو ہمکو اُس
دشمن کو ہر وقت و ہر دم دہائے دھنا اور پاندھے رکھنا تو ضرور پڑتا ہی
اور وہ ہر ہم چھوٹتا اور ہم پر حملہ کرنا تو ضرور چاہتا ہی پس
اس حقیقت کو نیپوں کی زبان نے کیسی عمدہ طرح پر حکم اور نافرمانی
کی اصطلاح میں بیان کیا ہی صلوات اللہ علیہم اجمعین *

دادا جان جو کچھہ تم نے کہا ہم سمجھتے ہیں کہ خدا ہی نے تمکو
بتایا ہی کیونکہ آج تک کسی انسان نے تو ایسے حقائق و معارف بیان
نہیں کیئے جس سے دلکو تسکین ہو آپ ہی پر خدا نے اپنا فضل کیا ہی
جو آپ کے دل سے ایسے حقائق و معارف نکلتے ہیں اب تو ہمیں پوچھتے
بھی ہم آتی ہی مگر دو چار باتیں تو اور بتادیجیئے *

بیٹا تم کچھہ ہم سے کہو پوچھتے جاؤ خدا کی بات میں کچھہ
غلطی نہ رہی نہیں سکتی ہاں ممکن ہی کہ میری بات یا میری سمجھہ
میں غلطی ہو جارے میں بھی انسان ہوں جس طرح تم غلطی میں
پڑ سکتے ہو میں بھی پڑ سکتا ہوں میرے اُسی قدر کلام میں غلطی
نہیں ہوتی جس قدر کہ مجھ کو وحی آئی ہی یہہ سب باتیں میں نے
وحی سے نہیں کہیں بلکہ خرد اپنے دہیں اور تم میں دیکھہ دیکھہ کر

دادا جان یہہ بات تو ہماری سمجھہ میں بالکل آگئی اور اس
بیان سے ایک اُڑ عقیدہ حل ہو گیا کہ بعض روایتوں میں جو یہہ بیان
ہوا ہی کہ رحم میں فرشتہ انسان کی صورت پٹاتا ہی اس سے بھی
وہی قوت مصورہ مراد ہی جو خدا نے اُس میں رکھی ہی *

مگر یہہ بات بھی بتادیجیئے کہ اُن ملکی قوی کے سجدہ کرنے اور
اُس ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہی *

بیٹا یہہ تو بہت صاف بات ہی تم خرد اپنے آپ کو دیکھو تمام
قوتیں جس جس مطلب کے لئے تمہارے میں پیدا ہوئی ہیں سب
تمہاری تابع ہیں جسوقت تم کسی ایسی قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو
جو نیکی کی منہج ہی فی الفور تحریک میں آتی ہی اور تم سے نیکی اور
فیک دلی رحم و مہربانی رفا شعاری خدا کے سامنے گذل ظہور
میں آتا ہی اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ وہ تمام قوی جو ان چیزوں کے
منشاء ہیں تمکو سجدہ کر رہے ہیں یعنی تمہارے مطیع و فرمان بردار
ہیں پر خلاف اسکے اُس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا منہج ہی
تم اُن اعمال کو جو اُس قوت سے پیدا ہوتے ہیں ہرا جانتے ہو اور اُن
کے نکلنے کا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرتے بھی جاتے ہو جھوٹ کو ہرا
سمجھتے ہو اور چاہتے ہو کہ نہ ہو نہیں مگر ہوتے جاتے ہو قصہ کو ہرا
جانتے ہو اور ہر چند چاہتے ہو کہ روکیں پر کرتے جاتے ہو زنا جو سب
سے بڑا کر بدی ہی اُسکو کرکر نامہ ہوتے ہو خرد اپنے پر آپ لعنت کرتے
ہو سو پچھتے ہو منہ پر طمانچہ مارتے ہو اور پکارادہ کرتے ہو کہ پھر
تکریئے اور پھر کرتے ہو غرضکہ اُس قوت پر جو تمام بدیوں کی جڑ ہی
خیال کرو اور دیکھو کہ وہ کیسی سرکش اور تمہاری نافرمان ہر دار
ہی آہ بیٹا تم انسان اُسی وقت ہو گئے جب اُس سخت دشمن پر فتح
پاؤ گے *

دادا جان یہہ باتیں تو تم نے ایسی بتائیں کہ ہمارا دل ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا بالکل سچ ہی اور انسان پر یہی گذرتا ہی جب ہم اپنی بدیوں
پر نظر کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ مخالف قوت شیطان کیسی ہم
پر غالب ہی تو ہمکو اپنی زندگی پر انورس آتا ہی اور ہم کہتے ہیں
کہ کاش ہم پیدا نہ ہوئے ہوتے *

مگر ہم نہایت ادب اور عاجزی سے ایک بات اور پوچھتی چاہتے
ہیں کہ شیطان نے خدا سے یہہ کیا بات کہی کہ ”تم ہی نے مجھے
بھکایا ہی میں بھی انسان کو بھکاؤا ہی رہو گنا“ یہہ تو غلط معلوم
ہو تی ہی بھلا خدا نے شیطان کو کاشیکو بھکایا ہو گا کیا خدا شیطان کا
شیطان تھا اور اگر خرد خدا نے ایسا کیا تو پھر اُسکو سجدہ کا کیوں
حکم دیا *

کہیں ہیں اور ہر شخص ان باتوں کو اگر اُسکو خدا دیکھنے کے لائق آنکھ دے کر دیکھ سکتا ہے *

دادا جان خدا نے یہ کیا کہا کہ میں نے شیطان کو آگ سے پیدا کیا اور پہلے فرشتوں میں تھا پھر مڑھ کر دیا وہ تو ایک قوت خود ہم میں ہے *

بیٹا تمام تر اے انسانی پر جس میں وہ سرکش قوت بھی داخل تھی فرشتوں کا اطلاق کیا گیا اور جب اُس ایک قوت کا سرکش ہوتا بتایا گیا تو اُس کو اُن میں سے مٹھ کر شیطان بتایا پس یہی اُس کا مڑھ ہوتا اور فرشتوں میں سے نکالا جاتا ہے *

اب تم خود اپنے میں غور کرو کہ تمہارے تری کی ترکیب میں ایک قسم کی حرارت ہے جس کو کوئی حرارت فریضی اور کوئی مادہ الکتروستی کہتا ہے اُس تمام حرارت کا سورج ہی وہ قوت ہے جس کو قوت سرکش یا شیطان بتایا ہے پس وہ قوت سب سے اُپر ہے اور باقی قوتیں اُس سے نیچے پس شیطان کا یہ کہنا کہ خلفتہ من نار خلقته من طین بالکل ٹھیک اور مطابق واقع کے ہے مگر صاحب جو یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی روٹی پکانے کے چرائے کی آگ سے شیطان بنایا ہے یہ اُن کی ناہانی ہے *

یہ دادا جان جس درخت کے کھانے سے خدا نے منع کیا تھا وہ کیا قوت تھی اور اُس کا کھانا یا استعمال میں لانا کیا حالت تھی *

بہتا وہ قوت عقل و علم ہی کیونکہ علم کے لیئے عقل کا ہونا بھی لازم ہے اور جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہے کہ اُس قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے اُس حالت کا نام انبیاء کی زبان میں شجرہ منورہ کا کھانا یا چکھنا ہے اور زبان خرج میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکماء میں اُس کا بالغ ہونا ہے *

دادا جان یہاں تو بڑی مشکل پیش آئی اس لیئے کہ انسان کا پہنچنے سے بڑا ہونا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہنچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے اگر انسان زندہ ہی تو حراۃ نشوۃ اُس حالت تک پہنچتا ہے پھر خدا کا اُس درخت کے کھانے سے منع کر دینا اور انسان کا اُس کو کھا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کر کر کنہکار ہونے کا کیا مطلب ہے *

بیٹا تم نے نہایت عمدہ بات کہی تمہاری عقلمندی سے میں بہت خوش ہوا جو کچھ تم نے کہا یہ سب سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت عمدہ اور مشکل مسئلہ چب و قدر کا نہایت بخوبی اور سہل تمہیل سے حل کیا گیا ہے *

بعضے لوگ خیال کرتے ہیں کہ انسان بالکل مجبور ہی حراۃ نشوۃ اُس کو رہی باتیں کرنی پڑتی ہیں جو اُس کے لیئے مقرر ہو چکی ہیں اور بعضے خیال کرتے ہیں کہ وہ خود مختار اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے خیال کرتے ہیں کہ نہ مجبور ہی نہ قادر ہی ہیں الجبر والاختیار ہی جیسے ایک مچھلی والے نے ایک بادشاہ کو مچھلی قذر کرتے وقت اس خیال سے کہ بادشاہ اس کا جوڑا نہ مانگے کہا تھا کہ یہ مچھلی مضطرب ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات بتلانی تھی کہ جو قوی کہ انسان کو خدا نے دیئے ہیں وہ خود اُن کا مالک و مختار ہے اور اُن سب کو خود کام میں لاسکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اُس کے کہا لیئے سے انسان کا اُن قوی پر جو اُس کو دیئے گئے ہیں قادر ہونا اور اُن کے استعمال کی خود قدرت رکھنا بتایا گیا ہے اور جب کہ اُس حالت تک پہنچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونے کا سبب ہے اس لیئے خدا نے فرما دیا کہ اُس حالت پر پہنچنے کے بعد آدم کنہکار ہوا —

من ملک ہرہم و نردوس یریں جاہم ہرہ

آدم آدرہ دریں دیر خراب آبادم

السعيد من سعد في طين امة والشقي من شقي في طين امة نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچھ اُس وقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہاں تک کہ نیبوں کی نبروت اور عابدوں کی عبادت زاہدوں کا زہد معشوقوں کا حسن عاشقوں کا عشق شاعروں کی شاعری فاضلوں کا فسق کافروں کا کفر یہ سب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سے لیکر نکلتے ہیں پس نبی کو نبروت اور عابد کو عبادت اور زاہدوں کو زہد معشوقوں کو حسن عاشقوں کو عشق شاعروں کو شاعری فاضلوں کو فسق کافروں کو کفر لازمی اور ضروری ہے کہ بے ہوئے رہے نہ ہی نہیں سکتا جو شخص جو کچھ اپنی ماں کے پیٹ سے لیا ہے وہ اُسی کو گاتا ہے *

انبیاء یوں فرماتے ہیں کہ انا نبی و آدم بین الاماء والطین *

سعدا یوں کہتے ہیں کہ انا سعید و آدم بین الاماء والطین *

اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الاماء والطین *

اور ہمارا یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الاماء والطین *

مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہی اور نہ فاسق کے لئے اُس کے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اس پر ہی ہے کہ قوی خدا تعالیٰ نے اُس میں رکھے ہیں اور جس قدر رکھے ہیں ان کا کیا کر بقدر اپنی طاقت کے کام میں لاتا رہے اگر قوی بہیمہ اُس میں *

ارے بیٹا یہی تو خدائی کا بھید ہی خدا بڑا استاد ہی پچھلا
داڑں ہمیشہ اُٹھا رکھتا ہی اس لفظ میں یہ بھید ہی کہ خدا نے
انسانوں کو حقیقت اشیاء کچھ نہیں بتائی انسان سب کچھ بتا سکتا
ہی مگر حقیقت اشیاء نہیں بتا سکتا پس جب حقیقت نہیں بتا سکتا تو
جو کچھ وہ بتاتا ہی صرف اُسماء ہیں نہ حقائق اسی لئے خدا نے
فرمایا و علم آدم الاسماء کلہا *

دادا جان آپ نے تو یہ ایسی بات کہی کہ دلوں کھپ گئی اب
تو بالکل دنگو تسلی ہو گئی مگر ایک شبہ پھر دلوں اُٹھا کہ خدا نے
ایک ایسا قصہ بیان کیا جو حقیقت میں واقع نہ تھا اگر ادب سے ہم
کچھ نکلیں تو نکلیں مگر دلوں تو ہم ضرور کھینکے کہ جھوٹ یا
فرقی قصہ ہی *

استغفر اللہ کیا حماقت کی بات تینے اس وقت کہی جو کوئی اس
بیان کو قصہ یا حکایت سمجھے وہ خود نادان ہی نہ یہ قصہ ہی نہ
حکایت ہی بلکہ خدا نے اصلی حالات فطرت انسانی کو جسے اس
زمانہ کے حکماء پیچھے کہتے ہیں خود انسان کی فطرت کی زبان حال
سے بیان کیا ہی جو ایک نہایت عمدہ اور فصیح اور موثر طریقہ بیان کا
ہی جو لوگ اس سے ہدایت پانے کا دل رکھتے ہیں ہدایت پاتے
ہیں جو نہیں رکھتے وہ گمراہ ہوتے ہیں کہ اقال اللہ تبارک و تعالیٰ
فضل بہ دنیوا و یہدی بہ فثیروا *

پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہی نہ
انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے اُسکو دیئے ہیں کام میں لگا رہے
اور اُسی طرح پر کام میں لارے جس طرح کہ اُنکا کام میں لانا اُنکے
صانع کی مرضی ہو اور اُس مرضی کے انسان پر ظاہر ہونے کا خدا
تعالیٰ نے ان لفظوں سے وعدہ کیا ہی — اہبطوا منها جیمہا ناما
یا تہینکم منی ہدی فمن تبع ہدای فلا خوف علیہم و لاہم یحزنون ر

الذین كفروا وکذبوا یا تہینا اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون *

راۓ—

سید احمد

نمبر ۷۸

ہندوستان کی تعلیم

ہندوستان کی تعلیم کی نسبت رابرٹ ہنری ایلیٹ صاحب نے اپنی
کتاب مرسومہ اکسپیرینسس آف اے پبلینٹر ان دی جنرل آف میسور
میں کچھ حال لکھا ہی جس کا حاصل مطلب ہم بیان کرتے ہیں

ہیں اور قرآنے ملکیت کمزور تو اُن کم زور قوی کو بیکار نہ چھوڑے
اُن کو بھی کام میں لاتا رہے کہ یہی اُن گناہوں کا علاج ہی جس کو
انبیاء کی زبان میں توبہ اور کفارہ کہتے ہیں اور جس کو شارع نے
ان عمدہ لفظوں میں کہ التائب من الذنب کمن الذنب لہ بیان فرمایا
ہی پس یہ مشکل اور باریک مسئلہ تھا جو اس آسان اور عام نام
تمثیل میں خدا نے فرمایا *

دادا جان خدا کا شکر ہی کہ ہم بھی ان حقائق و معارف کا
آپ کی زبان مبارک سے سنا اپنی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلے تھے مگر
یہ تو فرمائیں کہ آدم کا زمین پر قایم کرنا اور فرشتوں کا تکرار کرنا
اور خدا کا آدم کو سب چیز کے نام سکھانا کیا معنی ہیں *

بیٹا زمین موجود ہی انسان موجود ہی دیکھ لو کہ زمین کی
تمام مخلوقات میں زمین کی بادشاہت اور خدا کی نیابت کسکو ہی—
کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہی قوی
جستجو کہ ہیں ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جسکے لئے وہ مقرر
ہیں لایعین اللہ ما امرہم و یفعلون مایؤمرہن مگر انسان ہی ایسی
مخلوق ہی کہ وہ نیکی بھی کر سکتا ہی اور بدی بھی پس خدا نے اس
مقام پر انسان کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ کیسے کیسے سخت گناہوں
کے کرنے پر قادر ہی مگر اُسکو نائب کرنے کی وجہ کو بھی بتایا کہ وہ
قابل تعلیم ہی اور اُسکی غلطیاں اصلاح کے قابل ہیں اور وہ ایسے اعلیٰ
درجہ تک ترقی کر سکتا ہی جہاں فرشتوں کا بھی مقدر نہیں کیونکہ
اُنہیں جو بات ہی اُس سے زیادہ ترقی کی قوت اُنہیں نہیں ہی
قالوا سمعناک لاعلم لنا الا ما ملتنا — خدا نے آدم کو تمام چیزوں کے نام
اس طرح پر نہیں سکھائے تھے جس طرح کہ انا پچھے کو سکھاتی ہی
بلکہ تمام چیزوں کا سکھانا وہ ملکہ علم انسان میں ودیعت کرنا ہی
جس سے آج ہم بقدر اپنی طاقت کے خدا کی خدائی کے کارخانوں پر فکر
کرتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکو جانتے ہیں *

تم خود اپنے حال پر خیال کرو کہ تم میانچی سے یا مولانا صاحب
سے پڑھتے ہو اور فضیلت کی دستار مبارک سر پر باندھ لیتے ہو کیا میانچی
صاحب یا جناب مولانا صاحب تمکو سب کچھ پڑھا دیتے ہیں—
نہیں — بلکہ ایک ملکہ تم میں حاصل ہوتا ہی جس سے تم عالم
بھکایا ہو پس خدا جو اُس ملکہ کا تم میں پیدا کرنے والا ہی اگر یوں

ہوتی * علم آدم الاسماء کلہا تو کونسی اسمیں مشکل بات ہی *
شیطان * دادا جان یہ تو ہوا مگر یہ تو فرمائیں کہ آدم کو سب
حکم دیا کے نام سکھائے یہ نام سکھانے سے کیا مطلب تھا *

وہ لکھتے ہیں کہ سرکاری مدرسوں میں ہندو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں اور تعلیم پوری ہو جانے کے بعد مدرسہ چھوڑ کر جب گھر بیٹھتے ہیں تو انکی زبان انکا کھٹ جاتی ہی جیسے نئی نئی کھلتی ہوئی گلیاں پالنے سے مرجھا جاتی ہیں وہ بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں کہ ہم عرب ترقی کرینگے اور بہت سی کوشش کر کے اپنے ہمدونوں کو ترقی کی راہ پر لارینگے وہ اپنے سینوں پر ہاتھ رکھ رکھ کر انگریزوں سے کہتے ہیں کہ آپکے شکسپیر ہمارے شکسپیر ہیں آپ کے ملٹن ہمارے ملٹن ہیں آپ کے نیوٹن ہمارے نیوٹن ہیں *

مصنف کا قول ہی کہ جب یہ لوگ ہماری زبان کو ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بولتے ہیں کہ ہمکو رشک آتا ہی تو پھر ہم کیونکر پتین نہ کریں کہ باہر صاحب جس کامیابی کی راہ پر چلے ہیں اُس میں ضرور منزل مقصود کو پہونچینگے مگر حق یہ ہی کہ یہ سب اُنکی نری باتیں ہی باتیں ہوتی ہیں جنکا کوئی نتیجہ نہیں ہوتا شاید لوگوں کو یہ خیال ہو کہ ہندوؤں کی خلعت میں کسی خاص ایسی صفت کی کمی رہ گئی ہی جسکے سبب سے وہ اُرد انسانوں کی مانند نہیں ہیں لیکن ہمکو یقینی کرنا چاہیئے کہ انسان کے نیچر کے تمام دنیا میں یکساں ہیں اور یہ اصول کہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے کسی غرض اور مقصد کا ہونا ضرور ہی جیسا مغربی ملکوں میں مسلم ہی ویسا ہی مغربی ملکوں میں تسلیم کیا ہوا ہی ہندو کا لڑکا نہایت ذوق شوق سے مدرسہ میں پڑھتا ہی اور نیا شوق اُسکو آگے بڑھاتا ہی وہ بہت جلد ترقی کرلیتا ہی جب وہ ذوق پورا ہو جاتا ہی تو اُسکو نوکری کا حوصلہ ہوتا ہی کیونکہ اُسکو یہ توقع نہیں ہوتی کہ اپنی زندگی میں کوئی مفید کام کرکے ٹیک نامی اور شہرت حاصل کوسکے گا وہ اگر کوئی کتاب لکھے تو کس کے لیئے لکھے اس لیئے کہ اگر غیر زبان میں لکھے تو سوائے اُسکے چند ہم مکتب دوستوں کے اور کوئی پڑھنے کا نہیں اور جو اپنی زبان میں لکھے تو عام لوگوں کو اُسکی باتوں کے سمجھنے کی لیاقت نہیں صرف تھوڑے سے خاص خاص آدمی پڑھکر سمجھینگے پس اُسکی مصنف اور کرشمہ سے کچھ فائدہ بھی ہو کر گئے چنے آدمیوں کو ہوسکتا ہی اسی سبب سے وہ اسطرح سے بیعت کر جاتا ہی اور اپنے ملک کو کسطرح سے فائدہ پہونچانے کی تدبیر کرنے کا خیال بھی نہیں کرتا اور جو قوتیں اُس کے شوق کے سبب سے ابھری ہوئی تھیں وہ بہت جلد دب جاتی ہیں بلکہ ایسی کالعدم ہو جاتی ہیں کہ پہلے کی نسبت اُسکی حالت زیادہ پری ہو جاتی ہی ہندوستان کے حاکموں نے اس معاملہ پر ترجمہ کی ہی اور وہ اس قباحت کے دور کرنے کے فرپے ہیں ہندوستانیوں کے لیئے سول سروس کی راہ بھرادی گئی ہی اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی تربیت کے لیئے

سامان مہیا کر دیئے گئے ہیں دیسی زبان کی تعلیم کے واسطے بھی کچھ تدبیریں ہو رہی ہیں۔ یہ سب باتیں سننے میں نہایت پسندیدہ اور معقول معلوم ہوتی ہیں مگر جو شخص اُن کے نتیجہ پر غور کریگا اُسکے دل میں بہت سے شک پیدا ہونگے اس لیئے میں چاہتا ہوں کہ اُن نتیجوں پر بشوری غور کروں اور دیکھوں کہ اگر ہندوستان کا طریقہ تعلیم بدستور رہے اور تبدیل نکیا جارے تو کیا ہوگا اُن کی راہ ہی کہ لوگ تعلیم یافتہ اور ایسے بھی ہو جاوینگے کہ انگریزوں کی برابر سول سروس میں داخل ہوں مگر عام نتیجہ یہی ہوگا کہ ہندوستان کے تھوڑے سے آدمی تعلیم یافتہ ہو جائے سے اعلیٰ اور اوسط اور ادنیٰ درجہ میں ایک ایسا بڑا فرق اور ایسا نہایت سخت فرق قائم ہوگا جو ستر کے چار ہوں یعنی برہمن اور چھتری اور پیش اور شودر اُڑوے قواعد مذہبی قائم کرنے سے بھی نہرا تھا وہ لکھتے ہیں کہ اگر ہمارا ارادہ اور ہماری اصلی غرض یہ ہی کہ تمام ہندوستانیوں کی حالت میں ترقی ہو اور سب کے قراء عقلی کو شکستہ حاصل ہو تو جو طریقہ کہ اب ہمارے تعلیم کا جاری کر رکھا ہی اور جس راہ پر کہ ہم اب چل رہے ہیں اُس سے نا اُمید ہو جاویں جس طرح کہ مصر کے میناروں کی چوٹیوں پر سونے کا صلیب کرنے سے وہ مہیاں یعنی مردوں کی لافیں نبھانیں گی جو سیکڑوں پوس سے سرنے ہوئے ہیں اسی طرح سے اگر ہم ہندوستان کے چند آدمیوں کو ایسی ترقی پر پہونچاویں جس سے اُن میں اور اُنکے اُن بھائیوں میں ایک بہت بڑا فرق پیدا ہو جاوے جو نہایت کیار کے کام میں لگے رہتے ہیں تو ہندوستان کی عام ہائستگی پر کچھ بھی اثر نہرگا بلکہ وہ نسبت رہیگی جو جنوبی امریکہ کی روٹی کے کسانوں کو اُن کے معاشی حبشی غلاموں کے آپس میں ہی ان تربیت یافتہ خاص لوگوں کے خیالات اور تدبیروں کا سمجھنا تو درکنار اُنکی زبان بھی عام کی سمجھ میں نہ آویگی تو وہ جسقدر علوم و فنون میں زیادہ ترقی کرینگے اُسقدر عام کو اُنکے خیالات اور حالت دیکھکر حیرت زیادہ ہوگی اور آپس میں ایسا فرق معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور دنیا کے آدمی ہیں وہ کسی اور دنیا کے اور غرور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو یہ نقصان ہوگا کہ جب کسی قسم کے مفید اور عمدہ خیالات اُنکے دماغوں میں اُمتد کر آئیگی اور وہ لوگوں کو اس قابل نہ پائیگی کہ اُنکی طرف متوجہ ہوں تو دل ہی دل میں کہت کر رہ جارینگے اور اگر اعلیٰ درجہ کے لوگوں کی زبان اور اُنکے خیالات کو ادنیٰ درجہ والے سمجھیں تو ایک اعلیٰ درجہ کی ہمدردی پیدا ہو کر عام ترقی کا دور تسلسل اسطرح پر قائم ہو جاوے کہ اعلیٰ درجہ والوں نے ایک عمدہ اور مفید تدبیر طرح کر ظاہر کی ادنیٰ درجہ والوں نے اُسکو سمجھا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا اور اُسکی نسبت کافی شوق و توجہ

عام تعلیم کا فائدہ ممکن نہیں نہ ہر درجہ اور مختلف خواہش اور ضرورت رکھنے والے مسلمانوں کو اُس سے کچھ حاصل ہو سکتا ہی اگر کچھ فائدہ خیال کیا جاوے تو وہ صرف اسقدر ہو سکتا ہی کہ مولوی صاحبوں کی کچھ تہذیبی تعداد بڑے چارے یعنی جس شہر اور قصبہ میں میں اب ایک یا دو ہیں وہاں دس پانچ ہو جاویں جنکو خود عالم ہرحال کے بعد بچے ذرا ذرا سے مسئلوں میں باہم اختلاف پیدا کرنے اور لڑائی جھگڑے اُٹھانے اور عوام کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دینے اور صحیح اور سچا مسئلہ دریافت ہو جانے کی نسبت بسبب اختلافات کثیر نے عوام کی طبیعتوں کو غیر مطمئن کر دینے کے سرا کوئی فائدہ اور پہلائی نہ ہیں کی حاصل ہوتی ہی نہ دنیا کی یہاں تک کہ فکر معاش میں حد سے زیادہ مشغول ہوتے ہیں اور اوروں کی کمائی بیٹھے بٹھائے کھانے پر آمادہ اور مستعد رہتے ہیں اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ طریقہ تعلیم ویسا ہی ہی یا کہ نہیں کہ ایک چھوٹا سا گروہ اعلیٰ درجہ کا یعنی اُن لوگوں کا جنکی تحصیل تمام ہو اور نصیحت کی پکڑی باندہ کر مولوی صاحب بن جاویں قائم ہو اور ایک بڑا گروہ جو اُس درجہ تک نہ پہنچا ہو قصبہ مہمل بن جاوے کہ نہ اُنہیں سے کسی کو سلیقہ معاش پیدا کرنے کا ہو نہ وہ مولوی صاحب ہوں مولام کا یہ حال رہے کہ اُن اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی جب فاصلہ تقریر سنیں تو وحشیوں کی طرح اُنکا منہ تکتے دھیں کوئی بات سمجھ میں آوے کوئی نہ آوے اور اُنکے خیالات کا انکی سمجھ میں آتا تو نہایت ہی اصر معاش ہی پس ایسی طرز تعلیم سے تمام اہل اسلام کی اس غراب اور ابتر حالت سے جس میں وہ اُج کل مبتلا ہو رہے ہیں نکلنے کی کیا توقع کی جاتی ہی جس کے لیئے روپیہ خرچ کیا جاتا ہی اس تحریر سے ہماری یہ فرض نہیں ہی کہ عربی زبان کی تعلیم موقوف کر دی جاوے بلکہ ہو مسلمان پر اُسکا کسقدر سیکھنا لازم اور واجب ہی مگر نہ اس طرح جیسے کہ اب طریقہ تعلیم جاری ہی مسلمانوں کو لازم ہی کہ جہاں کہیں کوئی مدرسہ جاری کریں اُس میں ایسا طرز تعلیم اختیار کریں جس سے ہر درجہ اور ہر قسم کی اغراض دینی اور دنیوی لوگوں کی حاصل ہو سکیں *

ظاہر کی اُنکے مترجمہ ہونے سے اعلیٰ درجہ والوں کو اپنے خیالات کو اور اعلیٰ درجہ پر پہنچانے اور اُسی قسم کی یا اُس سے بہتر تدبیروں سوچنے کی تحریک ہوئی جس سے ہمیشہ اُنکے قوالے عقلی شکستہ اور ترقی پذیر ہوتے رہینگے اور وہ اپنی زبان مادری کو بھی ترقی دیتے رہینگے *

عام تعلیم کی نسبت یہ بات ملی ہو چکی ہی کہ صرف کتابوں کا پڑھا دینا نہایت غفیف اور لدنی درجہ کی تعلیم کا ہی قوالے عقلی کو ہمیشہ اشتعال اور تحریک دینے والی چیزیں چاہیئیں جنکے نہرنے کے سبب سے ہندو ایک حد معین سے آگے نہیں بڑے سکتے بلکہ مدرسہ چھوڑنے پر اُنکے قوالے عقلی جو شکستہ ہوتے ہیں وہ بالکل پژمردہ ہو جاتے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو تحریک اور اشتعال ہوتی ہی وہ صرف اعلیٰ درجہ کے لوگوں کو ہوتی ہی جس کا نتیجہ ظاہر ہی کہ عام لوگ تو جہالت کے سمندر میں توبے رہیں اور اعلیٰ درجہ والے خاص قسم کے تعلیم یافتہ ہو جاویں مگر اب معلوم ہوتا ہی کہ لوگوں نے جو یہ خیال کر رکھا تھا کہ اعلیٰ درجہ والوں کو علم کا فلتو (فلتو پاتی چھاننے کی کل کو کہتے ہیں) پتایا جاوے جن میں سے علم چھو کر ٹپکیگا اور عوام کی طبیعتوں کی کھیتی میں آبیلاہی ہوگی وہ خیال اب دغ ہوتا جاتا ہی تو ضرور ہوا کہ انتظام ملکی اور آپس کے پرکار میں شایستگی اور فن زراعت اور دستکاری کو عموماً پھیلانے اور علم کی روشنی ہو خاص و عام تک پہنچانے کے لیئے ایسے ذریعے قائم کیئے جاویں جنکے سبب سے گورنمنٹ کے ارادے عام رعایا پر اور تمام رعایا کے عام خیالات گورنمنٹ پر ظاہر ہوتے رہا کریں اور ایسا طریقہ تعلیم و تربیت کا اختیار کیا جاوے جسکا اثر عام ہو اور علم کی روشنی اعلیٰ الموم ہو درجہ کے لوگوں پر یکساں پھونچے — اس تمام تقریر کے لکھنے سے ہماری خاص فرض صرف اسقدر ہی کہ ہم اپنے بھائی مسلمانوں کو اُن کی اولاد کے طریقہ تعلیم و تربیت کی پہلائی پرائی پر غور کرنیکے لیئے متوجہ کریں اور اس موقع پر اسبات پر ہم کچھ گفتگو کرتا نہیں چاہتے کہ جو علوم اہل اسلام کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہیں وہ اس زمانہ کے لحاظ سے مفید نہیں ہیں بلکہ یہ فرض کیئے لیتے ہیں کہ وہ بالکل مفید اور کارآمد ہیں مگر جو طریقہ تعلیم کا قدیم الایام سے مسلمانوں نے اختیار کر رکھا ہی اور اب بھی جہاں کہیں جس شہر اور قصبہ میں اہل اسلام کو اپنی قومی جہالت پر افسوس آتا ہی اور از راہ ہمدردی ہمت کر کے مدرسہ قائم کرتے ہیں تو اُس میں وہی قدیم طریقہ تعلیم کا جاری کرتے ہیں جس میں صرف عربی زبان کے ذریعہ سے تعلیم ہوتی ہی جو اس ملک کے مسلمانوں کی زبان مادری نہیں ہی ہم دیکھتے ہیں کہ اس تعلیم سے کسی طرح

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ ہندی مکتبوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے بحث
ہی *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ
جانے کے اسباب سے بحث ہی *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے
رواج نہ پانے کے اسباب سے بحث ہی *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی، تعلیم کی
تدبیروں اور طریقہ جس طرح پر کہ ان کی تعلیم و تربیت
اس زمانہ میں ہونا چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور
مکتب ان کی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں ان کا بیان ہی *

خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہی جو
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جن کے ہر ایک
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہی *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس
صاحب کو اس کا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ
ہونا تجویز ہوا ہے اس جن مسبوں نے خاص اس رپورٹ
کے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ
ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ع موصول نہ ہوگی *

(دستخط) سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی

سکریٹری کمیٹی مقام بنارس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ
ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت ان کی حسب
تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اس کی خریداری منظور
ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی
پاس مقام بنارس بھیجکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرے *

تفصیل قیمت پچہ ہی

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول
سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال
مذکور ہابت سہ ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتداء محرم سنہ
۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور
ہابت دوازدہ ماہ ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی
رپورٹ بنارس میں چھپ رہی ہے اس رپورٹ کے تخمیناً
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں *
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے
ان کا ذکر ہی *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *

بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہی *

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۴]

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہرگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جس قدر وہ چاہیں اختیار ہوگا *

طریقہ تعلیم مسلمانان

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

مفسرین نمبر ۷۹

طریقہ تعلیم مسلمانان

کمیتی خواستگار قری تعلیم مسلمانان نے جو ایک سلیکٹ کمیٹی اس لیئے مقرر کی تھی کہ وہ کمیٹی بعد فور و فکر و پابندی باہمی کے ایک رپورٹ لکھے کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے کونسا مددہ طریقہ ہی اور کون کون سی زبان اور کون کون سے علوم اور کس طرح پر انکے پڑھانے جاریں چنانچہ اس مطلب پر کمیٹی مذکورہ نے رپورٹ لکھی ہے اُس میں اُنہیں ممبر تھے اور سب کی رائے اُس طریقہ تعلیم پر متفق ہوئی اول سید احمد خاں سکوتی نے ایک تمہیدی تقریر کی اور پھر طریقہ تعلیم بیان کیا اور پھر ممبروں نے اُس پر رائے دی چنانچہ اُس سب کو ہم اس مقام پر مندرج کرتے ہیں :

گفتگو تمہیدی

سید احمد خاں نے ممبروں سے یہ بات کہی کہ اس امر سے جسکی نسبت ہم رپورٹ تحریر کرتے ہیں یہ مقصد نہیں ہے کہ ہم لوگ صرف وہی بات لکھیں جو زمانہ حال کے مناسب ہو اور جو اس وقت انجام بھی ہو سکے بلکہ یہ مقصد ہے کہ حالات اور حیثیات موجودہ سے قطع نظر کر کے ہمارے تجویز کرنی چاہیئے جو پوری اور ٹھیک ٹھیک اعلیٰ درجہ پر مسلمانوں کے حق میں بہتر ہو تاکہ ہمارے معلوم ہو جاوے کہ ہمارے درحقیقت کیا کرنا ہے اور بالفعل ہم کس قدر کر سکتے ہیں :

سید احمد خاں نے ممبروں سے کہا کہ تجویز اور عمل ان دونوں میں بڑا فرق ہے تجویز ہمیشہ ہمارے پوری اور کامل کرنی چاہیئے اور اُس تجویز پر عمل اُس قدر جتنا کہ ہم وقتاً فوقتاً کر سکتے ہوں فرض کر کے ہمارے ایک بہت مالیشان مکان بنانا ہے جب ہم اُس کا نقشہ تجویز کریں گے تو اُس تمام مکان کا پورا کامل نقشہ تجویز کریں گے اور جب اُس کی تعمیر شروع کریں گے تو اُس قدر کرنے کی تعمیر شروع کریں گے جس قدر کی تعمیر کا بالفعل ہمارے مقدور ہے اس سے یہ نائدہ ہوگا کہ وقتہ رفتہ وہ مکان مالیشان مطابق نقشہ معجزہ کے طیار ہو جاوے گا اور اگر ہم بلا پورا اور کامل نقشہ سوچے تعمیر شروع کر دیں گے تو ہمارے اُس مکان میں سے کچھ نہ بچایا ہوگا بلکہ اُس مکان کے بنانے کے لیئے پھر کر اُس قدر عمارت کا بھی ڈھانا پڑے گا جو بے نقشہ سوچے تعمیر کی تھی میرا مقصد اس تقریر اور تمثیل سے یہ ہے کہ اس وقت طریقہ تعلیم مسلمانوں کا پورا اور کافی تجویز کیا جاوے اور اس بات کا خیال نہر نہ آیا اس وقت ہم اُسکو کر بھی سکتے ہیں یا نہیں :

سید احمد خاں نے کہا کہ اس وقت ہر ایک باتیں اور عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ صاحب اس بات سے بطوری واقف ہیں کہ تعلیم ہمیشہ کسی ایک خاص مقصد کے لیئے نہیں ہوتی اور نہ کسی ایک گروہ کثیر کا ہمیشہ ایک ہی مقصد ہوتا ہے بلکہ ایک گروہ کثیر میں سے مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد ہوتے ہیں ہم جس طریقہ تعلیم کے قرار دینے کی فکر میں ہیں وہ ایک بہت بڑے گروہ سے ملحقہ رکھتا ہے اور یقینی مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد تعلیم سے انہیں پس اس وقت ہمارا ایسا طریقہ تعلیم تجویز کرنا چاہیئے جو مختلف جماعتوں کے مختلف مقاصد کے پورا کرنے کو کافی ہو :

سید احمد خاں نے اس مطلب کو دو بارہ زیادہ تر وضاحت سے بیان کیا اور یہ بات کہی کہ مثلاً ہم مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو گورنمنٹ کے اعلیٰ اعلیٰ مہدوں کے حامل کرنے اور انتظام گورنمنٹ میں شامل ہو کر دنیاوی عزت حاصل کرنے اور اپنے ملک کو نائدہ پہنچانے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ اُسکو گورنمنٹ کے مہدوں کے حاصل کرنے کا کچھ خیال نہیں ہے بلکہ وہ اپنی قوت بازو سے پنویع تجارت یا اجراءے کار خانجات کے اپنی معاش پیدا کرنے کی خواہشمند ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ وہ صرف اپنی جائداد اور اپنے ملاقات کی درستی اور اپنے روز مرہ کی زندگی کے امور کو بطور اسلوبی انجام دینے کی آرزو رکھتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ علوم و فنون کو حاصل کرنا اور اُن میں واقفیت کامل حاصل کرنا پسند کرتی ہے ایک جماعت ایسی ہے کہ اُسکو ان تمام چیزوں سے چندان تعلق نہیں ہے بلکہ وہ بلحاظ اپنی معاش کے علوم دین میں دستگاہ کامل حاصل کرنا اور اُسی میں اپنی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور ایک جماعت عوام الناس کی ہے جن کے لیئے کسی قدر عام تعلیم کا ہونا ضروری ہے یا انہیں ہمارے ہر ایک کو اپنی اولاد کی نسبت یہ خواہش ہے کہ اُسکے عقاید مذہبی بھی درست رہیں اور وہ اداے فرایض مذہبی سے بھی غافل نہ ہو جاوے پس جب کہ ہم تمام مسلمانوں کی تعلیم کا طریقہ قرار دیتے ہیں تو ہمارے ایسی تجویز کرنی چاہیئے جس سے تمام مقاصد مذکورہ اور نیز دیگر مقاصد جو تعلیم سے متعلق ہیں حاصل ہوں :

سید احمد خاں نے یہ بھی کہا کہ جب آپ سب صاحب ان مقاصد پر غور فرماوے گے جن میں سے امور معظمہ کو میں نے ابھی بیان کیا تو آپ یقین کریں گے کہ کسی قوم کریہ سب مقاصد جب تک کہ وہ غرض ان مقاصد کے حاصل کرنے پر مستعد نہر حاصل نہیں ہو سکتے پس ہمارے اپنے تمام مقاصد کے انجام کو صرف گورنمنٹ ہی پر منحصر رکھنا نہ چاہیئے بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ اُن تمام مقاصد کا گورنمنٹ سے

باتیں حال کے زمانہ اور حال کے زمانہ کی طبیعت کے مناسب نہیں ہیں اور اس لیے بچے اس کے کہ مسلمانوں کو اُن سے کچھ فائدہ ہو ضرورت حاصل ہونے کی توقع ہی اول تو یہی کفایت دیتی ضرورت ہی کہ اُن کی عمر بیکاریدہ چیز میں ضایع کی جاتی ہی پس میں چاہتا ہوں کہ میرے معزز شریک ممبر میری اس گفتگو سے رنجیدہ نہوں بلکہ یہ وقت تجویز طریقہ تعلیم کے اُن باتوں پر بھی لحاظ رکھیں خواہ اُس کو پسند کریں خواہ نا پسند کریں *

لارڈ میکالی صاحب نے جب کہ وہ ہندوستان کی عام تعلیم کی ہر دور کے میں مجلس تہ اور اُس زمانے میں گورنمنٹ کالجوں میں ایشیائی طریقہ تعلیم جاری تھا گورنمنٹ کالجوں کی نسبت ایک رپورٹ لکھی تھی اُسکا منتخب میں اس مقام پر بیان کرتا ہوں اُنہوں نے لکھا ہی کہ اگر گورنمنٹ کی رائے ہندوستان موجودہ کو (یعنی ایشیائی تعلیم موجودہ اس وقت کو) غیر تبدیل رکھنے پر ہو تو میری عرض یہ ہے کہ میرا میں مجلس سے استعفا منظور ہو مجھ کو معلوم ہوتا ہی کہ میں اُس میں کچھ کام نہیں آ سکتا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اُس سے کو مجھ کو اپنی تقریب دینی ہوتی ہی جسکی نسبت مجھ کو خوب یقین ہی کہ وہ صرف ایک دھوکہ ہی مجھ کو یقین ہی کہ موجودہ ہندوستان سچ کی جلدی کرتی کرنے کی طرف نہیں بلکہ معدوم ہونیوالی غلطیوں کی طبیعی موت کے توقف کرنے پر رجوع کرتا ہی میں خیال کرتا ہوں کہ ہم کو تعلیم عام کے ہر دور کے معزز نام کا بالفعل کچھ حق نہیں ہی ہم ایک ہر دور یعنی مجلس میں واسطے اُڑانے سوگاری ورید کے اور واسطے چھاپنے ایسی کتابوں کے جو کم قیمت ہیں اُس کاغذ سے چھپرہ چھاپی جاتی ہیں جب کہ وہ کورا تھا اور واسطے چھوٹی دلیوز دینے نامعقول توازیخ اور نامعقول الہیات اور بیہودہ طبابت اور بیہودہ علم مذہبی کے اور واسطے طیار کرنے ایک فرقہ ایسے طالب علموں کے جو اپنی طالب علمی کو اپنے اوپر ایک بوجھ اور عیب پاتے ہیں *

لارڈ میکالی صاحب کے الفاظ جو نسبت مذہب کے ہیں اُن کو چھوڑ دو ہائی مطلب پر غور کرو کہ بالکل سچ ہی پس اب ہم کو اپنا سلسلہ تعلیم ایسا قائم کرنا چاہیئے کہ جو تمام میبروں سے پاک ہو اور جس سے ہر حقیقت مسلمانوں کے دین دنیا کی بہتری اور ترقی متصور ہو *

ایک آؤر بات بھی قابلِ اطلاع کے ہی کہ میں اکثر مصنفین رسالوں کی بھی رائے دیکھتا ہوں اور میبروں کی بھی رغبت پاتا ہوں اور آؤر لوگوں کی رائے کا بھی رجحان اس طرف دیکھتا ہوں کہ انگریزی زبان اور علم کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی اور اُن علم کی بھی

حاصل ہونا غیر ممکن اور مانند مستفیع بالذات کے ہی پس اس وقت ہم کو دو قسم کی تجویزیں کرنی چاہیئیں ایک کامل اور دوسری ادنیٰ سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم تک کی جو ہمارے تمام مقاصد کو پورا کر سکیں اور جن میں ہم کو گورنمنٹ سے اُس کی تعمیل کراتے کی کچھ خواہش نہ ہو بلکہ ہم کو خود اپنی سعی اور کوشش سے آپ اُس کا انجام کرنا مدنظر ہو *

دوسری تجویز ہم کو اس بات کی کرنی چاہیئے کہ جب تک کہ ہم اُس اول تجویز کو انجام دیں یا اُس کے انجام دینے کے لائق ہوں اُس وقت تک اُن اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیے مقرر کیئے ہیں کیونکر فائدہ اُٹھائیں اور ہمارے متعدد مقاصد سے جو جس مقصد تعلیم معینہ گورنمنٹ سے حاصل ہو سکتا ہی اُس کو ہم کیونکر حاصل کریں *

سید احمد خاں نے کہا کہ ایک بات میں اور کہنی چاہتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ میری یہ بات میرے شریک میبروں کو پوری معلوم ہوگی اگرچہ انہوں ہی کہ میں اپنے شریکوں کو رنجیدہ کرتا ہوں مگر جو کہ میری رائے میں وہ بات بالکل سچ ہی اس لیے میں اُس کے کہنے پر مجبور ہوں اور وہ بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ جب مسلمانوں میں کچھ تعلیم کی تحریک ہوتی ہی تو اُن کی سعی ہمیشہ اسی بات پر مقصور ہوتی ہی کہ وہی پرانا سرورٹی طریقہ تعلیم کا اور وہی ناقص سلسلہ نظامیہ درس کتب کا اختیار کیا جاتا ہی چنانچہ اس زمانہ میں اُسی پرانے طریقہ پر مسلمانوں نے کئی مدرسہ تعلیم کے لیے جو نپور علیگندہ کانپور سہارنپور دیوبند دہلی لاہور میں جاری کیئے ہیں مگر میں نہایت سچے دل سے کہتا ہوں کہ وہ بعض بیفائدہ اور بعض لغر ہیں اُن سے کچھ بھی قومی فائدہ ہرنے کی توقع نہیں ہی *

زمانہ اور زمانہ کی طبیعت اور عام اور عام کے نتائج سب تبدیل ہو گئے ہیں ہمارے ہاں کی قدیم کتابیں اور اُن کا طرز بیان اور اُن کے الفاظ مستعمل ہم کو آزادی اور راستی اور صفائی اور سادہ پن اور بے تکلفی اور بات کی اصلیت تک پہنچنا فرا بھی تعلیم نہیں کرتے بلکہ برخلاف اُسکے دھوکہ میں پڑنا اور پیچیدہ بات کہنا اور ہر بات کو لون مرچ لگا دینا اور ہر امر کی نسبت غلط اور خلاف واقع الفاظ شامل کر دینا اور چھوٹی تعریف کرنا اور زندگی کو غلامی کی حالت میں رکھنا اور تکبر اور غرور کو خود پسندی کا منبع بنانا اور اپنے اپنے جنس سے نفرت کرنا ہمدردی کا نہ رکھنا میالفت آمیز باتوں کا عادی کرنا گذشتہ زمانہ کی تاریخ کو بالکل نا تحقیقی میں ڈالنا اور راتعات واقعی کو مثل قصہ و کہانیوں کے بنا دینا سکھاتے ہیں اور یہ تعلیم

علم قرآن انسانی — علم منطق — علم فلسفہ — علم سیاست مدن
یعنی اصول گورنمنٹ — علم انتظام مدن یعنی پولیٹیکل اکونومی *

سوم علم ریاضی

علم حساب — علم جبر و مقابلہ — علم ہندسہ فروعات اعلیٰ
علم ریاضی کی *

چہارم علم طبیعیات

علم سکون — علم حرکت — علم آب — علم ہوا — علم مناظر
علم برق — علم ہیئت — علم اواز — علم حرارت — طبیعیات فلسفی *
تعلیم خاص مسلمانوں کی ان علوم میں ہونی لازم ہے جن کی
تفصیل ذیل میں مندرج ہے — انجینیئر — اینجینئر فزیکل — فزیکل
یعنی علم حیوانات — اینٹرومی یعنی علم تشریح — فزیکل
حسب اینجینئر فزیکل — پائنتی یعنی علم نباتات — جیالوجی
یعنی علم طبقات الارض — منرالوجی یعنی علم جمادات — کیمسٹری
یعنی علم کیمیا *

یہ وہ علم ہیں جن میں مسلمانوں کی تعلیم ہونا چاہیئے
ان کی تفریق اور ان کی مقدار کی تعیین ہر ایک درجہ تعلیم کے لیئے
جدا جدا ہوگی اور جس کا اندازہ ہر ایک درجہ کی تعلیم کے لیئے
کیا جاویگا *

طریقہ تعلیم و تربیت

امراء اور اہل مقدر اور ذی دولت مسلمانوں کے لوگوں کی تعلیم
کے لیئے نہایت ضرور ہے کہ ان کی عمر دس برس تک نہ پہنچنے
پارے کہ وہ اپنے گھر سے جدا رکھے جاویں اور ان کی خاص طور پر اور
خاص نگرانی میں تعلیم ہو اور اس لیئے ضرور ہے کہ کسی شہر کے
قریب جس کی آب و ہوا صحت ہر اور شہر بھی چھوڑا ہو ایک پرخص
میدان تجریز کر کے مکانات تعمیر کیئے جاویں اور بھول باغ لگایا
جائے *

اسی عمارت کے شامل ایک مسجد بنائی جائے جس میں مرفق
و امام مقرر ہو اور ایک کتب خانہ بنایا جائے اور ایک بڑا کمرہ
کھانا کھانے کے لیئے اور ایک بڑا کمرہ ایسے کھیلوں کے کھیلنے کے لیئے
جو مکان کے اندر کھیلے جاتے ہیں اور باقی مختصر و مناسب کمرہ
اس طرح ہو کہ ہر ایک لڑکے کو ایک مناسب کمرہ بیٹھنے اور پڑھنے
کو ملے *

کسی لڑکے کے ساتھ کوئی خاص خدمت کار نہ رہے بلکہ تمام
خدمتکار انہیں مکانات کے متعلق نہ کر ہوں اور ہر ایک خدمتکار کو
کمرے تقسیم کیئے جاویں پس ان کمروں کے رہنے والے لوگوں کی

جو عربی میں ہیں تعلیم دی جائے مگر یہ راء اس سبب سے قائم
ہوئی ہے کہ ان لوگوں نے خیال نہیں کیا کہ انگریزی اور عربی کی
تفصیل میں کس قدر محنت اور کس قدر وقت درکار ہوتا ہے اگر
اس بات کو جاری کیا جاویگا اور کوئی حد و تمیز اس کے لیئے مقرر
نہوگی تو دہائوں میں سے کوئی حاصل نہیں ہونے کا لڑکے نہ ادھر کے
دھینگے نہ اُدھر کے پس میں چاہتا ہوں کہ تمام جذبات انسانی کو
جن میں سے پرانی رسم کی وابستگی سب سے زیادہ قوت رکھتی ہے اور
انسان کو ٹھیک بات تک پہنچنے نہیں دیتی فرا دل کو ٹھنکا کر کر
تجریز کیا جائے کہ ہر حقیقت کرن بات دیں و دنیا کے لیئے مفید ہے
جو ہم کو کرنی چاہیئے *

بیان طریقہ تعلیم

میدان شریک نے اس تقریر کو باکراہ سنا اور اس میں سے
اس بات پر متفق ہوا کہ بلاشبہ تعلیم مسلمانوں کا طریقہ
ہر قسم کا تجریز کرنا چاہیئے ایک وہ جو عرب مسلمان اس کو قائم
کریں جس سے ان کے تمام مقاصد دینی و دنیوی انجام پاویں ہوسرے
وہ جن سے مسلمان ان اصول و قواعد سے جو گورنمنٹ نے تعلیم کے لیئے
مقرر کیئے ہیں فائدہ اٹھاویں پس امور مذکورہ حسب تفصیل ذیل
پیش ہوتے *

اول قواعد تعلیم مسلمانان جن کا قائم کرنا اور جاری کرنا خود
مسلمانوں کو لازم ہے *

سید احمد خاں نے کہا کہ میں نے ان امور کے سوچنے اور سمجھنے
اور غور کرنے میں شاید بہ نسبت اور مسببوں کے زیادہ وقت صرف کیا
ہے اور زیادہ فکر کی ہے میں چاہتا ہوں کہ جو طریقہ تعلیم میں
خیال کیا ہے اس کو میں بہ ترتیب بیان کردوں پھر مسببوں کو
اس کے منظور کرنے یا تبدیل کرنے کا بشرعی موقع ہوگا *

ذکر علوم

مسلمانوں کی تعلیم دو قسم پر منقسم ہونی چاہیئے ایک تعلیم
عام اور دوسری خاص *

تعلیم عام مسلمانوں کی علوم مفصلہ ذیل میں ہونی چاہیئے *

اول دینیات

فقہ — اصول فقہ — حدیث — اصول حدیث — تفسیر
علم سیر — علم عقاید *

دوم علم ادب

زبان دانی اور انشا پرہازی اردو — فارسی — عربی — انگریزی
ولیت — علم تاریخ — علم جغرافیہ — علم اخلاق — میٹل سائنس یعنی

مکانات میں رہتے ہیں اور نیز اور مسلمانوں کے جو ان میں نہیں رہتے عموماً تعلیم پڑھنے کے

یہ مدرسہ درحقیقت تین مدرسوں پر مشتمل ہوگا۔ اول انگریزی — دوم اردو — سوم عربی فارسی جو مدرسہ انگریزی کا ہوگا اس میں بالکل انگریزی پڑھائی جاوے گی اور تمام علوم و فنون اور جو کچھ کہ اس میں تعلیم ہوگا وہ سب انگریزی میں ہوگا اور طالب علم کو سکنت لینگریج بھی پڑھتی ہوگی لیکن اردو یا لیکن و فارسی یا لیکن و عربی اور اس کو بشمول اپنی تعلیم کے کچھ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقائد کی اردو زبان میں پڑھ لیٹی ہوگی *

اس مدرسہ کے تجویز کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اب زمانہ ایسا آتا جاتا ہے کہ جو لوگ گورنمنٹ سے اعلیٰ عہدوں کے پائے کی تمنا رکھتے ہیں اور دنیا میں نہایت اعلیٰ درجہ کی عزت جو دے جائے گورنمنٹ حاصل کر سکتی ہے حاصل کرتا چاہتے ہیں جب تک کہ وہ اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی زبان میں حاصل نہ کرینگے اس وقت تک یہ مسلمانوں کو نصیب نہیں ہوتے کی اور ایسا کمال انگریزی میں بغیر اس کے کہ اسی کو خوب حاصل کریں حاصل ہوتا غیر ممکن ہے پس جو لوگ کہ اس قسم کے عہدوں اور عزتوں کے خواہاں ہیں ان کے لئے یہ تجویز کی گئی ہے *

دوسرے اس کے ضرور ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایک جماعت اس قسم کی ہو کہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کمال انگریزی میں حاصل کرے کیونکہ اس جماعت سے ملک کو اور ملک کے لوگوں کو اور ترقی تعلیم کو بہت فائدہ ہوگا اور وہ ذریعہ اور منبع ہیرو علم کے بن جائینگے ان کی بدولت تمام علوم انگریزی زبان سے اردو زبان میں آجائینگے اور ان کی ذات سے ملک کو منفعہ عظیم پہونچے گی *

اردو مدرسہ — اس میں تمام علوم و فنون زبان اردو پڑھائے جائینگے اور جو کچھ تعلیم اس میں ہوگی وہ سب اردو میں ہوگی لیکن طالب علم کو تین زبانوں میں سے کوئی زبان بطور سکنت لینگریج کے اختیار کرنی ہوگی — انگریزی — فارسی — عربی — میں امید کرتا ہوں کہ جو لوگ اس بارہ برس کی عمر میں اس مدرسہ میں داخل ہوگا وہ ضرور آقاہارہ برس کی عمر تک تمام سیتز یعنی علوم کو اردو زبان میں اس قدر تحصیل کرلیگا جس قدر کہ درجہ بی اے کے لئے مقرر ہیں اور سکنت لینگریج میں اس کو اس قدر تدریجاً اجارے کی جیسے کہ انٹرنس کلاس تک کے پڑھنے والوں کو آتی ہے *

خدمت اور گھروں کا جھارنا اور آراستہ کرنا اور پلنگوں اور بیچھونوں کا دوسہ کرنا سب وہی لوگ کیا کرینگے *

ان تمام لوگوں کو ضرور ہوگا کہ مسجد میں ہر روز کی نمازیں جماعت سے پڑھیں اور صبح کی نماز کے بعد کسقدر قرآن مجید پموجب اس قاعدہ کے پڑھا لیا کریں جو تجویز کیا جاوے اور ہر ایک کو ایک قسم کا یکساں لباس پہنایا جاوے اور سب ملکر ایک جگہ وقت معین پر کھانا کھائیں ان کے اوقات پڑھنے اور کھانے کے اور جسمانی ورزش کے سب مقرر کیئے جاویں اور ہر ایک لڑکے کو ہر ایک وقت پر جو کام مقرر ہے اس کا کرنا واجب و لازم ہو *

اس مکان پر ایک نہایت لائق اور معتمد شخص بطور اتالیق یا گورنر کے مقرر ہو گا کہ وہ تمام تکرانی اور سب طرح کا بندوبست کرتا رہے اور لوگوں کی مصحت و تندرستی کا تکرار رہے اور اس بات کی خبر داری اور تکرانی کرے کہ تمام لڑکے اوقات معینہ میں وہی کام کرتے ہیں جو اس وقت کے لیئے معین ہی یا نہیں *

لوگوں کو اپنے گھر جانے اور ماں باپ اور عزیز اقارب سے ملنے یا ان کو لوگوں سے ملنے اور اس کا آرام و آسائش کا حال دیکھنے کو آنے کے لیئے قواعد مقرر ہوں اور ہمیشہ ان قواعد کی پابندی رہے *

اتفاقہ بیماری یا اتفاقہ ضرورت کے واسطے ایک طبیب مقرر رہے اور اس مقام کے سرل سرجن سے بھی بندوبست کر لیا جاوے گا کہ اتفاقہ اور دمنما کی بیماری کی حالت میں طبیب یا ڈاکٹر کا علاج جیسا کہ ان لوگوں کے سرخیوں نے اجازت دی ہو ہو سکے یہ بندوبست صرف اتفاقہ اور ناگہانی بیماری کے لیئے ہی ورنہ بھالت بیماری زائد اس کے عربی اس کے گھر پر لیجاوینگے اور خود جس طرح چاہینگے معالجہ کرینگے *

یہ مکان عالی شان امرا اور اہل دول کے چند سے تعمیر ہوتا چاہیئے اور اخراجات ماہواری کا اوسط لگا کر جو لڑکا اس میں داخل ہو اور سکونت اختیار کرے اس کے سرخیوں سے وہ خرچ لیا جاوے *

خوب یاد رہے کہ جب تک ہمارے لڑکے گھروں سے ملحدہ ہوکر اس طرح پر تربیت نہ پڑینگے ہمیشہ خراب اور نا لائق اور جاہل اور کمینہ عادتوں کے مادی رہینگے *

مدرسۃ العلوم

اسی شہر میں جہاں یہ مکان تعمیر ہو ایک بہت بڑا عالی شان مدرسہ تعمیر کیا جاوے اور اسکا نام انگریزی زبان میں ”بی معتمدین لینگر اور لیننگ کالج“ اور عربی زبان میں ”مدرسۃ العلوم“ رکھا جاوے اس مدرسہ میں وہ لڑکے امرا اور فی مقدر لوگوں کے جو ان

تمام علوم و فنون انہیں کی زبان میں ہیں اور ہر وقت اور ہر محل پر ان کو اپنے علم کی ترقی کا موقع ہوتا ہی پورے ہندوستان کے ان کی تعلیم ان کی سامری زبان میں نہیں ہی اور ان کو دوسری زبان پر قادر ہونے میں نہایت مشکل پیش آتی ہی اور اس پر قادر ہونے تک تمام وقت تحصیل علوم و فنون کا کثر جاتا ہی پس اس تبدیل سے جو اس مدرسہ کے تقرر میں کی گئی ہی اُمید ہی کہ وہ کارآمد نہی گی *

جو طالب علم کہ بخیرہ عربی زبان کے علوم تحصیل کرنے پر متوجہ تھے ان میں بھی یہ نقصان رہتا تھا کہ وہ ان علوم و فنون سے جو نہایت ضروری ہیں توافقات محض دیتے تھے اور اس تبدیل سے جو طریقہ تعلیم میں کی گئی ہی اُمید یہہ ہی کہ وہ بھی توافقات فرہیت کے اور عربی زبان میں بھی کمال حاصل کرنے کا ان کو موقع حاصل رہیگا *

عربی فارسی مدرسہ - اس میں ابتدا کسی علم کی تعلیم نہیں ہونے کی بلکہ جو انگریزی اور اردو پڑھنے والوں نے ان زبانوں میں سے جسکو بطور سکنت لینگج کے اختیار کیا ہوگا اور اردو میں علوم و فنون پڑھ لینے کے بعد عربی یا فارسی زبان کے لٹریچر و علوم میں کمال حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہوگا تو ان کی پڑھائی فارسی عربی میں اعلیٰ درجہ تک کی اس مدرسہ میں ہوگی *

تینوں مدرسہ ملکر حقیقت ایک مدرسہ ہوگا اور جو کہ ہر قسم کے استاد یعنی انگریزی کے اور اردو و فارسی و عربی کے اس میں موجود ہونگے تو سلسلہ تعلیم ہر ایک مدرسہ کا جو قائم کیا گیا ہی وہ استادوں کی تقسیم اوقات سے بخوبی تکمیل پاتا رہیگا *

مدارس

یہ چھوٹے چھوٹے مدرسے ہونگے اور ہر شہر و قصبہ و ضلع میں جہاں انکا قائم ہونا ممکن و مناسب ہو قائم ہونے چاہئیں گے ان میں تعلیم صرف ان قواعد کے مطابق ہوگی جو اردو مدرسہ کے لیئے ہیں اور اسی طرح اس مدرسہ کے طالب علموں کو ایک سکنت لینگج مقرر انگریزی یا فارسی یا عربی اختیار کر لی ہوگی *

اس مدرسہ میں اور پہلے مدرسہ اردو میں صرف لٹرا نرق ہوگا کہ اس مدرسہ میں ایک حد معین تک علوم پڑھائے جاویں گے اور جب اس حد تک طالب علم پھرنے جاویں گے تو اس مدرسہ سے خارج ہو جاویں گے اور ان کو اختیار ہوگا کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی تعلیم اگر چاہیں تو مدرسہ العلوم میں داخل ہوں یہ مدرسہ اس مراد سے ہونگے کہ مدرسہ العلوم کے لیئے لڑکے طیار کریں ان کی مثال ہمینہ ایسی ہوگی جیسے گورنمنٹ ضلع اسکول کالجوں کی بھرتی کے لیئے طالب علم طیار کرتے ہیں *

پس اس صو کے اور اس قدر تحصیل کے بعد طالب علم اس سکنت لینگج میں سے اس زبان کی لٹریچر کو جو اس نے اختیار کی ہی تکمیل کرنی شروع کرے اور تین برس اس کو اس کی تکمیل کے لیئے بہت کافی ہونگے پس اگر اس نے ان تین برس میں انگریزی زبان کی تکمیل کی ہی تو اسکو تین برس کی اور مہلت اسلامیہ بخوبی ملیگی کہ وہ عدالت کے قوانین سیکھے اور مختلف مہدوں کے لیئے جو امتحان مقرر ہیں ان میں امتحان دے اور نوکری گورنمنٹ کی تلاش کرے اور اس کو حاصل کرے یا اور کسی کاررو پار میں جس میں وہ چاہے مشغول ہو *

اور اگر اس نے ان تین برس میں فارسی زبان کی تکمیل کی ہی تو اس نے یقینی گورنمنٹ کی نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی کیونکہ وہ تو بغیر انگریزی پڑھے حاصل نہوگی پس اسکو مہلت ہی کہ جہاں تک چاہے فارسی میں کمال بہم پہونچائے اور شاعر و منشی و ادیب ہوکر دنیا میں اپنا نام یادگار چھوڑ جائے *

اور اگر اس نے ان تین برس میں عربی زبان کی تکمیل کی ہی تو اس نے پورے مذکورہ بالا سرکاری نوکری سے تو قطع نظر کر لی ہی پس اسکو بھی عربی زبان میں اور نیز ان علوم میں جو عربی زبان میں ہیں اور نیز علوم دین متک قہ و حدیث و تفسیر و کلام وغیرہ میں جہاں تک کہ وہ چاہے ترقی کرنے اور کمال بہم پہونچانے کا موقع حاصل ہی *

یہ مدرسہ جو اس قسم کا تجویز کیا گیا ہی جس میں اول تمام علوم اردو زبان میں پڑھائے جاویں گے اسکا سبب یہہ ہی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی مدرسوں میں کافی لیاقت لڑکوں کو نہیں آتی ایک مشکل انکو غیر زبان کا سیکھنا اور دوسری مشکل غیر زبان میں علوم کا سیکھنا ہوتا ہی پس اس تدبیر سے ہم نے ان کی ایک مشکل کو موقوف کر دیا ہی تاکہ وہ بسبب اپنی زبان کے علوم و فنون سے نہایت جلد بخوبی واقف ہو جائیں اور بعد اس کے دوسری زبان کے لٹریچر میں مہلت کر کے جہاں تک ان سے ہوسکے ترقی کر لیں *

اس تدبیر سے ایک فائدہ یہہ بھی ہوگا کہ یہہ کم طالب علم علوم و فنون سے گو کہ وہ اردو ہی زبان میں کیوں نہیں توافقات دھیتے اور یہ نسبت حال کے لٹریچر پر مہلت کرتے کی زیادہ مہلت ملیگی اور انکو اس زبان کی لٹریچر بہ نسبت حال کے بہت زیادہ آجائیگی *

اسباب پر اکثر بحث ہوئی ہی کہ سرکاری کالجوں کی تعلیم سے لیاقت کامل نہیں ہوتی اور کیوں وہ تعلیم انگلستان کے کالجوں کی تعلیم کے برابر نہیں ہی پس میری رائے میں اس کا سبب یہی ہی کہ انگلستان میں تعلیم انہیں لڑکوں کی زبان میں ہوتی ہی اور

مکتب

ہر گاہوں اور قصبہ میں جہاں جہاں ہوسکے مکتب قائم ہونے چاہیئیں ان میں قرآن شریف بھی پڑھایا جاوے اور اردو زبان میں کچھ کتابیں اور حساب وغیرہ سکھایا جاوے اور اردو میں لکھنا پڑھنا بھی سکھایا جاوے اور اس مکتب میں بھی کس قدر فارسی اور کس قدر انگریزی سکھائی جائے تو صرف اس قدر ہو جس سے اردو کو مدد پہنچے اور انگریزی نہایت قلیل صرف اتنی کہ حرف پہچان لے چاہے کے حرفوں میں لکھا ہوا نام پڑے سکے اور انگریزی ہندسے جو کلوں اور اوزاروں پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کو پہچان سکے تاکہ اگر کسی کس سے کام لینا ہو تو کام لے سکے *

اس مکتب میں قرآن مجید نئے قاعدے سے پڑھایا جاوے جس میں کل قرآن شریف چھ مہینے میں بطوری ختم ہو جاتا ہی بعض لوگوں نے قرآن مجید کے کل لفظ بھنڈا لفظ مکرر جدا چھانٹ لیتے ہیں اور ان کو پتہ نہ ہوتا کہ دو حرفی و سہ حرفی مرتب کر لیا ہی اور الف بے کے بعد صرف ان لفظوں کے پڑھا دیتے ہیں کہ قرآن مجید ناظران پڑھنا بطوری آ جاتا ہی *

اس مکتب میں نماز پڑھنا بھی بتایا جاوے اور چھوٹی چھوٹی اردو کتابیں مسائل کی بھی جیسے کہ راہ نجات حقیقت الصراط وغیرہ ہیں لوگوں کو پڑھائی جاوے گی *

حفاظتی مکتب

جو لڑکے مسلمانوں کے قرآن مجید حفظ کرنا چاہیں یا اطفال نا بینا جو قرآن مجید حفظ کرنے کی زیادہ رغبت رکھتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے شہروں اور مناسب مناسب مقاموں پر مکتب مقرر ہوں جن میں وہ لوگ قرآن مجید حفظ کیا کریں مگر اس مکتب کو بالکل ملحدہ رکھنا چاہیئے اور کسی مدرسہ یا مکتب کے شامل کرنا نہیں چاہیئے *

عمر تعلیم

اگرچہ ابتداً جب مدرسے مقرر ہونگے ان میں عمر کا چندان لحاظ نہ ہوگا بلکہ منتظمین کی رائے پر اور لڑکوں کی حالت پر ان کا داخلہ منحصر ہوگا مگر جب کہ انتظام بطوری ہو جاوے اس وقت ہر ایک قسم کے مدرسہ کے لئے عمر کی تعین ضرور ہوگی پس لڑکوں کی تعلیم میں ان کی عمر کا حسب تفصیل ذیل لحاظ رکھنا چاہیئے تاکہ جیسے لیتے پانچ درجہ قرار دیئے جاتے ہیں *

اول چھ برس سے دس برس تک — اس میں چاہیئے کہ لڑکا قرآن مجید پڑے اور کچھ اردو کتابیں بھی اور مسائل کی چھوٹی چھوٹی

کتابیں جیسی راہ نجات اور حقیقت الصراط وغیرہ ہیں پڑے اور کچھ کچھ پکا لکھنا بھی سیکھے اور اس کو اس قدر استعداد ہو جاوے کہ اردو عبارت پڑھائی پڑ لکھ سکے اور انگریزی حرفوں اور ہندسوں کو پہچاننا اور نام پڑ لینا سیکھے اور یہ وہ تعلیم ہی جسکا مکتبوں میں ہونا چاہیئے *

دوم گیارہ برس سے تیرہ برس تک — اس عمر میں اس قدر پڑے لینا چاہیئے جو روز مرہ کے کاموں اور امورات متعلقہ زندگی اور معاش کے کام میں درکار ہیں سیدھے سادھے مسائل مذہبی و عقائد مذہبی سے بھی واقفیت حاصل ہو یہ وہ تعلیم ہی جو مدارس معززہ میں تجویز کی گئی ہی *

اہل پیشہ اور غریب آدمی بھی جو اپنے لڑکوں کو اپنے پیشہ میں مصروف کرتے ہیں اس قدر عمر تک لڑکوں کی تعلیم میں رکھنے سے کچھ اپنا ہرج نہیں سمجھتے اور اگر اہل پیشہ کے لڑکے اس قدر درجہ تک کی تعلیم پا جاویں اور ہمارے ملک میں عموماً اس قدر درجہ تک علم پہلے جاوے تو ہندوستان ہندوستان نہیں رہنے کا بلکہ نفع چند ہو جاوے اور ٹھیک ٹھیک ہندوستان چند نشان کا لقب اس پر صادق آریگا *

سوم چودہ برس سے آٹھارہ برس تک — اس عمر میں چنانچہ علوم و فنون سے جو دین و دنیا میں بکار آمد ہیں واقفیت ملی حاصل ہونی چاہیئے *

چہارم انیس برس سے اکیس برس تک — اس عمر میں خاص علوم اور خاص زبان جس میں طالب علم کمال حاصل کرنا چاہے حاصل کرنے ہونگے *

پنجم بائیس برس سے پچیس برس تک — یہ وہ زمانہ ہی جس میں طالب علم بعد فراغ تعلیم ان چیزوں کو پڑھنے اور امتحان دینے میں مشغول رہیگا جنکے ذریعہ سے سرکاری نوکریاں ہاتھ آتی ہیں اور اسی قسم کے حصول معاش کے ذریعوں کو حاصل کرنے میں مشغول ہوگا *

یہ پچھلی تینوں قسم کی تعلیمیں وہ ہیں جو مدرسۃ العلوم سے ملانہ رکھتی ہیں *

سلسلہ تعلیم

انگریزی مدرسہ کے لئے ہم کو سلسلہ تعلیم کے معین کرنے کی ضرورت نہیں ہی کیونچہ اور اسکورڈ کی دو یونیورسٹیاں ہماری ہدایت کے لئے موجود ہیں پس ہمیشہ ہم کو انکی ہی تقلید اور پیروی سے سلسلہ کتب درسیہ کا معین کرنا اور اسی طریق پر تعلیم دینا کافی ہوگا *

اردو مدرسہ کے لئے البتہ ہم کو کتابیں تلاش کرنی اور انکا سلسلہ تعلیم قائم کرنا پڑیگا مگر یہ بات کچھ مشکل نہیں ہی سلسلہ کتب

درسیہ علوم و فنون معینہ رہی قائم رہے جو انگریزی میں ہر اُنہیں کتابوں کا جو انگریزی میں علوم و فنون کی پڑھائی جاریں اُردو میں ترجمہ ہو اور اُردو میں پڑھائی جاریں پس ان دونوں مدرسوں میں پڑھائی تو ایک سی ہوگی صرف یہ فرق ہوگا کہ جو کتاب انگریزی مدرسہ میں انگریزی زبان میں پڑھائی جاتی ہی وہ اس مدرسہ میں اُردو میں پڑھائی جارہیگی *

عربی و فارسی مدرسہ کے لیئے بھی کتابوں کے متعین کرنے میں چنداں دقت نہ ہوگی فارسی زبان کے علم انشا کی کتابیں نہایت آسانی سے بہت عمدہ اور سادہ منتخب ہوسکتی ہیں جو سلسلہ مناسب سے درس میں داخل ہوں عربی زبان میں جو سلسلہ تعلیم جاری ہی بلاشبہ اُس میں تبدیل مظیم کرنی پڑیگی سلسلہ نظامیہ جو بافعل جاری ہی محض لغو ہی اور حال کے زمانہ کے مطابق نہیں بلاشبہ اُسکو ترک کرنا اور سلسلہ جدید قائم کرنا پڑیگا *

طالب علموں کو لغو مباحث میں ڈالنا اور الفاظ کی بھٹ پر اُن کی صبر کو ضائع کرنا محض بیفائدہ ہی ہے عرض اُس کے یہ بات چاہیئے کہ سیدھے سادھے اور صاف مسائل صرف و نحو اُن کو پڑھائے جاویں بغیر کسی بھٹ کے تاکہ وہ بغربی بموجب قواعد صرف و نحو عربی کی عبارت پڑا سکیں *

چند رسالہ منطق خالص کے جو بہت صاف اور سیدھے ہوں اُنکو پڑھانے چاہیئیں اور علم معانی زبان کے سیدھے مسئلہ سکھانے چاہیئیں اور عربی بولنے اور عربی لکھنے کی مشق کرانی چاہیئے پس اس قدر تعلیم متعلق علم ادب کو کافی سمجھنا چاہیئے *

اس تعلیم کے لیئے بھی کتابوں کی چنداں مشکل نہیں پڑنے کی قتب موجودہ میں سے ایسی صاف صاف کتابیں باآسانی منتخب ہو سکتی ہیں اور بعض کتابوں پر ایک عالم نظر ثانی کرکر اور اُن میں سے ضرور مباحث کو حذف کر کر کتابوں کو مناسب حال کر دے سکتا ہی *

باقی رہی تعلیم کتب مذہبی کی بالفعل ہمارے ہاں یہ دراج ہی کہ کتب مذہبی میں سے ابتدا سے آخر تک کسی کتاب کے پڑھنے کا دراج نہیں ہی بلکہ مقامات معینہ ہر ایک کتاب کے پڑا کر باقی کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں میری دانست میں اس طریقہ کو تبدیل کرنا چاہیئے ایک ادب متن جو عمدہ اور مفید ہو وہ بتمامہ پڑھایا جاوے اور باقی کتابوں میں سے اُن مقامات کا جو اُس زمانہ میں مفید اور پکار آمد ہیں انتخواب کر کر ایک چھوٹی سی کتاب بنائی جاوے مثلاً ہدایہ اُس میں سے عمدہ اور مفید مقامات کا انتخواب کر کر تفسیص الہدایہ اُس کا نام رکھا جاوے جو چند جزر پر ہو اور وہ بتمامہ پڑھا

دیا جاوے اسی طرح کتب صحاح ستہ حدیث میں سے احادیث عمدہ و مستند و مفید و ضروری کا انتخواب کر کر تفسیص البخاری و تفسیص المسلم و علی ہذاقیاس چھوٹی چھوٹی کتابیں بنالی جاریں اور وہ بتمامہ پڑھائی جاریں تفسیر میں جلالین شاید نہایت عمدہ ہی اور انتخواب کی بھی ضرورت نہیں رکھتی مگر وہ نہایت آسان ہی اور اُس سے زیادہ قابلیت کے لیئے دوسری تفسیر ہوتی چاہیئے پس وہ تفسیر بیضادی ہی اُس کی بھی تفسیص کی جاوے اس طرح پر کہ جہاں تک کہ اُس میں مباحث عربیہ سے متعلق ہیں وہ انتخواب کرلیئے جاریں اور باقی امور چھوڑ دیئے جاویں فرض کہ اسی طرح کتابوں کے انتخواب اور تفسیص سے ایک سلسلہ کتب درسیہ عربیہ کا قائم کرلیا جاوے پس یہ وہ طریقہ ہیں جن سے میری دانست میں تعلیم مسلمانوں کی اس طریق پر جو دین و دنیا کے لیئے مفید ہو جاری ہوسکتی ہی اور تکلف اور جہل جو مسلمانوں میں پھیلتا جاتا ہی اُس کا علاج ہوسکتا ہی مگر ہر شخص یہ بات بغربی اور بہ آسانی سمجھ سکتا ہی کہ یہ طریقہ تعلیم کا نہ کسی طرح گورنمنٹ اختیار کرسکتی ہی اور نہ سرکاری کالجوں اور اسکولوں میں جاری ہوسکتا ہی خود مسلمان البتہ بغربی جاری کرسکتے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ اُسکے اجرا کا مقدور بھی رکھتے ہیں صرف ہمت اور مصنت اور توجہ درکار ہی *

دوم وہ طریقہ جس سے گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کی تعلیم زیادہ تر مسلمانوں کے مناسب حال ہو جاوے اور اُس سے مسلمان فائدہ اُٹھاریں *

مسلمانوں کو چاہیئے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں کو ایسا تصور کریں کہ صرف انگریزی زبان کی تعلیم کا اس قسم کا مدرسہ ہی جیسا کہ اُنکے لیئے اوپر تجویز ہوا ہی اور تمام علوم و فنون اُس میں ہزبان انگریزی تعلیم دیئے جاتے ہیں اور اُردو فارسی عربی صرف بطور سکنتہ لینگوچ کے ہی اور صرف ان مدرسوں کو زیادہ تر مناسب اور مفید کرنے کے لیئے مفصلہ ذیل باتوں پر توجہ کریں *

اول گورنمنٹ سے درخواست کریں کہ جسقدر انگریزی کی تعلیم اب دیجاتی ہی اُس میں ترقی کی جاوے اور ہر ایک درجہ کی تعلیم بالکل پرنیورسٹی لیول پر اور اکسفرڈ کی پراپر کردی جاوے *

دوم یورپ کے طالب علموں کو تقریباً میں قدرتی زیادہ دستگاہ ہوتی ہی کہ وہ اُنکی مادر زاد زبان ہی اُس لیئے اُنکو تہذیبی تھکیل میں آسکتی ہی مگر ہندوستان کے لیئے کالجوں میں تقریباً کی پڑھائی زیادہ تر کی جاوے تاکہ لپاٹ تھریز و تقریر بغربی آجاوے *

فرض کہ جیسا کہ اب تک گورنمنٹ کے سرشتہ تعلیم سے مسلمان
مصلحتہ مصلحتہ رہے ہیں برخلاف اُس کے جہاں تک ممکن ہو اُس
میں امانت و مدد کریں اور سرشتہ تعلیم کو ایک اپنی ضروریات سے
سمجھیں تاکہ وہ اُس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور جو جو نقصان اُس
میں ہوں اُس کے رفع کرنے پر قادر ہوں *

یہ تمام باتیں جو اوپر بیان ہوئیں مسلمانوں کو گورنمنٹ
کالجوں و اسکولوں سے فائدہ اُٹھانے کے لیئے کافی ہیں اس سے زیادہ
اور کچھ گورنمنٹ سے درخواست کرتی یا قرض رکھتی، معض پیورہ
بات ہی بلکہ اس میں سے بھی بعض باتیں ایسی ہیں کہ گورنمنٹ
بمشکل اُسکو قبول کریگی *

راے ممبران

اس تجویز کی نسبت کل ممبران سلیکٹ کمیٹی سے صلاح اور
مشورہ کیا گیا جو ممبر کہ بنارس میں موجود تھے اُنہوں نے ہالہذا
اپنی رائیں ظاہر کیں اور جو لوگ کہ بنارس میں موجود نہ تھے اُن
کے پاس یہ تجویز بھیجی گئی اور اُنہوں نے پزیرہ تصریح کے اپنی
رائیں ظاہر کیں جنکی تفصیل ذیل میں مندرج ہے *

سید احمد خاں مولوی محمدعارف صاحب مولوی سید عبداللہ
صاحب محمد یار خاں صاحب مولوی سید زین العابدین صاحب
مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب مولوی اشرف حسین خان صاحب مولوی
محمد سمیع اللہ خاں صاحب اور منشی محمد اکرام حسین صاحب نے
یہ کسی اختلاف کے مذکورہ بالا تجویز کو پسند اور منظور کیا اور تمام
مراتب مذکورہ بالا سے اتفاق رائے ظاہر کیا *

مولوی سید امداد علی صاحب اور مولوی قطب الدین حسن صاحب
اور مولوی حمید الدین صاحب اور منشی محمد سبحان صاحب نے بھی
بالکلیہ اس تجویز سے اتفاق کیا مگر ان چاروں ممبروں نے اس بات
کی خواہش ظاہر کی کہ تفصیل کتب پزیرہ علماء کامل اور متدیر
کے صل میں آوے *

مولوی محمد اسماعیل صاحب نے بھی جملہ مراتب مذکورہ بالا
سے دلی اتفاق کیا اور یہ لکھا کہ سلسلہ تعلیم میں جو کمی پیشی کی
خواہش کی ہے تہایت عمدہ اور مناسب ہے لیکن چونکہ اِس رپورٹ
میں اُن کتابوں کے انتخاب کا پورا ذکر نہیں ہے جو اِس طریقہ میں
پڑھائی جارہیگی اِس لیئے میں اِسباب میں ابھی کچھ رائے نہیں دیتا
جب اِس کا موقع آریگا تب میں بالتفصیل رائے دوں گا *

مولوی عبدالرحمن صاحب اور مولوی حفیظ الدین احمد صاحب اور
میر بادشاہ صاحب نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا مگر کتب
فقہ و اصول فقہ اور کتب حدیث کی تفصیل کرنے سے اختلاف رائے کیا
اور کہا کہ وہ دستور سابق تعلیم میں وہیں *

سرم ہو کالج میں بہ تعصبات انتظام پرنسپل کے ایک کتب مقرر
ہو جسکا پریزیڈنٹ پرنسپل ہو اور ہر ہفتہ اُس میں اعلیٰ کلاسوں کے
طالب علم اسپیشل مضامین معین میں کیا کریں اور اگر چہرتے
کلاسوں میں بھی اُسکو رسم دی جاوے اور ہر کلاس کے ماسٹر کے
اہتمام میں اُسکے طالب علم ہر ہفتہ اسکی مشق کیا کریں تو ترقی
تدریج کے لیئے تہایت مفید ہوگا *

چہارم مسلمان گورنمنٹ سے درخواست کر کہ بشمول ڈائریکٹر
پبلک انسٹرکشن ایک کمیٹی مقرر کریں جو اُن کتابوں کو منتخب
کریگی خراجہ خرد قالیف کرے یا قالیف کرائیگی جو سکول لینکریج کی
تعلیم کے لیئے درکار ہیں اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اردو
و فارسی و عربی کی تعلیم کی کتابوں میں جو بطور سکول لینکریج کے
پڑھائی جاتی ہیں کچھ درست کی جاوے اور کتابیں عمدہ و مفید
بصلاح کمیٹی اُس میں داخل کی جاویں تو مسلمان طالب علموں کو
رغبت بھی ہوگی اور بہ نسبت حال کے اُن زبانوں کی تعلیم کی بھی
ترقی ہو جاوے گی اور جب عربی فارسی کی تعلیم ایک عمدہ قاعدہ پر
ہوگی تو مسلمان طالب علموں کو کسی وقت پر اُسکو اعلیٰ درجہ تک
ترقی دینے کا موقع حاصل رہیگا *

پنجم بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کے مسلمان بمظہری گورنمنٹ
ایک کمیٹی مقرر کریں جو اس بات کی تحقیقات کیا کریگی کہ کس قدر
مسلمان لڑکے ہر یا قصبہ میں ہیں اور وہ کہاں کہاں پڑھنے لکھنے
میں مصروف ہیں اور کیا کرتے ہیں اِس تحقیقات کی کتابیں اور
فہرستیں مرتب ہوں اور ہمیشہ سے مافی پر اُنکی جانچ پرتال ہوا
کرے اور جو لڑکے پڑھتے نہیں ہیں اُس کا سبب بھی دریافت کر کر
اُس کتاب میں مندرج کیا کریں *

اِس کمیٹی میں بجز مسلمانوں کے اور کوئی شخص اور نہ کوئی
یورپین حاکم شریک ہو مگر اُسکی اطلاع و کیفیت ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن
پاس جایا کرے اور خرچ اِس کمیٹی کا میرٹنسیپل فنڈ سے دیا جاوے *

ششم ہر کالج اور اسکول کے لیئے کمیٹی ہو جس میں مسلمان
بھی شریک ہوں اور اُنکو کچھ رقم اور اختیار بھی دیا جاوے اور
اُسکا بائی لاز خرد انہیں سے بنوایا جاوے اور گورنمنٹ بعد اصلاح و
ترمیم اُسکو منظور کرے تاکہ گورنمنٹ کالج و اسکول مسلمانوں کے
لیئے بطور ایک عربی کے متصور ہوں نہ بطور ایک عرفناک چیز کے
جیسیکہ اب تک رہے ہیں *

تھمبی و حلقہ بندی مکتبوں کو بھی اپنے مفید کرنے کے لیئے
مسلمانوں کو چاہیئے کہ اُنکے اہتمام اور نگرانی میں زیادہ تو
مداخلت کریں اور سب سے عمدہ یہ بات ہے کہ اپنی طرف سے اور
پامی چندہ سے ایسے چھوٹے مکتب خرد قائم کریں اور گورنمنٹ
سے اُس میں نصف روپیہ ملنے کی درخواست کریں *

اسی عمدہ رائے پر چلتے رہینگے بخاری کی تفسیر کے یہہ معنی نہیں ہیں کہ اُس کے بعض اجزا کو ہم اپنی سمجھ کے موافق قایم رکھیں اور بعض کو نکال دیں بلکہ تفسیر کے یہہ معنی ہیں کہ اُس کے جو مقامات کہ مفید اور مناسب وقت ہیں اُس کو نکال کر کے درس میں داخل کریں اور اس میں کوئی قباحت اور نقصان نہیں ہی اور میں اس میں بھی کوئی قباحت اور نقصان نہیں سمجھتا کہ جو غلطی یا خطا کسی کتاب میں واقع ہی اُس کی کونٹ کی جائے اور بلا اندیشہ وہ غلطی ظاہر کر دی جائے میں خیال کرتا ہوں کہ ہمیشہ اول طبقہ صحابہ سے لیکر آج تک ہمارے یہاں کے علما یہی کام کرتے چلے آئے ہیں صحابہ قایمیں مجتہدین فقہا محدثین مشایخ کرام سب کی غلطی و خطاؤں کو بہت صراحت سے علما نے لکھا ہی اور اس بات کو بھی بہت احتیاط سے ملحوظ رکھا کہ اگر کسی پر بیجا اعتراض یا قاجاز غلطیاں لگائی گئی ہیں تو اُس کو بدلائل معقول رد کیا اور یہہ بھی اسی مقام پر میں لکھتا تھا یہاں مناسب جانتا ہوں کہ ہمارے سچے مذہب کا عمدہ اصول یہہ ہی کہ کوئی عالم اور کوئی مجتہد اور کوئی صلحا سے بلکہ کوئی انسان سوائے انبیاء علیہم السلام کے اسے درجہ میں نہیں ہیں کہ جن کے کلام میں غلطی اور خال واقع نہرا ہو اگر آج ہم کسی بڑے سے بڑے عالم کے کلام کی غلطی ظاہر کریں اور اُس کو عمدہ دلائل سے سچی تہمت سے بغرض ہوا عوامی اسلام ثابت کر دیں تو کچھ ہم پر اعتراض نہیں ہی

مفتی محمد اکبر حسین صاحب نے یہہ رائے لکھی کہ مجتہدو جناب سید احمد خاں صاحب پھادر سی ایس آئی کی اعلیٰ اور عمدہ اور حکیمانہ تجویز سے بدل اتفاق کلی ہی ہرچند مولوی فرید الدین صاحب کا خیال اُس کی تصویر خیالی ہونے کی نسبت مسلمانان ہند کی عادت و عقاید و حالات موجودہ پر نظر کرنے سے کسی درجہ تک صادق آتا ہی اور اس تدبیر بے نظیر کی تکمیل اجرا کی تمنا مرحوم اُمید و بیم میں معلوم ہوتی ہی لیکن جب ہم اُس تشریح اور توضیح پر نظر کرتے ہیں جو جناب سید احمد خاں صاحب مدوح نے تجویز اور عمل کے دونوں چیزوں کے امتیاز کے باب میں فرمائی ہی تو ہم بے تامل متفق الرائے ہو کر خدائے عزوجل سے اپنے عمدہ ارادوں کے پورا ہونے کی دعا مانگتے ہیں السعی منی والتمام من اللہ *

جو رائے ممبروں کی اوپر بیان ہوئی اُس سے ظاہر ہی کہ جو طریقہ تعلیم کا تجویز ہوا اُس سے تمام ممبروں نے اتفاق رائے کیا ہی پس اب میں نہایت خوشی سے اس رپورٹ کو ختم کرتا ہوں اور بموجب ہدایت ممبران سلیکٹ کمیٹی کے تمام ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے سامنے اس اُمید سے پیش کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی مدوح درباب تکمیل اور اجرا اس طریقہ تعلیم کے بتدابیر مناسبہ سعی اور کوشش فرمائی شروع کریں *

دستخط سید احمد خاں

سکریٹری کمیٹی مقام بنارس ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۲ ع

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب نے اپنی رائے یہہ لکھی ہی کہ میں اپنے لائق فایز مسیح مصر حکیم دھرم روہن ضیاء عالی دماغ سید احمد خاں صاحب پھادر سی ایس آئی عمدہ ممبر کی رائے سے بالکل اتفاق نہیں کر سکتا اُس سخت مرض مہلک اور مومن جہالت کا کہ جو آج کل جسم اسلامی کو لاحق ہو گیا ہی اور جسے اُن کے سارے دین و دنیا کے امور کو نہایت قہر اور نقصان میں ڈال رکھا ہی جو علاج تجویز کیا ہی وہ بعض ایک تصویر خیالی ہی جو حالت موجودہ مسلمانوں سے اس بات کی توقع وہمی بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ اُس عمدہ علاج کے اجزاء نافع کو بہم پہنچا کر استعمال کریں میں احباب کو نہایت سچائی سے قبول کرتا ہوں کہ وہ نسیفہ مجرورہ نہایت بے نظیر و لا جواب ہی اگر اُس کے استعمال کا امکان ہوتا تو وہ بالکل اُس مرض مہلک کی بیخ و بنیاد کو توڑ دیتا اور جسم اسلامی کو اعلیٰ درجہ کی صحت و طاقت کو پہنچا دیتا اور یقین ہی کہ آئندہ نسلوں میں کوئی وقت ضرور ایسا آئے گا کہ اہل اسلام پھر بھی اُس نسیفہ کو استعمال کریں اور خدا کرے کہ جلد وہ وقت آئے میرے خیال میں اُس حکیم حافظ کو ضروری تھا کہ وہ دراصل اور صحت اور توفیق موجودہ مسلمانوں پر لحاظ فرما کر مطابق اُس کے کوئی نسیفہ تجویز کرتے کہ جس سے زیادتی اُس مرض کی تو روک جاتی اور کسی قدر آثار صحت کے نمایاں ہوتے اور اسی طرح وقتاً فوقتاً بلحاظ حالت موجودہ کے اُس نسیفہ میں تبدیلی عمل میں لاتے کہ یہی طریقہ بالکل قانون قدرت کے مطابق ہی اگر حکیم مدوح بنظر مہربانی پھر دربارہ توجہ فرما کر کوئی ایسی تدبیر تجویز فرمادیں کہ جسکا خارج میں موجود ہونا کو بدلت ہو مگر ممکن ہو تو نہایت مناسب و بہتر ہی اور جب میری رائے یہہ قایم ہوئی کہ فی الحال وہ تدبیرات بعض خیالی ہیں اور کسی طرح وہ وجود پذیر نہ ہوگی تو اُن تدبیر کی نسبت مفصل رائے لکھتا بعض تفصیل و بیفادہ ہی تاہم اس قدر کہنا میں ضروری جانتا ہوں کہ مسلمانوں کے امور معاش کے لحاظ سے اُن کی اعلیٰ اور عمدہ تعلیم میں زبان عربی کو درم درجہ قرار دینا نا مناسب ہی نہیں بلکہ مضر ہی جب ہم ایک ایسا خیالی منصوبہ قرار دیں کہ جو عمدہ حالت ترقی تعلیم مسلمانوں کی ہو تو اُس میں حیف ہی کہ وہ دن عربی درجہ درم میں قرار پاوے اور چند ممبروں نے جو درباب تالیف کتب دینیہ اہل اسلام کے رائے دی ہی اور سید احمد خاں صاحب سے اختلاف کیا ہی میں اُس میں سید احمد خاں صاحب سے بالکل متفق ہوں میں خیال کرتا ہوں کہ وقتاً فوقتاً علما اہل اسلام اس کے دریچے رہے ہیں اور بنظر مصالح وقت اور حالت موجودہ اہل زمان بہ تبدیلی عبارت یا اختصار و تفسیر مقامات کتب تالیف کرتے آئے ہیں اور مجتہدو اُمید ہی کہ ہمارے یہاں کے لائق آدمی ہمیشہ

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۷]

یکم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توہین کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے فرستہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ منہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مفسرین نمبر ۸۰

سوال و جواب

میرے ایک دوست نے بمقام الانآباد میرے پاس ایک سوال
تھریزی بھیجا تھا اب میں اُس کا جواب لکھتا ہوں *

سوال

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین متین اور شریعہ میں کہ اگر زید
قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے اور کل احادیث کو یہہ کہے کہ
سب بالمعنی ہیں کوئی بالفاظ نہیں اور باوجود اس کے عمرو زید کو
پکا مسلمان اور سچا ایماندار جانے اور کہے تو ہرما عمرو کی نسبت کیا
حکم ہے *

جواب

اگر زید قرآن شریف کے کسی جزو سے انکار کرے یعنی کسی سورہ
یا کسی آیت کو منزل من اللہ اور وحی متکرر نہ جانے یا جن چیزوں کا
ذکر اُس میں ہے اُس کے ہرنے سے پروردہ ذاتی یا پروردہ حسی
یا پروردہ خیالی یا پروردہ عقلی یا پروردہ تشبیہی متکرر ہرورے یا
اُسکے مطالب سے جو الفاظ کی دلالت اور مقام کے قرینہ اور عبارت
کے معنی اور عرب کے معادرات سے اجماعاً سمجھا گیا ہو اور اصول
عقائد کے متعلق ہو بغیر کسی دلیل شرعی اور پڑھان قری کے انکار کرے
تو زید کافر ہے اور اگر اُس انکار پر عمرو زید کو پکا مسلمان اور سچا
دیندار جانے اور اُس تکذیب و انکار میں اپنا اتفاق ظاہر کرے تو وہ
یہی کافر ہے لیکن اگر زید قرآن کو لفظاً لفظاً خدا کا کلام جانتا ہو اور
بسم اللہ سے لیکر تا والناس ہر آیت کو وحی متکرر سمجھتا ہو اور جو
کچھ اُس میں مذکور ہے کیا از قبیل اخلاق و عقائد اور کیا از قبیل
عبادات و معاملات اور کیا از قبیل اخبار و قصص اور کیا از قسم
حالات آخرت اُن سب کو حق اور واجب الیقین والعمل جانتا ہو مگر اُن
الفاظ اور کلمات کے جنکے لفظی معنی مراد لینے سے مخالف کسی اصل
سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ
مفیدہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہو
ظاہری معنی نہ کہتا ہو بلکہ ایسے صحیح اور اصلی معنی مراد لیتا
ہو جو قرینہ مقام اور معادرات عرب کے مخالف اور خارج کے منصرف
اصلی کے برعکس نہیں یا اسامہ موجودات سے جنکا ذکر قرآن میں
ہے تشریح اُنکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لیتا ہو جو لوگوں نے
سمجھا رکھی ہو اور جسکا ثبوت کتاب و سنت سے کچھ نہ ہوتا ہو اور
اسکے اثبات پر سوائے ارہام اور ظنون کے کوئی عقلی دلیل بھی نہ ہو یا اُن

آیات احکامی سے جنکی تعلیم بظاہر معلوم ہوتی ہو بلکہ اصول
صحیح کل عام احتمال التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و
سنت مستثنی کرتا ہو یا اُن مسائل اصولی و فروعی کو جنکا ثبوت
مراحلاً نہ ہوتا ہو مگر یقیناً بعیدہ لفظوں سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو
نہ مانے یا قرآن مجید کی اُن تفسیروں کو جنکی کوئی سند صحیح
صاحب الکتاب سے نہ ہو اور لوگوں نے اُسے اپنی سمجھ اور فہم کے
مطابق بیان کیا ہو واجب القبول نہ جانتا ہو جو لوگوں کے نزدیک وہ
باتیں جزو قرآن سمجھی جاتی ہوں اور اُس کا انکار انکار قرآن
تصور کیا جاتا ہو اور ان سب حالتوں میں زید کی نسبت سوائے اعلیٰ
کلمۃ اللہ اور احقاق حق اور دفع الزام اور دفع مظالم اور تطبیق
اصول دین کی اصول صحیحہ عقلیہ سے اور ثابت کرنے حقیقت مذہب
اسلام کی سب لوگوں پر کیا جاہل اور کیا عالم اور کیا حکیم اُڑر کچھ
نہ تو زید بلا شبہ پکا مسلمان اور سچا ایماندار ہے اور عمرو بھی
جو زید کو ایسا سمجھتا ہو ویسا ہی پکا مسلمان اور سچا ایماندار
ہے *

اگر زید کل احادیث کو بالمعنی کہے اور اُن کی روایت کو بالفاظ
نہ مانے یعنی یہہ کہے کہ ان حدیثوں میں سے کسی میں کوئی لفظ
یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے تو وہ لحدق اور
جاہل ہے لیکن اگر وہ یہہ کہے کہ احادیث کے الفاظ پر یہہ یقین
نہیں ہے کہ یہہ سب الفاظ وہی ہیں جو شارع نے فرمائے
ہیں شاید ہوں شاید نہ ہوں اور نہ اس نظم و ترتیب کی نسبت جو
الفاظ اور کلمات میں احادیث کے ہی یہہ یقین ہے کہ یہہ وہی نظم
و ترتیب ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی شاید
ہو شاید نہ ہو تو زید نہ کافر ہے نہ مرتد بلکہ ایک معتمد مسلمان ہے
اور عمرو جو اُسے سچا مسلمان جانے وہ بھی ویسا ہی ہے *

میں اس جواب کی کچھ ضروری شرح بھی کرنا مناسب سمجھتا
ہوں کہ مستثنیٰ قرآن و حدیث کی تصدیق و تکذیب کی حقیقت سے
واقف ہو جاوے چرکہ یہہ جواب متعلق دو چیز سے ہے قرآن اور
حدیث اس لیے دونوں سے علیحدہ علیحدہ بحث کرتا ہوں *

بحث اول بے نسبت تاویل قرآن

قرآن کی تصدیق حقیقت میں یہہ ہے کہ اُسے وحی متکرر سمجھنا
اور منزل من اللہ جانتا اُس کی تمام باتوں کو حق اور صحیح ماننا
اور اُس کی تکذیب یہہ ہے کہ اُسے ایسا نہ جانتا پس جب تک کوئی
مسلمان قرآن کو خدا کا کلام جانے اور اُس کی سب باتوں کو مانے
تب تک تصدیق قرآن کی نسبت اُس کی طرف ہرگیز اور وہ متکرر قرآن

ہے منجملہ مسائل صحیحہ عقیدہ کے یا کسی امر سے منجملہ امور موجودہ واقعہ کے ہوتی ہو ظاہری معنی مراد نہ لینا بلکہ وہ اصلی اور حقیقی معنی مراد لینا جو قرینہ مقام اور معاررہ عرب کے مخالف اور خارج کے مقصورہ اصلی کے برعکس نہ ہوں *

ثانیاً اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں ہے تشریح انکی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھا رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ہنوں کے کوئی عقلی دلیل ہو اور ان اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجود مراد لینا منجملہ وجود خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے *

ثالثاً ان آیات احکامی سے جن کی تعلیم یہ ظاہر معلوم ہوتی ہو کہ لحاظ اصول صحیح کل عام یحتمل التخصیص کے بعض حالات کو باستدلال کتاب و سنت مستثنیٰ کرنا *

رابعاً ان مسائل اصرائی و فروعی کا جو صاف صاف لفظوں سے تردید نہ ہوتے ہوں مگر بقیاس بعیدہ لوگوں نے استفراہ کیئے ہوں نہ ماننا *

خامساً قرآن مجید کی ان تفسیروں کو جسے بلا سند صحیح صاحب الکتاب کے لوگوں نے اپنی سمجھا اور اپنی فہم کے مطابق بیان کی ہو واجب القبول نہ جاننا *

پہلی صورت کی تصریح یعنی قرآن کے بعض

الفاظ سے ظاہری معنی مراد نہ لینا

جو الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہیں ان کی نسبت یہ خیال کرنا کہ ہر موقع اور ہر مقام پر ان کے وہی ظاہری معنی مراد لینا ضروری جس کے واسطے وہ لفظ موضوع کیئے گئے ہیں بڑی نادانی ہی اور اسی واسطے نہ اب تک کسی نے اہل تحقیق سے ایسا خیال کیا نہ کوئی کر سکتا ہی کیونکہ خدا نے قرآن مجید کو عرب کی زبان میں نازل کیا ان کے معاررہ اور ان کی بول چال کے مطابق الفاظ کا استعمال کیا پس ہم کو ان کا معاررہ دیکھنا چاہیئے کہ اہل عرب ہمیشہ لفظوں کو ان کے ظاہری ہی معنی پر معمول کرتے تھے یا نہیں جیسا ہم عرب کے کلام میں پاریں ویسا ہی قرآن مجید کی نسبت خیال کریں پس جب ہم عرب کے کلام پر نظر کریں اور ان کے معاررہ اور استعمال کو دیکھیں بلکہ عرب کے سوا دنیا کے اور اہل زبانوں کی بول چال پر غور کریں تو کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ الفاظ ہمیشہ اپنے ظاہری معنی ہی پر معمول نہیں کیئے جاتے بلکہ مختلف معنی اور مختلف مقصود پر ان کا استعمال ہوتا ہی

نہ سمجھا جاوے گا لیکن جب اُس نے اُسے ایسا نہ جانا یا اُس کی کسی بات کو غلط مانا تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ٹھہرگا اور تب کفر کی نسبت اُس کی طرف کی جاوے گی یہ مذہب تو اصل معتقدین کا ہی مگر جو لوگ ہمارے مذہب کی تحقیق کے درجہ پر نہیں پہنچے اور جنہوں نے کفر کو غلط سے بھی زیادہ ارزاں کر دیا اور بات بات پر مسلمانوں کی طرف کفر کی نسبت کی انہوں نے قرآن مجید کا انکار فرما دیا ہے اختلاف پر لوگوں کی طرف منسوب کیا اور نہایت بے احتیاطی سے کلام الہی کی تکذیب کے فتویٰ جاری کیئے چنانچہ بعضوں نے فرمایا کہ جو شخص اصول مذہب ماتریدی کا معتقد نہ ہو وہ منکر قرآن ہی بعضوں نے کہا کہ جو کوئی عقاید اضری کا قائل نہ ہو وہ منکر قرآن ہی پھر حنبلیوں نے اشاعرہ کو کافر جانا کہ وہ آیہ علی العرش استوی کی حقیقت ظاہری سے منکر ہیں اشاعرہ نے حنبلیوں کو منکر قرآن خیال کیا کہ وہ آیہ یس کہتے ہیں شیئی کے مضمون کو نہیں مانتے سنیوں نے معتزلیوں کی طرف انکار قرآن کی نسبت کی کہ وہ خدا کی رویت کا جو قرآن سے ثابت ہی اعتقاد نہیں رکھتے معتزلیوں نے ان کی تکفیر کی کہ وہ اثبات صفات سے توحید کا اقرار نہیں کرتے اس تکذیب و تکفیر نے یہاں تک ترقی کی کہ قطع نظر اختلاف اصول کے اختلاف فروع سے بھی ایک نے دوسرے پر تہمت تکذیب قرآن کی کی اور اپنے ہنوں اور شبہات کی تائید میں خدا کے کلام کی سند لئے آخر کار بعض حنفیوں نے شافعیوں کو اور بعض شافعیوں نے حنفیوں کو بدعتی اور گمراہ بتایا اور بدعتیوں نے وہابیوں کو وہابیوں نے بدعتیوں کو کافر اور مشرک ٹھہرایا اور عامی فقہا نے تو اپنی کتابوں میں بے سمجھے ہر جہے تکفیر کے اتنے مسئلے بھر دیئے کہ گویا اُنہما بیٹھنا چلنا پھرنا سب کفر میں داخل ہو گیا پس اب ان لوگوں کو جو تقلید میں مبتلا ہیں کوئی چارہ اس بلا سے نکلنے کا نہیں کیونکہ ان کا دین و ایمان عالموں کے اقوال اور قیہوں کی کتابیں ہیں اور وہ قیہوں کے کھنکول کی طرح ہر رنگ کے کھانوں سے بھرے ہوئے ہیں مگر ہاں جو شخص تحقیق کا آرزو مند ہو اور بے سوجھے سمجھے کسی بات کو نہ مانے اُسے اس گرداب سے نکلنے کا موقع حاصل ہی اور وہ موقع کیا ہی قرآن کی اصلی تصدیق و تکذیب پر نظر رکھنا حقیقت تصدیق و تکذیب کی تو میں اور بتا چکا اب ان قیہ و ہدایت کی تشریح کرتا ہوں جو ان میں کی گئی ہیں میں نے اوپر لکھا ہی کہ ان حالات میں انکار قرآن کی نسبت کسی طرف کرنا جائز نہیں *

ارکاً ان الفاظ اور کلمات کی جن کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالف قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے یا کسی مسئلہ

سوال و جواب

سوال و جواب

اور اُن معانی مختلفہ میں سے کسی ایک معنی کی تخصیص فرمادہ اور معادرتہ کے مطابق خود ذہن سلیم پر منحصر ہے *

اب ہم کو ذرا غور سے اُن معانی مختلفہ پر غور کرنا چاہیئے جن پر الفاظ دلالت کیا کرتے ہیں چنانچہ مراتب دلالت الفاظ پانچ ہیں اول دلالت کرنا الفاظ کا وجود ذاتی پر دوسرے دلالت کرنا وجود حسی پر تیسرے دلالت کرنا وجود خیالی پر چوتھے دلالت کرنا وجود عقلی پر پانچویں دلالت کرنا وجود تشبیہی پر دلالت کرنا لفظ کا وجود ذاتی پر یہ ہے کہ جس معنی کے واسطے وہ وضع کیا گیا ہو اُسی پر دلالت کرے اور وہ ہے جس کی تعبیر اُس لفظ سے کی گئی ہو وہ درحقیقت خارج میں موجود بھی ہو مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ابولہب کانر تھا اس مرتبہ میں داخل ہی کیونکہ یہ تواتر ثابت ہے کہ ابولہب ایک مرد مکہ کا رہنے والا تھا اور وہ کانر مرا *

دوسرے دلالت کرنا لفظ کا وجود حسی پر یہ ہے کہ جس چیز کا بیان کیا گیا ہو وہ فی نفسہ موجود نہ ہو اور خارج من الہی اُس کا وجود پایا نہ جارے بلکہ صورت مثالی اُس کی خیال میں آتا ہے اُس کا وجود سمجھا جارے اور اُس صورت مثالی کی تعبیر لفظوں میں کی جارے جس طرح ہمارا کہنا کہ ہم نے جبرئیل امین کو خراب میں دیکھا پس حقیقت میں نہ وہ ہمارے پاس آئے نہ اُن کی صورت ظاہری ہمارے سامنے ہوئی بلکہ اُن کی صورت مثالی جو ہمارے ذہن میں گزری وہی اُن کا وجود سمجھا گیا پس اس مقام پر وجود جبرئیل سے مراد وجود حقیقی جسمانی نہیں ہے بلکہ صورت مثالی اور وجود روحانی مراد ہے اور چونکہ قرینہ مقام اس کلام کو مرتبہ اول پر یعنی وجود خارجی مراد لینے پر مانع ہے اس لیے وجود حسی مراد لینا ضرور ہوا *

تیسرے دلالت کرنا لفظ کا وجود خیالی پر وہ یہ ہے کہ متصورات کی صورت و اشکال کا جب کہ آنکھ سے غائب ہوں دیکھنا اور اُس دیکھنے کو الفاظ کے ذریعہ سے بیان کرنا مثلاً ہمارا یہ کہنا کہ ہم کعبہ کو دیکھ رہے ہیں اور حاجیوں کا طواف کرنا ہماری آنکھ کے سامنے ہی حالانکہ ہم نہ کعبہ میں ہیں نہ حاجی ہمارے سامنے ہیں مگر کعبہ کی صورت اور حاجیوں کے طواف کی تصویر ہمارے خیال میں آئی ہے اُن لفظوں سے تعبیر کیا پس اس مقام پر بھی یہ لفظ اپنے اصلی معنی پر محمول نہیں ہو سکتے اور سوائے وجود خیالی کے دوسرا وجود رویت اور کعبہ اور طواف کا کسی کے ذہن میں نہیں گزر سکتا بخلاف اس کے اگر یہی بات ہم کعبہ میں کہتے جبکہ حاجی ہمارے سامنے طواف کرتے ہوتے تو اُس وقت اس کلام سے اصلی معنی سمجھے جاتے اور یہ لفظ وجود خارجی پر دلالت کرتے *

چوتھے دلالت کرنا لفظ کا وجود عقلی پر وہ یہ ہے کہ مطلب کا اُن لفظوں میں بیان کرنا جو اصلی حقیقت اُن الفاظ کے معانی کی عقل ثابت ہو مثلاً ہمارا کسی بے علم آدمی کو کہنا کہ اُسے کچھ دکھائی نہیں پڑتا پس نہ دیکھنے کا اطلاق ظاہر میں اُسی پر ہوتا ہے جو کہ ظاہری آنکھ نہ رکھتا ہو مگر جو مقصود دیکھنے سے عقل کے نزدیک ہے وہ اس مقام پر مراد ہے یعنی نیک و بد میں تمیز کرنا پس اس مقام پر ان لفظوں کا محمول سوائے وجود عقلی کے اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا *

پانچویں دلالت کرنا لفظ کا وجود تشبیہی پر وہ یہ ہے کہ اُس چیز کا بیان کرنا جو کہ نہ خارج میں موجود ہو نہ حواس اور خیال سے متعلق ہو نہ اُس کی کوئی حقیقت خاص ہو بلکہ کسی دوسری چیز کی کسی صفات یا خواص میں سے کسی ایک صفت یا ایک خاصہ سے مشابہ ہو اُس مشابہت کا بیان کرنا جس طرح ہمارا یہ کہنا کہ قلن شخص آتاپ ہے یعنی مثل آتاپ کے مشہور ہے *

پس یہ پانچ مرتبہ موجودات کے اچھے ہیں کہ جب وہ الفاظ میں بیان کیئے جاویں گے تو منجملہ ان مراتب پنجگانہ کے کسی ایک مرتبہ پر اُن کا محمول کرنا ضرور ہوگا اور یہ مرتبہ کلام کے ایسے ہیں کہ ہو عامی اور ہو جاہل اپنی بول چال میں روز مرہ اس کا استعمال کرتا ہے اور ہمیشہ بات چیت میں ان حقائق دقائق کو ادا کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرب کے ریگستان کے پھرنے والے اور حجاز کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بکریاں چرانے والے بغیر سمجھائے بے پناہ فریاد اور تھاس سے موافق فریاد مقام کے اُن الفاظ سے اُن کے کوئی ایک معانی اُن معنیوں میں سے خود بخود سمجھے جاتے تھے اور اب بھی ساری دنیا کے جاہل اور بے پڑھے لکھے آدمی اُن مراتب کی رعایت اپنے پرلئے اور سمجھے میں رکھتے ہیں مگر وہ اُن کی ترتیب اور درجات نہ سمجھیں اور اس حقیقت کو اپنی زبان سے ادا نہ کر سکیں پس الفاظ کے دلالت کرنے سے ان معانی پنجگانہ پر کوئی شخص نہیں ہے جو انکار کرے اور جب یہ بات سب کے نزدیک مسلم ہے تو اب ہم کو خدا و رسول کے کلام پر نظر کرنی چاہیئے کہ اُنکے کلام میں بھی ان مراتب کی رعایت ہے یا نہیں پس اگر کوئی یہ کہے کہ نہیں ہے تو یہ سفسطہ اور جنون ہے کیونکہ خدا کا کلام جو ہماری ہدایت کے لیے نازل ہوا ہمارے ہی معادرتہ اور ہماری ہی طرز پر ہی بول چال ہے جو ہمارے درجہ میں ہے وہی طرز و انداز ہے جو رات دن ہمارے استعمال میں ہے اُس نے اپنے مقصود کو ہماری ہی بولی میں ہمارے ہی طرز پر ادا کیا اُس نے اپنے کلام قدسی بے صورت و حرف کو ہمارے ہی لفظوں اور ہمارے ہی کلام کے پیرایہ میں ظاہر

کے لفظ کو معہول کرتا ہی پس خدا کی توحید اُس کا علم بالجبرئیات مسائل فرایض و واجبات وغیرہ کا انکار بھی انکار قرآن نہ سمجھا جاوے گا و ماہذا الاشکال میں اسی واسطے ہم نے اُن معانی کے مراد لینے کو بے قید نہیں رکھا اور چند ایسی قیدیں لگادی ہیں کہ جن کے لفظ کرتے سے کبھی دست تطاول الہاد نہ پڑھیکا اور نہ مذہبی اور دھرمیتوں پر اطلاق تصدیق قرآن ٹھوگا وہ قیود جو ہم نے کی ہیں یہ ہیں *

اول لفظی معنی مراد لینے سے مخالف قرآن کی کسی اصل سے منجملہ اصول دین کے *

دوسری مخالفت اُس کی کسی مسئلہ سے منجملہ مسائل صحیحہ عقلیہ کے *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور راجحہ کے * ان حالتوں میں لفظی معنی سے تجاوز کرنا اور جیسا موقع اور قرینہ مقام کا ہو ویسا کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب مدلول الفاظ کے لفظ کو معہول کرنا انکار قرآن نہیں ہی بلکہ اصلی تصدیق قرآن کی ہی اور اگر ایسی حالتوں میں لفظی معنی مراد لینے جارہیں تو اندیشہ بلکہ ظن قوی تکذیب قرآن اور انہدام بنیوان اصول اسلام کا ہی چنانچہ میں ہر ایک کی مفسر تشریح کرتا ہوں *

اول مخالفت قرآن کی کسی اصل سے

منجملہ اصول دین کے

مثلاً میں کہتا ہوں کہ منجملہ اصول دین کے ایک بڑا اصول تقدس اور قنۃ باری تعالیٰ کا صورت اور جسم سے ہی اور یہ ایسا اصول ہی کہ اسلام کی بنیاد اسی پر ہی جو شخص اس کا متکر ہو وہ کافر ہی لیکن جب ہم کو قرآن و حدیث میں ایسے لفظ ملیں جن کے ظاہری معنی مراد لینے سے تشبیہ اور تشبہیم باری تعالیٰ کی ثابت ہو تو اُس وقت ہم کو لازم ہی اُس کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور اُس کی دوسری حقیقت جو موافق اُس مقام کے ہو مراد لینا مثلاً اللہ جل شانہ فرماتا ہی یدالہ فرق ایدہم پس ہاتھ کے اصلی معنی ظاہر ہیں اور وجود خارجی اُس کا کوشش پوست کا ایک عضو خاص ہی تو اگر اس موقع پر ہم اس لفظ کو مرتبہ اول پر معہول کریں اور وجود خارجی اُس کا مراد لیں تو ہم کو خدا کا ہاتھ اور پتہ اور گوشہ اور پوست اور رگ اور خون سب چیزوں کا ماننا پڑے اور جب ہم نے ایسا مانا تو ہمارے فکر میں کیا رہا رہا پس پڑجھا اس کے کہ اس لفظ کے ظاہری معنی مراد لینے

کیا پس سوائے ہرے کے جاہل کے کرن ہی کہ یہ کہہ کہ اُس نے اپنے الفاظ کے مدلول کو معہول کر دیا اور سوائے وجود خارجی کے موجودات کے اور مراتب کا اپنے نغم میں لفظ نہیں رکھا اور جس طرز پر ہم میں سے ہو جاہل و مامی گفتگو کرتا ہی اُس طرز کو بدل دیا حقیقت میں نہ خدا نے ایسا کیا نہ ایسا ہو سکتا تھا بلکہ اگر کوئی یہ کہہ کہ چونکہ خدا کو ہماری روحانی تعلیم منظور تھی اور ہم کو وہ باتیں بتانا چاہتا تھا جسے نہ ہماری آنکھ نے دیکھا نہ کانوں نے سنا نہ ہمارے دل میں اُس کا خیال آیا نہ ہم اپنے جیتے جی دیکھ سکتے یا خیال کر سکتے ہیں اُس لینے اپنے کلام کو عام کر دیا اور موجودات کے اُس مراتب میں سے جنکا ہم استعمال کرتے تھے کوئی ایک مرتبہ اور پڑھا دیا تو قیاس میں آجی سکتا ہی نہ کہ اُس کا کم کوہینا اور باوجود ضرورت تعمیم کے اُسے معہول کر دیا تذاک علی الذین لا یؤمنون اور پھر جبکہ ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر خیال کرتے ہیں کہ ان للقرآن ہر اربعلنا اور اصحاب نبوی اور علماء شریعت اور محققین وقت کی باتوں اور تحقیقاتوں کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایک لفظ سے قرآن کے مختلف معنی مراد لینے ہیں اور سارے حقائق روحانی و دقایق علمی کا استنباط انہیں لفظوں سے فرمایا ہی تو ہم کو اُڑ بھی کامل یقین ہوتا ہی کہ ضرور خدا نے اپنے نغم کو اس طرز پر بیان کیا ہی کہ اُس کی ظاہری تفسیر سے تو ہر عامی و جاہل مطلب سمجھ سکتا ہی اور اُس کی باطنی قاریں سے ہر حکیم و عاقل حقیقت پر پہنچ سکتا ہی *

غرض کہ جب مدلول الفاظ کے مراتب کی حقیقت معلوم ہو گئی تب ہم کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے الفاظ و کلمات کو منجملہ اُن مراتب پنہگانہ کے مرتبہ اول پر معہول کرنا ظاہری تفسیر ہی اور جب دلیل قوی اُس کے استعمال پر قائم ہو اور کسی اُڑ مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب کے کلام معہول کیا جاوے وہ باطنی تفسیر ہی اور اُسی کو قاریں کہتے ہیں اور جب تک کوئی شخص خدا کے نغم کو منجملہ اُن مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرے اُس کی تصدیق کرے تب تک وہ تصدیق کرنے والا قرآن کا ٹھریکا نہ انکار کرنے والا * لیکن اب یہ بات بھٹ طالب باقی رہی کہ خدا کے نغم کو منجملہ ان مراتب کے کسی مرتبہ پر معہول کرنے کا وہ اصول کیا ہی جس سے دین اسلام قائم رہے کیونکہ اگر کوئی حد مقرر نہ کیجاوے تو ہر ملحد دست قاریں پڑھاریکا اور لفظوں کے ظاہری معنی سے انکار کرے اُس کے فرضی معنی بنائے لگیگا اور اپنے تئیں مصدق قرآن کہیگا یہ سمجھ کر کہ وہ اسی ایک مرتبہ پر منجملہ اُن مراتب پنہگانہ

سوال و جواب

سوال و جواب

یہ مخالف قرآن کی ایک اصل سے منجمد اصول دین کے ہوتی تھی
تجاوز کرنا اور اُس کا رجوع عقلی مراد لینا ضرور ہوا *

کوئی شخص یہ خیال نہ کرے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے
ایسے ظاہری معنی مراد نہیں لیئے بلکہ ہمارے اس زمانہ کے بھائیوں
سے بھی زیادہ تر دانشمند اور اُن سے بڑا کر قرآن کی تصدیق کرنے والے
گزر گئے ہیں جنہوں نے ایسے مقام پر بھی ظاہری معنی مراد لینے
کو انکار اور تکذیب قرآن خیال کیا ہے اور اپنی صفائی ایمان اور
تصدیق قرآن کی بدولت خدائی صورت و شکل کے قایل ہوئے ہیں
چنانچہ میں بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

مشبہ حشریہ منک مضر اور احمد ہیچمی کے اس بات کے قایل
ہیں کہ خدا بھی جسم ہے تو اُس کا جسم ہوسا نہیں ہے اور
اُس کے عضو اور جوارح بھی ہیں اور اُس سے ملنا اور مصافحہ کرنا اور
معاذہ کرنا بھی ممکن ہے اور مشبہ کرامیہ یارانِ ابی عبداللہ محمد
بن کرام کا عقیدہ ہے کہ خدا عرض پر اوپر کی طرف سے ملا ہوا بیٹھا
ہوا ہے اور اُتوتا چڑھتا رہتا ہے اور بعض حشریوں نے تو صاف
کہا ہے کہ خدا جسم ہے پھر اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ کرشمہ پرست
سے مرکب ہے یا نہیں اور پھر قد اُس کا ساتھ پالش کا ہے یا نہیں
اور پھر صورت اُس کی کیسی ہے آدمیوں کی سی ہے یا نہیں پھر
بعضوں نے کہا ہے کہ لوتقے کی سی شکل ہے اور گھونگر والے ہاتھ
سر پر ہیں بعضوں نے فرمایا ہے کہ بٹھا ہے اور اس بات کے بھی
قایل ہوئے ہیں کہ جگہ بدلتا رہتا ہے اور یہ سب خواہی اعتقاد
لوگ قرآن و حدیث کے لفظوں پر کامل ایمان رکھنے سے ایسے تنزہ اور
تقدس کے معتقد اور خدا کے لوتقے یا بٹھے ہونے کے قایل ہوئے اور
پھر اگر اُن کی دلیلوں کو کوئی دیکھے تو سوائے اُس اصول کے جو
ہم نے بیان کیا اور جسے ہمارے مذہب کے سارے متحققین لکھتے آئے
ہیں کوئی جواب اُن کا دے ہی نہیں سکتا اور موافق اُس عقیدہ کے
جو پابندی الفاظ پر اس زمانہ کے لوگوں کا ہے سوائے اُسے اعتقاد
رکھنے کے جسکا ثبوت الفاظ ظاہری سے ہوتا ہے ہر شخص منکر جزر
قرآن سمجھا جاتا ہے *

پھر یہ خیال نہ کیا جاوے کہ یہ غلطی صرف بعض لوگوں کو
ہوئی بلکہ انوس اور ہرار انوس ہے کہ بعض بڑے بڑے مہدثین
اس پلا میں پڑ گئے جیسا کہ محقق درانی نے شرح عقاید عسدی میں
لکھا ہے کہ وانثر المجسمات الظاہریوں المتبہون لظواهر الکتاب والسنة
وانثرهم المحدثون یعنی اکثر تصحیص کے معتقد وہ لوگ ہیں جو
ظاہر الفاظ قرآن و حدیث کی تبعیت کرتے ہیں اور اکثر اُن میں
بہ مہدثین ہیں پھر بعض کا یہ قول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ رایت ربی فی احسن صورة تو صورت سے
انکار کرنا قول رسول سے انکار کرنا ہے کسی کا یہ ارشاد ہے کہ حضرت
ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ اُن حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ خلق اللہ
آدم علی صورۃ یا علی صورۃ الرحمن تو خدا کو آدمی کی سی صورت
نہ سمجھنا انکار رسول اور تکذیب حدیث ہے کوئی فرماتا ہے کہ
صحیح مسلم میں خدا کے پاؤں ہونے پر صحیح حدیث منقول ہے
کہ جب وہ دوزخ میں اپنا قدم رکھ دینگا تب دوزخ کا ہلکا سا مزید
کہنا پند ہوگا تو اُس کے پاؤں سے انکار کرنا صحیح حدیث کو غلط
کہنا ہے کوئی اس نشہ میں سر مست ہے کہ خدا نے خود اپنی ساق
ہونے کا ذکر قرآن میں فرمایا ہے کہ یوم یکشف عن ساق اور پھر
ثبوت اس کا حدیث سے ہوتا ہے کہ ابن اثیر نے جامع الاصول میں
لکھا ہے کہ نیاتہم الجبار فی صورۃ غیر صورۃ التي رآها فیہا اول
مرة الخ تو اس کا نہ ماننا جزو قرآن کا منکر ہونا ہے پس میں
مستقنی صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ
ایسی صریح آیات اور ایسی صاف احادیث کو جس میں خدا کی
صورت اور شکل اور پاؤں اور ہاتھ اور قد و قامت کا بیان ہے نہ
ماننا اور اُس کے لفظوں کو ظاہری معنی پر مضمحل نہ کرنا کس وجہ
سے انکار جزو قرآن نہیں ہے اور کیوں خدا کی صورت و شکل کے
معتقدین باوجود ایسے استدلال کے گمراہ تصور کیئے گئے ہیں پس
جو وجہ اُس کی ہو وہی اُن لوگوں کی نسبت سمجھی جاوے جو
ایسی ہی ضرورت کے سبب سے ظاہری معنی چھوڑ کر دوسرے معنی
مراد لیتے ہوں پس اُن لوگوں کو جو ایسے ظاہری لفظوں سے اُن کے
لفظی معنی مراد نہ لیں محقق اور امام اور دانشمند جاننا اور اُن
لوگوں کو جو ایسی ہی ضرورت سے آڑ کسی الفاظ کے لفظی معنی مراد
نہ لیں کانر اور منکر جزو قرآن سمجھنا ایک عجیب بات ہے *

دوسری مخالفت قرآن و حدیث کی کسی مسئلہ

سے منجمد مسائل صحیحہ عقلیہ کے

جس طرح پر الفاظ کے ظاہری معنی اُس حالت میں مراد نہیں
لیئے جاتے جب کہ وہ مخالف کسی اصل کے اصول دین سے ہوں
اسی طرح اُس حالت میں بھی مراد نہ لیئے جاوینگے جب کہ وہ
مخالف کسی اصل کے اصول صحیحہ عقلیہ سے ہوں لیکن پہلی اصل
کا پہچاننا آسان ہے اور اس کا پہچاننا ذرا مشکل ہے اس لیے
صرف الفاظ کا ظاہر سے اس اصول کی وجہ سے یہاں دانا اور معتاد
اور اُس آدمی کا کام ہے جو کہ معقول و منقول دونوں سے بخوبی

بعض ایسے بھی تصدیق کرنے والے گذرے ہیں کہ انہوں نے تسبیح سے مراد تسبیح زبان لی ہے *

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ قال لہا ولارض انکما طرعا اور کہا قانتا قانتا طاعتین تو یہ سمجھنا کہ خدا نے حقیقت میں اُن سے کلام کیا اور آسمان اور زمین نے در حقیقت کچھ جواب دیا اور اپنی زبان سے یہ کہا کہ انتینا طاعتین بڑی نادانی ہے بلکہ یہاں بھی یہ الفاظ اپنے ظاہری معنی پر موصول نہیں ہو سکتے اور اُس سے سوائے وجود عقلی کے دوسری مراد نہیں لی جاسکتی *

تیسری مخالفت اُس کی کسی امر سے منجملہ امور واقعہ کے

جو الفاظ قرآن و حدیث کے ایسے ہوں جن کے ظاہری لفظی معنی کہنے سے مخالفت کسی امر کی امور واقعہ سے ہورے عام اس سے کہ اُن امور کی واقعی حقیقت عقل و علم سے ثابت کی گئی ہو یا تحقیقات اور تجربہ سے یا روایت اور مشاہدہ سے یا اخبار صحیحہ متواترہ سے تو وہاں بھی اُس لفظ کے ظاہری معنی سے تجاوز کرنا اور کسی ایک مرتبہ پر منجملہ مراتب پنجگانہ دلالت الفاظ کی لیجانا ضرور ہوگا لیکن اُس مقام پر بھی احتیاط اور عقل اور دیانت شرط ہے کیونکہ اُن امور کا امور واقعہ ثابت کرنا ذرا مشکل ہے لیکن اگر اُس کی تفصیل اور تصریح اور اثبات مشکل ہو مگر یہ اصول بالکل ٹھیک ہے * مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی قبر ستر ہاتھ وسیع ہو جاتی ہے اور چودھویں رات کے چاند کی طرح اُس کا چہرہ روشن ہوتا ہے اور کافر کی قبر پر ۹۹ اڑھے مسلط ہوتے ہیں اور ہر ایک اڑھہ تینائے تینائے سائب ہوتا ہے اور ہر سائب کے سات سات سر ہوتے ہیں جو کہ قیامت تک اُسے کاٹتے رہتے ہیں پس یہ ایک امر ایسا ہے جس کا وجود خارجی کبھی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نہ ظاہر میں مسلمان کی قبر چرچی ہوتی ہے نہ اُس کا چہرہ پتھر کی موافق روشن ہوتا ہے نہ کسی کافر کی قبر میں سائب بچھو جاتے ہیں پس جو شخص اُس حدیث کے الفاظ کو اُسکے ظاہری معنی پر موصول کرے تو ضرور اُس کا دل اس ٹول کی تکذیب کریگا کیونکہ واقع میں اُس کو نہ پارینا پس سوائے اس کے اُڑھ کچھ چارہ نہیں ہے کہ اُن الفاظ کو اُس کے ظاہری معنی سے متجاوز کرے اُس کو دوسرے مرتبہ پر لیجاویں اور ان سب چیزوں سے اُس کا وجود حسی مراد لیں *

بعض لوگ اس اصول کے انکار کرنے پر یہ شبہ کرینگے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں مذکور ہے وہی مطابق معقول کے ہے اور

واقف ہو اور جس نے کسی معقولی مسئلہ کو اُن صاف اور واضح اور قوی دلیلوں سے ثابت کر لیا ہو جس میں کچھ شبہ نہ ہو سکے اور جس میں تقدیر اور فیہ مافیہ کا نام تک نہر لیکن اس اصول کے فی نفسہ صحیح ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے کہ جو الفاظ اصول صحیحہ عقلیہ کے مخالف ہونگے اُن کا صرف من الظاہر ضرور ہوگا پس اگر کسی سے کچھ غلطی اصول صحیحہ عقلیہ کے اثبات میں ہو تو وہ اُس کی خطا ہے مگر اس سے اصول کی صحت میں کچھ خلل نہیں ہو سکتا چنانچہ میں ایک دو مثال سے اسے سمجھاتا ہوں *

منجملہ اصول صحیحہ عقلیہ کے ایک یہ اصول ہے کہ امراض اور کیفیات متشکل بشکل و صورت اور متقلب بہ جسم و ہیئتات نہیں ہو سکتیں مثلاً عقل اور زندگی اور موت نہ یہ سب امراض ہیں پس ان کا کوئی وجود خارجی نہرگا پس اگر اُن کے وجود کا ذکر کسی کچھ قرآن یا حدیث میں ہو تو لا محالہ اُس کا مرتبہ اول پر رکھنا یعنی اُس سے وجود خارجی اُس کا مراد لینا ممکن نہرگا بلکہ دوسرے مرتبہ پر لیجانا اور اُس کے وجود سے وجود حسی یا وجود عقلی مراد لینے کی ضرورت ہوگی پس جہاں قرآن مجید میں خدا نے نوامیایا ہے کہ خلق الموت والحیوة تو اس سے اگر کوئی اُن کا وجود خارجی مراد لے تو ایک اصل صحیح کے اصول صحیحہ عقلیہ سے مخالف ہونا ہے اُس لیے ضرور اُس سے وجود عقلی اُس کا مراد ہوگا اور اگرچہ ان لفظوں سے کسی کا زیادہ تر وجود خارجی پر ذہن متقل نہیں ہوتا مگر جہاں اُس کی زیادہ تصریح ہے وہاں اُس کے معنی کی زیادہ ضرورت ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ خدا نے عقل کو پیدا کیا اور اُس سے کہا کہ آگے ہو وہ آگے ہوئی پھر کہا کہ پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی یا حدیث میں آیا ہے کہ موت کو بصورت میندھے کے قیامت کے دن لڑینگے اور اُسے درمیان ہرز و جنت کے ذبح کرینگے تو اب اس مقام پر ان لفظوں سے اگر کوئی اُس کا وجود خارجی ظاہری مراد لے تو ضرور اُسی امراض اور کیفیات کا متشکل بشکل اور متقلب بہسمانیۃ ہونا ماننا پڑے اور اُسے نہ مانینا مگر جس کا عقل کے کچھ میں گذر بھی نہرگا ہو *

یا قرآن مجید میں آیا ہے کہ ان من ہئی الا یسبح بحمدہ کہ کوئی چیز نہیں ہے مگر کہ وہ خدا کی تسبیح کرتی ہے یہاں تسبیح سے مراد ہماری طرح سبحان اللہ کہنا نہیں ہے کیونکہ نباتات اور جمادات وغیرہ کچھ زبان نہیں رکھتے پس یہاں تسبیح کے وجود سے مراد اُس کا وجود عقلی ہے لیکن انفس ہی کہ ہمارے مذہب میں

سوال و جواب

سوال و جواب

شریعت کے حوسہ پر ہی کیونکہ شریعت میں تو درحقیقت کوئی بات خلاف معقولات صحیحہ کے نہیں ہے اُس کہنے والے کے نزدیک البتہ ہی پس اُس شریعت کے مددگار سے تو شریعت کا دشمن ہی اچھا ہے اور سچ کہا ہی جسے کہا ہی کہ حوسہ جاہل سے دانا دشمن اچھا ہی اور اگر فرض کیا جاوے کہ شریعت میں کوئی بات بظاہر متخالف اُن معقولات مسلمہ کے ہو تو قاریل اُس کی آسان ہی بہ نسبت نہ ماننے اُن امور قطعی یقینی کے اور یہہ بات کچھہ خلاف شرع نہیں ہی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے الفاظ کی قاریل کی گئی ہی ایسی وجوہ کے سبب سے جو کہ ان دلائل عقلیہ کے برابر قوت میں نہیں ہیں تو کیونکہ ان معقولات صحیحہ کی مطابقت کے لئے وہ الفاظ قاریل نہ کیئے جاویں اور جو اس کا انکار کرے اور ایسی قاریل کو نا جائز بتاوے وہ حقیقت میں شرع کے باطل کرتے اور دین کے چھوٹے ہونے اور بد دینوں کو خوش ہونے کی راہ کھولتا ہی نہ یا خداالعلوم من الفاظ المنقولۃ المأویۃ والعمرات المخصوصۃ کان الضلال علیہ اغلب مالم یثبت

بقرہ اللہ تعالیٰ الی ادراک العلوم علی ماہی علیہ *

فرض کہ یہہ امر بشری ثابت ہو گیا کہ قرآن و حدیث کے الفاظ سے ہمیشہ اُن کے ظاہری معنی مراد لینا ضرور نہیں بلکہ بعض حالات میں اُن کے ظاہری معنی کہنا ناجائز اور منع ہی پس جو شخص کسی وجہہ اور ضرورت اور سبب سے متجملہ اُن وجوہ کے جو ہٹنے بیان کیئے ظاہری معنی کسی لفظ کے نہ لے تو بے سمجھے اُسے منکر جزو قرآن کہنا بڑی غلطی ہی کیونکہ اُسکا اثر بہت دور تک پہنچینگا اور بڑے بڑے اماموں عالموں کی شان میں بھی کچھہ کچھہ داغ آوےگا بلکہ حقیقت میں اصول شریعت کا قائم رکھنا مشکل ہوگا *

جو کہ اس پہلے امر کا بیان ہو چکا کہ الفاظ ظاہری کو اُس کے لفظی معنی پر بعض مقام پر معمول نہ کرنا تکذیب قرآن نہیں ہی اس لئے اب میں دوسرے امر کا بیان کرتا ہوں کہ اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بتشریح اُن کی حقیقت کے ہی وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت کتاب و سنت سے نہ ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے ارہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تکذیب قرآن نہیں ہی *

دوسرا امر کہ اسماء موجودات کی اُس حقیقت

سے انکار کرنا جس کا ثبوت کتاب و سنت

سے نہ ہوتا ہو

بہت سی چیزوں کے نام قرآن و حدیث میں مذکور ہیں جن کی کچھہ حقیقت بیان نہیں کی گئی مگر جیسا کہ لوگ اُن کی حقیقت

وہی مطابق واقع کے ہی پس معقولات اور مشاہدات اور تجربات کو اصل قرار دینا اور قرآن و حدیث کے لفظوں کو قاریل کر کے اُسے اُن معقولات وغیرہ کے مطابق کرنا شان ایمان نہیں ہی حالانکہ یہہ بڑی غلطی ہی اس لئے کہ جب الفاظ اور کلمات کا استعمال اس طرز پر جاری ہی کہ اُن سے سوائے ظاہری معنی کے اُڑ معنی بھی مراد لیئے جاتے ہیں تو اُس کا ظاہری معنی سے متجاوز کرنا اور دوسرے اصلی معنی مراد نہ لینا نہ خلاف معاہدہ کے ہی نہ برعکس ہماری پرل حال کے ہی نہ کوئی ماکل اور اہل زبان اُس پر طعنہ کر سکتا ہی اور نہ کوئی اُس قاریل کو بنارت سمجھ سکتا ہی خیال کرو کہ جب ہم کسی شخص کو قصہ میں دیکھ کر یہہ کہتے ہیں کہ اُس کے بدن میں آگ لگ گئی اُس کے بدن سے چنگاریاں نکل رہی ہیں تو کیا اُس سے حقیقی آگ اور اصلی چنگاریاں مراد لیتے ہیں اور جب ہم کسی شخص کو خوش تقریری سے بات کرتے ہوئے دیکھ کر یہہ کہتے ہیں کہ اُس کے منہ سے کیا پھول جھڑ رہے ہیں تو کیا اُس سے مراد گلاب اور چنبیلی کے حقیقی پھول ہوتے ہیں یا جب ہم کسی کو نہایت تلیف میں دیکھ کر کہتے ہیں کہ اس کے بدن سے سائب پچھو چڑتے ہوئے ہیں اُس سے مراد ظاہری سائب پچھو ہوتے ہیں پس جب کہ یہہ باتیں ہمارے معاہدہ اور ہمارے استعمال میں موجود ہیں تو کیا اُسی معاہدہ اور استعمال پر الفاظ قرآن و حدیث کو معمول کرنا مذاوت ہوگی یا قاریل ناجائز یا تکذیب نادان ہی جو کوئی ایسا خیال کرے یہہ کہنا کہ مخالف معقولات کی اور مخالفت امور واقعیہ کے تابع صحت کلام نہیں ہی صرف جاہلوں کا قول ہی کوئی ماکل اس نہیں کہہ سکتا نہ کسی نے ایسا کہا چنانچہ میں اس بحث کو امام غزالی کے اُس قول کے نقل کرنے پر تمام کرتا ہوں جو انہوں نے

تہذیب الاخلاق میں لکھا ہی ولنعم ما قال رحمۃ اللہ علیہ التانی ما لا یقید من مذہبہم فیہ اصلاً من اصول الدین الخ یعنی جو باتیں دلائل ہندسیہ اور براہین عقلیہ سے ایسی ثابت ہیں کہ جس میں کچھہ شک نہیں ہی اُس کے صحیح جاننے کو خلاف شرع جانتا بڑی غلطی ہی اور حقیقت میں دین کا ضعف ظاہر کرنا ہی کیونکہ جو شخص اُن دلیلوں سے آگاہ ہی وہ تو اُس پر کامل یقین رکھتا ہی پس جب اُسے یہہ معلوم ہوا کہ یہہ مخالف شرع کے ہی تو وہ اُن باتوں کو غلط سمجھ ہی نہیں سکتا اس لئے وہ نہایت قوی اور روشن دلیلوں سے ثابت ہی ہاں شرع میں شک کرنے لگیگا اور یہہ سمجھ کر کہ شرع بھی غلط ہی جو مخالف معقولات صحیح کے ہی منکر دین و حادیکا پس جو شخص شریعت کی مدد اور حمایت غلط طرز سے کرتا ہی اور شریعت کو نقصان پہنچاتا ہی تو اُس طرز کا وبال اُس

ہیں + ناقص ہیں اور میں اُن سے مخالف ہوں اور اُن کی سمجھ اور فہم کی غلطی پر انہیں کوتا ہوں مگر اُن کی تاریخ حشریہ اور باطنیہ کی تاریخ سے زیادہ ضعیف نہیں ہی اور نہ اصول دین میں کچھ اُس سے خالک واقع ہی پس جس طرح حشریہ اور باطنیہ پر ایسی تاریخ سے اطلاق تکذیب قرآن نہیں ہوتا تو منکر وجود جسمانی شیطان پر کیونکر ہوگا خصوصاً اُس حالت میں جب کہ ہمارے مذہب نے بعض محققین سابقین کا بھی یہی قول ہو مگر جو کوئی یہ کہے کہ جو منکر شیطان کا قرآن میں ہی وہ جہر تھا ہی نہ اُس کے معنی ہیں نہ اُس کی کچھ حقیقت ہی نہ اُس کا کچھ وجود ہی تو بلا شبہ ایسا کہنے والا منکر قرآن اور کافر ہی لیکن تاریخ کرنے والا اور وجود کی حقیقت میں اختلاف کرنے والا کافر نہیں ہی تو غلطی اور خطا پر ہو *

یا قرآن مجید میں جنت اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہی مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہی کوئی کہتا ہی کہ گہروں کا درخت تھا کوئی کہتا ہی کہ اُسے کھا کر آدم کو حاجت پیدا شدگی ہوئی پس جس قدر کہ خارج از قرآن مجید اُن چیزوں کی حقیقت بیان کی گئی ہی اُس کو نہ ماننا انکار قرآن نہیں ہی لیکن یہ کہتا کہ جو کچھ بد نسبت اس کے قرآن مجید میں لکھا ہی وہ صحیح نہیں ہی اور یہ کہ قصہ صرف فرضی اور بناوت ہی نہ آدم کا وجود تھا نہ شیطان کا نہ فرشتوں کا جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہی وہ غلط ہی تو انکار نص صریح سے ہی اور مستعمل کرنا اُس کو امور باطنی پر اور صرف کرنا ان نظروں کا اُس کے ظواہر سے اور بیان کرنا اُس کی حقیقت روحانی کا بھی صراحتاً غلط تاریخ ہی + پس ایسی تاریخ ہدست ہی اور یہ کہ شعاع فرقہ باطنیہ کا ہی اگر ایسی ہی تاریخ نصوص صریحہ کی کیچڑے تو بالکل اعتبار ظاہر ہریمت سے اُنہے جارے اور مفاید اسلامیہ یونانی حکیموں کے سے مسئلے اور ہریمت معمدیہ مسائلیوں کی سی ہریمت ہو جارے کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نہ رہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اُس کی لی جارے حالانکہ یہ بالکل مخالف ہریمت معمدیہ کے ہی *

+ اگرچہ حق یہ ہی کہ مذہبان وجود خارجی کو اُس کے اثبات کی دلیل لانی چاہیئے — ۱۲ منہ
+ بشرطیکہ تاریخ کرنے والا ضرورت پشنگانہ تاریخ سے کسی ضرورت کا ہونا ثابت نہ کر سکے — ۱۲ منہ

سنتے آئے یا اپنی منک اور سمجھ سے کچھ اُس کی ماہیت تہذیب اُسے سنتے سنتے اور دیکھتے دیکھتے وہ حقیقت اُس نام کے لفظی معنی کے طور پر تصور کی گئی یہاں تک کہ جب وہ نام لیا جارے تو اُس سے وہی حقیقت جو ذہن میں سمائی ہوئی ہی سمجھی جارے پس اگر کوئی اُن ناموں کو مانے مگر اُس کی اُس مفروضہ حقیقت کا منکر ہو تو وہ منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاسکتا کیونکہ حقیقت میں وہ حقیقت جزو قرآن نہیں ہی مثلاً آسمان کا جا بجا ذکر قرآن میں ہی لیکن اُس کی کچھ حقیقت اور ماہیت نہیں بتائی کہ وہ کس چیز سے بنا ہی اور کیا ہی اور کتنی دور ہی اور فی نفسہ وہ کچھ وجود جسمانی خارجی رکھتا ہی یا نہیں اور اگر رکھتا ہی تو وہ کیا ہی اور کیسا ہی جاہل تو اس نیکوں چھٹ کر جو اُنکے سے نظر آتی ہی آسمان سمجھتے ہیں اور عالم اُسے جسم کرپی محیط الارض کہتے ہیں اور جو یرنانی حکمت میں اُس کی حقیقت بیان کی گئی ہی وہ آسمان کے لفظ سے مراد لیتے ہیں اور یہ حقیقت آسمان کی اُس کے لفظ سے ساتھ ایسی مل گئی ہی کہ آسمان کے لفظ سے وہی سمجھی جاتی ہی پس اگر کوئی اس حقیقت کا انکار کرے اور اُسے نہ مانے اور یہ کہے کہ میں آسمان کے اوپر یقین رکھتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ وہ خدا کا بنایا ہوا ہی نہ کسی دوسرے کا مگر اُس کی وہ حقیقت نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں پس اُس کا انکار حقیقت میں انکار لوگوں نے بیان اور سمجھ کا ہی نہ خدا کے کلام کا باقی رہا اُس کی حقیقت دریافت کرنا اس کے لیئے میدان تحقیقات عقلی فراخ ہی شارع کو اُس سے کچھ تعرض نہیں

من ہاد فلیقل انہ جسم کرپی محیط الارض و من ہاد فلیقل انہ
دخان محیط الارض *

یا قرآن مجید میں جا بجا شیطان کا نام آیا ہی پس اگر کوئی اُس کے وجود سے مطلقاً منکر ہووے تو وہ تکذیب کرنے والا قرآن کا ہی لیکن اگر وہ اُس کے وجود کو مانے اور یہ کہے کہ میں اُس کی اُس حقیقت کو نہیں مانتا جو لوگ بیان کرتے ہیں کہ خرقیس اُس کے باپ کا اور بتلیس اُس کی ماں کا نام تھا اور اُس کی صورت ایسی ہی اور شکل دسی ہی کیونکہ خدا نے اُس کی کچھ حقیقت نہیں بتائی تو یہی وہ مکذب قرآن نہیں ہی اور چونکہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہیں ہوتا پس وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرنا نکر نہیں ہی کو بڑی غلطی اور نادانی ہو میرے نزدیک اُن لوگوں کی دلیلیں جو کہ شیطان کے وجود خارجی سے منکر

سوال و جواب

سوال و جواب

تیسرا امر کہ آیات احکامی کے عموم حکم سے
بعض صورتوں کو مخصوص اور مستثنیٰ
سمجھنا باستدلال کتاب و سنت کے
انکار جزو قرآن نہیں ہے

اگر اُن آیات احکامی سے جن کا حکم عام ہو کوئی شخص اُن
صورتوں کو مستثنیٰ کرے جس کا ثبوت کتاب و سنت سے ہوتا ہو تو
وہ تخصیص انکار جزو قرآن نہیں ہے اور اسی واسطے فقہاء نے یہ
اصل قائم کیا ہے کہ کل عام یستعمل بالتخصیص بلکہ امام شافعی
رحمۃ اللہ علیہ نے تو اُخبار احاد اور قیاس سے بھی تخصیص جائز
رہی ہے مثلاً آیہ حرمت علیکم المیتۃ سے مرے ہوئے جانور حرام
ہیں لیکن کئی اور مچھلی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں پس اگر
کوئی اس اصول کو نہ مانے تو وہ کئی اور مچھلی کی حلال کو بھی
انکار جزو قرآن سمجھیکا جائیگا یہ ہر چیزیں اس حکم عام سے
بہ قول شارع مستثنیٰ کر دی گئی ہیں یا فاسداً وجوہ حکم و ایذیکم سے
دھونا پانوں کا فرض ہے مگر جب آدمی مرزا پہنچے ہو تو اس حکم
سے مستثنیٰ ہے اور اُس پر قلم مسح کرنا کافی ہے کیونکہ مسح
خلیوں کی حدیث نے اس صورت خاص کو اس حکم عام سے مستثنیٰ

کر دیا یا کوئی شخص آیہ ولاتأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے ذبايح
اہل کتاب کو مستثنیٰ کرے کیونکہ یہ قول حضرت ابن عباس کے جو
ابن داؤد میں ہے آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب اُس کی تخصیص ہے
تو ایسی تخصیص کو انکار جزو قرآن سمجھنا نادانی ہے اگر کسی سے
اس تخصیص میں غلطی رائے کی ہو جارے تو وہ غلطی مجتہدانہ
ہے نہ انکار کفرانہ جیسا کہ ترک تسمیہ کی نسبت باہم مجتہدین کے
اختلاف ہے یعنی آیہ لا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ سے صراحت
اس کی ہے کہ جس پر خدا کا نام نہ لیا جارے وہ ذبیحہ حلال نہیں
مگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ اگر مسلمان قام
خدا کا وقت ذبح کے نہ لے مبدأً یا سہراً تب بھی ذبیحہ حلال ہے
کیونکہ اسلام اُس کا تسمیہ کے بجائے ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ کے نزدیک اگر ذبح کے وقت تسمیہ کرنا بھول جارے تو ذبیحہ
حلال ہے ورنہ نہیں پس یہ اجتہاد عامی کی نظر میں بالکل
مخالف نص قرآن کے ہوگا اور اگر شاید سوائے اُن اماموں کے اُڑ
کوئی ایسا کہتا تو وہ اُسے منکر نص قرآن سمجھتا مگر حقیقت میں
یہ اجتہاد ہی نہ انکار *

اسی طرح جو شخص یہ سمجھے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ میں
یہ شرط ضرور نہیں کہ وہ ہماری طرح ذبح کریں بلکہ جس طرح پر
وہ جانور کو مارا لیا ذبح سمجھتے ہوں وہی ذبح ہمارے واسطے حلال
ہونے کے لیئے کافی ہے اور اس سے وہ اُس جانور کو حلال جانے جسے
اہل کتاب نے کھن توڑ کر مارا وہ مکر وہ آیہ طعام الذین اوتوا الكتاب
اور بعض احادیث سے استدلال کرتا ہو تو گو یہ غلطی لائق نہایت
انہرس کرنے کے ہے مگر حقیقت میں انکار نص نہیں ہے بلکہ
تخصیص عموم حکم آیت قرآنی کی ہے اور یہ ضرور نہیں کہ جب
تخصیص میں غلطی ہوئے تو اُس تخصیص کرنے والے کی نسبت
اطلاق انکار نص قرآنی کا کیا جارے اس لیئے ایسے شخص کی غلطی
پر اطلاق انکار جزو قرآن نہیں ہوا ہاں اگر وہ کہے کہ منقطعہ جائز ہے
یعنی جو خود کھا کھت کر مر گیا ہو یا اُڑ کسی نے کھا کھوت کر مارا
ہو یہ اہل کتاب کے اور بے استدلال کتاب و سنت کے تو ایسا کہنا
انکار نص ہے اور ایسا کہنے والا کافر ہے واذا لیس ظہر *

چوتھا امر یعنی اُن مسائل اعتقادی اور عملی
کو جو نصوص صریحہ سے بالصراحت ثابت
نہ ہوتے ہوں مگر بقیاسات بعیدہ اُن لفظوں
سے اُن کا استنباط کیا گیا ہو واجب الیقین

اور واجب العمل نہ جاننا

مسائل اعتقادی اور عملی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو صاف صاف
لفظوں سے بے شک و شبہ ہوں جس طرح خدا کا ایک ہونا رسول کا
برحق ہونا خدا کا عالم بالجزئیات ہونا یا نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ
کا فرض ہونا وضو میں ہاتھ منہ کا دھونا پس ایسے مسائل اعتقادی
یا عملی سے انکار کرنا حقیقت میں انکار نص قرآن ہے دوسرے وہ جو
لفظوں سے بہ قاریک بعیدہ یا بدلائل قیاسیہ منطقیہ اور اصول موضوعہ
استنباط کیئے گئے ہوں جیسا کہ یہ مسئلہ کہ خدا خالق غیر و ہر
ہی بندہ یا قرآن مطلق ہے یا غیر مطلق فرشتے انسان سے
افضل ہیں یا انسان اُن سے مسائل خلافت اور امامت اور رہبر
پارہنمائی وغیرہ کے اُن مسائل میں سے کوئی مسئلہ صریحاً ثابت نہیں
کسی نے کچھ سمجھا ہی کسی نے کچھ اور بلا شبہ بعض صواب پر
اور بعض غلطی پر ہیں لیکن حقیقت میں کوئی اُن میں سے متکبر
قرآن اور کافر نہ سمجھا جاسکا اور جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ
اخامہ کے مسائل اعتقادیہ کا نہ ماننا یا ماتریدی مذهب کے عقاید کا
مستند نہ ہونا انکار قرآن ہے وہ اُن کی غلطی ہے کیونکہ اسلام نہ

جو کہ یہ نسبت انکار جزو قرآن کے میں اپنے جواب کی شرح لکھ چکا اب یہ نسبت روایت حدیث کے کہ بالفاظ ہی یا بالمعنی کچھ بحث لکھتا ہوں *

روایت حدیث

اگرچہ مقصود اصلی میرا اس مقام پر صرف تحقیق کرنا اس امر کا ہی کہ آیا روایت احادیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی مگر میں حدیث کی تدوین اور روایت اور درایت وغیرہ سے یہ تفصیل بحث کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ حقیقت تصدیق و تکذیب حدیث کی بھی بظریعہ شاعر ہو جارے اور لوگوں کے شبہات اچھی طرح سے دور ہو جائیں اس لیے اس مقصود کو چند بحثوں میں لکھتا ہوں *

اول کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے *

دوسرے تاریخ اور مختصر کیفیت کتب احادیث کی تالیف کی *

تیسرے تنقیح اس امر کی کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی یا بالمعنی *

چوتھے بیان اس کا کہ سب احادیث صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں *

پانچویں تحقیق اس بات کی کہ کل احادیث کتب صحاح کی مصنف بہ مرتبہ یقین ثابت ہی یا نہیں *

پہلی بحث یہ نسبت کیفیت احادیث کی روایت کی قبل تالیف ہونے کتب احادیث کے

یہ بات بظریعہ ثابت ہی کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں سوائے قرآن مجید کے احادیث کے لکھنے کا دستور نہ تھا اور وہ چند وجہ سے کتابت احادیث کو پسند نہ کرتے تھے اولاً اس لیے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تین قسم کی ہوتی تھیں ایک وحی دوسرے غیر وحی متعلق امور دین کے تیسرے غیر متعلق امور دین کے پس جو وحی تھی وہ لکھی جاتی اور اسی کا نام قرآن ہی اور جو باتیں غیر وحی کی تھیں وہ ایک قسم کی نہ تھیں بعض مستند بالہام بعض مستند باجتہاد اور پھر بعض متعلق امور جزئیات کے اور بعض متعلق معاملات اور قصائد خاص کے اور بعض منتج ایجاب و تحریم کے اور بعض موثر ندب و کراہت کے اور بعض علی سبیل المیادۃ اور بعض علی سبیل العادۃ پس ان باتوں کا صحابہ موافق اپنے اپنے فہم کے قرینہ مقام اور ضرورت وقت پر نظر کر کے خیال رکھتے اور اُس سے تفریع احکام کرتے اور جو باتیں امور دین سے متعلق نہ ہوتیں بلکہ امور دنیاوی سے ملکہ رکھتیں اُس کی نسبت تو

احقری کے معتقدات پر ہی نہ ما تویذی کے مسائل پر بلکہ ایمان دہی ہی جو خدا نے فرمایا اور اُس کے رسول نے اور یہ لوگ اُن کے قرائن کے شارح ہیں جہاں تک وہ صواب پر ہیں ہم مالتے جہاں اُن سے بھول چوک ہوگئی اُسے واجب القبول نہ سمجھیں گے *

اسی طرح اُن مسائل نورحی کا حال ہی جو متعلق حلت و حرمت اشہد کے ہوں یا متعلق اُز باتوں کے کہ اگر وہ صاف صاف قرآن سے ثابت نہ ہوں تو اُس کا نہ ماننا انکار جزو قرآن نہیں ہی مثلاً کچھوہ میثاق وغیرہ کو جانوں نے یہ سمجھ کر حرام قرار دیا ہی کہ وہ خیانت میں داخل ہیں اور خیانت بموجب حکم آیت و پھر علیہم الضمان کے وجہ حرمت کی ہی پس یہ کوئی حکم صریح نہیں ہی تو اگر کوئی اُس سے کہ خیانت نہ جائے اور اُس کی حلت کا قائل ہو تو حقیقت میں یہ انکار اُس سے کی خیانت ہے ہی نہ انکار حرمت خیانت سے جس کا ثبوت نص سے ہوتا ہی یا اگر کوئی کتب قدیمہ مقدسہ میں تعریف لفظی کا قائل نہ ہو تو وہ منکر قرآن نہیں ہی کیونکہ وہ تعریف لفظی جس کا دوسری کیا جاتا ہی ایسے صریح لفظوں سے ثابت نہیں ہی جس کا انکار انکار نص ہر پس جو شخص تعریف کا تو قائل ہو مگر تعریف لفظی کا نہ ہو منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور امام محمد ابن اسماعیل بخاری اور چند معتقین مثل شاہ ولی اللہ وغیرہ کے منکر تعریف لفظی کے ہوئے ہیں *

بلکہ بعضوں نے تو یہاں تک تصریح کی ہی کہ اُن باتوں کو جو کہ متعلق اُن اصول عقائد کے نہیں ہیں جن کا ثبوت اجماعاً نہیں اگر قادیان کوئی نہ مانے اور کچھوہ اُز معنی کہے تو وہ بھی منکر قرآن نہیں ہی جیسے کہ بعضوں نے چاند و سورج سے آیت ہزارہی میں جو حضرت ابراہیم نے کہا تھا جوامر نورانیہ ملکہ مراد لی ہی یا اقل مانی ہمینک اور فاخل نعلیک سے ماسوے اللہ اور کوئی مراد ہیں اور معتقین نے لکھ دیا ہی کہ یہ اصل نص کا انکار نہیں ہی *

پانچواں امر یعنی لوگوں کے کہے ہوئے معنوں کو اور اُن زاید باتوں کو جو تفسیروں میں داخل نہیں نہ ماننا

اس کی تصریح کی مجھے کچھ زیادہ ضرورت نہیں ہی مستفتی کو اگر خواہش ہو تو میرا مضمون تفسیر کا جو تہذیب الاخلاق میں چھپا ہی ملاحظہ کر لے *

غرض کہ جو صورتیں میں نے اوپر بیان کیں ان ساری صورتوں میں زید منکر جزو قرآن نہ سمجھا جاوے گا *

سوال و جواب

سوال و جواب

پوچھا کہ پریشانی کا سبب کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ حدیثیں جو میں نے جمع کی تھیں لے آ جب میں نے کئی قرآن منگا کر انہیں جلا دیا جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ مجھے اندیشہ ہی کہ شاید میں مرجاؤں اور یہ حدیثیں میرے پاس رہ جائیں اور شاید میں نے اعتبار اُن آدمیوں کا روایت میں کیا ہو جو درحقیقت لایق اعتبار نہیں اور وثوق اُن باتوں کا کر لیا ہو جو دراصل صحیح نہیں اور یہ بھی لکھا ہی کہ ایک شخص عبداللہ بن عباس کے پاس کتاب لکھ کر اصلاح کے لیے لایا آپ نے اسے لیکر پانی سے دھو ڈالا فرشتہ صحابہ نے یا بوجہ احتیاط کے یا بوجہ اس کے کہ اُن کو چند ان ضرورت تالیف و تدوین کی نہ تھی اور جو کچھ انہوں نے بلا واسطہ غور خارج کی زبان سے سنا تھا یا کرتے دیکھا تھا اسے پیش نظر رکھتے تھے احادیث کے جمع کرنے پر توجہ نہ کی اور بعد اس کے تابعین کے زمانہ میں بھی اُس کی قربت نہ آئی اور سنہ ۱۲۳ ہجری تک ایک نے دوسرے سے اور دوسرے نے تیسرے سے زبانی روایت پر قیاس کی مگر بعد اُس کے ضرورت تدوین اور تالیف کی ہوئی چنانچہ اُس کی مختصر کیفیت یہ ہے *

دوسرا بیانیہ یہ نسبت تاریخ اور مختصر کیفیت کے کتب احادیث کی تالیف کے

موانق قول خطیب بغدادی اے اول تالیف امام عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریر بصری نے جو سنہ ۱۵۵ ہجری میں مرے کی اور بعض کہتے ہیں کہ اول مولف ابو نصر سعید بن ابی مزینہ ہیں جو سنہ ۱۵۶ ہجری میں مرے اور بقول ابو محمد رامہرمزی کے ربیع ابن صبیح نے اول تالیف کی اور پھر بعد اس کے سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس نے مدینہ منورہ میں اور عبداللہ بن واہب نے مصر میں اور معمر اور عبدالرزاق نے یمن میں اور سفیان ثوری اور محمد بن عقیل بن غزوان نے کوفہ میں اور حماد بن سلمہ اور روح بن عبادة نے بصرہ میں اور ہشیم نے واسطہ میں اور عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں کتابیں لکھیں اور جو حدیثیں اُن کو ملیں انہیں جمع کیا اور جب تالیف کا وعدہ جاری ہوا تب بہت سے لوگ اس طرف چھکے اور مختلف طرق سے مختلف غرضوں کی واسطے کتابیں لکھنے لگے یہاں تک کہ حضرت محمد اسماعیل بخاری اور مسلم رحمہما اللہ عایدہا کی آئی اور انہوں نے اعلیٰ درجہ کی کوشش جمع کرنے میں حدیث کے فیہما رحمہما اللہ الی یوم القیامہ *

پس سنہ ۱۲۳ ہجری سے لیکر اس زمانہ تک ہزار ہا کتابیں حدیث کی تالیف ہوئیں اور مختلف فرضیں اُن تالیفات کا سبب ہوئیں کہ اُن سب کتابوں پر کتب احادیث کا اطلاق کیا جاتا ہی اور

غور آنحضرت صلعم نے فرمادی رکھا تھا کہ اتم امام ہامور دیکھنا کہ تم لوگ اپنے دنیا کے کاموں کو سمجھتے سے زیادہ جانتے ہو اُس کو فقہاء صحابہ دینی مسائل سے جدا سمجھتے تھے پس یہ خیال اس کے کہ اگر یہ سب باتیں لکھی جائیں تو التباس دینی مسائل کا دنیوی امور سے اور شرعی احکام کا امور مادی سے ہوگا صحابہ نے جمع کرنا اور لکھنا حدیثوں کا پسند نہیں کیا دوسرے کل صحابہ ہر وقت اور ہمیشہ صحبت نبوی میں حاضر نہیں دھتے تھے اور وہ باتیں جو حضرت فرماتے اور وہ کام جو آپ کرتے نہ سب اپنے کانوں سے سنتے نہ اپنی آنکھ سے دیکھتے بلکہ جو حاضر صحبت ہوتا وہ سنتا اور دیکھتا اور پھر اُس کی نقل اور روایت سے اُوروں کو علم ہوتا اور چونکہ نقل اور روایت کی صحت پر درجہ یقین کا نہیں ہو سکتا اس لیے حدیثوں کے جمع کرنے اور لکھنے سے صحابہ نے احتراز کیا بلکہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ غور آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ سوائے قرآن کے مجھ سے اُڑ کر کچھ نہ لکھو اور اسی واسطے بعد وفات اُن حضرت کے یہی صحابہ تحریر احادیث سے مانع رہے اور اگر بعض صحابہ نے کچھ لکھا تو انہیں خیالوں سے اسے مٹا دیا اور اپنے لکھے ہوئے کو قبل از وفات جلا دیا چنانچہ کوئی عالم ہمارے یہاں کا اس سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا ثبوت کتب اور روایات سے بطریق ہوتا ہی چنانچہ میں چند احوال بطور نمونہ کے بیان کرتا ہوں *

ایک مرتبہ زید بن ثابت کے پاس بہت سے لوگ آئے اور کہا کہ آپ کچھ حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمکر سنائیے انہوں نے جواب دیا کہ جب اُن حضرت پر وحی نازل ہوتی تو مجھے آپ ہلاتے اور میں لکھ لیتا اور باقی پیغمبر خدا کے سامنے جب دنیا کا ذکر ہوتا وہ ہمارے ساتھ اُس کی باتیں کرتے جب آخرت کا ذکر ہوتا وہ اُس کا ذکر کرتے جب کھانے پینے کا ذکر آتا اُن حضرت بھی اُس کی باتیں کرتے پس کیا ان سب باتوں کا ذکر میں تم سے کروں اور یہ سب حدیثیں تمہیں سناؤں اور نیز حدیث شریف میں آیا ہی

کہ اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوا بہ و اذا امرتکم بشئ من دنیائکم فامتنوا بہر کہ جب میں کوئی حکم متعلق امور دین کے دوں تم اُس کو لے لو اور جب کوئی کام دنیا کا بتاؤں اپنی رائے سے تو میں بھی بھر ہوں اور مصعب مہذبی نے ریاض النضرہ میں اور ملا علی قاری نے بحوالہ میں اور حافظ عباد الدین نے مستند صدیق میں پورا روایت حاکم ابو عبداللہ قیساہوری کے حضرت عایشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے یہ لکھا ہی کہ میرے والد یعنی حضرت ابو بکر صدیق نے پانچ سو حدیثیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع کی تھیں پس ایک شب وہ نہایت بے چارے آئے اور حد سے زیادہ مشغوم ہوئے

دست آویز اُن فرقوں کی ہیں جو جادۂ حق سے منحرف ہو گئے اور سنت کی راہ چھوڑ کر رافضی اور معتزلی بن گئے کہ وہ اپنے عقیدوں کے اثبات اور اہل حق کے الزام دینے کے لیئے انہیں کتابوں کی روایت پیش کرتے ہیں اور جو مصنف نہیں ہیں وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں ان سب باتوں پر ایک خرابی اور مستزاد ہوئی کہ بعض شخصوں نے ہر اہل مخالفت علم حدیث کا حاصل کر کے احادیث صحاح و حسن کی روایت کرنی شروع کی مگر اُسی درمیان میں اپنے عقاید باطلہ کو اُسی اسناد سے جو اُنہوں نے یاد کر رکھی تھی روایت کر دیا اور اکثر محدثین نے دھوکہ کھایا جیسا کہ جابر جعفی اور ابو القاسم سعد بن عبداللہ اشعری قبی ہوا ہی کہ یہ ایسے استاد پرکار ہوشیار تھے کہ حقیقت میں تو رافضی تھے مگر بہت سے محدثین کو دھوکہ دیا اور غلط حدیثوں کو بصورت صحیح کے پناہ کر اُس کی صحت کا یقین دلایا یہاں تک کہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے جابر جعفی کی حدیثوں کو اپنی کتابوں میں نقل کر دیا یا احاج نامی ایک شیخ کی جس نے بیخ و بن دین سنہوں کے اکھاڑنے کی تدبیر کی تھی یہی بن مہین سے مصنف نے توثیق کی اور اُس پر اعتماد کیا یہاں تک کہ آخر بعد تحقیق کے یہ حال کہہ اور ان ترمذیوں کا نزدیک ظاہر ہوا لیکن جو کہ وہ روایتیں اُن کی حدیثوں کی کتابوں میں لکھ گئی ہیں اس لیئے اکثر آدمیوں کو دھوکہ ہوتا ہی اور حدیث کا نام سن کر اُن کے اعتقاد میں خلل پڑتا ہی اور واقع میں نہ وہ حدیث ہی نہ لول پیغمبر بلکہ ایک مفتوی جھوٹے مکار کا لطیفہ ہی *

مگر اس کے یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہی کہ صدر اول مجتہدین کے زمانہ میں راویوں کے حالات کی بہت زیادہ تحقیقات نہیں ہوئی اور جرح و تعدیل کی ذریعہ نہیں آئی اس واسطے بہت لوگوں کو حدیثوں میں دھوکہ ہوا اور غلط اقوال کو احادیث صحیح سمجھ لیا یہاں تک کہ اُسی پر بعض نے احکام کی تفریح بھی کی بلکہ موضوع حدیثوں کو بھی غلطی سے مان لیا یہاں تک کہ جب اسکا حال کہہ تب راویوں کے حالات تحقیق کرنے اور جرح و تعدیل سے بھڑکے کی ضرورت معلوم ہوئی اور فن رجال میں تالیف شروع ہوئی چنانچہ اول ابن سعد نے ایک کتاب اسما الرجال میں لکھی اور طبقات ابن سعد اُسکا نام رکھا اور اسمعیل بخاری اور ابن ابی خنیس نے اپنی اپنی تاریخوں میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب جرح و تعدیل میں کچھ کچھ حالات راویوں کے لکھے مگر اُس پر بھی رجال کا حال مشتبہ رہا یہاں تک کہ آخر ابن حبان اور ابن شاہین نے نفات کو اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی وغیرہ کے کہ اُنکی صحت کا اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صحت کا ہو اور ادنیٰ درجہ یہ ہی کہ موضوع ہو اور نری تہمت ہو اور یہی کتابیں

جو کچھ اُن میں لکھا ہی اُس پر حدیث کی نسبت کی جاتی ہی اور جب تک کہ تحقیق معقنہ نہ کی جارے تب تک جو قول اُن کتابوں میں ہی وہ قول قول رسول اور جو بات اُن میں لکھی ہی وہ منسوب بشارع سمجھی جاتی ہی اور یہی امر غفلت اور غلطی اور دھوکے کا سبب ہی اور ایک عالم کو اسی دھوکے نے گرداب بلا میں ڈال رکھا ہی *

غرض کہ سب سے اول اس امر کو سمجھنا ضرور ہی کہ ہر مصنف اور ہر کتاب مستند نہیں ہی اور ہر قول قول رسول اور ہر حدیث حدیث پیغمبر صراط اللہ علیہ والہ نہیں ہی بلکہ محدثین اور احادیث کی کتابوں کی مختلف صورتیں ہیں چنانچہ مگرہ صحاح کے میں اور کتب احادیث کے درجات کی کچھ مختلف کیفیت بیان کرتا ہوں *

بعض کتابیں حدیث کی وہ ہیں جنکو مستند اور جراح اور مصنفات کہتے ہیں جو کہ بخاری و مسلم کے زمانہ میں یا اُس سے پہلے لکھی گئیں اور وہ صحیح اور حسن اور ضعیف اور معروف اور غریب اور شاذ اور منکر اور خطا اور صواب اور ثابت اور مقلوب کا مجموعہ ہیں اور جنکے بعد تالیف کی کچھ شہرت بھی نہیں ہوئی اور جنکی پیچھے کئی کچھ خبر نہ لی یعنی نہ کئی نہ کئی نہ اُنکی لکھی نہ کئی نہ اُنکی تطبیق مذاہب سے کی نہ کئی نہ اُن کے رجال کی تحقیقات کی مثل مسند ابو علی اور مصنف عبدالرزاق اور مصنف ابوبکر بن ابی شیبہ اور مسند عبد بن حمید اور طحاوی اور کتب بیہقی اور طحاوی اور طبرانی کے کہ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ بھر دیا نہ اُسے چھانٹا نہ صحیح کو غلط سے جدا کیا پس ان کتابوں کے اقوال پر عمل کرنا یا اُنکو ماننا اُسی کا کام ہی جو کہ مصنف ہو اور جو صحت اُس کی ثابت کرے جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہی
قلبا شریحا للعلم علیہ والقرول یہ الکنہاریر الجہادۃ الذین یحفظون اسماء الرجال وعلل الاحادیث نعم رہما یرغذ منها المتابعات والشراعد و قد جعل اللہ لکل شئی قدرا *

اور ان سے زیادہ نامتدوہ کتابیں ہیں جو بہت پیچھے تالیف ہوئیں اور وہ باتیں جو واعظوں کی زبانوں پر تھیں اور وہ خبریں اور قصے جو پھر دیوں سے سن کر لوگوں نے یاد کر لیئے تھے اور وہ حکیموں کی باتیں جنہیں لوگوں نے یونانیوں سے سیکھا تھا یا وہ رائیں جو قرآن و حدیث کے لفظوں سے استنباط کی گئی تھیں عدا یا سہرا حدیثوں میں داخل کر دی گئیں اور بہت سب صاحب الوہی کی طرف منسوب ہو گئیں مثل کتب خطیب اور ابی نعیم اور جرقاتی اور ابن عساکر اور ابن نجار اور دیلمی وغیرہ کے کہ اُنکی صحت کا اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ حدیث ضعیف ہو جس میں احتمال صحت کا ہو اور ادنیٰ درجہ یہ ہی کہ موضوع ہو اور نری تہمت ہو اور یہی کتابیں

سوال و جواب

مسلم ہی اور بلا شبہ اُس وقت سے محدثین اور جامعین کتب احادیث نے نہایت احتیاط اور سچائی اور راستی اور دیانت سے لفظوں کو نقل کیا ہی اور اگر راویوں کی روایت میں اختلاف لفظوں کا ہوا ہی تو اُس کو بھی اثر اہمی قالیقات میں لکھ دیا ہی لیکن جو زمانہ اس سے پہلے کا ہی اُس کی نسبت اگر کوئی روایت بالفاظ کا دعویٰ کرے تو وہ ثابت نہیں ہو سکتا نہ طلقاً نہ قلعاً *

علا اسی وجہ سے کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے آئے سننے والے سنکر یاد رکھتے پس جو لفظ آنحضرت کی زبان مبارک سے نکلتے اور جس نظم و ترتیب سے یہ تقدیم و تاخیر کلمات آں حضرت تقریر فرماتے اُس کا ایک دفعہ میں سنکر حافظہ یاد کر لینا تو کسی طرح قیاس میں نہیں آتا اور نہ شاید کوئی شخص کسی بشر کی نسبت ایسا خیال کر سکتا ہی اور پھر جیسے کہ یہ خیال کیا جاوے کہ سننے والے صرف وہی لوگ نہ تھے جو ذہن اور حافظہ اور علم اور سمجھ میں کامل تھے اور جو رواج اور قلم میں معروف تھے بلکہ ایسے بھی تھے کہ جو رواج اور قلم میں مشہور نہ تھے اور جنہوں نے پاست کے سمجھنے میں بھی غلطائی ہی + پس کیا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا

† ماہرین کتب حدیث پر روشنی ہی کہ طبقہ اولیٰ کے لوگوں سے بھی ایسی غلطیاں ہرگز نہیں ہیں چنانچہ میں چند حدیثوں کا یہ طور تمثیل کے بیان کرتا ہوں ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے کہ ایک یہودیہ مرگئی تھی اور لوگ اُس کے رو رہے تھے اُس حضرت نے فرمایا کہ وہ قبر میں مبتلے عذاب ہی اور یہہ لوگ رو رہے ہیں مگر عبداللہ بن عمر کا یہہ قول تھا کہ مردہ کو یہہ سبب رونے زندوں کے عذاب ہوتا ہی جب حضرت عائشہ نے یہہ سنا تو یہہ فرمایا کہ ” یغفر اللہ لابی عبدالرحمن اما اند لم یکنذب وانکنہ نسی او اخطا انما مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یہودیۃ یوکی علیہا فقال انہم یبکون علیہا و انہا لیعذب فی قبرہا“ کہ خدا ابن عمر کو بخشے وہ جھوٹہ نہیں کہتے مگر وہ بھول گئے یا اُن سے چرک ہوگئی اصل حال اُس کا یہہ ہی پھر اُنہوں نے اصل حال اُس کا بتا دیا (بخاری و مسلم)

۱۔ موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ عمر کہتے ہیں کہ ”موت الفجاءة سطوة علی المومنین“ قالت یخفر اللہ لآپ عمر انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موت الفجاءة تضیف علی المومنین و سطوة علی الکافرین“ کہ مرگ مفاجات سختی ہے اور مومنوں کے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا بعضے آپ عمر کو پیغمبر خدا نے تو یہ فرمایا ہے کہ مرگ مفاجات تضیف ہے مومنین پر اور سختی ہے کافروں پر۔

۳ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الامابہ میں لکھا ہی کہ حضرت ابیہریرہؓ نے کہا کہ جس نے مودہ کو غسل دیا اُس پر بھی غسل لازم ہی جب حضرت عائشہؓ نے سنا تو فرمایا ”او ینجس موتی المسامین“ کہ کیا کہیں مودے مسلمانوں کے بھی نجس ہو جاتے ہیں۔

بن منجریہ اور ابو الفضل بن طاہر نے صحیح بخاری کے رجال کی نسبت اور ابو علی نے ابو داؤد کے راویوں کی نسبت اور عبد القنی مقدسی نے صحاح ستہ کی روانہ کی نسبت کتاب لکھی جس کا نام کتاب الکمال رکھا پھر اُس کے بعد اُوروں نے اسے پورا کیا یہاں تک کہ آخر تہذیب الکمال اور تہذیب التہذیب میں ان سب دکتروں کا خلاصہ جمع کیا گیا *

جس طرح فن اسماء الرجال کی تالیف ایک زمانہ دراز کے بعد
 ہوئی اسی طرح فن درایت میں بھی اول اول کوئی کتاب نہیں لکھی
 گئی مگر جب حدیث کی نقل و روایت کی کثرت ہوئی اور صحیح اور
 غلط کا التباس ہو گیا تب فن درایت کی تالیف کرنے کی ضرورت ہوئی
 چنانچہ سب سے اول قاضی ابو محمد حسن بن عبدالرحمن راسخوسری
 نے ایک چھوٹی سی کتاب لکھی بعد اُس کے حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری
 نے اصول حدیث میں ایک کتاب تالیف کی مگر وہ بھی پوری نہ تھی
 کہ اُس کے بعد ابو نعیم اصبہانی نے کچھ اور مسائل اُس پر بڑھائے
 بعد اُس کے خطیب ابو بکر بغدادی نے اصول روایت میں ایک کتاب
 لکھی جس کا نام کفایت ہی پھر ایک دوسری کتاب تھریز کی جسکا
 نام جامع رکھا آخر کو قاضی میاض نے اُسے پورا کرتا چاہا اور ایک
 کتاب لکھی جس کا نام الماح ہی اور اسی طرح ابوحفص اور حنفیہ
 ابوعمر و عثمان بن صالح نے رسالے لکھے اور بعدہ بہت سے عالموں نے
 اپنی اپنی قابلیت دکھائی اور بہت سی کتابیں تالیف کیں *

یہ مختصر کیفیت حدیث کے جمع ہونے کی ہی پس کہاں ہی دیدہ بیٹا اور گڑھی شنوا کہ اس تحقیقات کو دیکھے اور اُس سے فائدہ اُٹھاوے اب تو اسلام کا مدار اس پر آ رہا ہے کہ چٹائی کی جانماز پنک میں اور مولود کا رسالہ ہاتھ میں ہی اور جو اُن قصوں کہانیوں کو نہ مانے اُس پر تکفیر کا حکم جاری ہے حدیث وہ بات ہے جو کسی کتاب میں لکھی ہو قول رسول وہ قول ہے جس کے شروع پر قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہو نہ کسی کو تحقیق کی خواہش نہ تحقیق کی آرزو ہا کہ کابر ہی وہ جو تحقیق پر مستعد ہو منکر نبی ہی وہ جو اُس کے اقرار کو اُڑوں کی باتوں سے جدا کرنے پر مترجم ہو کیا خوب ہی یہ اسلام اور کیا اچھا ہی یہ ایمان *
 گر مسلمان ہی ہمیں اس کا کہ حافظ دارد

وایے گر در پس امروز برو فردائے

تیسری بحث بہ نسبت تنقیم اس امر کے کہ

روایت حدیث کی الفاظ ہی یا بالمعنی

جب سے کہ حدیث کی تدوین اور کتابت کا قاعدہ جاری ہوا تب سے الفاظ کی تصحیح اور اقوال کے ضبط اور روایت کی پابندی نقل کا ہونا

نکلے تھے وہی لفظ بار بار ان واحطوں کے اور بار بار اس تسلسل کے بغیر دہرائے جاتے رہے ہاں یہ پھر وہی آدمی تسلیم کر سکتا ہی جو کہ تمام راویوں کو اور سب قاضی احادیث کو مثل جبریل امین کے نقل اور روایت میں غلطی سے معصوم جانے اور سب کی نسبت امتیاز و کرامات کا معتقد ہووے *

لیکن ہم ایسا اعتقاد بھی رکھتے اگر حدیثوں کے الفاظ خود ہمارے اس اعتقاد کو غلط اور باطل نہ کہہ دیتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی مضمون کی حدیث جو کئی راویوں سے منقول ہی اُس کے الفاظ اور عبارت میں اختلاف ہی تو کیونکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ روایت حدیث کی بالفاظ ہی پھر اگر ہم دیکھتے کہ ہمارے مذہب کے عالموں نے احادیث کی روایت کو بالفاظ مانا ہی تو بھی اجماع کے خوف سے روایت بالفاظ کا اقرار کرتے اور جو بات عقلاً معال ہی اُسے بے سمجھہ ہر جہہ مان لیتے مگر ہمارے عالموں میں سے جتنے معتقدین گذرے ہیں انہوں نے بھی ایسا دعویٰ نہیں کیا بلکہ نہایت دانشمندی اور عقل سے اصول حدیث کی تفسیر کر کے یہ قاعدہ تہرایا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ جائز ہی اور بعضوں نے تو صاف لکھ دیا ہی کہ احادیث کی روایت بالفاظ پر کسی طرح یقین نہیں *

کچھ میں اُن سے کہتا تھا وہ سچ ہی تو اب دیکھنا چاہیئے کہ دونوں باتوں میں کس قدر فرق ہی —

۷ مکتول سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ابورہیرہ کہتے ہیں کہ تین چیزوں کی منہوسی لی جاتی ہی گھر میں عورت میں گھوڑے میں حضرت عائشہ نے کہا کہ ابورہیرہ کہہ رہا نہیں رہا وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اُن حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ”قاتل اللہ الیہرہ بقولہ الحرم فی ثلاثۃ فی النار و المرأة و القرس“ کہ خدا یہودیوں کو مارے وہ کہتے ہیں کہ منہوسی تیس چیزوں میں لی جاتی ہی گھر اور عورت اور گھوڑوں میں مگر ابورہیرہ نے اخیر کے لفظ سنے اول کے لفظ نہیں سنے —

۸ شیخ جلال الدین سیوطی نے رسالہ میں الامیہ میں لکھا ہی کہ ابورہیرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ایک عورت نے ایک بلی کو نہ پانی دیا نہ کھاتا نہ اُسے چھوڑا کہ وہ مرگئی اس لئے خدا نے اُسے عذاب نوزخ کا دیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک مومن کی ایسی عزت نہیں ہی کہ ایک بلی کے پیچھے اُسے نوزخ میں قالے وہ عورت کافرہ تھی اور یہ کہہ کر کہا کہ ابورہیرہ ذرا سمجھ کر پیغمبر خدا کی حدیث کی روایت کیا کر —

۹ اور پھر اُسی کتاب میں لکھا ہی کہ حضرت ابورہیرہ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر کسی کے پیٹ میں پیپ اور عورت پھر چارے تو بہتر ہی ہمارے حضرت عائشہ نے سن کر کہا کہ ابورہیرہ کہہ رہا نہیں رہا آنحضرت نے فرمایا ہی کہ بہتر ہی اُس ہمارے جو ہمارے میں کسی کے کہا چارے قطع خیال کرنا چاہیئے کہ کس قدر دونوں میں فرق ہی *

ہی کہ وہ لاکھوں آدمی جو اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع رہتے تھے سب کے سب ایسے قوی العاطفہ تھے کہ ایک دفعہ جو بات سنتے اُسے اُسی نظم و ترتیب سے بلا وقفہ یاد کر لیتے اور کبھی بھول چوک اُن سے نہ ہوتی ایسا دعویٰ سوائے اُن لوگوں کے کہ جن کو عوام اہل الجنت کہتے ہیں کوئی نہیں کر سکتا نہ ہمارے مذہب کے معتقدین نے کیا ہی اور پھر اگر اس طبقہ کے لوگ اپنی سنی سنائی باتوں کو لکھ لیتے اور کتابوں میں جمع کر دیتے تو بھی الفاظ کی صحت کا ظن ہو سکتا تھا مگر جبکہ اُس طبقہ نے ایسا نہیں کیا اور حدیثوں کو نہیں لکھا اور اگر کسی نے لکھا اور اُس نے اُسے معدوم کر دیا تو کیونکر قیاس میں آسکتا ہی کہ دوسرے طبقہ نے جس نے پہلے طبقہ سے حدیثوں کو زبانی سنا اُن کے لفظوں کو یاد کر لیا ہو اور اسی طرح سے دوسرے سے تیسرے نے اور تیسرے سے چوتھے نے جو کچھ سنا بلا وقفہ یاد رکھا اور پھر جب یہ خیال کیا چارے کہ احادیث کی نقل میں بہت سے واسطے ہو گئے اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں سے بھی زیادہ راویوں کے سلسلے پیچ میں آ گئے اور قیصر سو برس تک وہ جمع نہیں کی گئیں تو کیونکر یہ بات مانی چارے کہ جو لفظ اُن حضرت کی زبان مبارک سے

۱۰ طبرانی نے لکھا ہی کہ ابورہیرہ نے کہا کہ ”من لم یترک فاصلاً لہ“ کہ بے وقوف کے نماز نہیں ہوتی جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ کس نے اُن حضرت سے ایسا سنا ہی ابھی تو کچھ زمانہ نہیں گذرا کہ ہم بات پیغمبر کی بھول گئے آپ نے تو یہ فرمایا تھا کہ ”من جاز بصلوۃ اللہ فیوم الیومہ حافظاً علی وضوئہا و مواقیہا و رکوعہا و سجودہا ولم ینقص منہ شیئاً کان لہ عتداللہ مہداً ان لا یعذبہ الخ“ اب دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر فرق سمجھ میں ابورہیرہ کے ہوا اور کیا کا کیا سمجھے —

۱۱ ابورہیرہ پر عبدالرحمن سے عین الامیہ میں یہ روایت ہی کہ اُنہوں نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ”ان جابر بن عبد اللہ یقول الامہ بالامہ قتلت اخطار جابر ان رسول اللہ قال اذا جاوز الفتان الفتان قد وجب الفسل“ یعنی جابر کا یہ قول تھا کہ جب پانی نکلے تب پانی واجب ہوتا ہی یعنی فسل بعد منی نکلنے کے واجب ہوتا ہی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جابر نے اس میں خطا کی ہی پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد ادخال کے فسل واجب ہوتا ہی دیکھنا چاہیئے کہ اصل بات کے سمجھنے میں کس قدر فرق ہوا —

۱۲ بخاری میں حضرت ابن عمر سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی لڑائی فتح ہونے کے بعد کافران مقتول کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ ”هل وجدتم ما وعدکم حقاً قال انہم ان یسمعون ما قول فذکر ذلک لعائشہ قتالت انما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیسلمون ان ما کنہ اقول لہم حق“ کہ تم نے پایا جو کچھ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا اور پھر فرمایا کہ اب وہ میری باتوں کو سکتے ہیں مگر جب حضرت عائشہ نے یہ سنا تو آپ نے کہا کہ نہیں پیغمبر خدا نے یہ فرمایا تھا کہ اب اُنکو معلوم ہو گیا کہ جو

چنانچہ میں اس مقام پر چند اقوال محدثین اور علماء معتقدین

کے اپنے کلام کی تائید میں پیش کرتا ہوں *

شرح مشکوٰۃ میں بعد ایک بڑی بصری کے یہ نسبت روایت بالفاظ

اور بالمعنی کے لکھتے ہیں کہ والنقل بالمعنی واقع فی الکتب السنۃ ومیرھا

صراح سنۃ وغیرہ کتب، یہی نقل حدیث بالمعنی واقع ہی *

شرح صحیح مسلم میں امام نوری اسی بصری میں لکھتے ہیں

کہ قال جمهور السلف والظلف من الطوائف المذكورة يجوز فی الصحیح

اذا جزم بانہ اسی المعانی و هذا هو الصواب تقتضیہ احوال الصحابة

و من بعد ہم رضی اللہ عنہم فی روایتہم القصة الواحدة بالفاظ مختلفة

تم ہذا فی الذی یسمی فی غیر المصنفات اما المصنفات فلا یجوز تغییرھا

وانکان بالمعنی کہ سب اگلے پچھلوں نے روایت بالفاظ جائز رکھی ہی

احادیث میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اقوال میں اُوروں کے

بشوطیکہ یقین معانی کی صحت پر ہر دورے اور یہی صحیح اور درست ہی

اور حالات صحابہ اور اُنکے مابعد کے لوگوں سے بھی ٹھیک معلوم ہوتا

ہی کیونکہ ایک بات کو مختلف لفظوں میں اُنہوں نے روایت کیا ہی

علامہ اثیر الدین ابی حبان محمد بن یوسف بن حبان اندلسی کتاب

تذیل و تکمیل میں جو شرح تسہیل الخراید اور تکمیل المقاصد کی ہی

لکھا ہی کہ مصنف نے قواعد کلیہ کے اثبات میں استدلال حدیث کے لفظوں

سے کیا ہی حالانکہ یہہ اُس کی غلطی ہی آج تک مٹنے ایک کو بھی

اگلے پچھلے میں سے ایسا کرتے نہیں دیکھا اور کہیں الفاظ حدیث سے ایسا

استدلال نہیں کیا کیونکہ اُنکو وثوق اس پر نہیں ہوا کہ یہہ الفاظ وہی

ہیں جو پیغمبر خدا نے فرمائے تھے اور اگر ایسا وثوق ہوجاتا تو وہ الفاظ

مثال الفاظ قرآن کے قواعد کلیہ کے استطرار میں مانے جاتے اور عدم وثوق

کے دو سبب ہیں اول یہہ کہ راویوں نے نقل بالمعنی کرنا جائز سمجھا

تھا دوسرے یہہ سی حدیثوں میں مرافق کلام عرب کے لفظی غلطیاں

ہیں کیونکہ اکثر راوی غیر عرب تھے *

چوتھی بحث بالنسبت اسکے کہ کل احادیث

صحیحہ مفید یقین ہیں یا نہیں

ہمارے معتقدین نے لکھا ہی کہ احادیث متواتر مفید یقین ہیں

اور احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں جیساکہ تدریج میں لکھا ہی کہ

والول ای المتواتر یوجب علم الیقین والثانی اے المشہور مفید علم

طمأنیۃ والثالث دہو خبر الواحد یوجب العلم ہون علم الیقین وقیل

لا یوجب شیئاً منہما اور نیز اخبار احاد کی نسبت لکھا ہی کہ

ان خبر الواحد یحتمل الصدق والكذب وبالعادلۃ یترجم جانباً صدق

یعنی لایقینی احتمال الکذب و ہومعنی العلم وجوابہ اننا نسلم یرجم

جانباً الصدق الی حیث لا یحتمل الکذب اصلاً بل العقل شاہد بان خبر

الراحد العدل لا یرجب الیقین وان احتمال الکذب قائم وان کان مرجوحاً

والا لزم القطع بالتقویہ عند اخبار العدلیین یعنی خبر متواتر تو مفید

یقین ہی اور خبر مشہور سے علم اطمینانی حاصل ہوتا ہی نہ یقینی

اور خبر احاد عمل کے لیئے کافی ہی نہ یقین کے لیئے اور بعضوں نے کہا

ہی کہ اخبار احاد مفید علم ہی نہ واجب العمل اور خبر احاد کی نسبت

اگر کوئی کہے ۱ بلاشبہ خبر احاد میں احتمال صدق و کذب کا ہی

لیکن جب عدالت راوی سے جانب صدق غالب ہوگی بایں حیثیت کہ

احتمال کذب نہ رہا تو یہی معنی علم کے ہیں اس لیئے خبر احاد بھی

مفید یقین ہوگی جواب اُسکا یہہ ہی کہ ہم نہیں مانتے کہ جانب

صدق احاد میں ایسا غالب ہی کہ احتمال کذب کا باقی ہی نہیں رہا

بلکہ عقل اس پر شاہد ہی کہ خبر ایک آدمی کی گورۃ عادل ہی مفید

یقین نہیں اور احتمال کذب اُس پر قائم ہی گورۃ احتمال ضعیف

ہی ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یقین کرنا دو قیض پر لازم ہوجاے

اُن اخبار میں جو دو عادل راویوں سے منقول ہیں اور باہم متناقض

ہیں اور شرح صحیح مسلم میں لکھا ہی کہ جتنی حدیثیں غیر متواتر

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ہیں اُن کی نسبت معتقدین کا

یہہ قول ہی کہ وہ صرف مفید ظن ہیں نہ مفید یقین کیونکہ وہ احاد

ہیں اور احاد سے صرف علم ظنی ہوتا ہی نہ علم یقینی اور جبکہ

یہہ قاعدہ یہ نسبت اخبار احاد کے ٹھہر چکا تو کچھ فرق بخاری اور مسلم

اور غیر بخاری اور مسلم میں نہیں ہی اور اس بات سے کہ عمل کرنا

اُن حدیثوں پر اجماعاً ثابت ہی یہہ بات نہیں ثابت ہوتی کہ اس پر

بھی اجماع ہی کہ احادیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی یقینی

پیغمبر خدا کا کلام ہی صلی اللہ علیہ وسلم پس قطع کسی کتاب میں

لکھے ہوئے سے یہہ بات ثابت نہیں ہوسکتی کہ یقینی وہ کلام رسول

خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جبکہ کہ بتواتر منقول ہونا اُسکا

ثابت نہو کیا غریب کہا ہی قاضی ابوبکر باکلاتی نے کتاب الانتصار میں

کہ اگر کوئی مسئلہ ایک کتاب میں کیا ہزار کتاب میں بھی پایا جاوے

اور کسی امام کی طرف منسوب ہو تو اس سے یہہ ثابت نہیں ہوتا

کہ یقینی وہ مسئلہ اس امام نے فرمایا ہی جب تک کہ بتواتر اُس کا

منقول ہونا اُس امام سے ثابت نہو حالانکہ یہہ بہت ہی مشکل ہی

قطع پس ایسا ہی خیال کرنا چاہیئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کے مبارک قولوں کی نسبت کہ جب تک بتواتر اُن کا منقول ہونا ثابت

نہو جاوے تب تک اُس پر کامل یقین نہیں ہوسکتا *

فرائع شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہی کہ ابن صلاح اور چند

اہل حدیث نے یہہ گمان کیا ہی کہ روایت بخاری اور مسلم کی مفید

یقین ہیں حالانکہ یہہ بڑا دھوکہ ہی کیونکہ جو شخص اپنے دل میں

سوجھتا وہ اس بات کو پالہدہاتہ مانیکا کہ قطع اُن کا روایت کرنا

یقین کے لیئے کافی نہیں اور کیونکہ ہوسکتا ہی اس لیئے کہ اُن میں

بہت سی ایسی حدیثیں ہیں جو ایک دوسرے کی نقیص ہیں اور اگر

اُن سب پر یقین کیا جاوے تو متناقض باتوں کا ماننا لازم آوے پھر حال

منجملہ اُن احادیث کے جن کی عدم صحت کا اقرار محدثین اور
فارحین نے کیا ہے چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں *

اول صحیح بخاری میں لکھا ہے عن عروۃ ابن النبی خطب عیسیٰ
قال کہ ابوبکر انما انا اخوک فقال انت اخي في دين الله فتح الباری
میں اس حدیث کو غیر صحیح لکھا ہے کما قبل فی صحتہ هذا الحدیث
نظر لى الصلة لبي بکر انما كانت بالمدينة و خطبة عیسیٰ كانت بمكة
فكيف يلتزم قوله انما انا اخوک اس حدیث کی صحت میں صرف ایک
تاریخی واقعہ کے مخالف ہونے سے کلام کیا گیا کیونکہ حالت ابوبکر صدیق
مدینہ میں ہوئی اور خطبہ عیسیٰ مدینہ مکہ میں قبل اُس کے تو
قبل از حلت و اخوت ابوبکر صدیق کا کہنا انما انا اخوک صحیح نہیں
ہو سکتا *

دوسرے صحیح بخاری میں لکھا ہے عن ابی ہریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم اباه فیقول یارب انک وعدتني

الاتھرتی يوم یبعثون فیقول اللہ اتي حرمہ العنک علی الامم ان اس
حدیث کی عدم صحت کا بھی اقرار مستحقین نے کیا ہے کما قبل وقد
استشكل الاسماعیلی هذا الحدیث من اصله و طعن فی صحتہ فقال هذا
حدیث فی صحتہ نظر اور اس حدیث کی صحت میں اس لیے کلام کیا
ہے کہ حضرت ابراہیم کی شان سے خلاف ہے کہ جب خداے عز وجل
نے اُن کو شفاہت سے اپنے باپ کی دنیا میں منع کر دیا تو وہ کیونکر پھر
نیاست میں خلاف حکم خدا کے شفاہت کریں گے *

تیسری روایت نمبر ۲۷۷۷ بڑھنے پیغمبر خدا کے جنازہ پر ابن ابی مسلول
کے جو بخاری میں ہے مستحقین نے کلام کیا ہے اور باقلانی نے صاف
اس حدیث کا انکار کیا ہے *

چوتھے صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے یہ حدیث
منقول ہے کہ ان ابوسفیان قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اسالک

ثلاثا فاصطأ ایاہن منہن عندي لامل العرب ام حبیبۃ ازوجک ایاہا
زاد المعاد فی ہدی خیر العباد میں لکھا ہے کہ فی هذا الحدیث فاعلم طاهر
لخفاء یہ کہ اس حدیث کی غلطی ایسی ظاہر ہے کہ ذرا بھی اُسکی
غلطی پوشیدہ نہیں اور اُس کی غلطی یہی اسی وجہ سے مانی گئی
کہ وہ تاریخی واقعہ کے خلاف ہے کیونکہ حضرت ام حبیبہ عبداللہ بن
حبیش کی متکوحہ تھیں اور حبیبہ اپنے خاوند کے ساتھ ہجرت
کو گئی تھیں جب وہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور ام حبیبہ اپنے دین
پر قائم رہیں تب پیغمبر خدا نے نباشی کے ذریعہ سے اُن سے نکاح کیا
اور یہ امر قبل از فتح مکہ کے ہوا اور ابوسفیان فتح مکہ کے دن
ایمان لایا اور پیغمبر صاحب کے سامنے آیا اسی واسطے اس حدیث کی
غلطی ثابت ہوئی و قال ابو محمد بن حزم و هو موضح بلاحک نذہ

عمرۃ بن عامر و قال ابن الجوزی فی هذا الحدیث هو وہم من بعض
الرواة لا حک فیہ و لا تردد *

یہ بات اگر مانی جاوے کہ اُن کے راوی جامع شرایط تھے تو اس سے صرف
زیادہ ظن ہو سکتا ہے لیکن یہ بات کہ اُن کی روایت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے یقینی ثابت ہے اس پر ہوگز اجماع نہیں ہے اور کیونکر
اُس کا اجماع ہو حالانکہ اس پر بھی اجماع نہیں ہے کہ جو کچھ اُن
دوئوں کتابوں میں ہے وہ سب صحیح ہے کیونکہ بعض راوی اُنکے لدی تھے
بعض اہل بدعت تھے اور اہل بدعت کی روایت کا قبول کرنا مختلف فیہ
ہے تو اجماع کا دعویٰ اُن کی مرویات کی صحت پر کہاں باقی رہا
غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ حدیثیں بخاری و مسلم کی اُن کی شرط پر
صحیح ہوں اور اس سے سوائے ظن کے یقین کا فائدہ نہیں ہوتا *

پانچویں بحث بے نسبت اُس کے کہ کتب

صحت کی احادیث کی صحت بمرتبة

یقین ثابت ہے یا نہیں

یہ بات مسلمات سے ہے کہ منجملہ کتب احادیث کے صحاح ستہ
اور سوائے امام مالک اعلیٰ درجہ کی ہیں اور ان کے جامعین نے
نہایت احتیاط اور کمال محنت سے احادیث کی تصحیح کی ہے پھر
اُن میں سے صحیحین یعنی صحیح بخاری و مسلم اعلیٰ درجہ پر ہیں
اور اُن کی تحقیق بہت بڑھی ہوئی ہے مگر یہ کہنا کہ کل احادیث
اُن کی ایسی صحیح ہیں کہ جن کی صحت پر مرتبہ یقین کا ہو
صحیح نہیں ہے چند وجہ سے اولاً جو احادیث متواتر نہیں ہیں
اُن کی صحت کا ہر مرتبہ یقین ہوتا ایسا امر ہے جس کا کسی محقق
نے دعویٰ نہیں کیا ثانیاً ان کتابوں میں بعض حدیثیں ایسی بھی
ہیں جن کی عدم صحت بالبداهۃ ظاہر ہے اور جسے فارحین اور
محققین نے صاف صاف لکھ دیا ہے اور پھر بعض راوی ایسے بھی ہیں
کہ جنکی جرح اور محدثین نے کی ہے تو کیونکر یہ دعویٰ کیا جاوے
کہ مثلاً آیات قرآن کے ہر حدیث قطعی اور یقینی ہے چنانچہ میں
پہلے تمثیل کے چند اقوال اور چند احادیث کو نقل کرتا ہوں *

شرح اصول بزدوی میں لکھا ہے کہ ابو عمرو دمشقی نے لکھا
ہے کہ بخاری نے ایسی جماعت سے استناد کیا ہے جس کی نسبت اور
مستندین نے جرح کی ہے مثلاً عکرمہ اور اسماعیل اور عاصم اور عمرو
بن مرزوق و غیرہم کے اور مسلم نے بھی سوید بن سعید وغیرہ سے
استناد کیا ہے جس پر اوروں نے طعن کیا ہے *

جامع الاصول میں لکھا ہے کہ حدیثیں جو ہمارے اماموں نے
روایت کی ہیں بعض اُن میں سے صحیح ہیں بعض سقیم اور اس کا
سبب اختلاف جرح و تعدیل رواۃ ہے *

دار قطنی نے کہا ہے کہ در سر دس حدیثیں صحیحین کی ضعیف
ہیں جن میں اسی مخصوص یہ بخاری اور تیس مخصوص یہ مسلم
اور سو مشترک دونوں میں ہیں *

پانچویں ملا علی قاری قدس رجال میں لکھتے ہیں کہ روایت مسلم کی جاہل سے قصہ حجۃ الوداع میں ایسی مختلف ہی کہ انہیں ایک ضرور چھوٹی ہی کیونکہ ایک میں لکھا ہے کہ آنحضرت نے طواف کر کے نماز ظہر کی مکہ میں پڑھی دوسری میں لکھا ہے کہ نماز ظہر کی منی میں ادا کی ولہذا قال ابن حزم فی ہاتھیں الروایین احد ہما کذب ۵ شک *

اور اسی طرح حدیث اسراء قبل الریحی اور حدیث خلق کریمہ یوم السبت اور حدیث اول ما نزل من القرآن اور حدیث صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیٰ صحبہ وسلم اور حدیث کعبہ وکعبات کی غلطی اور ضعف کا محققین نے اظہار کیا ہے اور اسی طرح حدیث نذک کی موضوعیت کا جو صحیح بخاری میں ہے صاف اقرار محققین نے کیا ہے پس باوجود اس کے ہر حدیث کی صحت کو قطعی اور یقینی سمجھنا خلاف تحقیق محققین سابق کے ہے اگر مستفتی کو اس قدر پر یہ شبہ ہو کہ میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور نہ کسی پر عمل کرنا جائز ہے اور بخاری اور مسلم پر بھی اعتبار صحت کا نہیں تو یہ اس کی سمجھ کی غلطی ہے کیونکہ میرے اپنے اس جواب میں صرف اصولی مسائل کو بیان کیا اور محققین کے اقوال کو نقل کیا اور چونکہ ہمارے اہلہ جنس اصل بات کو تو دیکھتے نہیں اور مطلب پر غور نہیں فرماتے دوسری طرف سے طعنات اعتراض کرنے لگتے ہیں اس لئے حقیقت میں مطلب اُور کا اُور ہر جاتا ہے میرا مقصد یہ ہے کہ جن محدثین نے صحاح ستہ کو جمع کیا وہ بڑے متعلق اور متورع اور امام اور دین کے پیشوا تھے اُن کی نیت نیک تھی اُن کی صداقت اور سچائی اعلیٰ درجہ پر تھی اور انہوں نے احادیث کو حوالے تک ممان تھا نہایت احتیاط سے جمع کیا اور راویوں کے الفاظ اور کلمات کو بہت مہنت سے یاد کیا اور اپنے نزدیک انہوں نے کوئی دقیقہ تصحیح کا پاتی نہیں رکھا اور ان کتابوں میں حدیث کی صحت بخاری اور صحیح مسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور اُن کی احتیاط اور تعاقب بہت زیادہ ہے مگر جو کچھ ان محدثین نے لکھا اور جمع کیا اُس کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اُس کے راوی اس کثرت سے ہوں کہ جن پر عقل احتمال غلطی کا ہو ہی نہ سکے اُسے متواتر کہتے ہیں اور اُس کی صحت پر کامل یقین ہے دوسری احاد ہیں جو اُس درجہ پر نہیں پہنچیں اس لئے ایسا یقین صحت کا اُس پر نہیں ہے کہ اُس میں غلطی کا احتمال نہیں مگر اُس پر عمل کرنا جائز ہے جب تک کہ اُس کا تعارض اور مخالفت اُن اصول صحیحہ علیہ سے ثابت نہ ہو جو واسطے تصحیح احادیث کے قرار دئے گئے ہیں اور پھر ان اخبار احاد کی نقل میں محدثین نے نہایت احتیاط کی مگر پھر بھی وہ غلطی اور خطا سے نہیں بچتے اور بعض بعض احادیث کی راویات میں اُن کو دھوکہ ہو گیا پس ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ ہم اُن حدیثوں کو جو صحاح میں مضمناً یا بطوری اور مسلم میں مذکور ہیں صحیح جانینگے اور اُس پر عمل

کرینگے لیکن جب اُس کی مخالفت کسی اصل صحیح سے منجملہ اُن اصول کے ثابت ہوگی تب ہم اُس کو صرف اس وجہ سے کہ یہ حدیث صحاح ستہ میں لکھی ہے واجب القبول نہ جانینگے کیونکہ کسی محقق نے ایسا نہیں کیا نہ کوئی ایسا نہ سکتا ہے اور جو ایسا دعویٰ کرے وہ کوئی اپنے دعوے پر قائم نہیں رہ سکتا اور آخر کار اُسے بھی اسی راہ پر آنا ہوگا جس پر ہم جاتے ہیں پس ہر دوق میں درمیان اسکے کہ احادیث احاد مفید یقین نہیں ہیں اور درمیان اسکے کہ وہ غلط ہیں اور درمیان اس کے کہ وہ واجب العمل نہیں ہیں باوجود تعارض اور تخالف کے اور درمیان اس کے کہ جائز العمل ہیں جب تک اُنکا تعارض ثابت نہ ہو اور درمیان اس کے کہ محدثین مضمناً اور مضمناً نہ تھے اور اُن سے غلطی ہوتا ممکن تھی اور نہ احتیاط کے اُن سے بڑا بشریہ غلطی ہوئی اور درمیان اس کے کہ وہ چھوٹے تھے اور چھوٹے باتیں انہوں نے جمع کیں پس جو کوئی دوسری بات کو صحابی طرف منسوب کرے اسکا الزام اُس پر ہی نہ ہو کہ وہ غلط ہے بلکہ یہی مما یقولون *

۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری
مہدی علی کچہی کٹر مرزا پر

استفتا

- ۱ کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین کہ اگر زید معتقد یا قائل اُن امور کا ہو جو کہ نیچے بیان کیئے جاتے ہیں اور پھر عمرو اُسے امام اور پیشوا اور مقتدا ہیں سمجھے تو عمرو کی نسبت عموماً کیا حکم ہے *
- ۲ اگر اللہ جل شانہ جہت اور حیث اور صورت اور جسم اور مکان سے منزہ نہیں ہے *
- ۳ قرآن مجید نہ جامع ہے نہ مانع یعنی جس قدر نازل ہوا تھا وہ سب محفوظ نہیں رہا اور جو قرآن نہیں تھا وہ قرآن میں داخل ہو گیا *
- ۴ قرآن موجودہ غلطیوں اور کتب کی بھریوں سے بھرا ہوا ہے *
- ۵ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی ایسی حالت ہو گئی تھی کہ کھانا کچھ چاہتے اور پانی مبارک سے اُور کچھ نکل جاتا اور یہ سب مسطور ہونے کے بعد نہ جانتے نہ میں کیا کہتا ہوں *
- ۶ اُن حضرات صلی اللہ علیہ وسلم نے بتوں کی تعریف قرآن پڑھنے کی حالت میں متروک کی ہے مانع ہے *
- ۷ خدا کو بعض آیتوں میں بتوں پر توارہ ہوا یعنی جو کچھ ہم نے کسی بندے کی زبان سے سنا ہے کہ اسی کو پھر خدا نے بذریعہ جبرئیل انیس کے نازل کیا *
- ۸ باوجود نہ لگنے جاتے تھے خدا کے وقت ظہر کے اور صعداً ترک کرنے سمیت کے ذبحہ حال ہے *
- ۹ عوام عربی زبان کے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا جائز ہے *
- ۱۰ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی موضوع حدیثیں ہیں *
- ۱۱ صحابہ کے اقوال واجب العمل نہیں ہیں وہ بھی آدمی تھے اور ہم بھی آدمی ہیں *

استفتی
مہدی علی

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۸]

۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قوتیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام پتارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس قوتی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ غراہ بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مقامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو یہ قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی یہ قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۸۲

خط

نوشتہ سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب

مہدی مہدی - میں نے آپ کا مضمون جس کا عنوان سوال و جواب ہے دیکھا اور اسی طرح بے قصد دل سے اُٹھنے والے غرق سے وجد کیا جس طرح کہ آدم نے انجان جانب کار خدا کی بات پر وجد کیا تھا زندہ باہمی و جانوں باہمی آمین - مگر میں ایک بات پر آپ کی ترجمہ چاہتا ہوں کہ آپ نے تاریخ الفاظ قرآن مجید کی اُن کے مدلول ظاہری سے یا اُن مدلولات سے جو لوگوں نے اپنے خیال میں اُن الفاظ کا مدلول ٹھہرا رکھا ہے مگر اُس کی تصریح قرآن مجید میں نہیں ہے پانچ حالتوں میں جائز رکھی ہے یا لباس بہ تصور کیا ہے یا اُس تاریخ کو انکار جزو قرآن قرار نہیں دیا اور یہ بالکل حق اور سچ ہے آمنا و صدقنا چنانچہ ایک مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اگر الفاظ اور کلمات کے لفظی معنی مراد لینے سے مخالفت قرآن کی کسی امر موجودہ واقعہ سے ہوتی ہو تو ظاہری معنی مراد نہ لینے چاہیئے“ اور دوسرے مقام پر آپ ارقام فرماتے ہیں کہ ”اسماء موجودات سے جن کا ذکر قرآن میں بلا تشریح اُن کی حقیقت کے ہے وہ حقیقت مراد نہ لینا جو لوگوں نے سمجھ رکھی ہو اور جس کا ثبوت نہ کتاب و سنت سے ہوتا ہو اور نہ جس کے اثبات پر سوائے اوہام و ظنون کے کوئی عقلی دلیل ہو تو اُن اسماء سے موافق قرینہ مقام کے کوئی ایک وجہ مراد لینا متعجلہ وجہ خارجی یا حسی یا خیالی یا عقلی یا تشبیہی کے جائز ہے یا انکار جزو قرآن سے نہیں ہے“ جزاک اللہ فی الدارين غیرا *

اب خیال کرو کہ قرآن مجید میں شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اُس کی حقیقت و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی یہودیوں نے اور مشرکین عرب نے اُس کی ایک صورت و حقیقت اپنے ذہن میں سمجھ رکھی تھی اور بعض قوموں نے ظلمت و نور کو اور بعض نے اہرمون و یزدان کو شیطان اور خدا سمجھ رکھا تھا اور علیٰ ہذا التیاس ہر ایک قوم نے اپنے اپنے خیالات کے موافق شیطان کی ایک حقیقت سمجھ رکھی تھی یا قرار دی تھی قرآن مجید میں یہ نام تو آیا مگر اُس کی حقیقت یا ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی *

البتہ ہم اُس کی کچھ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہیں بڑی صفت اُس کی جو ہمزگہ ذاتیات کے ہے اور جس سے

کرنا اُس کی حقیقت یا ماہیت پائی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغربی آدم ہے نہیں تھا بلکہ وہ قیامت مغربی انسان علیٰ المعصیۃ ہے کیا قال اللہ تبارک و تعالیٰ قال فیموتک لاغریہم اجمعین اور یہ ہے کہ وہ ہمارے بدن میں ہمارے غریب کے ساتھ ہوتا ہے کاردی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان یجری من الانسان مجری الدم اور یہ ہے کہ وہ ہم میں اور ہماری نماز میں غراۃ نماز کا وجہ مرجورہ فی الخارج سمجھو یا نہ سمجھو حایل ہوجاتا ہے کاردی منہ صلب الشیطان حال بیانی و بین صلاتی پس یہی اوصاف حمیدۃ اُن بزرگ ذات کے ہیں جو ہم کو غار نے بتائے ہیں *

اب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ مثل اہل جنت کے لفظ شیطان سے ایک وجہ مستقل مرجورہ فی الخارج مراد لیں کیونکہ حتی المقدور ہر اسم سے اُس کے معنی کا مرجورہ مرجورہ مستقل مرجورہ فی الخارج سمجھنا چاہیئے لیکن اس سمجھنے کے لیئے ضرور ہے کہ وہ حقیقت اُسکا ایسا وجود ہونے کے لیئے اُس کے ایسے وجود کا ثبوت قطعی اور واقعی بھی چاہیئے کیونکہ صرف نام سے وجہ خارجی تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے بلکہ اگر اُس کا وجہ خارجی ثابت نہ ہو سکیگا تو لا معالہ وجہ خیالی یا عقلی یا تشبیہی قرار دینا پڑیگا جیسا کہ آپ نے اصل مصنفہ پنجگانہ میں قرار دیا ہے *

اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے پیغمبر نے بتلائی ہیں ہم اپنے میں اثر تو پاتے ہیں مگر کسی وجہ خارجی کو نہیں پاتے دن رات ہم کو شیطان پہناتا ہے اور گناہوں میں پہناتا ہے مگر کوئی وجہ خارجی محسوس نہیں ہوتا بلکہ ہم بالیقین پاتے ہیں کہ غرہ ہم ہی میں ایک قوت ہے جو ہم کو سیدھے رستے سے ہٹاتی ہے ہم کو بے انتہا ترغیبات سے بہکاتی ہے شیطان سمجھ کر اُس کی قازمی پکڑ لیتے ہیں اور زور سے طمانچہ مارتے ہیں مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی سفید قازمی اپنے ہاتھ میں اور اپنا ہی کال لعل دیکھتے ہیں *

پس اگر ہم شیطان کے لفظ سے وجہ خارجی مراد لیں تو نہ تو مراد لے سکتے ہیں اس لیئے کہ اُس کے وجہ خارجی کا ثبوت واجب ہے حالانکہ کچھ ثبوت نہیں اور نیز امور موجودہ واقعہ کے برخلاف ہے کیونکہ اُس کی صفات منصرصہ کا اثر ہم کسی دوسرے وجہ سے نہیں پاتے بلکہ خود اپنے آپ میں پاتے ہیں اور نیز کتاب و سنت سے اُس کے وجہ خارجی کا ثبوت نہیں ہوتا ہے بلکہ صرف اوہام و ظنون سے لوگوں نے اُس کا وجود خارجی ٹھہرایا ہے اس لیئے واجب ہے کہ متعجلہ اسام وجہ کے سوائے وجہ خارجی کے اور کسی قسم کا وجہ شیطان کا سمجھا جائے - تقدیر والسلام *

آپ پر خدا
سید احمد

نمبر ۸۳

روٹدان

اجلاس صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم
مسلمانان ہندوستان واقع ۱۳ مئی سنہ
۱۸۷۲ء

ممبران موجودہ

- مولوی اشرف حسین خان صاحب رئیس بنارس *
سید ظہور حسین صاحب رکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
مرزا محمد رحمہ اللہ بیگ صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
منشی محمد سبحان صاحب سررہنہ دار کلکٹری بنارس *
حافظ محمد فضل الرحمن صاحب رکیل عدالت بنارس *
مولوی محمد عبدالستار صاحب رکیل ہائی کورٹ الہ آباد *
مولوی شجاع الدین حیدر صاحب رکیل عدالت بنارس *
منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار *
مولوی علیم اللہ صاحب ڈگری نویس عدالت دیوانی بنارس *
شیخ عبداللہ صاحب معمر عدالت دیوانی بنارس *
شیخ غوث علی صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
خراجہ عبداللہ صاحب رکیل عدالت بنارس *
سید غلام نجف صاحب رکیل عدالت بنارس *
حافظ مجتبیٰ کریم صاحب معمر اول معکمہ صفائی ہند بنارس *
سید عبدالعزیز صاحب *
مولوی سید عبداللہ صاحب اتالیق مہاراجہ درہنگا *
مولوی امین الدین صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سب آرڈینٹ جج بنارس *
قاضی محمد باقر صاحب سب انسپکٹر پولیس *
منشی ممتاز علی صاحب معمر نرجداری بنارس *
حافظ منایہ الرحمن صاحب طالب العلم کونینز کالج بنارس *
شیخ امید علی صاحب ڈگری نویس معکمہ سب آرڈینٹ جج بنارس *
مولوی قطب الدین صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
شاہزادہ مرزا زوردار بخش بہادر *
شاہزادہ محمد مرزا کرامت شاہ صاحب بہادر *
سید سجاد علی صاحب رکیل عدالت دیوانی بنارس *
مولوی محمد محمود اشرف صاحب رئیس بنارس *
شاہزادہ مرزا شمس الدین بخش بہادر *

- سید مظہر علی صاحب رئیس بنارس *
مولوی محمد عارف صاحب قاض کلکٹری بنارس *
سید قدا حسین صاحب انسپکٹر پولیس تھانہ مرزا مراد *
شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
منشی افضل الدین صاحب پیشکار *
منشی رعایت حسین صاحب معافظ دتتر عدالت دیوانی بنارس *
محمد یار خان صاحب رئیس مراد آباد *
مولوی اشرف حسین خان صاحب رئیس بنارس نے صدر انجمن *
کی کرسی پر اجلاس کیا *
سید احمد خان سکرتری نے "رپورٹ سلیکٹ کمیٹی کی اجلاس کے
دوہرہ پیش کر کے تمام کارروائی سلیکٹ کمیٹی کی مختصر طور پر بیان
کی اور تیسرا حصہ رپورٹ کا جس میں مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا
طریقہ ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کیا ہی پڑھ کر سنایا اور یہ
خواہش کی کہ ممبران موجودہ اس طریقہ تعلیم پر غور فرماویں اور
اگر پسند ہو تو اُسکی پسندیدگی ظاہر کی جارے تاکہ اُسی بناء پر
آئندہ عمل درآمد ہو *
سید ظہور حسین صاحب نے اورگ سلیکٹ کمیٹی کی تمام کارروائی
کی پسندیدگی ظاہر کی اور نسبت طریقہ مجبوزہ تعلیم کے بیان کیا کہ
نہایت لائق اور قابل شخصوں کی بہت سی غور و مباحثہ کے بعد یہ
طریقہ تعلیم تجویز ہوا ہی اور ہو حقیقت نہایت عمدہ اور مفید ہی
اسلیئے میں اسی طریقہ تعلیم کی منظوری کی تحریک کرتا ہوں *
منشی محمد ممتاز علی صاحب نے مذکورہ بالا تحریک کی تائید
کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *
سید احمد خان سکرتری نے بعد منظور ہوجانے رپورٹ کے کہا کہ اب
نک جو کچھ تدبیریں کمیٹی نے کی ہیں وہ سب بشرطی انجام کر
پہنچیں یعنی اسباب اور موانع اہل اسلام کی تعلیم و تربیت کے اور
اُن کے علاج جو کمیٹی نے معلوم کرنے چاہے تھے اُن کی اچھی طرح
تحقیقات ہوگئی اور اس زمانہ میں جس طرز پر کہ مسلمانوں کی
تعلیم و تربیت ہونی چاہیئے اُس کا نہایت عمدہ اور مناسب طریقہ
ممبران سلیکٹ کمیٹی نے تجویز کر دیا جو ابھی اس اجلاس سے منظور
ہوا مگر اُس کے عمل درآمد کے لیئے بہت سا روپیہ درکار ہوگا اسلیئے
اب ہمکو ضرور ہی کہ روپیہ ہم پہنچانے کی تدبیریں کریں اس میں
کچھ شک نہیں کہ اس طریقہ تعلیم کے اجرا کے لیئے لاکھوں روپیہ درکار
ہونگے لکھوں روپیہ کا نام سننے سے البتہ ایک حیرت سی ہوتی ہی مگر
میں خیال کرتا ہوں کہ تمام ہندوستان کے مسلمان نہیں بلکہ صرف
ممالک مغربی و شمالی کے مسلمان بھی اگر انسانیت حاصل کرنے کو جو

- ۵ مولوی محمد حیدر حسین صاحب رئیس اعظم چوڑاہر وکیل
ہائی کورٹ الہ آباد *
- ۶ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب رئیس کڑا ماتک پور وکیل
ہائی کورٹ الہ آباد *
- ۷ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس دہلی وکیل ہائی
کورٹ الہ آباد *
- ۸ سید طہر حسین صاحب رئیس مراد آباد وکیل ہائی کورٹ
الہ آباد *
- ۹ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس و تعلقہ دار پھیکم پور
ضلع ملیگٹہ *
- ۱۰ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس ملیگٹہ اسٹنٹ سکریٹری
سین ٹیفک سرسیتی ملیگٹہ *
- ۱۱ خواجه محمد یوسف صاحب رئیس ملیگٹہ وکیل عدالت
دیوانی ملیگٹہ *
- ۱۲ مولوی سید مہدی علی صاحب رئیس اثاوتہ ڈپٹی کلکٹر ضلع
مرزا پور *
- ۱۳ مولوی سید زین العابدین صاحب رئیس مچھلی شہر صدر امین
پلند شہر *
- ۱۴ مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس وکیل عدالت
دیوانی بنارس *
- ۱۵ مولوی اشرف حسین خاں صاحب رئیس بنارس *
- ۱۶ شیخ غلام علی صاحب رئیس بنارس *
- ۱۷ حافظ احمد حسین صاحب رئیس پدایوں سفیر نواب صاحب
سابق والی ٹونک *
- ۱۸ فیض غیا الدین احمد خاں صاحب رئیس رمضان پور ڈپٹی
کلکٹر پریلی *
- ۱۹ خواجه فضل احمد خاں صاحب رئیس دہلی ڈپٹی کلکٹر
شاہجہان پور *
- ۲۰ سید محمد میر بادشاہ صاحب رئیس دہلی منصف کانپور *
- ۲۱ منشی محمد صدیق صاحب بہادر ڈپٹی کلکٹر نہر *
- ۲۲ منشی محمد یار خاں صاحب رئیس موہ آباد *
- ۲۳ سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی رئیس دہلی
سب آرڈینٹ جج بنارس *
- ۲۴ سید محمد احمد خاں صاحب بہادر رئیس دہلی اسٹرا
اسٹنٹ کمشنر ہردوٹی *
- ۲۵ سید محمد حامد خاں صاحب رئیس دہلی *

صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہی ایسا ہی ضروری سمجھیں جیسا کہ زندہ رہنے کے واسطے سامان معیشت کو ضروری سمجھتے ہیں تو اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہی ایک مدرسۃ العلوم کیا متعدد مدرسۃ العلوم قائم ہو سکتے ہیں اور اگر وہ اوسکو اپنے معمولی قصول اور بیفائدہ رسموں ہی کے برابر سمجھیں بلکہ اوس سے بھی کس قدر کمتر تو بھی اس قدر روپیہ جمع ہو سکتا ہی جس سے یہ مدرسۃ العلوم مسلمانان ہندوئی قائم ہو سکے پس میں تھریک کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی قائم کیجیے جو لوگوں سے چندہ وصول کرتی رہے اور چندہ وصول کرنے کی تدبیریں کیا کرے اور جس قدر چندہ وصول ہوتا جاتی اوسکو نہایت حفاظت سے رکھے اور اوس سے کچھ آمدنی کی تدبیر کرے تاکہ جس قدر ایسا سرمایہ جسکی آمدنی مدرسہ کے لیئے کافی ہو جمع ہو جاوے تو مدرسہ قائم ہو *

منشی محمد سبھان صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس کے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تھریک کی کہ اس کمیٹی کی کارروائی کے لیئے قرامد تجویز کیئے جاویں تاکہ اون قرامد کے بموجب کمیٹی قائم ہو *

حافظ صاحبی کریم صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سید احمد خاں سکریٹری نے مسودہ قرامد کمیٹی پیش کیا اور اوسکی منظوری کی تھریک کی اور بیان کیا کہ یہ مسودہ چند نہایت لائق اور قابل ممبروں کی صلاح اور مشورہ سے مرتب کیا گیا ہی جس میں سے چند ممبر اس وقت اجلاس میں بھی شریک ہیں پس اور ممبر بھی اس پر غور فرماویں اور اگر پسند ہو تو اجلاس سے منظور کیا جاوے *

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب نے اس تھریک کی تائید کی اور مسودہ پیش شدہ بالاتفاق پسند اور منظور کیا گیا *

مولوی عبدالستار صاحب نے تھریک کی کہ بموجب دفعہ ۳ قرامد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں ممبروں کا تقرر بھی اجلاس سے مل میں آوے اور تھریک کی کہ صاحبان مندرجہ ذیل اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوں یعنی *

- ۱ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ *
- ۲ مولوی محمد عثمان خاں صاحب بہادر تائب ریاست رامپور *
- ۳ نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر جاگیردار سنوٹی *
- ۴ حضرت مولوی سید امداد علی صاحب رئیس بہاگیر پور
سب آرڈینٹ جج کیا عرف صاحب گنج *

قواعد کارروائی

اور اس اسپیکل کمیٹی کے سکریٹری کا کام سید احمد خاں بہادر سے متعلق رہے اور ممبروں کی جو کچھ تجویزیں ہوا کریں انکو بذریعہ رپورٹ کے واسطے تصدیق کے اجلاس میں پیش کیا کریں *

میر سجاد علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

میر ظہور حسین صاحب نے تحریک کی کہ ممبران سلیکٹ کمیٹی کا جنہوں نے کمال کوشش اور جاتقاضی سے نہایت عمدہ اور مفید رپورٹ مرتب کی ہی شکریہ ادا کیا جاوے *

منشی ممتاز علی صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

منشی محمد سبھاں صاحب نے تحریک کی کہ تمام ممبروں کا جو اس کمیٹی میں شریک ہوئے اور چاند سے تائید کی شکریہ ادا کیا جاوے *

مولوی محمد عارف صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اسکے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاصہ ہوئی *

مصطفیٰ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکریٹری کمیٹی

نمبر ۸۴

قواعد کارروائی

مجلس

خازن البصاۃ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمین

نمبر ۹

سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری

نام اور مقصد

دفعہ ۱ یہ مجلس "مجلس خازن البصاۃ لتأسيس مدرسة العلوم للمسلمین" یعنی "مجلس اہلکار اور پینٹل کالج فنڈ کمیٹی" کے نام سے موسوم ہوگی *

دفعہ ۲ مقصد اس مجلس کا یہ ہوگا کہ واسطے قائم کرنے اس نام کے مدرسۃ العلوم کے جسکی تجویز صدر کمیٹی خراستکار ترقی تعلیم

۲۶ سید محمد محمود خاں صاحب رئیس دہلی لنکن رٹ کے پارسٹر رٹ لا اور طالب علم کریسٹ کالج یونیورسٹی کیمبرج *

حافظ مجتبیٰ کریم صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مولوی محمد عارف صاحب نے تحریک کی کہ بموجب دفعہ ۱ قواعد کمیٹی کے جو ابھی منظور ہوئے ہیں تقرر شدہ داروں کا اس کمیٹی کے ایسے عمل میں آوے اور تحریک کی کہ نواب محمد حسن خاں صاحب چگیر دار سنوئی میر مجلس اور سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی اس کمیٹی کے لفٹ انویزی سکریٹری مقرر ہوں *

سید ظہور حسین صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اسکے بعد سید احمد خاں سکریٹری نے تحریک کی کہ یہ کمیٹی خراستکار ترقی تعلیم مسلمانان ہمیشہ کے لیئے قائم رہے اور ترقی تعلیم مسلمانان میں جو امور پیش آویں اونپر ہمد اور کوشش کرتی رہے *

خواجہ عبداللہ صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

اس نے بعد سید احمد خاں نے اسباب کی تحریک کی کہ اس کمیٹی کے لئے میں ایک اسپیکل کمیٹی مقرر ہو جو ان علوم کی کتابوں کا سلسلہ درست کرے جتنا تعلیم دینا ممبران سلیکٹ کمیٹی نے اپنی رپورٹ میں تجویز کیا ہی *

مولوی شجاع الدین حیدر صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

حافظ فضل الرحمن صاحب نے تحریک کی کہ اس اسپیکل کمیٹی کے لیئے صاحبان مندرجہ ذیل ممبر قرار دیئے جاویں *

مولوی سید نور الدین احمد صاحب *

مولوی سید مہدی علی صاحب *

منشی ذکا اللہ صاحب *

مولوی محمد احسن صاحب مدرس پریای کالج *

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

مولوی سمیع اللہ خاں صاحب *

مولوی محمد اسماعیل صاحب اسٹنٹ سکریٹری سٹی ٹیک سوسپٹی

ملیقا *

مولوی نذیر احمد صاحب ڈپٹی کلکٹر *

مولوی محمد مظہر صاحب *

عہدہ داران

دفعہ ۹ منجملہ ممبروں کے ایک ممبر جسکو ممبران موجودہ منتخب کریں گے میر مجلس اور ایک ممبر لیف انری سیکرٹری ہوگا اور جو ممبر کہ میر مجلس مقرر کیا جائے اُسکو ہر اجلاس میں صدر انجمن ہونے کا حق ہوگا اور اُس کی غیر حاضری میں ممبران موجودہ میں سے جو ممبر پہلا ہو وہ صدر انجمن ہوگا مگر ان مہندسوں کا پہلی دفعہ تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں *

دفعہ ۱۰ ممبران مجلس کو کسی شخص یا اشخاص کو بطور اسٹنٹ سیکرٹری مقرر کرنے کا اختیار ہوگا اور ہر صورتیکہ وہ ممبر نہ ہو تو اُسکے لئے وظیفہ مناسب بھی مقرر کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۱ مہندسداران مذکورہ کا تقرر صرف ایک سال کے لئے ہوگا اور ہر سالہ اجلاس میں ممبران شریک اجلاس کی تجویز سے تقرر جدید بذریعہ بیلٹ پکس حسب قاعدہ مندرجہ دفعہ ۳ ہوا کریگا *

دفعہ ۱۲ ہر مہندسدار کا تقرر مہندسداران جدید اور ہر ایک ممبر یا وہ شخص جو لیف سیکرٹری مقرر ہوا ہی مہامان الیحدہ اپنے عہدہ پر مقرر رہیں گے مگر جبکہ وہ کسی عدالت کے فیصلہ اخیر سے مجرم خیانت مجرمانہ یا زنا یا سوئے یا حلف دروغی یا جملہ ازی یا فریب یا رشوت ستانی یا بزدلی کے مجرم ہو کر سزایاب ہوں تو وہ از خود معزول متصور ہونگے اور تمام اختیارات اور حقوق جو اُنکو بذریعہ اُس منصب کے حاصل ہونگے سب معدوم ہو جائیں گے *

دفعہ ۱۳ ہر ایک ممبر یا مہندسدار کو اپنے عہدہ سے مستعفی ہونے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۱۴ کوئی ممبر یا مہندسدار سوائے اسٹنٹ سیکرٹری کے جو بموجب دفعہ ۹ کے وظیفہ دار مقرر ہوا ہو اپنے عہدہ کے انجام میں کسی اجرت یا کسی قسم کے معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا *

دفعہ ۱۵ جو مہندسدار کہ سال گذشتہ میں مامور رہے ہوں جائز ہوگا کہ سال آئندہ کے لئے بھی منتخب کیئے جائیں *

کام ممبروں کا

دفعہ ۱۶ ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنکی قومی بہتری کے لئے مدرسہ قائم ہوگا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی پہلائی اور

مسلمانان یعنی کمیٹی فارمی پیشہ فہرست اختیارات اس میتھ آف ٹرننگ امٹک مہمتنز آف انڈیا نے کی ہی اور وہ تجویز رپورٹ سلیمت کمیٹی مورخہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۱ ع میں مندرج ہی اور اُس میں بالتخصیص مسلمانوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ العلوم کا قیام کرنا تجویز کیا ہی ایسا سرمایہ جسکی آمدنی سے وہ مدرسہ قائم ہوسکے جمع کرے *

تقرر ممبران

دفعہ ۳ صرف اشخاص مسلمان ممبران مجلس کے ہونگے پہلی دفعہ اُنکا تقرر حسب تجویز ممبران کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کے ہوگا جو اُس تجویز کے وقت موجود اور شریک ہوں اور آئندہ اُنکا تقرر خود اُسی مجلس کے ممبروں کی تجویز سے ہوگا *

دفعہ ۴ ممبران مجلس کا انتخاب ہمیشہ بیلٹ پکس کے ذریعہ سے کیا جائیگا اور اگر ہاں اور ناہ کے قریب برابر تکلیف کے تو اُس وقت صدر انجمن کو ہاں یا ناہ کے قریب کے لئے رائے ترجیح دینے کا اختیار ہوگا *

دفعہ ۵ جو اشخاص کہ اس مجلس کے ممبر مقرر ہونگے وہ لیف ممبر یعنی تمام عمر کے لئے ممبر متصور ہونگے جب تک کہ وہ خود استعفاء دیدیں یا کسی جرم قابل العزل میں سزایاب ہوں *

دفعہ ۶ عہدہ ممبری سرورٹی نہرگا بلکہ بحالہ وثات یا استعفاء یا معزول ہونے کسی ممبر کے دیگر ممبروں کو اختیار ہوگا کہ بموجب احکام ان قواعد کے جسکو مناسب سمجھیں اُسکے بجائے دوسرا شخص ممبر مقرر کریں *

دفعہ ۷ اس مجلس کے ممبروں کی تعداد کچھ مہندس نہرکی بلکہ ممبران مجلس کو اختیار ہوگا جس شخص کو لایق سمجھیں اُسکو ممبروں میں منتخب کریں مگر ممبران مجلس انتخاب کرتے وقت خود اسباب پر خیال کریں گے کہ اسے اشخاص کو جسے کچھ تائید یا کاربوری یا مدد انتظام و کار و بار متعلق مجلس میں متصور نہر اُنکا ممبروں میں منتخب کرنا بعض بیفائدہ ہوگا *

دفعہ ۸ جو لوگ ممبر مقرر ہونگے اُنکو مجلس کی طرف سے ایک سند جس میں اُنکے ذرائع اور اختیارات مندرج ہونگے مع نقل قواعد مجلس موجودہ وقت کے ہی جاریگی اور اُسکے ذریعہ سے اُنکو تمام اختیارات جو ممبروں کو ہونے چاہئیں حاصل ہونگے *

قواعد کارروائی

قواعد کارروائی

دفعہ ۲۲ جس قدر زر چندہ جمع ہوگا سوارے اسی قدر روپیہ کی جائداد مذکورہ بالا واسطے مجلس کے وقتاً فوقتاً خریدی جاوے گی اور دستاویز پرائیسری ٹوٹ یا بیع نامہ روزینہ یا اراضی معانی کا یا کامذ حصہ بینک جو کچھ خریدنا چاہے بینک بینکال میں رکھے جاوے گی اور نیز اُسکو حسب ضابطہ اُسکا معاملہ وصول کرنے کی اجازت دی جاوے گی *

دفعہ ۲۳ سوارے خریدنے اُس جائداد کے جسکا دار اور ہوا اُس کسی کام میں زر سرمایہ خرچ نہ کیا چاہے گا لیکن اگر سرمایہ اس لاکھ روپیہ سے زیادہ جمع ہو چاہے تو زر زائد اس لاکھ میں سے صرف تین لاکھ روپیہ تک واسطے طہاری مدرسہ اور اُس کے مکانات متعلق کے صرف ہو سکیگا *

دفعہ ۲۴ جو سکوتر یا کوئی ممبر یا کوئی اجلاس برخلاف دفعہ ۲۲ کے زر سرمایہ صرف کریگا وہ مجرم خیانت مجرمانہ کا متصور ہوگا اور ہر شخص اُس پر دہری خیانت مجرمانہ کرنے کا حق رکھیکا *

دفعہ ۲۵ ممبران مجلس کو واسطے قایم کرنے اغراض مدرسہ الامر کے جسکے لیئے سرمایہ جمع کیا جاتا ہے منافع زر سرمایہ کے خرچ کرنے کا اختیار ہوگا اور اُس کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ زر منافع کو بطور اصل سرمایہ کے جمع کر دیں لیکن جب زر منافع بطور اصل سرمایہ کے جمع ہو چاروگا تو پھر وہ خرچ نہوسکیگا اور اُس سے تمام احکام اور قواعد دفعہ ۲۲ و ۲۱۰ قواعد ۵۰ کے متعلق ہر جاوے گی *

دفعہ ۲۶ کم سے کم ہر شش ماہی پر اجلاس ممبران مجلس کا ہوگا اور اُس شش ماہی میں جس قدر زر چندہ جمع ہوا ہوگا اُس کی کیفیت اور جو جو کارروائی نسبت فراہمی سرمایہ اور خرید جائداد متذکرہ دفعہ ۲۰ و ۲۲ عمل میں آئی ہوگی سب ایک روئداد میں مندرج ہوکر مشتمل ہوا کرے گی *

دفعہ ۲۷ ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ اجلاس ہونے کی تصریح سکوتری سے کرے اور اُس وقت سے دو ہفتہ کے اندر اجلاس کا منعقد ہونا ضرور ہوگا *

دفعہ ۲۸ کم سے کم تین ممبر اور ایک صدرانجلس اور ایک سکوتری کی ہرکے کامل نصاب اجلاس کی متصور ہوگی اور اُس سب کو راے دینے کا استحقاق ہوگا اور کارروائی مجلس کے لیئے ثبوت راے کا فیصلہ فاطم سمجھا جاوے گا مگر سکوتری کو تنہا یا بشرکت کسی ممبر کے اپنی ذمہ داری و جوابدہی پر کسی نہایت ضروری امر متعلقہ

بہتری میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کوئی فرض ہی جیسیکہ اُس قوموں کی (چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوارے اُن قوموں کے اُس کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز ہوگا الا اگر کوئی اُس قوم اور مذہب کا شخص اپنی خوشی سے بے درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۷ چندہ میں زر نقد جنس اور جائداد غیر مقررہ جو کوئی دے قبول ہو سکیگا لیکن اگر ممبران مجلس اُس جنس یا جائداد غیر مقررہ کو واسطے مقاصد تقرر مدرسہ مفید نہ سمجھیں تو اُن کو اُسے بیچ کر زر نقد کر لینے کا اختیار ہوگا اور اُس کا بیع نامہ سکوتری کی جانب سے حسب قوانین گورنمنٹ تصدیق ہوگا اور مجلس کی جانب سے بطور دستاویز مکمل تصدیق کیا جاوے گا *

دفعہ ۱۸ اِس مجلس کے ممبر اپنے ماتحت جہاں جہاں مناسب سمجھیں ماتحت مجلسیں مقرر کر سکتے ہیں مگر اُن ماتحت مجلسوں کے ممبروں کو بھی اُس کے زر چندہ وصول کرکر اس مجلس کے سکوتری کے پاس بھیج دیں اور کسی قسم کی کارروائی کا اختیار نہ ہوگا *

زر چندہ

دفعہ ۱۹ جس قدر روپیہ کہ ہنریہ چندہ یا ایسا جائداد یا منافع سرمایہ وصول ہو وہ سب بینک آف بینکال میں اِس مجلس کے حق میں جمع ہوگا اور صرف واسطے اغراض متذکرہ آئندہ کے سکوتری مجلس کی رسید سے طلب ہو سکیگا *

دفعہ ۲۰ جس قدر سرمایہ کہ مذکورہ بالا طریق پر جمع ہوگا اُس سرمایہ سے گورنمنٹ پرائیسری ٹوٹ یا روزینہ فراہمی جنکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ع میں ہی یا بینک آف بینکال کے حصہ یا اراضی معانی فراہمی بحق مجلس خریدی جاوے گی تاکہ اُس کی آمدنی سے مدرسہ مطلوبہ قایم ہو اور جب تک کہ کل ممبران مجلس کی صلح نہ ہو اور ثبوت راے سے اجازت نہوے اُس وقت تک اور کوئی جائداد سوارے جائداد مذکورہ بالا کے خریدی نہ جاوے گی اور ممبران مجلس میں سے ہر شخص کہیں چلا گیا ہو یا راے مطلوبہ کا جواب دے میں تک نہ بھیجے تو اُس کی راے انکاری تصور کی جاوے گی مگر مذکورہ بالا جائداد میں سے ایک جائداد کا دوسری جائداد میں تبدیل کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۲۱ چندہ دینے والا متعین کر سکتا ہے کہ مذکورہ بالا جائداد میں سے کس قسم کی جائداد اُس کے روپیہ سے خریدی جاوے *

تہذیب کی اور جب ترمیم قواعد کی ضرورت معلوم ہو تو یہ وجہ دفعہ ۲۰ قواعد ہذا کے ممبروں سے رائے طلب کرنی اور اکثریت رائے قرار دینے کی پابندی کی جارہی ہے *

دفعہ ۳۵ تمام کفہ اور روئدادیں اور قواعد مجوزہ اور رسیدیں اور بل اور ہر قسم کی دستاویزیں جو اس مجلس سے متعلق ہوں لیف سکریٹری کے دستخط سے مستحکم اور مستند متصور ہونگی اور لیف سکریٹری کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ کوئی خاص وجہ پیش ہونے پر کسی شخص کو اجازت دے کہ اُسکے لئے دستخط کرے مگر شرط یہ ہے کہ قبل ایسی اجازت دینے کے لیف سکریٹری کو اجلاس میں اُس وجہ خاص کو پیش کرنا اور جس شخص کو ایسی اجازت دینا چاہتا ہے اجلاس سے اُسکی منظوری حاصل کرنا ضرور ہوگا *

دفعہ ۳۶ ایسی حالت میں اگر کسی قسم کا خرچ یا نقصان پیش آئیگا تو لیف سکریٹری اور وہ شخص جس نے اُسکے واسطے دستخط کیا ہے دونوں جوابدہ اور ذمہ دار متصور ہونگے *

دفعہ ۳۷ یہ قواعد کمیٹی خراستکار کوئی تعلیم مسلمانان کے اجلاس سے سنہ ۱۸۷۲ ع مطابق سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں منظور کیئے گئے *

دستخط سید احمد خاں بہادر

سی ایس آئی سکریٹری مجلس

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتداء اجرا سے آج تک بہ ترتیب فروخت ہونے کو موجود ہیں قیمت اُن کی حسب تفصیل ذیل ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بہ نام بنارس بیویچکر پرچہ ہائے مذکورہ طلب کرلے *

تفصیل قیمت یہ ہے

قیمت پرچہ ہائے مذکور روز اجرا یعنی یکم شول

سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر سال

مذکور ہایت سہ ماہ ...

قیمت پرچہ ہائے مذکور ابتداء محرم سنہ

۱۲۸۸ ہجری سے لغایت آخر سال مذکور

ہایت دوازدہ ماہ ...

مجلس کا انجام دے لینا بشرط منظوری اجلاس جائز ہوگا اور پھر اجلاس سے یا وہ منسوخ ہوگا یا بحال رہیگا *

دفعہ ۲۹ تمام روئدادیں اجلاسوں کی بدستخط اصلی صدرانجمن و سکریٹری کے بینک آف بنگال میں جہاں تمام سرمایہ جمع ہوگا بھیج دیجاوینگی اور وہ روئدادیں ملحدہ یا پفریمہ کسی اخبار کے ہمیشہ مشہور ہونگی اور ایک یا دوکاپی مطبوعہ بھی بینک آف بنگال میں بھیجی جایا کرینگی *

دفعہ ۳۰ تمام روئدادیں اور حساب مجلس کے انگریزی اور فارسی میں مرتب ہونگے اور ہر ششماہی پر ایک کاپی تمام حساب کی بینک آف بنگال میں واسطے امانت رکھنے کے بھیج دی جارہیگی اور بینک آف بنگال کو اُسکے دیکھنے اور اپنے جہاں کے حساب کی کتابوں سے اُسکے مقابلہ کرنے کا اختیار ملی ہوگا *

دفعہ ۳۱ ہر ششماہی پر حسابات مجلس کے واسطے اطلاع نام کے ملحدہ یا کسی اخبار میں مشہور ہرا کرینگے *

مہر مجلس کی

دفعہ ۳۲ یہ مجلس اپنے لئے ایک گول مہر بنائیگی جسکے سرے پر کوئی کے تاج کا نقش ہوگا اور اُسپر ہشت انگریزی یہ لفظ لکھوئے جارینگے ”وٹھوریا رجینا“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں ہشت انگریزی یہ الفاظ لکھوئے جارینگے ”سی محمدن اینگلو لورینٹینک کالج فنڈ کمیٹی سنہ ۱۸۷۲ ع“ اور اُسکے نیچے کے دائرہ میں جو شکل حال نمودار ہوگا عربی خط میں یہ الفاظ لکھوئے جارینگے ”مجلس خازن البصافہ لتیس مدرستہ العارم للمسلمین سنہ ۱۲۸۹ ہجری“ *

مقام مجلس

دفعہ ۳۳ بعد جمع ہوجانے اسقدر سرمایہ کے جسکی آمدنی مدرسہ جاری کرنے کے لائق ہوگا وہ ممبران مجلس تجریز کوینگے کہ کس مقام پر وہ مدرسہ جاری ہو اور جس جگہ اُسکا اجرا تجریز کوینگے اُسی جگہ اس مجلس کا بھی مقام قرار پاریگا اور جب تک کہ اُسقدر سرمایہ جمع نہو اُسوقت تک مقام مجلس وہی ہوگا جس جگہ کہ لیف سکریٹری کا مقام ہو اور تمام حسابات اور کتابیں متعلق مجلس کی اُسی مقام پر لیف سکریٹری کے پاس رہینگی *

دفعہ ۳۴ بشرکت رائے جملہ ممبران کمیٹی ان قواعد کی ترمیم جائز ہوگی الا تجریز مندرجہ دفعہ ۲۳ و دفعہ ۲۴ کبھی تغیر و تبدل

بمقام عیگتہ — مطبع علیگتہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر 9]

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و قاضیین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضہ کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد علی صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اور نامناسب اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *۔

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات و روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ نہ ملے گا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار آنہ سے اخراجات و روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُس کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *۔

تدبیر و امید

تدبیر و امید

مفسرین نمبر ۸۵

تدبیر و امید

یہ عام اور غیر مبدل قاعدہ قدرت کے قانون کا کہ ہر ایک چیز کے ہونے کے لیے اُس سے پہلے اُن چیزوں کا ہونا ضرور ہی جو کہ اُس کے ہونے کے لیے ایک ضروری سبب ہیں ایسا ہی کہ کوئی چیز مادی ہو یا غیر مادی خارجی ہو یا ذہنی اُس سے مستثنیٰ نہیں جتنی چیزیں ہماری آنکھ کے سامنے آتی ہیں اُنہیں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں جو اُن چیزوں کے بغیر ہو کوئی ہو جو اُس کے ہونے کے لیے ضرورتاً مقدم ہوں جتنے خیالات ہمارے ذہن میں گذرتے ہیں اُن میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کی پہلے وہ باتیں ہمارے ذہن میں نہ آجاتی ہوں جو اُس خیال کے پیدا ہونے سے پہلے عادتاً ضروری ہیں جتنی چیزیں ہیں اُن میں قدرت نے باہم ایسا تسلسل اور ارتباط رکھا ہے کہ ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری پیدا ہوتی ہے پس ہر چیز کے حاصل کرنے کے لیے اُن چیزوں کا پہلے مہیا کرنا جو اُس کے لیے بطور آلات اور معدنات اور مقدمات کے ہیں تدبیر ہی اور اُن کے مہیا کرنے پر اُس چیز کے حاصل ہونے کی توقع کرنا اُمید ہی اور بغیر اسباب کے کسی چیز کے پیدا ہونے کا خیال کرنا جنون و نادانی ہی اور بلا مہیا کرنے اُن اسباب کے اُس سے حاصل ہونے کی توقع کرنا حماقت ہی اور جو چیزیں کسی چیز کے ہونے کی اصلی سبب نہیں اُن سے اُس سے ہونے کی توقع کرنا تدبیر کی غلطی ہی *

یہ بات جو ہم نے بیان کی ہے نادان سے لیکر کامل حکیم تک اور جاہل سے لیکر عارف ہالہ تک اور ملحد سے لیکر شائع تک سب نے تسلیم کیا ہے اور سب مانتے چلے آئے ہیں اور ہم سب ہر وقت اور ہر لمحہ ہر چیز میں اس قاعدہ کا بڑا ڈیکھتے دھتے ہیں چنانچہ ہم اسے ایک صاف اور درحی مثال میں سمجھاتے ہیں دیکھو ایک دھماکا فٹ پھٹا کر کے لپٹے کیا کرتا ہے اور اُسے فٹ حاصل کرنے سے پہلے کس کس چیز کا مہیا کرنا ضرور ہوتا ہے پہلے وہ اچھی زمین تلاش کرتا ہے جس میں زراعت کی قابلیت ہو پھر وہ اُن آلات کو جمع کرتا ہے جن کی زمین بنانے کے لیے ضرورت ہے پھر وہ اُن آلات کو کام میں لاتا ہے اور جو خود رو گھاس یا پرانی کھیتی کی بیکار اور تکی چیزیں اُس میں پڑی رہ جاتی ہیں اُن کو صاف کر کے زمین کو اپنی اصلی ہیئت پر لاکر اُسے بناتا ہے پھر وہ سرچتا ہے کہ کس جنس کی اس وقت ضرورت ہے تاکہ لوگوں کی حاجت رفع ہو اور سب سے قیمت ملے آخر وہ مختلف جنسوں میں سے ایک یا چند

چیزوں کو اختیار کر کے اُس کا مدد بیج ڈھونڈتا ہے اور مختلف ہوکانوں مختلف بازاروں میں خود پھر پھر کر اُسے تلاش کرتا ہے اور اپنے نزدیک وہ ایسا بیج جو نہ سڑا ہو نہ کلا نہ بوسیدہ ہو نہ ناقص سوائی قیمت دیکھ لیتا ہے پھر اُسے ایک اندازہ معین سے زمین میں ڈالتا ہے پھر اُسے مٹی میں ملا کر چھپا دیتا ہے پھر اُگنے کے بعد وقتاً فوقتاً پانی دیتا ہے اور جو خود رو گھاس پیدا ہوتی جاتی ہے اُسے ہر وقت دھتا ہے پھر سب سے زیادہ اُسے اُس وقت حفاظت کرنی پڑتی ہے جب کہ دانہ پڑتا ہے اور جس کے کھانے کے لیے چیزوں کے جھنڈے کے جھنڈے آتے ہیں پھر جب اُن تدبیروں کے کرنے کے بعد اُس کی کھیتی ارضی و سماوی آفات سے محفوظ رہے اور اُن باتوں سے جو اُس کے اختیار سے خارج ہیں خدا نے اُس کی زراعت کو بچایا تب وہ ایک ایک دانہ کے سو سو اور ہزار ہزار حاصل کرتا ہے اور اپنی مصنت اور تدبیر کا ثمرہ پاتا ہے پس ان سب چیزوں کا مہیا کرنا اور اُس تسلسل اور ارتباط اور ترتیب کا لحاظ رکھنا تدبیر ہی اور بعد اس کے بھل پانے کی توقع کرنا سچی اُمید ہی اور ان میں سے کسی چیز کا چھوڑ دینا یا کسی ترتیب و ارتباط میں چوک جانا یا کسی امر کی تقدیم و تاخیر کا لحاظ نہ کرنا یا وقت پر کسی چیز کو استعمال میں نہ لانا تدبیر کی غلطی ہے اور کسی چیز کا باوجود سعی کے نہ ملنا یا کسی اتفاقی امر کا پیش آجانا یا کسی ارضی و سماوی آفت سے اُس زراعت کا خراب ہوجانا تدبیر کی مخالفت ہی *

اب ہم اس تدبیر و اُمید کو اپنی قوم کے حال سے ملاتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ جو کچھ وہ اپنی ترقی کی اُمید کرتے ہیں اور جو سے وہ اُس کی تدبیروں کو رہے ہیں وہ حقیقت میں سچی اُمید اور پوری تدبیر ہی یا نہیں چنانچہ ہماری قوم میں سے ایسا تو کوئی نہیں جو اپنی ترقی نہ چاہتا ہو یا اپنی دولت و عزت کی اُمید نہ رکھتا ہو مگر ایسے کم ہیں جو اُس کی تدبیر کرتے ہوں اور جو کرتے ہیں اُن میں بھی ایسے کم ہیں جو اُس میں غلطی نہ کرتے ہوں اور جس ترتیب و ارتباط کا لحاظ رکھنا اُس کے لیے ضروری ہے اُسکا خیال رکھتے ہوں *

ہاں وہ تدبیر جو کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان نے کی ہے ہمارے نزدیک وہ ایسی تدبیر ہے جس کے پورے ہونے پر قومی ترقی کی سچی اُمید ہے کیونکہ اُس کے پانی نے اول ہی سے قدرتی سلسلہ کا لحاظ رکھا ہے وہ پہلے اس بات کے دریافت کرنے پر متوجہ ہوا کہ قومی عزت کا اصلی سبب کیا ہے آخر اُس نے ثابت کیا کہ صرف علم ہی تب وہ اُس کا مستقر ہوا کہ موانع اُس کے ہماری قوم میں کیا ہیں اس سوال کو اُس نے اپنی تمام قوم میں پھیل

چندہ میں حاکموں کے خوش کرنے کے لیئے دہدیتے ہیں تو ہمارے ذہن میں اس سرمایہ کی بمقابلہ اُن کے حوصلہ کے کیا حقیقت ہو رہا دینا یا نہ دینا یہ ہمدردی اور معصیت قومی پر منحصر ہی اُس کی نسبت البتہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کا قطعاً بلا شبہ ہمارے قوم میں ہی اگر اُس پر خیال کرے کچھ ہمدردی ہو تو معصیت نہیں مگر پھر ہر شخص کو اپنا فرض ادا کرنا اور سہی میں کوتاہی نہ کرنا ضرور ہی السعی منی والاقام من اللہ *

راقب

مہدی علی عفی عنہ

نمبر ۸۶

خط

متعلق چندہ مدرسۃ العارم مسلمانان

منشی محمد مشتاق حسین صاحب نے سکریٹری کمیٹی خازن البضاعہ کے نام ایک خط بھیجا ہے اُسکو ہم پچھتے چاہتے ہیں اور جو تدبیر فراہمی چندہ کی اُنہوں نے اُس میں ارقام فرمائی ہیں اور خود اُس پر عمل بھی کیا ہے اُسکا شکرت کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں سے اُمید رکھتے ہیں کہ ہر ایک مسلمان مثلاً منشی مشتاق حسین صاحب کے بدل و جان اس مدرسۃ کے واسطے چندہ فراہم کرنے کے لیئے کوشش کریگا *

نقل خط

سکریٹری کمیٹی خازن البضاعہ سلام

بہارِ خندست مولوی سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی تسلیم — میری عزت اور میرا فخر ہوگا اگر آپ میری ایک تنقراۃ جسکی تعداد ساٹھ روپیہ ہے میری طرف سے کمیٹی خازن البضاعہ میں جمع فرمادیں میں پانچ روپیہ مہینے کے حساب سے کمیٹی میں جمع کرہنگا جسکی پہلی قسط سنی کی تنقراۃ سے شروع ہوگی آج یکم جون ہے اس لیئے پہلی قسط اس مہینہ کے ساتھ بھیجتا ہوں *

یہ بہت ہی ناچیز رقم ہے جو ایسے بڑے کام میں پیش کرتا ہوں اور بلاشبہ اگر سب مسلمان ایک ایک مہینہ کی آمدنی دیدیں تو غالباً کروڑوں روپیہ جمع ہوجانے کی توبہ پہنچ جاوے لیکن دفعتاً ایسا ہوتا فی الجملہ مشکل معلوم ہوتا ہے خصوصاً اس لیئے کہ جملہ مسلمانوں کو اس کمیٹی کے مقاصد سے مطلع ہوتے ہوتے ایک عرصہ چاہیئے *

کیا اور مختلف صوبوں کے مختلف لوگوں سے اُس کا جواب لیکر اُن صرائع کو تحقیق کر کے ایک انجمن مقرر کی اور نہایت بحث و مباحثہ کے بعد اُن کے دور کرنے کی تدبیر سوچی آخر سب کے اتفاق سے سولہ قائم کرنے ایک مدرسۃ العلوم کے دوسری صورت قرار نہ پائی چنانچہ اُس نے اُس کی بنیاد ڈالنے کی راہ نکالی اور اُس کے قائم ہونے کے سامان جمع کرنے پر ہمت کی چنانچہ اب تک جو کچھ اُس نے کیا ٹھیک ٹھیک کیا اور وہ ایک ہوشیار دھقان کی چال پر چلا اُس نے زمین بھی اچھی تلاش کر لی ہے اُس جنس کو بھی تحقیق کر لیا ہے جس کی ضرورت ہے اور جو اس وقت بازار میں اچھے نرخ پر پک سکتی ہے اُس کا بیج بھی تلاش کر لیا ہے پس اب اُس قدر سرمایہ کا جمع ہوجانا چاہیئے جو اُس کی قیمت کے واسطے اور دیگر آلات کے جمع کرنے کے لیئے کافی ہو *

یہ ہوشیار دھقان صرف اس تدبیر کے بتانے ہی پر کفایت نہیں کرتا بلکہ سب کا پرچہ اپنے سر پر اُٹھانے اور ساری معصیت کو جو اس کھیتی میں ہونگی اپنے اوپر لیئے ہو مستعد ہی وہ اپنی قوم سے صرف یہ چاہتا ہے کہ سامان خریدنے کے لائق سرمایہ جمع کریں اور اپنے گھر میں آرام سے بیٹھے رہیں جب فصل تیار ہو جاوے تب اُس کا پھل لے لیں *

اب میں اپنی قوم کے دلوں پر نظر کرتا ہوں کہ یہ نسبت اس تدبیر کے اُن کے دلوں میں کیا خیال گذرتے ہیں جہانگیر میں راقب ہوں میرے نزدیک بہت ہی تھوڑے آدمی ہونگے جو اس تدبیر کو کامل اور اس تجویز کو مفید نہ سمجھتے ہوں مگر اُس کے انجام کو ایسا مشکل جانتے ہیں کہ قریب بہ معال سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ فقط ایک خیالی مہارت ہے جو ہوا میں کھڑی کی گئی ہے کوئی فرماتا ہے کہ یہ بعض ایک فرضی تجویز ہے جو دل بہلانے کے لیئے کی گئی ہے کوئی اسے گورنمنٹی کا انتظام کہتا ہے کوئی اسے ایک معال اور غیر ممکن بات سمجھتا ہے لیکن یہ سب پس ہمتی کی نشانیاں اور ہمدردی اور معصیت قومی نہ ہونے کے نتیجے ہیں کیونکہ یہ سب باتیں دس لاکھ روپیہ کے جمع ہونے پر خیال کی جاتی ہیں حالانکہ یہ روپیہ اُس سے زیادہ نہیں ہے جو ایک بڑے شہر میں ایک برس کے اندر کھیل تماشے میں اُمراء خرچ کر دیتے اور لوگوں لڑکیوں کے شادی بیاہ میں بہاد کر دیتے ہیں پس اگر ہم اپنی قوم کے اصراف توبہ اُن کے اصراف پر نظر کرے اس سرمایہ کو زیادہ سمجھتے تو ہم بھی ایک تکلیف مالاہطاق اور تدبیر معال کہتے مگر جب ہم اب بھی اپنے اُمراء کے جود و سخا کی یہ کیفیت دیکھتے ہیں کہ ایک ایک باہمت ایسے ہیں جو لاکھ لاکھ روپیہ

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

میں پروانہ سرب نوٹوں کے سود کو مسلمانوں کے واسطے اچھا نہیں سمجھتا زیادہ حد ادب *

کمترین

مشتاق حسین ضی منہ

از علیگڑہ یکم جون سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۸۷

ہماری قوم اگر چاہے تو کس درجہ تک

ترقی کرسکتی تھی

آج تک ہمارے ہم وطن فائدہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ ہم سب پرچہ مام اصول برٹش گورنمنٹ کے بھیثیت رعیت ہونے کے معظمت کے تمام اعلیٰ ترین عہدہ ہمارے سر پر منسوب ہوسکتے ہیں ہائی کورٹ کی ججی گورنر جنرل کی کونسل اور نیز دوسری کونسلوں کی مجری اڈے اور اعلیٰ عہدہ ہمارے فوجی اور انجینیئری وغیرہ اسی طرح سے پاسکتے ہیں جس طرح کہ ہماری فرماں روا قوم کے لوگ ہمارے ملک میں مامور ہیں اور نیز برٹش پارلیمنٹ میں اس ملک کی طرف سے نہایت داخل ہوسکتے ہیں صرف ڈپٹی کلکٹری اور صدرا صدوری ہی ہماری معراج نہیں۔ انکم ٹیکس اور دیگر معصروں وغیرہ جن کا ہندوستان میں ایک سو دو مل ملے رہا ہے صرف اس سبب سے کہ وہ ہمارے حالات کے نامناسب ہیں اور ہمارے حاکموں نے ہرچہ عدم واقفیت نام ہمارے حالات کے جاری کیئے ہیں ہماری ہی حالت میں آسکتے ہیں ہم چاہیں جس مقدار سے کم و بیش یا بالکل موقوف کرسکتے ہیں جیسا کہ ہمارے ملک کی حالت مقتضی ہو ہر ایک ایک اور آئین ہمارے واسطے ہمارے ملک میں ہماری تجویزوں سے جاری ہوسکتا ہے نہ کہ ہم بھیڑ اور ہکریوں کی طرح حکمران کیئے جانے کو مجبور ہیں۔ ہم ہر ایک قسم کے فنون اور تجارت کو اپنے ملک میں ترقی دے سکتے ہیں افریقہ کے وحشیوں کی طرح کہ وہ زراعت کی ہڈیاں اور ہائی دانہ جنگلوں سے جمع کرکے نہایت ارزاں قیمت پر اقوام یورپ کے ساتھ بیچتے ہیں اور یہ دانشمند فرمیں اس بد ہیئت اور متعفن ہڈیوں سے ہزاروں عہدہ چیزیں بنا بنا کر بڑے بڑے فائدے اٹھاتی ہیں ہم تمام ہندوستان کی اشیاء تجارت ملک روٹی اور نیک چربی حمزہ وغیرہ یورپ کو بھیجتے ہیں اور ہم خود اس کے فوائد اور قابل استعمال کرنے سے بے بہرہ ہیں ہم پر یہی فرض نہیں ہے کہ ہم تمام ہندوستان کی روٹی میٹیسٹر کو بھیجا کریں اور یہاں اس کا کپڑا بنے اور پھر ہمارے ہی ہاتھوں سے گنی قیمت پر بکے بلکہ ہم خود بھی بھیثیت جماعتیں

تاکہ جس قدر مسلمان اُسکے مقاصد سے مطلع ہوئے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں اُنکو صرف اس قدر امداد پر اکتفا نہ کرنا چاہیئے کہ ایک رقم یک مشہد ملایہ کریں اگرچہ یہ بھی قدر کے قابل ہیں وہ پیش ہوا قرینہ جو اس کار خیر میں پیش کیئے جاویں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کوئی ایسی سبیل نکالیں جس سے اس کمیٹی کی سالانہ آمدنی نہایت استحکام کے ساتھ اور بڑے افراط کے ساتھ قائم ہوجارے *

میں اپنے ہاں ایک مریض کے مرض سے مصیبت پانے کے شکریہ میں جناب باری میں اس کمیٹی کے واسطے ایک مختصر سی منہ مانی تھی بجائے مصلیٰ کہنے کے چنانچہ پانچ روپیہ اس منہ کی پاپہ اس کمیٹی کے لیٹہ بھیجتا ہوں *

میں نے ایک جنگی اپنے روز مرہ کے ہر ایک قسم کے صرف پر اس کمیٹی کے واسطے اس طرح سے مقرر کی تھی کہ اگر ایک ہڑہا اور نادار سے نادار اور ایسا شخص بھی اُسکو اپنے اوپر لازم کر لے جسکو وہ ہو وہ میں روٹی ملتی ہو تو بھی کچھ ناکوار نہ ہوگی اس جنگی سے مجھکو پہلے مٹی میں ایک روپیہ دو آنہ وصول ہونے وہ بھی میں اس مریض کے ساتھ بھیجتا ہوں اور آئندہ انشمالہ یہ جنگی میں ہمیشہ بھیجتا رہونگا *

اُور بھی میں نے بہت سے ارادے دل میں تھان لیئے ہیں اگر خدا نے پورے کیئے تو کمیٹی کو اُن کی اطلاع دینگا۔ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ارادہ کی تقریب اور خصوصاً مکتب کی تقریب میں جو روپیہ وصول صرف ہوتا ہے اس میں کو روکا جارے اور اس میں سے ایک پڑا حصہ اس کمیٹی میں دیا جاتا ہے جب تک یہ کمیٹی عام مدارس قائم کرنے کے بطوری لائق ہوجارے تو یہ مدد جو ہر ایک مقام سے وصول ہو اسی مقام یا اُسکے قریب تر مقاموں میں جیسا موقع ہو مسلمانوں کی ترقی تعلیم میں صرف کی جارے *

مکتب کی تقریب کا جو حوالہ میں نے دیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ کون مسلمان ہوگا جو اپنی اولاد کی مکتب کی تقریب اس قیمت سے کراتا ہے کہ آئندہ اُسکی تعلیم کامل اور عمدہ ہو اور پھر وہ اس کمیٹی میں اس وصول صرف میں سے ایک پڑا حصہ نہ دے اور گئے گذرے درجہ پر فیصدی بیس روپیہ یا پچیس روپیہ سے بھی دریغ کرے *

گیارہ روپیہ دو آنہ میں بھیجتا ہوں جسکا تذکرہ اوپر ہوا اور یہ ہر خواست کرتا ہوں کہ میرے روپیہ سے جو اس وقت میں بھیجا اور جو آئندہ میں بھیجوں جائداد خریدی جارے یا مکان بنایا جارے وہ پروانہ سرب نوٹوں کی خریداری میں صرف نہ کیا جارے اس لیئے کہ

ہماری قوم اگر ترقی چاہے یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری ہماری قوم اگر ترقی چاہے

اور نہ مذہب پس ہم پر لامعالتہ ایسے خطا کے لکھنے کے مرض جو کہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۲۰ مصرم میں چھپا ہی دلی شکوہ مولوی سید مہدی علی صاحب کا کرنا اور نہایت عزت اور وقعت اُنکی اپنے دل میں رکھنا اور دل و جان سے اُن کا شریک اور معین ہونا واجبات ہے ہر کا ہم کو اس بات پر خوب یقین کرنا چاہیئے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو کہ محض اپنی نیک نیتی سے اپنی قوم کی عزت رکھنے اور حسن معاشرت اور تہذیب کے ترقی دینے اور دین و مذہب کو مددہ طرح سے باقی اور ہر توار رکھنے میں کوشش کر رہے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو خوب سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ابھی سے اپنی قوم کی پہلائی میں کوشش نہ کریں گے تو آئندہ اُس کی حالت کیا ہوئے والی ہی ترقی یافتہ ملکوں کی تواریخ کے عالم اس بات سے واقف ہیں کہ قریب تین سو برس پیشتر انگلستان میں جب کہ اس قوم کے چند شخصوں نے اپنی قومی ترقیات میں کوششیں کی تھیں تو انہیں بھی بڑی بڑی دقتیں پیش آتی تھیں مگر آخرش وہ کامیاب ہوئے تھے جیسا کہ ہم اب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ابھی تک اُن کے نام قومی روشن ہیں اسی طرح ہمارے یقین ہی کہ یہہ لوگ ہماری قوم کے ترقی خواہ بہت جلد اپنی کوششوں میں کامیابی حاصل کر لیں گے ہماری قوم میں ہمیشہ کے لئے قائم نیک چہرہ آئینے اور عند اللہ اور عند الرسول اس کا اجر عظیم پاریں گے الصق یعلمو لایعلیٰ اور پورا کہنے سے تو ما نبی اللہ والرسول معاً من لسان الوداع کیف انا مجتہد قریب تین سال سے اکثر بلاد عرب افریقہ اور یورپ کے دیکھنے علی الخصوص انگلینڈ اسکات لینڈ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہی میں نے ہر طرح کے کارخانہ ہائے صنایعی اور تجارت دیکھے ہیں جلسہ ہائے علوم اور فنون اور ہر طرح کے عام اور خاص جلسوں اور تماشہ گاہوں میں شامل ہوا ہوں بہت سے کالج اور اسکول اور افسرورث اور کیمبرج کی یونیورسٹیاں دیکھی ہیں ہر ایک کے اسباب ترقی اور تنزل کو معلوم کیا ہی اور سب کا ما حاصل یہہ ہی کہ جو کچھہ کیا ہی قوم نے کیا ہی جو کچھہ ترقی ہی قوم کرتی ہی اور جو استحکام کہ قوم کے ساختہ اور پرداختہ کو ہو سکتا ہی دوسری چیز کو نہیں ہوگا اور جو مددہ نتائج کہ اُسے حاصل ہوتے ہیں ہم اپنی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں جس کارخانہ یا مدرسہ کی ابتدا دریافت کی گئی تو معلوم ہوا کہ اول نقلی نقلی چند شعروں نے اس بات پر کوشش کرنا شروع کی تھی اور پھر نقلی نقلی اعلیٰ دول اُن کے شریک ہو گئے اور پھر عوام یہاں تک کہ ذرا سے چشمہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں ایک بہت بڑا دریا ہو گیا جس کی نہریں تمام دنیا میں پھیل گئیں ان ملکوں کے حالات اور اسباب زندگی دیکھہ دیکھہ کر میں اپنی قوم کے حالات پر

قائم کرنے کے اگر زیادہ تر نہیں تو اپنے ہندوستان ہی کے مصارف کے لائق اور وہاں کی ہی خواہشوں کے موافق ہندوستان ہی میں پناہ سکتے ہیں اور ازاں ترقی قیمت پر خرید سکتے ہیں اور تجارت ہی ایک بہت بڑا ذریعہ ہی قوم کے متمول اور آسودہ ہونے کا جو کہ آج تک اقوام یورپ کے حصہ میں ہی - تاریخی اور ریل کپڑا بنانے اور زراعت کی کاروں کا بنانا اور استعمال کرنا بھی معجزہ اور کرامات نہیں - ہم نے اپنے علوم اور فنون قدیم کو بھی بچاے اس کے کہ ترقی کرتے نہر دیا کیا کرتی اس بات کو تسلیم کرنے میں ایک لمحہ بھی انکار کریگا کہ بڑے بڑے عالموں شاعروں حکیموں طبیبوں سے ہمارا ملک خالی ہو گیا اور آئندہ کو نام بھی باقی نہ رہیگا اگر ہم تدبیر نہ کریں گے تو کہ ہمارے علوم پرانی ہی تحقیقاتوں پر مبنی ہوں مثلاً طب میں تشریح کہ بو علی سینا یا جالینوس نے جو صدہا برس پیشتر ہندوستان کا پس چیر چیر کر لکھی ہو اور زمانہ حل کے ڈاکٹروں کی نئی نئی تحقیقاتوں اور تجربوں سے کچھہ بھی نسبت نہ رکھتی ہو اور ہم نے ان نئے تجربوں سے کچھہ بھی ترقی نہ دی ہو خواہ اس دلیل سے کہ ہمارے متقدمین ہم سے علم اور عقل میں بدوچھا بہتر تھے یا آنکہ ہم اپنی پاک ہرہ کی کتابیں کیوں نئی تہذیفات سے ملوث کریں پیچو لکھا اس بات کے کہ یہہ پاک کتابیں بھی یونانی سے ہی ترجمہ کی گئی ہیں الغرض ہم سب کچھہ کر سکتے ہیں اگر ہم چاہیں مگر ہماری جہالت اور توہمات پیچا ہماری ترقیات کے مانع ہیں اگر ہم جاہل تہوتے تو ہم فوراً جان لیتے نہ کہ کون کون ہمارے ایسے استعشق ہیں جو مٹل دیگر رعایاے ملکہ معظمہ کے ہمارے ابھی تک حاصل نہیں ہوئے اور کونسا وہ طریقہ ہی جس سے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اور اس حالت میں گورنمنٹ کو بھی ہمارے پورے پورے استعشق ہمارے دیدہ دے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا قارتیہ وہ لیاقت ہی ہمارے حاصل نہو جس سے کہ ہم اپنے تمام حقوق کو حاصل کرکر اچھی طرح سے استعمال کر سکتے ہوں بلکہ اُس سے بھی زیادہ ایک وحشیانہ حالت میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو نہر توکر اُس گورنمنٹ سے جس کو ہمارے معراے محض ہونے کا یقین ہی ہم ترقی کر سکتے ہیں بہت کیونکر کوئی نہ اور کسی طرح کی تجارت کو ہم اپنی قوم میں بھیہ سکتے ہیں جب کہ ہماری جہالت اس درجہ تک پہنچ گئی ہو کہ ہم دنیا کے حالات سے قطع نظر اس شہر ہی کے گلی اور کوچوں سے بے خبر ہوں اگر ہم ادنیٰ فکر اور قائل ہیں اور ایک کو دوسرے سے ملایں ہو ایک ملک کی حالت پر نظر قائل ہیں اور ایک کو دوسرے سے ملایں اور اسباب ترقی اور تنزل دریافت کریں اور پھر اس بات کو بھی دیکھیں کہ اگر ہم نہ جاگرتے تو پھر نہ ہماری قوم ہی اور نہ دین

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

جسقدر زر چندہ وصول ہوتا ہی بالفعل برقام بنارس بنگال
میں امانت کیا جاتا ہی اس لیئے مسلمانوں سے درخواست کی جاتی
ہی کہ بقدر اپنی توفیق کے زر چندہ مرحمت فرمائیں *

راقم

سید احمد

لیف انریجی سکریٹری کمیٹی خازن البضائع

پابست نذر امام فاضل علیہ السلام ص ۱

نذر اللہ از جانب مولوی زین العابدین صاحب ص ۳

نذر اللہ از جانب سید احمد خاں صاحب ص ۴

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

پابست منت شفای بیمار ص ۵

نذر اللہ از جانب منشی مشتاق حسین صاحب

بطور چنگی منجملہ اخراجات روز مرہ ص ۶

سید ظہور حسین صاحب وکیل ہائی کورٹ

الہ آباد ص ۷

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی جیج

سماں کار کورٹ بنارس ص ۸

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب رئیس بنارس ص ۹

میر قراب علی صاحب ڈپٹی کلکٹر مین پوری ص ۱۰

مولوی سید مہدی علی صاحب ڈپٹی کلکٹر

مرزا پور ص ۱۱

مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امن

بلند شہر ص ۱۲

سید محمد احمد خاں صاحب اکسٹرا اسٹنٹ

کمشنر ہرنوٹی ص ۱۳

منشی محمد یار خاں صاحب رئیس مراد آباد ص ۱۴

نجیب اللہ ملازم سید احمد خاں بہادر سی

ایس آئی سب آرڈیننس جیج بنارس ص ۱۵

مولوی سید محمد عبداللہ صاحب انالیق

مہاراجہ درہنگا ص ۱۶

مولوی محمد عارف صاحب ناظر کلکٹری بنارس ص ۱۷

منشی مصطفیٰ بخش صاحب پیشکار کلکٹری

بنارس ص ۱۸

تاسف کیا کرتا تھا اور یہی خیال باندھا کرتا تھا کہ کونسا وہ طریقہ
ہی جس سے ہمارا قومی تنزل اور ادبار دفع ہو مگر جیسے
تہذیب الاخلاق کے عہدہ عمدہ مضامین کو مینے پڑھا ہی اور تمام حالت
پر نظر ڈالی ہی اور ہو ایک اُس کے پہلو اور جوانی کو فور کیا ہی تو
مجھے کسیقدر اس بات کا یقین ہو گیا ہی کہ یہی بسم اللہ ہماری
قوم کی عزت اور نام برقرار رکھنے والی چیز ہی اور یہ ہی ہی حسن
معاشرت اور ترقی دینے والی لہنا مجھے اُمید ہی کہ ہماری قوم کے
تمام سردار اور اہل دل اور نیز عوام اپنے قومی جوش اور اسلامی
حرارت کے ساتھ تہذیب الاخلاق کی ملت غائی میں مدد کریں گے اور
سب سے پہلے مدد کرنے کا کام یہ ہی کہ ہر ایک مسلمان ملے قدر
مراتب و حال اپنی قومی بہبودی کے واسطے ایک بڑا دارالعلوم اور
فتوں اور چند اُس کی شاخیں قائم کرنے میں شریک ہو اگر یہ
دارالعلم قائم ہو گیا تو عرب یقین جان لیں چاہیں گے کہ ہمارے تمام
مردہ علوم زندہ ہو جائیں گے ہماری قوم کا ادبار جاتا رہیگا ہماری
قوم کے حسن معاشرت اور تہذیب میں ترقی ہونی شروع ہو جاوے گی
پے ہنری دور ہوگی افلاس نہ رہیگا دولت مند ہو جائیں گے دوسری قوموں
کی نظروں میں حقیر اور ذلیل نہ معلوم ہونگے ہر طرح کے علم اور ادب
میں دسترس ہوگی اور اپنا دین اسلام بہت اچھی مضبوطی کے ساتھ
قائم اور برقرار رکھ سکیں گے اور نیز مجھے توقع ہی کہ ہمارے دیسی
اخبار اپنے فرائض کے بموجب جیسا کہ وہ کر رہے ہیں اپنی قوم کی
پہلائی کی غرض سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو جگانے اور اُن کو
اس قسم کا دارالعلم اور مدرسہ قائم کرنے کے لئے پوری طاقت صرف
کریں گے اور کافی توجہ دہیں گے *

معدودہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۷۲ء } از لندن
راقم محمد حکمت اللہ مہدی سنہ

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

کمیٹی خراسکار قومی تعلیم مسلمانان نے خاص مسلمانوں کی
تعلیم کے لیئے جو مدرسۃ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا ہی اور جس کا
نکر تہذیب الاخلاق کے پرچوں میں چھپ چکا ہی اُس کے قائم کرنے
کے لیئے چندہ شروع ہو گیا اور تاریخ ۲۵ جون سنہ ۱۸۷۲ء تک صاحبان
مندرجہ ذیل نے نہرست چندہ پر یہ تعداد مندرجہ ذیل اپنا نام نامی
مندرجہ فرمایا *

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

منشی محمد رعایت حسین صاحب محافظ
دفتر عدالت دیوانی بنارس ...
منشی محمد نعیم اللہ صاحب ناظر عدالت
دیوانی بنارس ...
منشی محمد عبداللہ صاحب روبکار نویس
عدالت دیوانی بنارس ...
منشی محمد علیم اللہ صاحب ڈگری نویس
عدالت دیوانی بنارس ...
منشی احمد بخش صاحب روزنامچہ نویس
عدالت دیوانی بنارس ...
منشی محمد عبدالقادر صاحب مکتور سشن
بنارس ...
منشی منصب علی خان صاحب نائب
محافظ دفتر عدالت دیوانی بنارس ...
منشی محمد اصغر حسین صاحب مکتور
رجسٹری بنارس ...
منشی محمد مظفر کریم صاحب نقل نویس
عدالت دیوانی بنارس ...
منشی سید محمد ہادی بخش صاحب نقل
نویس عدالت دیوانی بنارس ...
منشی احمد حسین صاحب نقل نویس
حافظ عنایت الرحمن صاحب طالب عام کوٹنڈ
کالج بنارس ...
مولوی محمد اشرف حسین خان صاحب
رئیس بنارس ...
عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب
بہادر سابق نواب ٹونک ...
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نائب
سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ ...
منشی محمد مسعود شاہ خان صاحب منصرم
محکمہ منصفی ہاتھرس ضلع علیگڑہ ...
حکیم محمد سردار مرزا صاحب رئیس دہلی

منشی محمد ممتاز علی صاحب اہلہد
فرجدار بنارس
حافظ مجتبیٰ کریم صاحب منشی اول محکمہ
صفائی شہر بنارس
منشی محمد حسین صاحب سررشتہ دار عدالت
دیوانی بنارس
حافظ کریم بخش صاحب ساکن اثاوتہ
مرزا نجر صاحب رئیس بنارس
نواب محمد حسن خان صاحب بہادر جاگیردار
سنوانی رئیس بنارس ...
سید فدا حسین صاحب سب انسپیکٹر تھانہ
مرزا مراد ...
میر امید علی صاحب ڈگری نویس محکمہ
سب آرڈینیت جج بنارس ...
سید عبدالغنی صاحب مکتور محکمہ سب
آرڈینیت جج بنارس ...
محمد عبدالرحمن صاحب مکتور اجوائے ڈگری
منصفی اول بنارس ...
میر عنایت علی صاحب مکتور اجوائے ڈگری
محکمہ سب آرڈینیت جج بنارس ...
شیخ عبداللہ صاحب زمیندار موضع دیوان
پرگنہ دھوس ضلع بنارس ...
مولوی محمد عبدالستار صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ...
مولوی شجاع الدین حیدر صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ...
حافظ محمد فضل الرحمن صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ...
سید عبدالرحیم صاحب امین عدالت دیوانی
بنارس ...
میر سجاد علی صاحب وکیل عدالت دیوانی
بنارس ...

اشتہار

صدر کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان
ہندوستان

واضح ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان کی
رپورٹ بنارس میں چھپ چکی ہے اس رپورٹ کے تخصیفاً
تین سو بیس صفحہ ہیں اور اس میں تین حصہ ہیں *
پہلے حصہ میں جو رسالے انعام کے لیئے منتخب ہوئے
ان کا ذکر ہے *

دوسرے حصہ میں چار بحثیں ہیں *
بحث اول میں گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہے *

بحث دوم میں تحصیل و حلقہ بندی مکتبوں میں
مسلمان طالب علموں کے کم داخل ہونے کے اسباب سے
بحث ہے *

بحث سوم میں مسلمانوں میں علوم قدیمہ کے گہٹ
جانے کے اسباب سے بحث ہے *

بحث چہارم میں مسلمانوں میں علوم جدیدہ کے
رواج نہ ہانے کے اسباب سے بحث ہے *

تیسرے حصہ میں مسلمانوں کی ترقی تعلیم کی
تدبیریں اور طریقہ جس طرح پر کہ انکی تعلیم و تربیت
اس زمانہ میں ہونی چاہیئے اور جس طرح کے مدرسہ اور
مکتب انکی تعلیم کے مقرر ہونے چاہیئیں انکا بیان ہے *
خاتمہ میں ان پچیس رسالوں کا خلاصہ مندرج ہے جو
حسب اشتہار کمیٹی تصنیف ہوئے تھے اور جنکے ہر ایک
مضمون پر کمیٹی نے بحث کی ہے *

اس رپورٹ کی قیمت پانچ روپیہ مقرر ہوئی ہے جس
صاحب کو اسکا خریدنا منظور ہو راقم ائم پاس زر قیمت
ارسال فرماکر رپورٹ مذکور طلب فرمائے *

واضح ہو کہ بموجب تجویز کمیٹی منعقدہ ۳۱ جولائی
سنہ ۱۸۷۱ ع اس رپورٹ کے چھپنے کے لیئے جداگانہ چندہ
ہونا تجویز ہوا ہے جس میں جن ممبروں نے خاص اس رپورٹ
نے چھپنے کے لیئے زر چندہ بقدر پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ
ندیا ہوگا ان کے پاس یہ رپورٹ بموجب تجویز کمیٹی
منعقدہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۷۲ ع مرسل نہوگی *

دستخط سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرٹری کدیتی مقام بنارس

شیخ غلام علی صاحب و شیخ اکبر علی صاحب

رئیس بنارس ...

منشی محمد سبھان حیدر صاحب سررشتہ دار

کلکتہ بنارس ...

بابو بینی پرشاد صاحب رئیس بنارس ...

مولوی محمد حفیظ الدین احمد صاحب رئیس

دیوا ضلع نواب گنج بارہ بنکی ...

سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی

بابت قیمت تصویر فرٹو گراف ...

کپتان جی ایف آئی گریہیم صاحب بہادر

سپرٹنڈنٹ پولیس ...

مرزا خدا داد بیگ صاحب رئیس دہلی

باشلڈہ لکھنؤ ...

جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر

اعظم ریاست پٹیالہ ...

شیخ تصدق حسین صاحب رئیس الہ آباد منصور

بندوبست علاقہ دودھی ضلع مرزا پور ...

منشی محمد اکرام حسین صاحب رئیس

گھانم پور ضلع کانپور منصور علاقہ راجہ کنت

ضلع مرزا پور ...

حاجی محمد ممتاز علی خاں صاحب رئیس

میرتھ ...

منشی محمد صدیق صاحب رئیس میرتھ

دبئی مجسٹریٹ نہر ...

مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب رئیس

دہلی وکیل ہائی کورٹ الہ آباد ...

مولوی فرزند علی صاحب وکیل عدالت دیوانی

مرزا پور ...

محمد اکبر علی خاں صاحب رئیس مرزا پور

مسٹر والتر اسمائٹ صاحب بہادر ...

بانو ہرشنکر پرشاد سنگھ صاحب بہادر رئیس

بنارس ...

میران

بمقام عیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۰]

۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونٹیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصناف و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ غراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر ایک خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات رواتگی پرچہ سے اُن کو کچھ قعاق نہرگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات رواتگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مجوزہ مدرسۃ العلوم مسلمانان ۱۵ جمادی الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری

THE PROJECTED MOHAMMEDAN ANGLO ORIENTAL COLLEGE.

We beg to publish here for general information a letter relating to the proposed Mohammedan Anglo Oriental College, from the Government, N. W. Provinces, to the Director, D. P. I., N. W. P., a copy of which has been forwarded to the Secretary to the Committee for the better diffusion and advancement of learning among the Mohammedans of India.

The Mohammedan community will doubtless peruse this letter with extreme pleasure, containing as it does a promise, should the project succeed, of Government aid under the grant-in-aid Rules.

That the project should succeed ought to be the earnest desire of every right minded Mohammedan, and it is earnestly hoped that all will come forward with donations according to their means. If they will only reflect that it requires but a very small sum from each individual to establish the proposed College, we feel sure that they will all respond heartily to the Committee's appeal for aid.

Our Government deserves the most hearty thanks of all followers of Islam for the interest which it shows in their welfare, and for its readiness to promote the establishment of a College intended as it is for the special benefit of the Mohammedans.

COPY.

No. 2394 A of 1872.

From,

THE SECRETARY TO THE GOVT. OF THE
N. W. Provinces.

To

THE DIRECTOR OF PUBLIC INSTRUCTION,
N. W. Provinces.

Dated Nynce Tal, the 1st of July 1872.

GENERAL DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

I am directed to forward, for any remarks you may wish to offer, the accompanying letter dated 14th June, with enclosures, from Syed Ahmed Khan Baha-

مفسرون نمبر ۸۸

مجوزہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چٹھی مندرجہ ذیل مرسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی ہند صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی جس کی نکل سکرٹری کمیٹی خراستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان کے پاس پہنچی گئی ہے واسطے اطلاع عوام کے مشتہر کی جاتی ہے *

اس میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ تمام مسلمان اس چٹھی کو پڑھ کر بہت خوش ہونگے کیونکہ اس میں بشرط کامیابی اس تدبیر کے جو مد نظر ہے یعنی بھلائی قائم ہو جانے مدرسہ مجوزہ کے اس بانی کا وعدہ گورنمنٹ کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہر وجہ فراموش کر دینا اس اید کے یعنی ہر وجہ اُن فراموش کے جن کے ہر وجہ گورنمنٹ مدرسوں میں مساوی اس آمدنی کے جو رعایا نے کی ہو رو بہ دینے سے مدد کرتی ہے اس مدرسہ کی بھی گورنمنٹ مدد کریگی *

اس تدبیر کی کامیابی کی خوشی ہر ایک صحیح مسلمان کو دل سے کوئی چاہیئے اور اُمید واثق ہے کہ ہر شخص اپنی حیثیت کے ہر وجہ خود بخود کچھ نہ کچھ اس مدرسہ کے لئے چنڈہ دے گا اگر مسلمان بھی خیال کریں کہ ہر ایک آدمی اگر تھوڑا تھوڑا چنڈہ دے تو بھی یہ مدرسہ مجوزہ بشرط قائم ہو جائیگا تو ہم کو یقین ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ہدل و جان اس مدرسہ کے قائم ہونے میں مدد کریں گے *

تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ ہر شخص اس ہوا خراہی کے جو گورنمنٹ اُن کی بہبودی کے لئے کرتی ہے اور نیز اس کالج کے قائم ہونے پر جو بالتخصیص مسلمانوں کے فائدہ کے لئے ہے مدد کرنے پر آمادہ ہے گورنمنٹ کا شکریہ سچے دل سے ادا کریں *

ترجمہ چٹھی مذکورہ بالا

نمبر ۲۳۹۴

حرف الف باب سنہ ۱۸۷۲ ع

از جانب سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

ہند

صاحب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن ممالک مغربی و شمالی

مقام ٹینیس ٹال

مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

حسب ہدایت گورنمنٹ میں آپ کی خدمت میں قلم چٹھی معہ کاغذات متعلقہ اس کے جو سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

door, C. S. I., Secretary to the Select Committee for the better diffusion and advancement of learning among Mohammedans of India.

2. I am to observe that the Lieutenant-Governor will be prepared to take copies of the Pamphlet for distribution among the Educational Officers and Educational Committees in these Provinces.

3. I am to add that should the Society's efforts be successful in effecting the establishment of a Mohammedan College, on the projected footing, that is of imparting a liberal secular education, in addition to a religious education, the aid of Government could best be afforded in respect of the former on the basis of the grant-in-aid Rules.

I have, &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,

Secretary to the Government of
the N. W. Provinces.

No. 2895 of 1872.

GENERAL DEPARTMENT OF THE N. W. P.

Dated Nynce Tal the 1st July, 1872.

ORDER.

Ordered that a copy of the foregoing be forwarded to the Secretary to the Select Committee for information in reply to his letter of 14th June with the remark that a copy of the Committee's Report, Rules, &c., has been forwarded to the Supreme Government as desired.

(Sd.) J. LLOYD,

For Secretary to the Govt. of the
N. W. Provinces.

جواب ندیا — یہ کہہ کہ میں خطاب کے لائق نہ تھا یا میرا خط
لاجواب تھا *

میرے پیارے مہدی میں آپ کو ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ جو خراب
اثر مشرعی طریقہ تعلیم کا انسان کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اس
سے آپ کبھی ایسی ترہیں آپ سمجھتے ہیں کہ نبی آخرالزمان صلعم
کو امی معض رکھنے میں کیا حکمت تھی — یہی حکمت تھی کہ
نیپورل فیض جو اندرونی چہروں کا جاری رہتا ہے اس کو کوئی

سکرتی سلینک کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے
ارسال کی ہے اس غرض سے بھیجتا ہوں کہ اگر آپ اس کی نسبت
کچھ کیفیت لکھنی چاہیں تو لکھیں *

دفعہ ۲ یہ بات بھی آپ کو واضح رہے کہ جناب نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر رپورٹ سلینک کمیٹی کی کتابیں جس کا ذکر اس
چٹھی میں ہے اس مقصد سے لیوین گئے کہ ان ممالک کے سرورہتہ تعلیم
کے انیسویں اور تعلیم کی کمیٹیوں کو تقسیم کی جارہیں *

دفعہ ۳ مجھے اس بات کے لکھنے کی بھی اجازت ہے کہ اگر
کمیٹی کی کوششوں سے وہ کالج قائم ہو جاوے جس کی تجویز ہو رہی
ہے اور جس میں کہ عام دنیاوی علوم بشمول مذہبی علوم کے پڑھائے
جاویں گے تو گورنمنٹ بھی بشوبہ عام دنیاوی علوم کی تعلیم کے لیے
بدرجہ قراہ "گورنٹ ان ایڈ" کے اس مدرسہ کو مدد دیگی *

دستخط سی اے الیٹ

سکرتی گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۲۳۹۵

حرف الف باب سنہ ۱۸۷۲ ع

جنرل ڈپارٹمنٹ ممالک مغربی و شمالی

مقام نیپتہ تال — مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

حکم ہوا کہ اس چٹھی کی ایک نقل سکرتی سلینک کمیٹی کے
پاس اطلاعاً اور نیز پجواب ان کی چٹھی مورخہ ۱۲ جون کے بھیجی
جاوے اور یہ بھی اطلاع دی جاوے کہ کمیٹی کی رپورٹ اور قواعد
وغیرہ کی ایک پرت ان کی درخواست کے بدرجہ سوپریم گورنمنٹ
میں بھی ارسال کی گئی *

دستخط جے لائیڈ

از طرف سکرتی گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

نمبر ۸۹

خط

نوشکہ سیدی احمد

بنام

مولوی سیدی مہدیعلی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

پیارے مہدی — انیسویں اپنے مجھکو بہت انتظار میں رکھا اور
نمبر ۱۵ رجب الثانی کے تہذیب الاخلاق میں چھپا کچھ

حقیقی معنی لفظ شجر کے ہمارے خیال میں آتے ہیں — غالباً اسکا کر آپ اقوال تکریر کے ہلکے کرٹی اور مراد شجر سے لوگے پس جہاں آپ نے لفظ شجر سے اس کے حقیقی معنی یا لکھ اور کلو کا بڑا ہوا درخت مراد نہ لیتے تو صرف وہ ایک تمثیل رہ جاوے گی۔ وماہر الا مالہمہنی رہی *

کیا سچ سے آپ یہ یقین کرتے ہیں کہ لفظ نبت لہما سو اُنہما سے حقیقت میں یہی مراد ہی کہ نعتہ بالہ حضرت آدم کی وہ چیز گول گول و لپی لپی دیکھائی دینے لگی تھی کیا حقیقت میں اس سے حضرت حوا کی ہرنگاہ مراد ہی اگر ان الفاظ کو آپ اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل سمجھتے ہیں تو کس قدر ونج اور غم کی بات ہی کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزماں ہر مفسروں اور ترجمہ نویسوں کی ایسی بلاغت کی پیروی کرے کیا لفظ ”سورة“ کے اور معنی عرب کی زبان میں نہیں ہیں اور کیا یہ لفظ اور معنوں میں مستعمل نہیں ہوتا ہی اسی سورة میں اور انہی لفظوں کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہی یا پنی آدم قد ائزنا علیکم لباساً یزاد سر اکتہم وریشا ولباس

التقوی ذاک خیر ذلک من اہات اللہ لعلہم ینکروں یا پنی آدم لا یقتنکم الشیطان اما الخرج ابریکم من الجنة ینزع عنہما لباسہما † لیورہما سوا کتہما ‡ انہ یوانم ہو و قبیلہ من حیث لا تدرکہم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین

لیومنون یعنی اللہ تعالیٰ سورة اعراف میں فرماتا ہی کہ ر اے آدم کے بچوں تمکو شیطان نہ بھکادے جس طرح کہ تمہارے ماں باپ کو ہمیشہ میں سے (بھکاکر) نکالا چھوٹا لیا اُن سے اُنکا لباس (یعنی لباس تقویٰ) تاکہ تمہارے اُنکو اُنکی برائیاں بے شک رہا اور اُسکا کنبہ تمکو دیکھتا ہی اسطرح پر کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطانوں کو اُن لوگوں کا مربی کیا ہی جو ایمان نہیں لائے *

پس ان تمام آیتوں کو ملاؤ اور فور کر کہ یہ سب تفسیریں واستعارہ ہی ان سے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں جیسا کہ اور علماء نے بھی تسلیم کیا ہی پس اب تمثیل ہونے میں کیا باقی رہ گیا وماہر الا مالہمہنی رہی *

بھائی مہدی بڑے خدا آپ ذرا انصاف کریں کہ قرآن مجید کے یہ معنی لیتے کہ جب آدم و حوا نے گنہوں کے درخت کا پھل کھا لیا تو اُن کے اعضاء مضمرہ دکھائی دینے لگے قرآن مجید کی عربی اور

پیرونی چیز مزاحم تھو اور جو کچھت باہر نکلے خالص بے میل ہر پس اب ہمیشہ نیچو کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر مترجمہ دعا کریں اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا ہی کہ العلم حجاب الاور اس کے پیرو ہرگز نہرویں *

مجھے یقین ہی کہ اب آپکا دل یہ بات کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کرٹی وجود خارج من الانسان مراد لی جاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعتہ بالہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت میں کرٹی وجود خارجی مغربی للانسان موجود نہیں ہی *

اور یقینی آپکا دل اسبات پر بھی گواہی دیتا ہوگا کہ شیطان کے وجود خارجی ہونیکا کرٹی ثبوت موجود نہیں ہی جو لوگ اس کے قائل ہوئے ہیں اُنہوں نے خود اپنی ہی صورت اُنکے میں دیکھی ہی *

اور یقینی آپ کا دل اسبات کی بھی تصدیق کرتا ہوگا کہ جو لوگ شیطان کے وجود خارجی کا دعویٰ کرتے ہیں اس کا اثبات اُنہی کے ذمہ ہی اور اُن لوگوں کی دلیلوں کو جو اس کے وجود خارجی سے منکر ہیں نائنس کہدینا اور اُن سے مطالبہ کرتا اور اُن کی سمجھ اور لہم پر انسوس کرنا کافی نہیں ہی *

اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ نے جو یہ الفاظ ارقام فرمائے ہیں کہ ”وجود جسمانی سے شیطان کے انکار کرتا کفر نہیں ہی کو بڑی غلطی اور نادانی ہی“ اب آپکو اس تصویر سے نہایت انسوس ہوا ہوگا پس ہمیشہ ایسی بات کہا کر اور کیا کر کہ جس کے بعد انسوس نہ ہو *

اب یہ دوسرا خط میں آپکو آدم کے قصہ کی نسبت لکھتا ہوں مسکن نہیں ہی کہ جو کچھ قرآن مجید میں لکھا ہی اس سے بیان حال کے سرا اور کچھ مراد لیجاسکے یا سمجھی جاسکے *

پہلی ہسم اللہ قرآن مجید میں لفظ قال کا یہ نسبت خدا اور فرشتوں اور شیطان کے آیا ہی کرٹی شخص نہیں کہہ سکتا کہ ان تینوں جگہ لفظ قال کا اپنے حقیقی معنوں میں مستعمل ہی کیونکہ کرٹی شخص خدا کے قول کو منل اقوال انسان مرکب صورت والفاظ سے یقین نہیں کرسکتا اور غالباً اقوال فرشتگان و شیطان کے بھی اس قسم کے نہونگے پس اب لفظ قال سے کرٹی اور معنی مراد ہو پمجہ ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھ کہ آدم و شیطان اور فرشتوں کی نسبت بیان ہوا ہی وہ قصہ اور حکایت نہیں دھنے کی بلکہ صرف حال رہ جاوے گا — وماہر الا مالہمہنی رہی *

یہ لفظ شجر کا قرآن مجید میں موجود ہی کیا حقیقت میں وہ ایسا ہی درخت تھا جیسا لکھ مالی اور کلو کدان یوزا کرتا ہی اور جیسا کہ

† فی القاموس السوء الفرج والفاحشة والظلة القبیصة

فی التفسیر الکبیر بدو العورة کناية عن سقوط العرصة وزوال البجاء والمعنی ان فرقة من القاء تلك العرصة الی آدم زوال حرمتہ وذهاب منصبہ الخ ‡ ای لباس تقویٰ بدلیل قوله تعالیٰ و لباس التقوی ذاک خیر

§ ای الظلة القبیصة التي كانت مستورا فیہما

لفظوں میں بیان کیئے ہیں کہ ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ اور یکساں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے *

اس کی تصدیق سرگندش آدم سے بشری حاصل ہے انسان کا نیچر جن قوتوں سے بنا ہے اور جو قوتیں پہلٹی اور پرائی کی اس میں رکھی ہیں اور جس طرح کہ وہ ان قوتوں پر قادر ہے اور جس طرح کہ وہ ان قوتوں کے سبب سے مجبور ہے ان کا بیان کرتا اور ہر درجہ کے لوگوں کو یکساں نتیجہ روحانی تربیت کا پہنچانا ایسا مشکل کام تھا جو انسان کی طاقت سے باہر تھا یہ خدا ہی کا کام تھا کہ اُس نے اُس کو ایسے لفظوں میں بیان کیا ہے کہ اگر عام آدمی یہ سمجھ لیں کہ انسان ایک وجود ہے اور شیطان ایک وجود علیحدہ ہے جو ہم کو نہیں دکھائی دیتا پر ہم کو وہ دیکھتا ہے اور ہم کو اس طرح چپکے سے بہکا دیتا ہے کہ ہم نہیں جانتے اور ہم کو گناہوں میں پھنسا دیتا ہے پس ہم کو چاہیئے کہ ایک اپنی تسبیح مثلاً شیطان کی دم کے لیکر اللہ کو پڑھتے رہیں اور دل کو اُس کے پھندے میں نہ آنے دیں بلکہ خدا کی فرمائبرہاری اور عبادت میں مصروف رہیں تو اس سمجھ سے بھی وہی نتیجہ اور روحانی تربیت حاصل ہوگی جس طرح کہ ایک دانا نیچرل اسٹ اُس کی حقیقت کو خیال کرے اور سمجھے کہ وہ سب انسان کے نیچر کا بیان ہے جو تمثیلی لفظوں میں انسان کے نیچر کی زبان حال سے بیان ہوا ہے پس اس طرح سے بیان کرتا ایک یہ بڑا معجزہ قرآن مجید کا ہے مگر کس قدر انورس کی بات ہے کہ آپ نے اس کو بدست لکھا ہے اگر حقیقت اسلام اور اسرار دین بدست ہے تو معلوم نہیں کہ ہدایت کیا ہوگی *

آپ خیال کیجیئے کہ علماء سابقین اسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اس قسم کے مطالب کا بیان کمتر کرتے تھے کچھ تو اکثر بسبب شدت اتقا اور خوف معصیت کے یہ وہم ہوتا تھا کہ جو کچھ حقیقت ہے سمجھے ہیں شاید وہ حقیقت تھو اور خدا کی مراد وہ نہر اور اُس کے بیان سے ہم گنہگار ہوں اور کچھ آنکریہ خیال تھا کہ اُن باتوں کی حقیقت بیان کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے کم علم اور جاہل جو بکثرت ہیں وہ اُنہی لفظوں سے کافی روحانی تربیت حاصل کرتے ہیں اور جو عالم ہیں جیسے امام حجت الاسلام غزالی وغیرہ وہ خود اُنکی حقیقت جانتے ہیں اور کافی روحانی تربیت پاتے ہیں ان خیالات سے اُنہوں نے اُنہی الفاظ کو بیان کر دینا مناسب سمجھا جو قرآن مجید میں تھے اور اُنکی مراد کی نسبت کہدیا کہ خدا کو معلوم ہے ہم تو کلام خدا پر ایمان لائے ہیں اور جو اُنکی حقیقت خدا کے علم میں ہے وہی ہمارا ایمان ہے *

اُس کے ادب اور اُس کے حکمت سے بھرے ہوئے ہونے پر یقین کرتا ہے یا یہ معنی لینے کہ اُس قرۃ کی ترغیب نے ظاہر کردیا کہ انسان میں خدا کی نافرمانی کرنے کی پرائی ہے قرآن کی بزرگی اور اُس کی عزت اور اُس کا حکمت و معرفت سے بھرا ہوا ہونا یقین کرتا ہے — اگر پہلے ہی معنی سچ ہوں تو مجبوری سے کہنا پڑیگا کہ ”سخت فہمی عالم بالا معلوم شد“ حضرت کو پھکڑ پونے بھی نہیں آتے جہ جائے خدائی کجا گہروں کھانا اور کجا اعضاے مضمضہ کا دکھائی دینا —

نعمد با اللہ منها *

خدا کی عظمت و شان کو خیال کرو اور پھر قصہ آدم کو دیکھو اور کہو کہ تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا میں اور فرشتوں میں ایسی تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجھا جاتا ہے پس اگر اُن الفاظ کے وہی معنی ہوں تو خدا میں اور فرشتوں میں خدائی اور بندگی کا ہیکر ہوئی پھٹیاریں کی تو تو میں میں ہوئی — اگر یہ سچ ہو تو ہم کو اپنے نوکروں کی بھی شکایت نہیں رہنے کی کیونکہ خدا کے نرکو ہمارے نرکوں سے بھی زیادہ ترے ہیں *

اس تمام قصہ سے اگر بھی ظاہری معنی مراد ہوں تو خدا کے عار و مروت اور تقدس اور تنزیہ میں پٹا لگتا ہے پس اُسی اصول سے جو آپ نے قائم کیا ہے کہ ایسی حالت میں عدول معنی حقیقی سے ضرور ہے یہ تمام قصہ تمثیلی ہے نہ اصلی — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

اور اگر آپ نے اس بات کا یقین کر لیا ہے کہ (اور میں یقین کرتا ہوں کہ یقین کر لیا ہے) شیطان کا کڑی وجہ خارج من الانسان نہیں ہے تو تو سرگندش آدم کی تمثیلی اور بیان حال ہونے میں کچھ کلام ہی نہ ہوگا — و ما ہو الا ما الہمنی ربی *

آپ کی تحریر میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ”قرآن مجید میں جنس اور آدم اور درخت کے کھانے اور ملائکہ کے سجدہ کرنے وغیرہ کا ذکر ہے مگر اُن کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی کہ وہ درخت کیا تھا اور کھانے سے کیا مراد ہے“ اور پھر اُسکے بعد ارقام فرماتے ہو کہ ”اگر ایسی تاریک نصوص صریحہ کی کیجیادے تو بالکل اعتبار ظاہر صریحہ سے اُٹھ جائے“ بھائی یہاں فرا انصاف کر کہ خود ہی لکھتے ہو کہ ان چیزوں کی کچھ زیادہ تر حقیقت خدا نے نہیں بتائی اور پھر اُن کو نصوص صریحہ کہتے ہو جب اُن کی حقیقت ہی نہیں بتائی تو وہ نصوص صریحہ کیونکر ہوئیں قدیر *

خداے تعالیٰ نے قرآن مجید تمام انسانوں کے لیئے نازل کیا ہے جنہیں ہر درجہ علم و عقل و فہم کے لوگ شامل ہیں اور معجزہ قرآن یہ ہے کہ مضامین دقیقہ اور مسائل حکمیہ نیچرہ ایسے

حقاً جو متکثرین و متکثفین میں سے ہیں اُسکو معنی ظاہری پر حمل کر کے مورد اعتراضات و شبہات بناتے ہیں در حقیقت دشمن دین رہی ہیں اسرار دین کے سمجھنے والے بہت کم ہیں یہی انکس اس اہل بشارت کے اشارت داند

نکتہ ہاہستہ ہے معصوم اسرار کچا اس

چنانچہ حدیثوں میں ہی کہ بہشت کے داروغہ کا نام رضوان ہی — مرام سمجھتے ہیں کہ ایک شخص ہی جو دروازہ جنت کا دربان ہی اُن سے پرچھا چاہیئے کہ کیا بہشت ایسی جگہ ہے کہ جہاں باہر کے لوگوں کے گھس جانے کا احتمال ہی اس لیٹر دربان رکھا گیا ہے کہ غیر کو گھس جانے سے روکے حقیقت یہ ہے کہ رضوان کے معنی خوشنودی خدا کے ہیں خوشنودی خدا کو بلا شبہ دربان کہہ سکتے ہیں کیونکہ بدین اجازت خوشنودی خدا کسی کا مجال نہیں کہ بہشت میں جائے میرے دل میں بھی یہہ برابر گذرتا تھا کہ آدم کے قصہ میں سجدہ ملائکہ سے قوالے ملکیت کا انسان کے تابع ہوجانا مراد ہے — اس قوالے ملکیت کے انسان کے تابع ہوجانے سے حضرت انسان کا تمام حیوانات پر شرف ثابت ہوا ہے اور بلا شبہ شیطان سے قوت حیرانیہ یعنی قوالے بھیہی و سبھی مراد ہے جو مبداء شہوت اور فضا کا ہے جتنا منشاء یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہے پس ابلیس کا نار سے پیدا ہونا نہایت سچ ہے علامہ آپ کی تحریر ایسی ہوئی ہے کہ کسی نے آج تک نہیں لکھی خدا آپ کی بقا کو مستد کرے تاکہ اسلام اور مسلمان آپ کے مسامی سے متفع ہوتے رہیں — سچ ہی ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ ایک بڑے شخص کو واسطی اصلاح اُس زمانہ کے قیام کی پیدا کرتا ہے ایسے شخص کو انگریزی زبان میں ریفارمر کہتے ہیں عالیجناب مولانا مہدی علی صاحب سے ملاقات جسمانی نہیں مگر اُنکی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ نہایت صاحب طبع اور اہل دل ہیں — ایک حدیث معارف نے * * * اپنے حق و جہل سے مضامین مندرجہ تہذیب الاخلاق کا رد لکھنا شروع کیا ہے نہایت مہمل اور لچر باتیں دیکھیں — اسکی وہی مثال ہے چھوٹا منہ بڑی بات — حضور ان سب لغویات کی طرف التفات فرماکر اپنے وظیفہ مفروضہ میں جو اصلاح قیام دین و احوال تمدنی و قومی مسلمانوں کی ہے مشغول رہیں — یریدون ان یطفئوا نور اللہ بانرا ہم و اللہ یتیم نور و لوکرہ المشرکون — آپ نے جو تعلیم مسلمانوں کے لیئے منصوبے تیار ہیں نہایت مفید ہیں خدا آپ کو قوت اور مسلمانان ہند کو ہمہ دے *

ہندہ شما

عبد اللہ عبیدی

مگر اُنکا زمانہ ایسا تھا کہ لادری کہہ کر اُنکا پیچھا چھوڑ گیا مگر ہمارا زمانہ ایسا نہیں ہے تمام علوم کو ہم میں نہ بھی مگر دوسری قوموں میں بدرجہ اعلیٰ پہنچ گئے اور پہنچتے جاتے ہیں حقایق اشیاء روز بروز واضح ہوتی جاتی ہیں اور جہاں تک بغیر کسی شک کے معلوم ہوگئی ہیں وہ درجہ یقین پر پہنچ گئی ہیں پس اس زمانہ میں کسی بات کے مدعی کو دعویٰ کرنا اور پھر لادری کہہ دینا کافی نہیں ایسا کرنا خود اپنی ہنسی اُڑانا ہے بلکہ ہر بات کا ثبوت اور کافی تسلی بخش بیان چاہیئے اس لیئے جو لوگ دعویٰ اسلام کرتے ہیں اُنکا کسی مسئلہ اسلامی کی نسبت لادری کہنا خود اپنی حماقت ظاہر کرنا ہے پس اس زمانہ میں ضرور ہی کہ دھوکہ کی گئی کر اُڑھا ڈالا جاوے اور تمام مسائل اسلام کی حقیقت معلوم بیان کی جاوے تاکہ اُسکی روشنی آفتاب کی طرح چمکے اور اسرار دین سب کو معلوم ہوں اور لوگ یوں کہنے لگیں —

مر خدا کہ عارف و عابد یکس تکلف

در حیوتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

ایک خط جناب مولوی عبید اللہ صاحب عبیدی کا اسی قصہ آدم کی نسبت میرے پاس آیا ہے اُسکی نقل آپ کے ملاحظہ کے لیئے اسمیں شامل ہے *

اب کسی فرصت کے وقت تیسرا خط آپ کو میسائیوں کے گردن مروری مرقی کی نسبت لکھونگا اور اُمید ہے کہ آپ مثلاً ان دونوں خطوں کے اُسکو بھی منصفانہ اور مصطفانہ تصور فرما رہے * خدا آپ کو خوش رکھے اور اپنا مصدرب کو کہ ہم شک کیا کریں والسلام *

تمہارا قایم دار

سید احمد

ار بنارس ۶ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

نقل خط

جناب مولوی عبید اللہ صاحب عبیدی

بنام

سید احمد

۲۸ جون سنہ ۱۸۷۲ ع ہوگلی کالج — چچوڑا

پس از قراران نیایش ہائے جاگرائے عرض یہہ * * * حضور کی تحریر درمادہ آدم کو میں نے بڑی دلہی سے پڑھا مبعثات اللہ حق یہہ ہے کہ اصل اسرار دین کو آپ ہی نے سمجھا ہے دین میں بہت سی باتیں مرمرز ہیں بطور تشبیہات کے بیان ہوئی ہیں

یہ چند فقرے کہہ کر ٹپٹی صاحب عربی کے طلبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر کی *

اے میرے ہم قوم اور ہم مذہب طالب علموں تم ذرا میری باتوں کو غور سے سنو اور انصاف اور دانشمندی سے اُسے سوچو کہ میں تمہاری بھلائی کے لئے کیا کہتا ہوں *

اگرچہ میں نہایت خوش ہوں کہ تم اپنے قدیم علوم کی تعلیم پر متوجہ ہو اور ایک نہایت دل پر اثر کرنے والے فرقے سے اُسکی تحصیل کرتے ہو اور تم میں سے چند طلبہ نے کامیابی بھی پائی اور تفصیل کے خطاب پا لینے سے اپنی عزت حاصل کی مگر حقیقت میں یہ تعلیم نا کافی ہے اور جو نتیجہ علم کا ہے وہ اس سے حاصل نہیں کیونکہ تم نے جو قسم کے علم حاصل کیئے ایک منقول دوسرے منقول پہلی تعلیم نے تمکو تقلید میں کامل کیا دوسری نے چند غلط اور بے اصل اوہام کو معفوات صبیحہ کی صورت میں تمہارے دل پر نقش کیا ہے اُس سے جیسا کہ چاہئے تمہارے دین کو فائدہ ہر اُنہیں تمہاری عقل کو ترقی ہوئی مذہبی تعلیم سے غرض صرف یہ ہے کہ وہ باتیں جو خدا نے اپنے سچے رسول کی معرفت بتوئے وحی کے بتائیں اُس کی روشنی ہمارے دل پر پڑے اور ہم اُن کی حقیقت سے واقف ہوں اور اُن کی حقیقت اور سچائی ہمارے دل پر اپنا ایسا اثر کرے کہ نہ تقلیداً بلکہ تحقیقاً ہم اُن کو تسلیم کریں مگر جو تعلیم تم نے پائی اُس نے یہ فائدہ نہیں پہنچایا کہ تم اُس کی حقیقت سے واقف ہوئے نہ بے واسطہ اُس نور کی شعاعیں تمہارے دل پر پہنچیں تمہاری مذہبی تحقیقات اُن لوگوں کے قولوں پر ختم ہو گئی جو مثلاً تمہارے غیر معصوم تھے اور جن کی رائے میں تمہاری طرح خطا و صواب دونوں کا احتمال تھا انفسوس کہ تم نے اصل چشمہ سے پانی نہیں پیا جو نہایت شیریں اور صاف اور موتی کی طرح چمکتا ہے بلکہ اُس حوض کو اصل چشمہ خیال کیا جو بیو بضاع کی طرح گندہ ہو رہا ہے تم نے اپنے دینی عقائد اور مذہبی اقوال کو خدا کی کتاب سے خود تحقیق نہ کیا بلکہ لوگوں کی رائیوں اور قولوں اور خیالوں ہی پر اپنے معتقدات کی بنیاد قائم کی تم نے اپنے فکری مسائل اور شرعی احکام کو سچی باتوں سے رسول کی خود دریافت نہیں کیا بلکہ جو لوگ لکھ گئے اور کہ گئے اُسی کو منزل میں اللہ سمجھا اور پھر انفسوس یہ ہے کہ اگر تم جاہل رہتے اور کچھ تعلیم نہ پاتے تو تم اس گورانہ تقلید میں پڑتے نہ معذور ہوتے مگر انفسوس اور ہزار انفسوس اس پر ہے کہ تعلیم نے تمکو یہ نتیجہ دکھایا اور علم کے حاصل کرنے سے بجائے تحقیق کے تم نے تقلید کو حق جانا *

نمبر ۹۰

اسپیچ

مولوی سید مہدی علی صاحب

بمقام ہائی اسکول مرزا پور

مدرسہ مرزا پور میں تاریخ ۲۳ مئی کو بنظر تقسیم سالانہ امتحان کے جلسہ ہوا اور اکثر رئیس اور حاکم تشریف لائے اور ہیتہ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں پھر دوسرے ماسٹر نے اردو میں رپورٹ سنائی بعد اُس کے جناب رابرتسن صاحب کلکٹر مرزا پور نے انگریزی زبان میں ایک مختصر اسپچ کر کے یہ فرمایا کہ اب میرے دوست مولوی مہدی علی صاحب کچھ تقریر کریں گے اور اردو زبان میں آپ لوگوں سے کچھ کہیں گے بعد اُس کے مولوی مہدی علی صاحب نے کھڑے ہو کر زبانی یہ تقریر کی *

اے حاضرین جلسہ — جو رپورٹ حالات مدرسہ کی ابھی ہیتہ ماسٹر صاحب نے انگریزی میں اور بابو صاحب نے اردو میں سنائی اس سے آپ کو طلبہ کی تعداد اُن کی تعلیم کے درجے اور اُس کے نتیجے معلوم ہو گئے اب اُس کا امانہ پیغام دے رہا ہوں کہ میں اپنے اردو ضرور سمجھتا ہوں کہ جو فرق اس مدرسہ کی حالت میں ہے نسبت سابق کے ہوا ہے اُسے کچھ تھوڑا سا بیان کروں *

سنہ ۱۸۶۷ ع میں میں نے اس مدرسہ کو دیکھا اور چند مرتبہ عربی فارسی اردو درجوں کا امتحان لیا اور انگریزی طلبہ کی استعداد و لیاقت کی کیفیت اُڑر متعلمین سے سنی اُس زمانہ میں اس مدرسہ کی تعلیم کی یہ کیفیت تھی کہ رؤساء شہر اپنے لوگوں کو مشن اسکول میں بھیجنا پسند کرتے تھے اور بوجہ نقص ہونے تعلیم کے اور بے انتظامی مدرسہ کے یہاں داخل کرانا منظور نہ کرتے تھے مگر جب سے گارتن صاحب ماسٹر مقرر ہوئے اُن کی لیاقت اور معتمد و توجہ کے خصوصاً اُن کی خوش اخلاقی اور تہذیب کی وجہ سے صورت مدرسہ کی بدل گئی طلبہ بھی بڑے استعداد میں بھی اُن کی ترقی ہوئی اب رئیسان شہر اپنے وارثوں کو اسی مدرسہ میں بھیجتے ہیں اور یہاں کی تعلیم کو پسند کرتے ہیں اور گارتن صاحب کے شکوہ گزار ہیں عربی درجہ میں بھی اچھی ترقی ہوئی مولوی معین الدین صاحب کی ہرکت سے چند طالب علموں کے سر پر تفصیل کی پگڑی بھی بندہ گئی بلا شبہ مولانا صاحب بڑے مفسر بڑے محدث بڑے عالم اور جامع معقول و منقول ہیں دور دور سے لوگ اُن سے پڑھنے آتے ہیں جسقدر اُنہوں نے معتمد کی ہے اُس قدر تنخواہ نہیں پائی جس قدر اُنہوں نے علم کی تعلیم کی گو اُن علوم کی نسبت میری رائے کیسی ہے وہ اُن کی معتمد اور تعلیم میں فرا شک نہیں *

ہم تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو پورا جانتا ہوں میں کافر ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہو مسلمان پر فرس سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پارے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تقلیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہ حقائق دینی کے ادراک کے لئے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پہنچنے کے لئے نہ کافی ہے بلکہ مزاحم ہے انصاف کرو کہ کیا حاصل ہوا تمکو تعلیم ہے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہ ہوئی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جس نے تمکو کورانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا فائدہ ہوا ؟

مگر حقیقت میں یہ قصور تمہارا نہیں ہے وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہے کہ جب تک بڑی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت ہے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و قبح سے بھٹ کر دوسری راہ نہ بتاویں تب تک تم سوائے اِس کے کہ آنکھ بند کر کے اُس پر چل کر سکتے ہو *

اے ہر دیکھنے والے طالب علمو کیا خدا نے تمکو اُڑ توڑوں کی طرح مادہ تحقیق کا نہیں دیا ہے یا تمہارے دل و دماغ کو ان باتوں کے سمجھنے کے لائق نہیں بنایا میرے نزدیک شاید ساری دنیا میں ہماری ہی وہ قوم ہے کہ جس کے دل و دماغ کے برابر دوسرا نہیں ہے کیا یہ وہ قوم نہیں ہے جس نے ہر کتابوں کے چند مسائل سیکھ کر اُسے ایسی ترقی دی کہ اگر افلاطون و ارسطو زندہ ہوتے تو وہ بھی قدموں پر گرتے کیا ہم لوگ وہ نہیں ہیں جن کے اجداد نے ساری دنیا کو معقولات کی روشنی سے منور کیا یورپ کا ملک کیا ہماری شاگردی پر کسی زمانہ میں نظر نہ کرتا تھا کیا اب یہ بڑے بڑے معقق ہمارے اسلاف کے علم و فضل سے فیضیائی کا اقرار نہیں کرتے پس رونے کا مقام ہے کہ ایک ایسی باہمت اور عالی دماغ اور بلند حوصلہ قوم ایسی پسند اور ذلیل اور ابتر حالت پر پہنچ چارے کہ چاروں کے لئے کوئیوں کے بچے اُنپر ہنسیں اور اُن کے دل و دماغ کو علوم کی تحصیل کے لائق نہ جانیں سچ ہے جو خدا نے فرمایا ہے تِلْكَ الْآيَاتُ لِلَّذِينَ عَلِمُوا کیسی قوم کیسی ہو چارے *

لیکن اس قلت و ادبار و جہالت کا سبب صرف تمہارا تعصب و تقلید ہی کوئی کہتا ہے کہ انگریزی پڑھنا منع ہے کوئی فرماتا ہے کہ علوم جدیدہ سیکھنا حرام ہے کوئی اس خط میں مبتلا ہے کہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم لینے سے مذہب جاتا رہیگا کوئی اس تشہ میں سرمست ہے کہ تحقیق کرنے اور پرانے خیالات کے چھوڑنے سے خرق اجماع کا الزام ہوگا اگر حقیقت میں تمہارا مذہب ایسا ہی پرانا اور فانیانہ ہے اور وہ تمہارے نزدیک ایک ظلم کا کارخانہ ہے تو کب تک

یہ تم نہ خیال کرو کہ معاذ اللہ میں مذہبی تعلیم کو پورا جانتا ہوں میں کافر ہوں اگر ایسا خیال کروں بلکہ میں ہو مسلمان پر فرس سمجھتا ہوں کہ وہ مذہبی تعلیم پارے اور اپنے دینیات میں کامل واقفیت حاصل کرے لیکن اگر میں متاسف ہوں تو صرف اُس کی طرز و طریق پر کیونکہ جو تقلیدی تعلیم تم حاصل کرتے ہو یہ حقائق دینی کے ادراک کے لئے اور مسائل شرعی کی حقیقت پر پہنچنے کے لئے نہ کافی ہے بلکہ مزاحم ہے انصاف کرو کہ کیا حاصل ہوا تمکو تعلیم ہے جبکہ تمہارے خیالات میں بلندی اور تمہاری عقل میں ترقی نہ ہوئی اور تمہارے دل نے اصل مذہب کی روشنی نہ پائی اور کیا فرق ہوا درمیان اُن عامیوں کے جو تمہاری تقلید کرتے ہیں اور درمیان تم عالموں فاضلوں کے جو تم اوروں کے پیچھے چلتے ہو پس اُس تعلیم سے جس نے تمکو کورانہ تقلید میں مبتلا کیا تمہارے مذہب کو کیا فائدہ ہوا ؟

مگر حقیقت میں یہ قصور تمہارا نہیں ہے وہ سلسلہ تعلیم کا ایسا ہے کہ جب تک بڑی مضبوطی اور دانشمندی اور ایمانی قوت ہے اچھی اچھی تحقیق اُس میں اصلاح نہ کریں اور اُس کے حسن و قبح سے بھٹ کر دوسری راہ نہ بتاویں تب تک تم سوائے اِس کے کہ آنکھ بند کر کے اُس پر چل کر سکتے ہو *

خیر مذہبی تعلیم کو چھوڑو اب اپنے معقولات سلسلہ پر نظر کرو اور سوچو کہ تقلید نے اُسے بھی کس ابتر حالت پر پہنچا دیا ہے اور اُس سے کیا نتیجہ تمکو حاصل ہوتا ہے تمہارا علم معقول چند یونانی مسئلوں کے جاننے پر منحصر ہے اور کئی ہوئی باتوں کی واقفیت پر اُس کا مدار ہے حقیقت میں معمولی کتابوں کے چند ورقوں کا اُلٹ پلٹ کر لینا اور طوطی کی طرح اُسی زبان سے کہہ دینا تمہارے علم کی انتہا ہے اور چند فلسفی باتوں کا جسکی حقیقت پر بھی ہو کر تم نہیں پہنچتے یاد کر لینا تمہارا مبلغ علم ہے حساب میں اگر تم نے خلاصۃ الحساب کی ضرب سیکھ لی تم متعجب ہو گئے ہرچ چھیننے کے دو جزو اگر پڑا لیتے تو تم رشک بطلمیوس بن گئے مجسمی کے اعضا یاد ہونے سے تم اپنے آپ کو افلاطون جاننے لگے مگر اے میرے عزیزو تم اپنے اُن بھائیوں کو جو اسی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم پاتے ہیں دیکھو اور اُنکی باتوں سے اپنے دقائق حقائق کو مقابلہ کرو تب تمہیں معلوم ہو کہ تم کس غلطی میں پڑے ہوئے ہو اے طالب علمو ذرا ان لوگوں سے عناصر کی حقیقت سنو تب اسطفاست اربعہ کی ماہیت جاننے پر خوش ہو ذرا طبیعات کے مسائل کا تجربہ کر کے دیکھو تب میمنی اور صدقہ کی طبیعات پڑا لیتے پڑا کر ذرا آسمان و زمین کا کراہ جو اِس وقت تمہارے سامنے رکھا ہے ہاتھ میں اُٹھا کر اُسکی کیفیت پوچھو پوچھو اپنے فلکیات پڑا کر آسمان زمین کے قلعے ملاؤ افسوس ہے کہ یہ سب چیزیں

بچا دے آج نہیں تک نہیں پرسوں وہ گوجاریکا اور ان تھے مکتروں جو یہ بھی سیکھتے جاتے ہیں وہ طلسم درہم برہم ہو جاریکا لو ہمارے نزدیک تو وہ ایک ایسا مضبوط قلعہ ہی جیسی بنیاد بالیہ پہاڑ کی چوٹی پر ہی کہ طوفان نوح سے بھی اُسے صدمہ نہ رنجیگا اور عارم کی تحصیل اور حقایق اشیاء کی تحقیق سے اُسکا ر اور چمکیگا *

اے میرے عزیز فرما ہارون رشید اور خلفاء عباسیہ کے عہد دولت خیال کرو پرامتہ کی علمی مجالسوں کو دیکھو کہ انہوں نے علم و ترقی اور معقولات کی تحقیق میں کیا کیا کوششیں کیں اور انہوں نے اسی تحقیق کی بدولت اسلام کی کیسی عزت ظاہر کی غزالی اور رازی و پرمی اور فارابی اور حسی کیسے کیسے نامور ہوئے کہ چنکا م اب بھی غیر قوم کا کوئی معقق بغیر تعلیم کے نہیں لیتا مگر نسوس ہزار افسوس کہ وہ لوگ مر گئے اُنکی جگہ ہم پیدا ہوئے بریفان بادشاہ خورخند و رفتند * تہی خمضا نہا کردند و رفتند

لیکن اگر تم کہو کہ اب بھی تم اُنکی باتیں جانتے ہو اور انہیں یہ تحقیقاتوں کو پڑھتے ہو تو یہ غلطی ہی یہاں سے باتوں میں رن ہو گیا یہاں سے چیزیں بدل گئیں تحقیقات اعلیٰ درجہ و پہنچ گئی اکتو چیزوں کی غلطیاں کھل گئیں اس واسطے وہ اپنے زمانہ کے خیال کے لحاظ سے معقق تھے مگر اب اُنکی تحقیقاتوں کے مانتے والے جاہل اور مقلد تھرینگے دیکھو بطالمیوس ایسا بڑا حکیم تھا مگر فرما اُسکا جغرافیہ دیکھو اُسے جو پرانی دنیا کا نقشہ کھینچا تھا اُسے ملاحظہ کرو اور اب کے جغرافیہ اور حال کی زمین کے کرہ سے ملاؤ تو کتنا فرق پاؤ گے کہ اگر اس زمانہ میں کوئی ایسے جغرافیہ نہ لکھے تو وہ احمق تھرے مگر سب اُس نامور حکیم کی اُس تحقیقات کو اُس کی عالی دماغی کا نتیجہ سمجھتے ہیں پس تم جو اس خیال میں مبتلا ہو کہ علم اگلوں پر تمام ہو گیا ساری تحقیقاتیں پرانے لوگ کر گئے اب اُنکا جاننا ہی منتہای علم ہی یہ قادیانی ہی اس لیے فرما تم ان عامیانه خیالات کو چھوڑو اور اپنی قوم کی جسکے قورینے میں کچھ باقی نہیں رہا دستگیری کو نہ کہ اور اُسکے فرق کرنے کی تدبیر کرو *

یہاں انصاف سے اسکا جواب دو کہ تم عالم بھی ہو گئے نفیہ بھی ہو گئے صدرہ شمس بازخہ پورا کو جامع معقول بھی تھرچکے مگر اب

تم غرہ کیا کرو گے اور مدرسے سے نکلنے کے بعد اپنی قوم کی کیا بھلائی کرو گے میرے نزدیک تمہارا معقول تو اس کام کا بھی نہیں کہ کسی علمی جلسہ میں بیٹھ کر بات سمجھتے کی بھی لیاقت اُس سے حاصل ہو چہ جائے کسی صمت و ہنر کے ایجاب کرنے کی توقع ہو یا کسی نئی تحقیقات کرنے کی اُمید ہو ہاں اُسکا یہ نتیجہ ہو سکتا ہی کہ جب تم اپنے مشرب کے چند تو عمر آدمی بیٹھو تو اُن کتابوں کے حراشی اور شرحوں اور زوائد لفظوں سے بحث کر کے چند ساعت اپنی عمر عزیز ضایع کر رہا تمہارا معقول اُس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی مسجد میں جائز قصہ گوئی کرو گے چھوٹی چھوٹی باتیں دین کی کہکو نہایت ذلت اور مکر کے ساتھ روٹیاں کھاؤ گے دنیا کی پرانی دنیا داروں سے نفرت کا دھڑکھڑکے قصابیوں کے سامنے اپنا دامن پھیلاؤ گے ہاں نادر ایسے لوگ نکلیں گے جو سچا توکل کریں اور اپنے دل سے دنیا چھوڑ کر دیندار بنیں پس یہ نتیجہ تو تمہاری ذات کے لیے ہوا رہی قوم کی بھلائی پس علم اور حکمت اور عقل کی ترقی کی تو تم سے کچھ اُمید نہیں کیونکہ وہ آلہ ہی تمہارے پاس نہیں جس سے وہ کام ہو ہاں دین کی ترقی کا تم خیال کر سکتے ہو مگر میرے نزدیک سوائے اسکے کہ تعصب اور جہالت اور تقلید کی ترقی ہو تمہاری ذات سے اور کچھ اُمید نہیں چند جہاں میں بیٹھ کر شیطانی باتیں کرو گے اُن کے دلوں میں جو تعصب اور تقلید کی آگ ہی اُسے اور مشتعل کر دے نہ اخلاق میں تہذیب نہ عادات میں اصلاح نہ معاشرت کے طریقوں کی درستی نہ چال چلن میں شایستگی کی تم سے توقع ہی نہ غلط خیالات اور نہ پیرودہ ارہام کے دور کرنیکی تم سے اُمید ہی کیونکہ تم نے خود ہی ایسی تعلیم نہیں پائی دوسروں کو تم کیا تعلیم کرو گے *

پس اے میرے بھائیو جب تک کہ تم تعصب و تقلید نہ چھوڑو گے اور عارم جدیدہ کی تحصیل پر متوجہ نہ ہو گے تب تک تمہارا علم اور تمہارا جہل یکساں ہی *

میں تمہاری بہت سامع حراشی کی اور شاید تم میں سے بعض کو نہایت قصہ دلایا مگر الحق مر حق کہنے نے مجھے اس کہنے پر امادہ کیا اگر یہ حالت تمہاری تھوٹی تو ہم سے ادنیٰ درجہ کے آدمیوں کو ایسی بڑی باتوں کی زبان سے نکالنے پر کب جرات ہوتی

خیر خدا رحم کرے اور ہماری قوم کے لیئے بھی ترقی عام و دولت کی راہ نہروں *

نمبر ۱۱

غلطی

ایطال غلامی کا آرٹیکل جو تہذیب الاخلاق کے متعدد پرچوں میں چھپا ہے اور جسکا نام ”تہذیب الاسلام من شین الامۃ و الفلم“ ہے اُس آرٹیکل میں ایک بڑی غلطی ہم سے ہو گئی ہے *

یعنی اُسکے باب ہتم میں بذیل بیان ازدواج مطہرات کے ہمنے ایک حدیث صحیح مسلم سے نسبت حضرت جریرؓ کے نقل کی ہے انسوس ہے کہ جس کتاب سے ہمنے اُس حدیث کو نقل کیا اُس میں غلطی تھی یعنی بجائے اس لفظ کے ”فاخبر فاطمة بجماعت وہی جریرؓ“ ہے غلط لفظ لکھے ”فاخبر فاطمة بجماعت ہی و جریرؓ“ انسوس ہے کہ ہم نے اپنی جہالت سے اُسی غلط عبارت کی پوری کی اُسی کو نقل کیا اور اُسی کو بطور ایک اختلاف کے لکھ دیا پس ہم اس خطا کا اور اپنی جہالت کا اقرار کرتے ہیں اور ناظرین تہذیب الاخلاق سے اُمید کرتے ہیں کہ پرچہ مطبوعہ یکم شوال سنہ ۱۲۸۸ ہجری کے صفحہ ۱۵۶ کے کالم اول کی سطر اول لفظ صحیح مسلم سے پانچویں سطر کے لفظ ہو سکتا ہے تک اور سولہویں سطر سے اخیر کالم تک جو عبارت لکھی ہے اُسکو کاٹ دیں *

اب ہم اپنے رفیق مولوی علی بخش خاں صاحب سب آرڈینٹ جمع کردہ پرو کا شکر ادا کرتے ہیں جنکے ارمانے سے ہم اس غلطی سے متنبہ ہوئے *

دائیں م

سید احمد

اشتہار

واقع ہو کہ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان نے بہت تجویز کی ہے کہ خاص واسطے تعلیم مسلمانوں کے ہمال مغربی اضلاع میں چند جمع کر کے ایک بہت بڑا مدرسۃ العلوم قائم کرے جس میں دینی اور دنیوی تمام قسم کے علوم کی مسلمانوں کو تعلیم ہو *

مگر اس بات کی تجویز کرنی ہے کہ کس شہر میں اُس مدرسہ کا قائم ہونا مناسب ہے اور ارادہ ہے کہ اُس مدرسہ کے مقام کا تفصیلاً جہاں تک ممکن ہو مسلمانوں کی رائے دریافت کرنے کے بعد کیا چارے اس لیئے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں میں سے جس کا دل چاہے اس باب میں اپنی رائے لکھ کر راقم اثم کے پاس بمقام بقارس بھیج دے وہ سب رائیں کمیٹی میں پیش ہونگی مگر جوتسا شہر اُس کے لیئے پسند کیا چارے اُس کی ترجیح کی وجوہات بھی ارقام ہو اور خطا جو بھیجا چارے وہ بعد اداے معصوم مرسل ہو ورنہ پیرنگ خطا واپس ہوگا *

تمام اخبار نویسوں سے یہ درخواست ہے کہ بنظر رفاہ عام اس اشتہار کو اپنے اپنے اخباروں میں مندرج فرمادیں اور ایڈیٹران اخبار سے یہ بھی اُمید ہے کہ وہ اپنی رائے بہ نسبت اس مضمون کے مندرج اخبار فرمادیں اور جس پرچہ اخبار میں وہ مضمون چھپے اُس کا ایک پرچہ از رفاہ عنایت بقیست بنظر رفاہ عام راقم اثم پاس مرحمت فرمادیں کہ وہ تحریر کمیٹی میں پیش ہوگی اور کمیٹی مسلمانان اُن کی اس عنایت کا نہایت شکر ادا کریگی *

دائیں م

سید احمد

سرکاری کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہندوستان

مقام بقارس ۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع

اشتہار

پرچہ ہائے تہذیب الاخلاق ابتدائے اجراء یعنی یکم شوال سنہ ۱۲۸۷ ہجری سے لغایت آخر ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۸ ہجری بابت سواہرس کے بہ ترنسب ایک جلد میں مرتب واسطے فروخت کے موجود ہیں قیمت اُنکی پانچ روپیہ ہے جس صاحب کو اُس کی خریداری منظور ہو زر قیمت سید احمد خاں بہادر سی ایس ائی پاس بمقام بقارس بھیج کر پرچہ ہائے مذکور طلب کر لے *

بمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۱]

یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قوتیسی کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پناہ پھیل جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار اصرار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے۔ مقصد اس پرچہ کے احرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط ارہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر تصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مفسر نمبر ۹۲

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ اول

تمام موجودات کا خالق یا اُن کے وجود کا سبب اخیر یا علت
العلیٰ کوئی ہی اور اُسی کا نام ہی اللہ *

مذہب اسلام کا سب سے پہلا یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا کوئی
خالق ہی — یہ سب کچھ جو موجود ہے اور جس کو ہم کسی طرح
جان سکتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں یا خیال کر سکتے ہیں ایک
ایسے سلسلہ سے مربوط ہے کہ ایک کا وجود دوسرے پر اور دوسرے کا
تیسرے پر منحصر ہے — پس ضرور ہی کہ یہ سلسلہ کسی اخیر
وجود یا علت یا سبب پر منتہی ہو اور جس پر یہ سلسلہ منتہی ہو وہی
خالق اور خدا اور رب العالمین ہی *

اس بات پر یقین نہیں ہو سکتا کہ یہ سب کچھ جو موجود
ہے خود آپ ہی اپنے وجود کی اخیر علت ہے — اگر موجودات میں
ہر چیز اپنے وجود میں کسی دوسرے وجود کی محتاج نہ ہوتی یا
کسی کا وجود کسی دوسرے وجود کا معلول نہ ہوتا تو شاید ہم ایسا
یقین کر سکتے — مگر جب کہ ہر ایک چیز کو کسی علت کا معلول
پاتے ہیں تو اُنہی چیزوں کے مجموعہ کو کس طرح کسی علتِ علیٰ کا
معلول نہ سمجھیں *

تمام چیزیں جو موجود حقیقی موجود ہیں نہ مستح ہیں نہ
قابل عدم اگر وہ مستح ہوتیں تو موجود کیوں ہوتیں اور اگر قابل
عدم ہوتیں تو کبھی غیر موجود بھی ہوتیں *

ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی موجود حقیقی کبھی معدوم نہیں ہوتا
صرف عوارض یا صور کا تبدیل ہوتا رہتا ہے — پانی ہوا ہو جاتا
ہے ہوا بانی بن جاتی ہے بہت سی چیزیں ہیں جو مٹی ہو جاتی
ہیں اور پھر مٹی سے عجیب عجیب چیزیں پیدا ہوتی ہیں غرض کہ
کوئی ہی معدوم نہیں ہوتی صرف عوارض یا صورت کا بدل ہوتا
رہتا ہے پس اگر تمام موجودات کے عوارض نوعیت یا شخصیت معدوم
ہو جائیں تو جو کچھ باقی رہیگا وہ نا قابل عدم ہوگا — و قد
قال اللہ تبارک و تعالیٰ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک
ذوالجلال والاکرام *

بالشہد اس بات کا فیصلہ نہیں ہو سکتا کہ تمام موجودات کے
عوارض نوعیت و شخصیت کے معدوم ہونے کے بعد جو وجود نا قابل عدم
باقی رہیگا وہ کیا ہے اور وہ ایک ہر گاہ یا کبھی — مگر اس بات کے
فیصلہ نہ ہونے سے خالق کے وجود سے انکار نہیں ہو سکتا — کیونکہ

اُس نا قابل عدم موجود کی حقیقت کو یا اُس کی وحدت و ثبوت کو
خالق کے وجود کے ہونے یا نہ ہونے سے کچھ تعلق نہیں ہے *

اگر وہ متعدد ہوں تو البتہ یہ سوال کوٹا پڑیگا کہ قبول عوارض
کی قوت خود اُنہی میں ہی یا کسی دوسرے موجود سے ہے — خود
اُنہی میں تو ہم اسلیئے نہیں مانتے کہ جب ہم تمام موجودات کو
معدوم عوارض نوعیت و شخصیت دیکھتے ہیں تو ایک کو دوسرے کا
معارن پاتے ہیں پس اُن موجودات کے عوارض نوعیت و شخصیت کے
معلوم تصور کرنے کے بعد جو متعدد وجود نا قابل عدم باقی رہینگے
ضرور وہ بھی ایک دوسرے کے معارن ہونگے — مگر اُن کے ایسا
ہونے کے لیئے بلا کسی علت مشترک کے کوئی وجہ نہیں ہے — اب
کچھ شبہ نہیں رہتا کہ اُن میں اُس معارن کی علت مشترک کوئی
اور وجود ہو اور اُسی وجود کو ہم کہتے ہیں اللہ *

اور اگر وہ واحد ہو تو یہ سوال ہوگا کہ قبول عوارض کی قوت
خود اُسی میں ہی یا کوئی دوسرا وجود اُسکی علت ہے — اگر اُسی میں
ہو تو اُسی کا نام اللہ ہی — اور اگر دوسرا وجود اُس کی علت ہو
تو اُسی علتِ علیٰ کا نام اللہ ہی *

کبراء اسلم کی رائے اس میں مختلف رہی ہے اکثر کہتے ہیں
کہ اُسی وجود نا قابل عدم میں دونوں قوتیں فعل و انفعال کی یعنی جسکو
قوت قبول عوارض کہتے ہیں موجود ہیں اور اسی سبب سے وہ لوگ
وحدت وجود کے قائل ہیں اور یوں کہتے ہیں —

خود کرۃ و خود کرۃ کرۃ کرۃ کرۃ

خود یومر بازار خریدار پر آمد — بشکست و رواں شد

اور بعض کہتے ہیں کہ اُس قوت انفعال کی علت دوسرا وجود ہی اور
اس سبب سے وہ لوگ وحدتِ شہود کے قائل ہیں مگر اصل یہ ہے کہ —
اُن پر تر از خیال و قیاس گمان وہم

وز ہرچہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

یہ حال ان دونوں مسئلوں میں کوئی سا مسئلہ صحیح ہے اس
اسلامی مسئلہ میں کہ تمام موجودات کا کوئی خالق ہی کیسے طرح کا
تبدیل نہیں آتا *

وحدتِ شہود کے مسئلہ کو لوگوں نے کتر جانا ہے وہ اس دھڑکے
میں پڑے ہیں کہ اُس وجود نا قابل عدم کو بھی جس میں اُس قوت
انفعال کی علت دوسرا وجود مانا ہے ازلی و ابدی ماننا پڑیگا جو
ٹھیک ٹھیک ہر گاہ یا اُنکا مذہب ہی جو خدا اور مادہ دو چیزوں
کو ازلی و ابدی مانتے ہیں اور بعض اُسکو ظلمت اور نور سے تعبیر
کرتے ہیں — مگر یہ اُن لوگوں کی سمجھ کی غلطی ہی ہے کیونکہ
معلول کا وجود علت کے وجود کے ساتھ لازم و ملزوم ہی ہے مگر جب



پڑا ہوا ہی دیکھ کر یقین کرتے ہیں کہ اُس کو کہتے ہیں کہ یہاں کمال ہی تو ہم کیونکر اسباب پر یقین نہ کریں کہ ان سب چیزوں کو بھی جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں کسی بڑے مانا کاریگر نے بنایا ہی اور اُسی کاریگر کو ہم کہتے ہیں خدا *

یہ خیال ہمارا جو خدا کے ہونے پر ہوا ہی اُسکو ایسی چیزوں نے پیدا کیا ہی جو ایک حقیقت ہیں یا یوں کہو کہ جو حقائق مستحقہ ہیں اور ہمیں اس قسم کے خیال کو ہمیشہ تھپک اور بعد تجربہ کے مطابق واقع کے پایا ہی اس لیے ہم اس خیال پر بھی یقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعد تجربہ کے بھی جب کبھی کہ ہو یہ ہمارا خیال بالکل مطابق واقع کے ہوگا اور اسی لیے ہم اُسکو خیال نہیں کہتے بلکہ یقین کہتے ہیں *

پس یہ تمام موجودات عام عقل انسانی کے لیے بشری اسباب کی رہنما ہیں کہ اُنکا کوئی خالق ہی اور اس لیے وجود خالق پر ایمان لانے کا ایسا مسئلہ ہی کہ عام عقل انسانی اُس کو بشری سمجھ سکتی ہی اور اسی سبب سے انسان اُس پر ایمان لائیکو مکلف ہوا ہی۔ اگر یہ مسئلہ عقل انسانی میں آئیے یا یوں کہو کہ انسان کی سمجھ کے لائق نہوتا تو انسان ہرگز اس مسئلہ پر ایمان لانے کو مکلف نہ کیا جاتا۔ کما قال اللہ تعالیٰ لا یكلف اللہ نفسا الا وسعہا *

بائی اسلام کا یہ منشاء نہیں ہی کہ وجود صانع کا مسئلہ انسان بغیر سمجھے مان لیں یا اس وجہ سے اُس کو تسلیم کر لیں کہ پیغمبروں نے فرمایا ہی — بلکہ بائی اسلام صاف صاف اتنی موجودات کی دلیلوں سے اور نیچر یعنی قدرت اور فطرت کے معانیات کو بتلا پتہ کر اور دکھلا دکھلا کر وجود صانع پر ایمان لانے کو کہتا ہی *

کس پیاری اور سچی زبان سے فرمایا ہی کہ ”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو جا بجا پہیلے ہوئے *

”اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ تمہارے لیے تم ہی سا جورا پیدا کیا تاکہ اُس سے دل کو چین دے اور ایک عجیب قسم کی معیت اور دل کی چکلاہٹ تم میں رکھی۔ سمجھنے والوں کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں“ *

”اُسی کی نشانیں میں ہی آسمان و زمین کا پیدا کرنا تمہاری دیوہوں کا تمہاری رنگتوں کا مختلف ہونا اسی بات میں تمام دلوں کی نیوت سے

”اُسی کی نشانیں میں سے رات کو تمہارا سر روٹی کے دھندے میں لگنا“ *

معلوم کا وجود علم کے وجود کے سبب سے ہی تو شرک کہاں رہا علم ازلی و ابدی کا معلوم بھی ازلی و ابدی ہی — ہم تم بھی جبکہ علم ازلی و ابدی کے معلوم ہیں تو ازلی و ابدی ہیں — تم بھی ازلی و ابدی ہو — ہم بھی ازلی و ابدی ہیں —

مطارق قدیم و با خالق گشتیم

جائیکہ خدا ہرہ من ہم ہرہ ہم

پس اتنی موجودات کے وجود سے ہم خالق پر یقین کرتے ہیں * اس پر کہا جاسکتا ہی کہ یہ تو یقین نہیں ہی بلکہ ایک خیال ہی جس کا تجربہ نہیں ہوا اور خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے وہ مطابق واقع کے ہو یا نہ ہو درون داخل ہیں — ہمیں اس خیال کا تجربہ نہیں کیا پھر اُسکے مطابق واقع ہونے پر کیونکر یقین ہو سکتا ہی *

یہ کہنا سچ ہی مگر ہمارے خیالات ہر قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جنکو خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہو یا اسباب غیر مستحقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہوں — بلاشبہ اس قسم کے خیال کے مفہوم میں امکان اسباب کا کہ بعد تجربہ کے مطابق واقع کے ہو یا نہ ہو داخل ہی — مگر ہمارے خیالات جو دوسری قسم کے ہیں جنکو نہ از خود ہماری طبیعتوں نے پیدا کیا ہی اور نہ وہ اسباب غیر مستحقہ خیالیہ سے ہم میں پیدا ہوئے ہیں بلکہ اُنکو کسی دوسرے حقائق مستحقہ نے پیدا کیا ہی وہ ہمیشہ ہوتے ہیں اور بالکل مطابق واقع کے بعد تجربہ کے *

جبکہ ہم سنتے ہیں ایک آواز یا دیکھتے ہیں ایک دھواں تو ہم خیال کرتے ہیں کہ وہاں ہی ایک آواز کرنے والا یا وہاں ہی ایک آگ — ہمارا ایسا خیال کرنا بھی ایک خیال ہی مگر اس قسم کا نہیں ہی جو از خود ہماری طبیعت میں آ گیا ہو یا اسباب غیر مستحقہ خیالیہ نے ہم میں پیدا کیا ہو بلکہ ایک ایسا خیال ہی جس کو دوسرے حقائق مستحقہ نے پیدا کیا ہی — ہمارا ایسا خیال ہمیشہ ہوتا ہی تھپک اور بعد تجربہ کے بالکل مطابق واقع کے اگر ہم نے خود اُس چیز میں جس نے ہم میں ایسا خیال پیدا کیا ہی غلطی نہ کی ہو *

جبکہ ہم پاتے ہیں چند چیزوں کو ایک جگہ تو قیاس سے رکھا ہوا یا خود بدورت بنا ہوا تو ہم یقین کرتے ہیں کہ اُن کا کوئی رکھنے والا یا بنانے والا ہی — پھر جب ہم دیکھتے ہیں اس تمام موجودات کو ایسی عمدہ ترتیب سے رکھا ہوا اور ایسی حکمت سے بنا ہوا اور ایسی خوبصورتی سے ڈھلا ہوا تو یقین کر سکتے ہیں کہ کوئی اُنکا ترتیب دینے والا اور بنانے والا ہی — جبکہ ہم ایک پتھر کو جو رستہ میں

پس مذہب اسلام کا کیا سچا مسئلہ ہی کہ تمام انسانوں کو جنگلی ہوں یا پہاڑی شہری ہوں یا دیہاتی قریب یا فائدہ ہوں یا ناقریب یا فائدہ کسی نبی کی ان کو خبر پہنچتی ہو یا نہ پہنچتی ہو کرٹی مذہب ان کو دیا گیا ہو یا نہ دیا گیا ہو اس بات پر ایمان لانا فرض ہی کہ تمام موجودات کا کرٹی صانع ہی اور وہی ہی اللہ جل شانہ و جل جلالہ *

راقی

سید احمد

نمبر ۹۳

نصیحت کا صلہ

جب کسی قوم کی حالت نہایت ایتری پر پہنچتی ہی اور کرٹی مالی دماغ بلند حوصلہ مستقل مزاج اُس میں پیدا ہوتا ہی اور مصیبت قومی اور ہمدردی کے جوش میں آخر نصیحت پر مستعد ہوتا اور اپنی قوم کی بھلائی چاہتا ہی تو وہی قوم اُسکی دشمن ہو جاتی ہی اور اُسکی سچی اور پاک نیت پر خود غرضی کے ہیچ کرٹی ہی اُسکی مصیبت اور درد کو مداوت سمجھتی ہی جو کلم وہ اُنکی بھلائی کا کرتا ہی اُسے اپنے حق میں برا خیال کرتی ہی اور اُسے لعنت و ملامت کا نشانہ بناتی ہی سب اُسکو اپنا دشمن کہتے ہیں مگر لوگوں کی مداوت کے حقیقت میں دو سبب ہوتے ہیں ایک جہالت کہ وہ اپنی حالت کو برا ہی نہیں جانتے اور اصلاح کے لائق نہیں سمجھتے اس لئے اُسکی دلسوزی کی باتوں کو عیب جوٹی پر مہمل کرتے ہیں اور بجائے حق کو اُسے عیب جو کہتے ہیں اور چونکہ وہ ناصح کوٹی چارہ نہیں دیکھتا بھڑا کہ اول اُنکے نقصوں اور عیبوں کو بتا دے پھر اُسکی اصلاح کی تدبیر کرے اُس لئے جو کچھ وہ اپنی قوم کو اُن کے

میں پر مطلع کرتا ہی اُسے وہ مداوت سمجھتے ہیں اور بغض الاشخاص صندنا من یطلع علی عیور بنا کی تہذیب کرتے ہیں *

دوسرا سبب حسد ہی کہ جو لوگ اپنی قوم میں سرپروردہ ہوئے اور جنگی جھڑتی عزت لوگوں کی نگاہوں میں ہوٹی وہ اُس سچے ناصح کی باتوں کو اپنی عزت کے زوال کا سبب سمجھتے ہیں اور چونکہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو اُنہیں کے غلام خیالات کی تائید کرنے سے خوش رکھتے ہیں اور اُنکی جھڑتی ثناء و صفت کر کے اُنہیں اپنے آپ کو یارقتہ بنائے دھتے ہیں وہ اُس قوم کے سینوں میں اُس ناصح کی دھمکی کی آگ کو بھڑکا تے دھتے ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی اُسکی سچی اور پاک نصیحت کو سننے نہیں دیتے لیکن اگر وہ ناصح حقیقت میں بھی ناصح ہوا اور اپنی سچائی اور نیک نیتی پر ہر دوسہ کر کے مستقل اور ثابت

” اُسی کی نشانیں میں سے بھلی بھی ہی جس میں کرک کا خوف اور مینہ کی طمع ہی کہ پانی برسے سے مری ہوٹی زمین زندہ ہو جاتی ہی “ *

” اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ آسمان اور زمین اُسی کے حکم سے تھجے ہوئے ہیں “ *

” اُسی کی نشانیں میں سے ہی کہ سیلی ہوا مینہ آنے کی خوشخبری دیتی ہی “ *

” وہی اللہ ہی جو ہوا کو چلاتا ہی پھر اُس سے بادلوں کو ہٹاتا ہی پھر تمام آسمان میں جس طرح چاہتا ہی پھیلا دیتا ہی پھر اُن کو تہ بہ تہ کر دیتا ہی پھر تم دیکھتے ہو کہ اُن میں سے بوندیاں نکلتی ہیں “ *

” آسمان سے اندازہ کے مراقب مینہ پوساتا ہی پھر اُس کو زمین میں ٹہراتا ہی پھر اُس کے سبب سے تمہارے لئے باغوں میں بہت سے پھولے اور کھجوریں اور انگور پیدا کرتا ہی جن کو تم کھاتے ہو پہاڑ میں سے درخت اُگاتا ہی جس میں سے تیل نکلتا ہی “ *

” تمہارے لئے تو جانوروں میں بھی بڑی نصیحت ہی اُن کی بھائیوں میں سے جو کچھ نکلتا ہی اُس کو پیستے ہو اور بہت سے فائدے اُٹھاتے ہو پھر جانور تمہارے کھاتے میں آتے ہیں — جانور بھی تمکو اُٹھائے پھرتے ہیں اور کشتیاں بھی تمکو اُٹھا کر لیجاتی ہیں “ *

” زمین پر کس حکمت سے پہاڑ بنائے ہیں تاکہ وہ ٹکی رہے پھر اُن میں گھاٹیاں بنائی ہیں تاکہ رستہ چلنے میں ہرج نہر “ *

” اُسی نے بنائی ہی رات اور دن سورج اور چاند جو اپنے اپنے گھیرے میں پھرتے ہیں “ *

” تم اُدب ہی کر کیوں نہیں دیکھتے نہ کیسے عجیب طور سے بنایا ہی اور آسمان کو کس طرح اُونچا کیا ہی اور پہاڑوں کو کس طرح پر کاڑا ہی اور زمین کو کس طرح پر بچھایا ہی “ *

غرض کہ اُسی طرح جا بجا قرآن مجید میں پائی اسلام نے صانع کے وجود پر ایمان لانے کو تمام موجودات سے جس کو ہم دیکھتے ہیں استدلال کیا ہی اور کسی جگہ یہ بات نہیں فرمائی کہ تم بے سمجھے خدا پر ایمان لے آؤ *

ایک جگہ فرماتا ہی کہ ” اگر کانروں سے بھی یہ بات پوچھو مواضع فوقان و زمین کہنے بنایا اور چاند و سورج کو کسے قابعدار کیا باقی دھینکا وہ اللہ نے “ *

فیصل نہرنے سے اُن سے پوچھو کہ کس نے آسمان پر سے مینہ پوسایا ئی زمین کو پھر زندہ کیا تو کہیں گے اللہ نے “ *

ستر کرڑوں سے اُنکو مقرب کیا امام شافعی رحمہ اللہ نے نسبت لوگوں نے حدیثیں تک بنالیں اور اضر من الہلس کا کلمہ شائع کی زبان سے اُنکی پاک جناب کی طرف منسوب کیا پھر یہی ہے پڑھنے یا پڑھنے سے وہ قید میں ہو گئے تھے اور حق کوئی کے پیچھے ڈال دئے امام احمد بن حنبل کی خلق قرآن کے مسئلہ میں جو کچھ تکفیر ہوئی اور جو مصیبت اُن پر پڑی وہ بیان کے لائق نہیں امام محمد اسماعیل بخاری جنکی کتاب کا آج اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری لقب ہی حدیث کی بدولت ہر ہر مارے پورے اور جلا وطن ہوئے بایزید بسطامی بسطام سے علما کے قتل کی پروا سے بد تہمت زندہ سات مرتبہ کالے گئے ذوالنون مصری زندیق تھوکر مصر سے مقید ہوئے گئے سہل ابن عبداللہ تستری کفر کی تہمت سے جیلخانہ میں مار کالے گئے جنید بغدادی توحید کے مسئلہ پر زندان میں پڑ کر مر گئے امام ابو الحسن شاذلی زندیق تھوکر مصر میں مقید ہوئے امام حبیب الاسلام فزالی پر تکفیر کی تہمت ہوئی اور جو کچھ حال حضرات موحدین اور ارباب تصرف کا جو جامع معقول مقول ہیں ہوا ہی وہ سب پر ظاہر ہی پس العلماء و رتقاء انبیاء کا مقررہ انہیں علما پر صادق ہی جنہوں نے نصیحت اور راہت کوئی کے سبب سے بد اور مصیبت جو اصلی مہرات انبیاء کی ہی پائی اور حق کے ظاہر کرنے میں کسیکی حیا و عرم نہ کی ولعمہ ما قبل ما کن فیہ و ناصح فی مصر قفا لا کان لہ مدد من السفلیۃ *

راقم
تجف علی سہرامی

نمبر ۹۴

ایک مسلمان کے خیالات

ان دنوں میں سینے ایک کتاب دیکھی جس کے پشتے پر سنہری حرفوں سے لکھا ہوا تھا ”تہذیب الاخلاق“ بے اختیار میرا دل خروش ہوا اور اُس پاک صحیفہ کو جیسے چند الہامی آدمیوں نے سوا برس کی مدت میں بذریعہ الہام کے لکھا ہی تھا غور سے پڑھا یہ شبہہ مضمون اُس کا تعجب خیز مطلب اُس کا حیرت انگیز عبارت اُس کی صاف اور مستند تہنک اُس کے لکھنے کا نیا اور عمدہ تصویر میں ایک خاص تاثیر ہی اُس کا پائی اپنے آپ کو مصلح دین و دنیا سمجھ کر اُن دینی باتوں کو جو رسم و رواج سے ملکر ایک خاص خاصیت پر ہو گئی ہیں یا اُن چیزوں کو جو مذهب میں داخل نہ تھیں اور اُس میں مل گئی ہیں اصلاح کر کے اپنی اصلی حالت پر لانے کا ارادہ کرتا ہی اور اُن چیزوں کو جو اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی ہوتاؤ اور معاملات میں نقص اور خرابی پیدا کرنے والی ہیں درست کرنے میں اپنی سعی ظاہر کرتا ہی اور بلا شک یہہ دونوں ارادے نیک اور مفید اور قابل تعریف کے ہیں اور اس سبب سے وہ مستحق ہی کہ اُسے معصوم و قاصر یا مصلح دین یا مجدد تیرہ صدی + کہا جائے *

+ مجدد کے سال کا حساب ہوتا ہی سال ہشت یعنی نبوت سے اور اس سبب سے یہہ مختص تیرہویں صدی کا مجدد نہیں ہی بلکہ تھوکر چودھویں صدی کا مجدد ہی ۱۲ مہتمم

قدم دھا اور یہہ خیال کرے کہ اگر میں کامیاب ہوا تو لحد فزت نور عظیم اور اگر اپنے جیتے جی مراد پر نہ پہونچا اور دل کی حسرت دل کے ساتھ لیکھا تو لحد و قع اجری علی اللہ اپنے کام میں مصروف رہا نہ اپنی قوم کے جگر خراش طعنوں کو ستر اُنکی نصیحت چھوڑی کہ اُنکی لعنت و ملامت کی باتوں پر خیال کرے اُنکی غیر خواہی سے باز رہا تو تھوڑے ہی دنوں میں اُسکی سچائی اور نیک نیتی اپنا نتیجہ دکھاتی ہی کچھ کچھ لوگ اُسکی نصیحت کو سننے لگتے ہیں چپکے چپکے اُسکی باتوں کی تصدیق کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر اُسکی لعنت و ملامت سے اور اُسکی ہجو ستائش سے مبدل ہو جاتی ہی اور پھر وہی قوم اُسے اپنے نشر و عزت کا فریضہ سمجھتی ہی چنانچہ جتنے ناصح اور مصلح اور غیر خواہ اپنی قوم کے ہوتے ہیں اُنکے تاریخی حالات ہمارے اس قول پر شاہد ہیں اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی صاحب ہمت ایسا نہیں ہوا جس نے اپنی قوم کی بھلائی پر کمر باندھی ہو اور اُسی قوم کے ملامت کے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو اور جنکی غیر خواہی پر مستعد ہوا ہو اُنہیں نے اُسے اپنا دشمن نہ جانا ہو *

جو پانچ مصلح عالی دماغ ایسا ہوا ہی جس نے کسی زمانہ میں اپنے سچے اور صاف خیالات کو تمام لوگوں کے خیالات کے مخالف صاف صاف ظاہر کیا اور نفاق اور حیلہ کا لباس اوتار کر نہایت صداقت اور ایمان سے اپنے دلی عقائد کو علانیہ بیان کیا نہ کفر کے قتل سے قرا کہ دار پر چڑھنے اور شکنجہ عذاب میں رہنے سے خائف ہوا اور اپنی زبان کو اپنے دل کا آ-سان بنانے کو حق کوئی سے نہ رکا اُس نے کونسی مصیبت اپنی قوم سے نہیں پائی اور کونسی روحانی یا جسمانی تکلیف اُنکے ہاتھوں سے نہیں اُٹھائی وہ بڑے بڑے امام اور عارف جو آج اسلام کے تاج کے روشن مرتی سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے زمانہ میں زندیق اور مرتد نہیں تھے اور بے عالی درجہ کے محقق مدق جو اب فضوالاسلام اور حبیب الاسلام سمجھے جاتے ہیں کیا اپنے وقت میں کافر اور ملحد مشہور نہیں ہوئے جہاں تک ہم بڑے بڑے لوگوں کے حالات پر خیال کرتے ہیں سب کو حسد اور جھل کی عداوت کا نشانہ پاتے ہیں دیکھو امام ابو حلیفہ رحمہ اللہ ملیہ کو جو آج بمرتبہ نبی معصوم سمجھے جاتے ہیں اور جنکی تقلید کا ہمارے آج کروڑوں آدمی کے گے میں ہی صاحب الزماں تھرایا وہ وہ باتیں اُن کی طرف منسوب کیں جنکی نقل بھی بے ادبی ہی امام مالک نے پچیس برس طعنہ کرنے والوں کے ہجرم سے مسجد کا رہنا اور جمعہ و جماعت میں شریک ہونا چھوڑا تھوکر بھی جعفر ابن سلیمان نے ستایا اور پیغمبر کی ساتھ اُوند پر سوار کر کے کرجہ بکرجہ پھرایا اور طلاق مکہ کے سچے مسئلہ کہنے پر

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

تھیک ہی کہ مذہب سچا وہی ہے جو بالکل عقل کے مطابق ہو مگر اُس بات پر اطمینان کر لینا چاہیے ہم نے معقول جانا ہی فیہ ممکن ہے *

میرے دل میں یہ بھی خیال آیا کہ اگر عقل رہنمائی کے لیئے کافی ہوتی تو بعثت انبیاء کی ضرورت کیا تھی اور اگر عاقل اور حکیم ہی اپنی عقل و حکمت سے نیک و بد کی تمیز کر لیتے تو پھر وہی سب سے بڑھکر خدا شناس ہوتے حالانکہ وہی سب سے زیادہ انبیاء کے متکر ہوتے ہیں اس سے مجھے یہ شبہ ہوا کہ جس عقل کو ہم رہنما جانتے ہیں حقیقت میں وہ دھڑن ہی *

پھر مینے یہ خیال کیا کہ اگر عقل دھڑن ہی تو کیا بے عقلی اور نادانی اور جہالت رہنما ہی اور وہ چیز جسے خدا نے انسان کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور جسکے سبب سے اس خاک کے پتے کو اپنی باتوں کا معصوم بنایا ہے انسان کے لیئے وبال ہی تب میں یہ سوجا کہ نہیں ہلچل بہ عقل رہنما اور انبیاء کی نبوت ثابت کرنے اور بعثت کی ضرورت کو تسلیم کرنے کے سوائے عقل کے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہے لیکن ہر بات کا عقل میں آجانا اور ہر چیز کی ہر شے کو تحقیق کر لینا انسان کی قدرت سے باہر ہے اسلیئے انبیاء کا قول ہماری عقل پر مقدم ہے اور اُن کی باتیں ہماری تحقیقات پر غالب ہیں کیونکہ عقل غلطی سے معصوم نہیں اور انبیاء خطا سے معصوم ہیں *

اس خیال کو میری اس بات نے اُڑ بھی قوی کر دیا کہ میں نے بہت سی باتیں انبیاء کی دیکھیں اور اُس کی تطبیق عقل سے ہی لیکن میں اُس میں کامیاب نہ ہوا میرے دل نے سوجا کہ نماز کے پانچ وقتوں کا روزہ کے رمضان میں ہونے کا ایک ابراہیم کے پٹائے ہوئے گہو کے طواف کرنے کا خدا کی یاد کی ایک صورت خاص قرار دینے کا سو گیا ہے میری عقل میں کوئی سبب نہ آیا اور بڑے بڑے محققوں کے اسرار و نکات کو دیکھا کسی پر کبھی اطمینان نہ ہوا مگر پھر مجھے یہ خیال ہوا کہ اول تو یہ اصول مذہب میں نہیں ہیں بلکہ مذہب کی تئیم اور تکمیل کرنے والے ہیں اور دین کے شعار و علامت ہیں اسلیئے نجات ابدی جو نتیجہ سچے مذہب کا ہے اس پر منحصر نہیں اور بلا باز پرس یا بعد باز پرس اور ایک معین زمانہ کے عذاب کی خلاصی ہونی ضروریات سے ہے اور دوسرے ان میں سے کوئی بات عقل کے مخالف نہیں کیونکہ عقل کے مخالف تو وہ بات ہے جو یا واقع کے خلاف ہو یا اصول اخلاق اور حسن معاشرت اور باہمی ہوتاؤ اور حکمت مذہبی اور سیاست مدنی کے مضر ہو مگر خدا کی یاد کے لیئے وقت مقرر کر دینا یا چند روز کے لیئے ایک وقت خاص تک ترک آب و طعام کرنا اور عام و خاص کو ان قیدوں کا مقید رکھنا اور لوگوں کا فرائض و واجبات کا پابند کرنا اور غفلت سے روکنا نہ عقل کے مخالف ہی بلکہ بالکل عقل کے مطابق اور حقیقت میں نیچر کے موافق ہی کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے انسان کی ترکیب میں ایک ہی قسم

† میں نے اس مجدد سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ جہاں مذہب و عقل کا ذکر ہو وہاں کبھی عقل شخصی سے بھٹک نہ گیا کرو بلکہ عقل انسانی سے بھٹک کر پس ہماری عقل اس مقام پر پہنچا اُس مجدد کے مشرب کے برخلاف ہی ۱۲ مہتمم

اُس نے مذہبی خیالات کو ایک دل پر اتر کرنے والی عبارت میں جس کا عنوان ہے ”انسان کے خیالات“ ایسا ظاہر کر دیا ہے جیسا کہ ایک فوٹر گرافر کسی کی تصویر کھینچ کر اُس کی صورت کو دکھا دیتا ہے اور اُس نے نیکی اور حسن معاشرت کی خوبی اور دین و دنیا کے باہمی ارتباط کو اُن صاف اور سیدھے لفظوں میں بیان کیا ہے جس کی سرخی ”ایک نادان خدا پرست اور دانا دنیا دار کی حکایت“ اور ”دین دنیا کا رشتہ“ بلا شبہ یہ مضمون ایسے ہیں کہ اگر فارابی اور یونانی اور دیگر فلاسفہ اسلام بھی چاہتے تو شاید اس سے زیادہ تہ لکھ سکتے اور ان ہر قسم کو جو منک حدوث و قدم کے ایک دوسرے کا تقیض ہیں ایک مصلح پر نہ پتا سکتے پس آفریں ہی اُس وناور کے عمدہ خیالات پر اور حیرت ہے اُس مصلح اور معتمد کی عالی دماغی پر بہت سا زمانہ چاہیئے کہ آسمان چکر کھارے اور اپنا دورہ تمام کرے کہ ایک ایسا فلسفی دانشمند پیدا ہو *

مینے اُس کی باتوں کو دیکھ کر اول اول تو یہ خیال کیا کہ یہ روشن ضمیر حکیم صرف اپنی ذاتی شہوت اور عزت کا طلبگار ہے اور اُسی شوق نے اُس کو اس ہوالعجبی پر ہرانگیختہ کیا ہے مگر جب مینے دیکھا کہ وہی خیال اُس کی ذلت اور تحقیر کا سبب ہے اور انہوں باتوں سے اُس کے ہم قوم اُسے برا جانتے ہیں مگر وہ باز نہیں آتا تو مینے خیال کیا کہ اس پر بھی باز نہ رہنا اُس کا اور کوئی سنے یا نہ ملے اُس کا منافی کیئے جانا ہی اس بات کو دکھاتا ہے کہ نہ وہ شہوت کا طالب ہے نہ جھوٹی عزت کا خواہاں ہی تب مینے یقین کیا کہ ضرور اُس کے دل میں یہ بات سماکتی ہے کہ ہماری قوم کی دینی اور دنیوی حالتیں ابتر اور خراب ہو گئی ہیں اور پھر اس کے کہ نہایت صلابت اور قوت کے ساتھ وہ دور کی جاویں اُن کا ازالہ فیہ ممکن ہے وہ اس اصلاح پر مستعد ہوا ہے پس اگر اصلاح کر لی قد ناز مرزا عظیم اگر اسی پر داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا سے کوچ کیا بعد رفع اجرو علی اللہ *

مجھے اُس کے مضمونوں کے دیکھنے سے بے انتہا خیالات پیدا ہوئے اور طرح طرح کی مفید اور مضر باتیں میری آنکھوں کے سامنے آئیں اور مختلف اور متناقض تصورات میرے دل میں گذرے اور اب بھی میرے دل کی وہ کیفیت ہے جو کہ اُس عاشق کے دل کی ہوتی ہے جسے نہ معشوق کے وصال کی امید ہو نہ اُس کے ملنے سے کامل مایوسی ہو *

اس مصلح نے دین کی اصلاح کے لیئے یہ ایک عمدہ اصول قرار دیا ہے کہ مذہب سچا وہی ہے جو بالکل عقل کے مطابق ہو اور پھر دعویٰ کیا ہے کہ مذہب اسلام ایسا ہی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ جس کا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے کیونکہ عقل کو وہم و شک سے پاک کرنا اور معقولات کو وہمیات سے جدا کر لینا ایسا مشکل ہے کہ قریب بہ معال ہی پس گو یہ اصول نہایت

† اُس مجدد کا قول یہ نہیں ہے کہ سچا مذہب وہ ہے جو عقل کے مطابق ہو بلکہ اُس کا بہ قول ہے کہ جو نیچر کے یعنی قدرت و فطرت کے مطابق ہو اور اس لیئے وہ مشکلات جو یہاں بیان ہوئی ہیں رافع نہیں ہوتیں ۱۲ مہتمم

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

پھر میں اس سوچ میں گیا کہ تمام عالم فاضل امام پیشوا دین کے ان باتوں کو مانتے آئے ہیں اور میرا خیال بالکل اُن کے مخالف ہی تو یہہ تطبیق دین کی عقل سے تطبیق تو نہیں ہی بلکہ تبدیل اور تصویف ہی تطبیق تو وہ ہوتی کہ جب اصلی باتیں مذہب کی بھی بدستور قائم رہتیں اور اُس کے اصول عقل سے مطابق ہو جاتے مگر پھر یہہ خیال آیا کہ ان باتوں کو اصول مذہب سمجھنے میں تو ہمارا ہی قصور ہی کیونکہ مذہب تو اصل میں وہ ہی جو خدا نے بقایا ہو اور جن باتوں کو ہم نے اصول مذہب ٹھہرا رکھا ہی وہ تو سریع اور صاف آیتوں سے خدا کی مخالف ہیں پس لوگوں کی سمجھہ کی غلطی اور اُن کی فہم و رائے کے قصور سے مذہب میں شک کرنا نادانی ہی *

پھر یہہ شبہہ دل میں پیدا ہوا کہ ٹھیکر ہو سکتا ہی کہ ساری اُمت مصدقہ کا ضلالت پر یا غلطی پر اجماع دھا اور جو بات حقیقت میں مذہب کی نہ تھی وہ اصول مذہب میں داخل کر دی گئی مگر اُس وقت یہہ خیال آیا کہ یہہ دعوے تو وہ کر سکتا ہی جس نے سارے علماء فقہاء کی ساری قالیفات دیکھ لی ہوں اور جس قدر دنیا میں اب تک لوگ گزرے اُن کے مذہبی خیالات پر اطلاع حاصل کی ہو ہماری واقفیت تو ایسی محدود ہی کہ ہم لاکھ حصہ میں سے دس حصہ کی واقفیت کا یہی دعوے نہیں کر سکتے اب تک یہہ باتیں عربی زبان میں ہونے اور کتابوں کے نہ ملنے سے پوشیدہ رہیں اور سوائے ایک خاص گروہ کے اُس کی اشاعت نہ ہوئی اور تقلید نے اُن کو یہی تحقیق سے روکا اور اُنہوں نے پھر ایک خاص تقلیدی تعلیم کے اور اپنے خیالات کی موافق باتوں کے کسی اُڑ بات کی تحقیق بھی نہ کی اور اگر کچھ لوگ معقل اور عالی دماغ پیدا ہوئے اُنکی تحقیقاتوں کا اظہار نہ ہونے پایا فکر و ارتداد کے قعر نے اُن کی کتابوں کو جلا دیا تقلیدی فقہاء کی حسب جاء نے اُڑوں کو تحقیق پر مستعد نہ ہونے دیا لیکن اس پر بھی معقل اپنا اپنا کام کر گئے نہ اب اُن کی تحقیقاتیں گمنامی کے صندوق سے باہر ہوتی جاتی ہیں ان سب پر ایک اُڑ مشکل اب تک یہہ تھی کہ اکثر باتوں کی صحت و غلطی جیسی کہ اب ظاہر ہوئی اُس زمانہ تک ظاہر نہ ہوئی تھی اس لیے اندر معقلین کو اُس کا خیال نہ ہوا نہ اُنہوں نے اُس پر توجہ کی اسی واسطے یہہ سی باتیں ویسی ہی غلط ملکہ رہ گئیں مگر اب جب کہ یہہ سی باتیں کھل گئیں تو ہمارا تحقیقات نہ کرنا اور چند عالموں کی باتوں پر ساری خدائی کے خیالات کو خیال کر لینا ہماری ہی نادانی ہی نہ یہہ اُمت مصدقہ کا ضلالت پر اجماع کا سمجھنا ہی نہ سارے علماء معقلین کو کمزور جانتا ہی *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر یہہ اصول صحیح ہی تو دین میں ایک بڑا انقلاب ہوگا اور مذہبی معاملات میں یوم تبدل الارض میرا فرض کی کیفیت نظر آویگی یہہ سے کتاب خانے دہیوں کے ڈھیر یہہ سے گھر علماء کے بے چراغ ہو جائیں گے اور جب ایسا ہوا تو ایک بڑا زلزلہ ارکان دین میں پیدا ہوگا مگر پھر میں سوچا کہ ہر پکڑی ہوئی چیز کی ایسی ہی شکل سے اصلاح ہوتی آتی ہی لیکن حقیقت میں نہ یہہ دین میں انقلاب ہی نہ ارکان میں اسلام کے زلزلہ ہی بلکہ اسلام کے چہرہ کے حجاب اور پردے دور کرنا اور اُس کی

کی چیز نہیں دکھی بلکہ بعض اشد ضروری بعض ضروری بعض صرف اُس کے حسن و جمال کی تکمیل کے لیے مثلاً دل و دماغ افسان کی زندگی کے لیے اشد ضروری ہیں آنکھ ناک کان وغیرہ اُسکی زندگی کے پورے ہونے کے لیے ضروری ہیں باقی اُڑ یہہ سی چیزیں مثلاً خط و خال اور سڑکان و آپر وغیرہ کے صوف واسطے اُس کے حسن و جمال کے ہیں پس دین و مذہب کو یہی ایک ایسا ہی جسم سمجھنا چاہیئے جسکی زندگی کے واسطے بعض چیزیں اشد ضروری ہیں مثلاً توحید اور اقرار نبوت کے بعض چیزیں اُس کے سارے حواس کے قائم رکھنے کے واسطے لازمی ہیں مثلاً ادائے فرائض و واجبات کے بعض چیزیں اُس کے حسن و جمال کو بڑھانے والی ہیں مثلاً اُڑ بالائی نیکی اور عبادت وغیرہ کے پس یہہ بھی عقل کا قصور ہی کہ ہم ان چیزوں کو عقل کے مخالف سمجھیں *

پھر میں نے یہہ خیال کیا کہ نیکیاں جو قسم کی ہیں ایک لازمی جسکا اثر اپنی ہی ذات پر محدود ہو دوسری متعدی جسکی تاثیر دوسروں پر ہو پس اصل نیکی وہ ہی جو متعدی ہی لیکن ہمارے مذہب میں یہہ سی باتیں ایسی ہیں کہ وہ بجائے نیکی کے عقل میں بدی کی صورت معلوم ہوتی ہیں اور اگر عقل ہی کو ہم تحقیق کے لیے کافی سمجھیں تو بجائے تصدیق کے مذہب کی تکذیب لازم آتی ہی غوں کو نا لوگوں کو مارنا جبراً مذہب کا قبول کرانا اپنے ہی پھانسیوں کو پکڑنا پھروں سرگروں کو غلام و لونڈی بنانا جو ہمارے مذہب کے اصول ہیں بالکل عقل کے مخالف اور اصول اخلاق کے برعکس ہیں لیکن ان میں کوئی ایسی خوبی ضرور ہی جو ہماری سمجھہ اور ہماری عقل میں نہیں آتی *

مگر جب میں یہہ سوچا کہ کوئی بات جو عقل اور اصول اخلاق کے مخالف ہوگی وہ نیکی اور سچی مذہب کی تعلیم نہ ہوگی اور یہہ باتیں ضرور عقل و اخلاق کے برخلاف ہیں تو بلاشبہ مذہب کی باتیں نہوتگی اس لیے میں فرور میں پڑا اور سرچنے لگا آخر یہہ دنوں کے بعد میرے دل سے پردے تقلید کے دور ہوئے اور اصل مذہب سے اُسکی حقیقت دریافت کی تو اُن باتوں کی حقیقت ہی اُڑ کچھ پائی لونڈی غلام کرنے کو جو اصلی نیکی کے برخلاف ہی ہمارے مذہب نے جائز ہی نہیں رکھا بلکہ اُسے قطعاً روک دیا اور اُس زمانہ میں جبکہ کسی بھر کے ذہن میں بھی اُس کی ایسی برائی نہ گذری تھی ہمارے ہی دین کے بانی نے امانتاً بعد و امانتاً کہہ کر اُس کو ممنوع ٹھہرا دیا جبراً مذہب قبول کرانے کی ہمارے مذہب میں کچھ اصل نہیں لاکراہ فی الدین ہمارے ہی مذہب کا قدرتی نشان ہی غوں کرنا مارنا حق کے ساتھ بالکل اصول عقل و اخلاق کے موافق ہی روکنا خدا کی منادی کو بند کرنا اُس کے قدرتی حق کا جو ہر شخص کو از روے قانون قدرت کے حاصل ہی تکلیف پہنچانا کسی کی جان و مال کو اطمینان سے ٹھہرنے دینا کسی کا حق نہیں اور جو اُسے اپنا حق سمجھے اُس کا روکنا اور اُسے ایک قدرتی حق کا مزاحم سمجھ کر اُس سے لڑنا عقل کے مخالف نہیں ہی اور یہی منشا ہمارے ہاں کی دینی لڑائی کا ہی نہ واسطے جبراً مسلمان کرنے اور باکراہ اسلام لانے کے اور سوائے اس کے جو ملکی لڑائیاں ہوتی ہیں وہ اصول سیاست پر مبنی ہیں نہ دین و مذہب پر *

ایک مسلمان کے خیالات یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ایک مسلمان کے خیالات

ہم سے اشارہ کیا کہ میں بھی تو یہ بات نہ بتاتی کہ یہ انسان کی فطرتی حال کی فرضی کہانی ہے *

پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اگر اس قصہ کو تمثیلی اور حال کی زبان میں کہنا کذب قرآن ہی تو کوئی مسلمان بڑھاپا لکھا کذب اور انکار کے الزام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے مقام پر عالموں نے قرآن کی ایسی ہی حقیقت بیان کی ہے مثلاً آیت انما عرضنا الامانة على السموات والارض من قبل انزلنا انما عرضنا واقع میں ہوا ہو اور عرض امانت اور سوال جواب اور انکار اور اقرار مابین خدا اور انسان اور آسمان و زمین کے خارج میں ہوا ہو وہ بھی اس ملکہ اور استعداد کا بیان ہی جو انسان کو دی گئی ہے اور جس کے سبب سے وہ نیکی بدی کر سکتا ہے اور یہ گفتگو صرف تمثیلی اور زبان حال کی بیان کی گئی ہے تو کیونکر ہم ایک ہی کیفیت اور ایک ہی حالت کو ایک ہی جگہ تمثیل اور حال پر معمول کریں اور دوسرے کو آپر معمول کرنے سے کذب و انکار قرآن سمجھیں *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر ان حکایتوں کو بھی ہم زبان حال پر خیال کر کے عقل کے مطابق کریں تب بھی اور بہت سی باتیں قرآن کی عقل کے مخالف ہیں قیامت کا ہونا مردوں کا اپنے پرانے جسموں سے اٹھنا ان کو جسمانی عذاب ہونا انکا دوزخ اور جنت میں جانا حور و غلمان کا ملنا قرآن سے ایسی ثابت ہیں کہ انکار انکا ہو ہی نہیں سکتا تو پھر یہ باتیں اصول عقل سے کیونکر مطابق ہو سکتی ہیں اور مذہب اسلام کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے *

تب میں نے خیال کیا کہ یہ سب باتیں جملہ کے قرآن اور عوام کے سمجھانے کے لئے بیان کی گئی ہیں حقیقت میں سوائے روحانی عذاب ثواب کے کچھ نہ ہوگا نہ وہاں حشر اجساد ہی نہ وہاں کوئی آگ کی بھٹی اور خانہ باغ ہی نہ دودہ و بھد کی قہریں ہیں نہ حوروں اور غلمان ہیں روحانی کیفیوں کو اس پیرایہ میں بیان کیا ہے *

اس مرتبہ پر پہنچ کر میرا خیال ری گیا اور یہ سوچنے لگا کہ اب یہ سچا اسلام ہی یا اصلی الہاد اور یہہ تطبیق ہی یا کذب اور اس سے اسلام کی روشنی پھیلانے یا الہاد کی تاریکی اور پھر اس طرح اور مذہب والے بھی اپنے لغویات کی اصول عقل سے تطبیق کر سکیں گے یا نہیں اور ان کی تطبیق اور ہماری تطبیق میں کچھ فرق ہونا یا نہیں اور اگر وہ بھی اپنی مذہبی باتوں کو ایسی ہی طرز سے اصول عقل سے ملا دینگے تو ہم کو ان کے مذہب کی سچائی پر بھی اعتقاد لانا ضرور ہوگا یا نہیں چنانچہ آخر میرے خیال میں یہ بات آئی کہ سوائے ہمارے زمانہ کے کو توہر مقدس اور آدیسن محقق نے کوئی اس مشکل کو حل نہیں کر سکتا کائنات وہ میرے ان خیالات پر آگاہ ہو اور میرے ان شبہات کو دور کرے + *

۱۰۰

توزیم بعض مضامین

ساکن ادارہ حال وارد مرزا پور

+ ہم دیکھتے ہیں کہ اس مجدد مایۃ رابع عشر من سنین النبوة نے عقاید اسلام لکھنے شروع کیئے ہیں اور اس لئے آمید ہے کہ ان تمام مشکلات کا حل انکے قلم الہام رقم سے ہو جاوے گا ۱۲ مہتمم -

حضور صرت کو دکھانا ہی اور وہ بدنام پھوس کے چھوٹے جو اس نورانی خوش رنگ عمارت کے ارد گرد مدت سے قال دیتے گئے ہیں اور جس نے اصل عمارت کی خوبی کو چھپا دیا ہے اس کا گراتا ہے *

پھر میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ساری سیر و تاریخ کو اپنے مذہب کی غلط جانا اور لائق اصلاح و ترمیم سمجھا تمام کلام اور عقاید کی کتابوں پر بھی خط نسخ کھینچا ساری تفسیروں کو بھی لوگوں کی صحیح و غلط اقوال کا جامع جانکر فردا میں ڈالا حدیثوں کو بھی صحیح و غلط باتوں کا مجموعہ سمجھ کر کل مذہبی روایات کو عقل پر قربان کیا تو مذہب میں صرف ایک قرآن وہ جاوے گا لیکن اگر اُسکی باتیں بھی عقل کے مطابق نہ ہوں تو بس مذہب چھوڑنا اور قرآن کو بھی ایک غیر معقول باتوں کا مجموعہ ماننا پڑے گا مگر میں نے یہ خیال کیا کہ یہ سب دوسرے اور شیطانی دھوکے ہیں اصل مذہب تو ہمارا قرآن ہی ہے پس ہم کو اُسپر تمسک چاہیئے اور فقط توہمات سے اُسکو مخالف عقل کے سمجھنا ناہانی ہے چنانچہ میں نے سوائے قرآن شریف کو دیکھنا شروع کیا پہلا پارہ تمام نہ ہونے پایا تھا کہ آدم کا قصہ نظر پڑا جسے میں نے خلاف واقع اور مخالف عقل کے جانا اور جس بات سے قرتا تھا وہی میرے سامنے آئی چونکہ مجھے اس بات کا تو یقین ہی تھا کہ نہ جنت کوئی مادی چیز ہے نہ شیطان کا کوئی خارجی وجود ہے کیونکہ ساری دنیا کا جغرافیہ میں نے پڑھا آسمان و زمین کا کور خاص کرینج کے رصد خانہ کا بھی میں نے دیکھا کسی میں نہ جنت کا ذکر ہے نہ کسی حصہ میں دنیا کے ایسا کوئی مقام ہے پس جسکا وجود نہ تصدیقات سے ثابت نہ جسکے ہونے پر کوئی عقلی دلیل ہے نہ ہمارے کسی حواس سے اُسکا ادراک ہوتا ہے اس لئے میں اپنے اس یقین سے تو پھر ہی نہ سکتا تھا مگر قرآن کے اس قصہ پر شک کرنے لگا اور قریب تھا کہ میں قرآن کے کلام الہی ہونے سے منکر ہو جاؤں مگر پھر مجھے یہ خیال آیا کہ ہماری سمجھ کا قصور ہی خدا کے کلام کے حق ہونے میں کچھ شبہ نہیں اگر یہ قصہ تمثیلی اور بزرگ حال مان لیا جاوے تو بالکل نیچر اور قانون قدرت کے مطابق ہوتا ہے لیکن اگر وہ اصلی اور واقعی گفرا ہوا قصہ سمجھا جاوے تو حسن کی منتوی اور بکالونی کا قصہ ہوا جاتا ہے پس یہ ہماری سمجھ کا قصور ہی کہ ہم نے جنت کو پیدل گارت یا خانہ باغ اور اُسکے درختوں کو اپنے باغ کے سے اشجار اور دوزخ کو اپنے چولہے کی سی آگ کا تعمیر اور شیطان کو ایک باون سر کا راون سمجھ رکھا ہے اور حوروں کو نشیمری کسبیروں کے موافق بڑی بڑی آنکھ والی عورتیں اور بہشت کو انکے رہنے کا چکلہ بنا رکھا ہے اگر اُسکی باتیں روحانی تعلیم سمجھی جاویں تو نہ مخالف عقل کی ہوتی ہے نہ کوئی دفع پیش آتی ہے *

اس خیال پر اول تو میں خوش ہوا مگر پھر سوچا کہ مذہب کو مذہب سے ثابت کرنا چاہیئے پس اگر ہم ان چیزوں کے وجود سے منکر ہوں اور ان حکایتوں کو تمثیلی زبان میں ایک فرضی قصہ سمجھیں تو یہ حقیقت میں کذب ہی نہ تطبیق کیونکہ جس نے وہ قصہ بیان کیا اور جس نے ان چیزوں کا وجود ہم کو بتایا اس نے

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ استیغیوت میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۲]

۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مقامی مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط ارہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دیے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراء بطور قیمت وصول ہو رہا کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

نمبر ۹۵

عقاید مذہب اسلام

عقیدہ دوم

وہ ہستی جسکو ہم اللہ کہتے ہیں واحد فی الذات ہی یعنی منک
اُسکے دوسری ہستی نہیں *

تمام موجودات پر جب ہم نظر کرتے ہیں تو باہمی النظر میں ہیکر
مجیب مختلف قسم کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں اور ہم سمجھتے
ہیں کہ ایک کو دوسری سے کچھ تعلق نہیں مگر جب یہ تعمق نظر
کالتے ہیں اور بشری سرچنے ہیں اور حقایق قدرت پر بقدر طاقت
بشری واقعیت حاصل کرتے ہیں تب سمجھتے ہیں کہ تمام موجودات
اپس میں نہایت مناسبت رکھتی ہی اور سب کی سب ایک راہ پر
چلتی ہی ایک کو دوسری سے ایسی مناسبت ہی کہ اگر ایک چیز بھی
موجودات میں سے معدوم ہو جاوے تو اس گروہکے دھندے میں اتنا
ہی نقصان آ جاوے *

تمام موجودات ایسی تدبیر و حکمت و مناسبت سے موجود ہی
جیسے ایک گھڑی یا کل کے مختلف پرزے آپس میں مناسبت رکھتے
ہیں اور اس سے ہیکر احبات کی ہدایت ہوتی ہی کہ یہ گروہکے
دھندا ایک ہی مانا حکیم کا نکالا ہوا اور ایک ہی کاریگر کا بنایا ہوا
ہی — اور عام عقل انسانی اس دلیل سے خدا کی وحدانیت پر اقرار
کرسکتی ہی اس لیے اس مسئلہ پر بھی ایمان لانا احوط ہے اور ایک
انسان پر فرض ہی جس طرح کہ وجود خالق کے مسئلہ پر ایمان لانا
فرض تھا *

یہ شبہ یہ مسئلہ بہ نسبت پہلے مسئلہ کے کثیر زیادہ باریک
ہی جو لوگ کہ فیچرول فلزنی یعنی علم طبیعیات سے زیادہ واقف ہیں اور
جہنوں نے موجودات عالم میں سے بہت سی چیزوں کی بنات اور پیدائش
اور پھر اُن کے انقلاب کا بقدر طاقت بشری علم حاصل کیا ہی اُن کا
یقین اس مسئلہ پر سب سے زیادہ پختہ اور مستحکم ہی اور اُن سے کم
درجہ کے لوگوں کو خود کثیر غرر و فکر کی حاجت ہوتی ہی اور
اُس سے ادنیٰ درجہ کے لوگ دوسرے کی تنبیہ سے متنبہ ہونے اور کسی
سے اُس کا بیان سننے کے محتاج ہوتے ہیں مگر یہ مسئلہ ایسا نہیں
ہی کہ عام عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہو تحقیقات کامل سے
خواہ خود سرچنے سے یا کسیکے سمجھانے سے انسان اُسکو بشری سمجھ
سکتا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اس مسئلہ پر ایمان لانا بموجب
مذہب اسلام کے تمام انسانوں پر فرض ہی — پاتی اسلام نے بھی
اس مسئلہ کو کارخانہ قدرت کی دلیل سے سمجھایا ہی اور کسی جگہ
بغیر سمجھے ایمان لانے کو نہیں فرمایا *

ایک جگہ فرمایا ہی ”اُسکا ہی جو کچھ کہ آسمان و زمین
میں ہی اور جو اُسکا ہی (یا اُسکے پاس ہی) اُس کی اطاعت سے نہ
منصرف ہوتا ہی اور نہ تھکتا ہی رات دن اُسکی بزرگی یاد کرتا ہی
اور فرا بھی سستی نہیں کرتا — کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں
سے کسیکو خدا ٹھہرایا ہی — اگر آسمان و زمین میں بہت سے خدا
ہوتے تو درختوں کا کارخانہ پگڑ جاتا “ *

ایک اور مقام پر پاتی اسلام نے اس سے بھی زیادہ نصیح و موثر
زبان سے قیچہ سے خدا کی وحدانیت پر اس طرح استدلال کیا ہی کہ
کس نے پیدا کیا آسمان اور زمین اور کس نے ہر سب سے ہمارے لیے مینہ
پہر اُس سے نہایت پر رونق باغ اُگائے تھو تو اُن کے اُگائے کی قدرت
نہ تھی پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی “ *

”کس نے زمین کو ہمارے رہنے کی جگہ بنایا اور کس نے اُس کے
بیچ میں نہریں بہائیں اور کس نے اُس پر پہاڑ گارے اور کس نے ہوسلدروں
کے بیچ میں زمین کا پردہ پیدا کیا — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی
دوسرا خدا ہی “ *

”کس تھو اندھیرے جنگلوں میں اور سمندر میں رستہ بتاتا
ہی کس مینہ برسنے سے پہلے اپنی مہربانی کی غرضتبری دینے والی
تہنتی ہوا چلاتا ہی — پھر کیا خدا کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہی
اگر تم سچے ہو تو اُس کی دلیل لاؤ “ *

پس دیکھو کہ کس طرح پاتی اسلام نے توحید کا مسئلہ صرف
کارخانہ قدرت کی حکمت اور اُس کی مناسبت سمجھانے انسانوں کو
سمجھایا ہی — یہ نہیں کہا کہ خواہ نقراۃ بے سمجھے خدا کو
ایک مان لو اور جبکہ یہ مسئلہ ایسا اُٹھا کہ ہر ایک انسان اُسکو
سمجھ سکتا تھا اس لیے پاتی اسلام نے تمام انسانوں کو اس مسئلہ
پر ایمان لانے کا مکلف کیا اور کھدیا کہ تعالیٰ اللہ عا یشرکون *

ہاں بے شک ایک شبہ اس پر وارد ہوتا ہی کہ اس تمام کارخانہ
قدرت سے جو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں یہ خیال مت نہیں
سکتا کہ کیا عجب ہی کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ
قدرت ہو جسکو اس سے کچھ تعلق نہ ہو اور اُس کارخانہ قدرت کا
ایسا ہی کوئی اور صانع اور علہالہ اور موجود بالذات ازل و
ابدی ہو جیساکہ اس کارخانہ قدرت کا ہی تو پھر توحید خدا کی
کس طرح پر ثابت ہوگی *

ہم اس شبہ کو تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بلا شبہ یہ
ایک خیالی شبہ ہی جو رفع نہیں ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی
بنیاد خیال پر نہیں ہی فلسفہ اور عقیدہ مباحث کو جو حالت فرضیہ

غیر وجودیت سے ہر گز نہیں یقین ہے اور ایمان سے کچھ مناسبت نہیں
ہی مولانا نے اس کے حق میں قہایت غریب فرمایا ہے —
پائے استدلال چوبیس پرہ

پائے چوبیس سب سے تمکین پرہ

یقین کے لیئے ضرور ہی کہ معترض اول اسباب کا یقین دلائے کہ
در حقیقت ایسا ہی دوسرا کار خانہ قدرت موجود ہے اور اس وقت
کہے کہ خدا کی توحید ثابت نہیں مگر وہی و فرضی باتوں سے خدا
کے متعدد ہونے کا ثبوت نہیں ہو سکتا یہ مذهب اسلام کی رو سے
انسان کو صرف اسی بات کا یقین کہ تمام چیزوں کا جنکو ہم دیکھتے
ہیں اور سمجھتے ہیں اور جو وجود پذیر ہیں ان سب کا خدا ایک
ہی ہی کافی اور رافی ہی اور استغناء پر انسان مکلف ہی — امتناہ
والحمد لله علی ذلک *

وہ —

سید احمد

نمبر ۹۶

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

چندہ سابق

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق ...

چندہ جدید

مولوی محمد حیدر حسین صاحب وکیل

...

ہائی کورٹ الہ آباد

مولوی سید فرید الدین احمد صاحب

...

وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

حضور عالی جناب انریبل سر ولیم مہور

صاحب بہادر جی سی ایس آئی نواب

لقتنٹ گورنر بہادر خاص واسطے تعلیم

دنہادی علوم کے بروقت شروع تعلیم

جناب انریبل آر اسپینکی صاحب بہادر

...

جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد

منشی الہی بخش صاحب سب انجینیر

اور تپتی مجسٹریٹ نہر گنگ دوبرن

...

بلند شہر

محمد حکمت اللہ صاحب رئیس ہدایوں

متعلق سفارت سابق نواب ٹونک متیم

...

لندن

سید محمد میر بادشاہ صاحب منصف

...

کابور

جناب مینارک براڈہرسٹ صاحب بہادر

...

صاحب جیم بنارس

منشی محمد ذکا اللہ صاحب پروفیسر

...

میر کالج الہ آباد

جناب جگہ ہنری بیکنس ایرن سید

...

صاحب بہادر صاحب جیم غازی پور

حاجی مرزا محمد جلال الدین صاحب

...

رئیس بنارس

سید مہربان علی صاحب رئیس گلوٹی

...

ضلع بلند شہر

شیخ سبحان علی صاحب رئیس بنارس

...

شیخ محمد امین الدین صاحب وکیل

...

عدالت دیوانی بنارس

مولوی محمد عنایت رحول صاحب

...

رئیس چوہا کورت ضلع اعظم گڑہ

...

مرزا محمد سعید بخت بہادر شاہزادہ

...

شوالہ

مولوی محمد امین الدین صاحب وکیل

...

عدالت دیوانی بنارس

شیخ غوث علی صاحب وکیل عدالت

...

دیوانی بنارس

نواب محمد ہادی علی خاں صاحب

...

وکیل عدالت دیوانی بنارس

...

نواب محمد مبارک علی خاں صاحب

...

رئیس میرتہ

سید جعفر حسین صاحب وکیل عدالت

...

دیوانی بنارس

مرزا محمد معز الدین بخت بہادر

...

شاہزادہ شوالہ

شیخ امین الدین احمد صاحب وکیل

...

عدالت دیوانی بنارس

مرزا محمد شرف الدین سکندر بخت

...

بہادر شاہزادہ شوالہ

ترقی چندہ مدارس العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدارس العلوم

عبدالرحیم کوچوان ملازم سید احمد خان لکھن
مرزا زورآور بخت بہادر شاہزادہ ... لکھن
مولوی احمد شفیق صاحب ہیڈ ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... لکھن
ماسٹر فرنجنڈاس صاحب سکڈ ماسٹر
اسکول وزیر آباد ... لکھن

میزان کل عسۃ ماہیہ ۷
سید احمد

موقوفہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع سکرٹری

THE MUHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE FUND COMMITTEE.

With great pleasure and thankfulness we publish here a letter from the Private Secretary to His Excellency the Viceroy and Governor-General to the Secretary to the M. A. O. C. F. Committee. His Excellency's munificent donation, promised under certain conditions, is worthy of the giver, and will not soon be forgotten by the Muhammedans of India. Such liberality has never been equalled by any former Governor-General of India. The promised contributions to the College Fund now amount to Rs. 80,135-7-0.

COPY OF THE LETTER.

GOVERNMENT HOUSE, SIMLA.

July 19th, 1872.

DEAR SIR,

I am in receipt of your note of the 14th ultimo enclosing the Rules for the Guidance of the Muhammedan Anglo Oriental College Fund Committee and a printed circular inviting subscriptions towards the establishment of the College. Although these papers were addressed to me personally, I have laid them both before His Excellency the Viceroy and Governor-General, and I am now directed to make the following communication to you.

His Excellency is much gratified at the active interest in the matter of education, which the present endeavour to found a college evinces on the part of

مرزا محمد قیصر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
عظیم اللہ عرف چھجرو ملازم سید محمد
مستعود مقیم لندن ... ع
شیخ نصرت حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی بنارس ... ع
مرزا محمد نادر بخت بہادر شاہزادہ
شوالہ ... ع
خواجہ محمد عبداللہ صاحب وکیل
عدالت دیوانی بنارس ... ع

نمبر ۶۷

ترقی چندہ مدارس العلوم مسلمانان

ہم نہایت خوشی اور شکرگزاری سے حضور عالی جناب و پسرے اور گورنر جنرل بہادر کشور ہند کے پریوت سکرٹری کی چٹھی کی نقل جو بنام سکرٹری کمیٹی خزانۃ البضاعہ آئی ہے اس مقام پر مندرج کرتے ہیں *

حضور جناب و پسرے نے جو بشرط کامیابی نہایت فیضانہ قوانین مطا فرمایا ہے وہ اُن کی جاہ و جلال و شان و موتبہ کا ثمرتہ ہے — مسلمانان ہند اس احسان کو کبھی نہ بھولینگے اس سے پہلے کسی گورنر جنرل نے ایسی سخاوت و فیاضی نہیں کی *
اب تعداد زر چندہ اس فیاض قوانین کے سبب لغایت ۱۴ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع بقدر تیس ہزار ایک سو پینتیس روپیہ سات آنہ کے ہو گئی ہے اُس کے بعد اور بھی بہت چندہ ہوا ہے جو آئندہ مشہور ہوگا *

نقل چٹھی

پریوت سکرٹری حضور نواب گورنر جنرل بہادر
بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکرٹری کمیٹی
خزانۃ البضاعہ

عزیز دوست

آپ کی چٹھی مورخہ ۱۴ ماہ گذشتہ معہ قواعد مجلس خزانۃ البضاعہ لتاسیس مدرسۃ العلوم للمسلمین اور ایک چھپا ہوا سرکیرلر واسطے چندہ مدرسہ کے میرے پاس پہنچا — کو یہ سب کافق میرے نام کے آئے مگر میں نے اُن کو بحضور عالی جناب و پسرے

ترقی چندہ مدرسۃ العلوم ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری ترقی چندہ مدرسۃ العلوم

yourself and other Muhammedan gentlemen of influence and position. His Excellency feels a deep interest in the subject of Muhammedan Education, and while it would be inconsistent with his religious opinions to give any personal pecuniary assistance to the religious teaching, which, as I understand, is to form part of the course of studies at the proposed college, he will gladly contribute to the study of "the Western Arts and Sciences," which it is one of the principal objects of the Committee to promote.

His Excellency considers, however, that any pecuniary assistance which he may render should be contingent on the interest shown in the matter by Muhammedan gentlemen themselves, and on the support afforded by them. He is not, therefore, at present, prepared to contribute any donation towards the establishment of the college, but I am desired to inform you that if the Committee succeed in establishing the college,—if the institution, when established shows a reasonable prospect of durability and general success, and if the course of instruction is such as to convince His Excellency that a really *bonâ fide* effort is being made to afford sound secular instruction, he is prepared to devote Rs. 10,000 to the perpetual establishment of a scholarship in some branch of European Literature or Science. Should this scholarship be ultimately established, the details connected with the method of competing for it, its tenure, &c., can form the subject of future correspondence.

"I remain,

"Dear Sir,

"Yours very truly,

"(Sd.) EVELYN BARING, CAPTAIN,
Private Secretary to the Viceroy."

To

MOULVI SYUD AHMED KHAN,

BAHADOOR, C. S. I.,

Secretary, M. A. O. C. F.,

Committee,

Benares.

و گورنر جنرل کشور ہند کے پیش کیا اور اب بموجب حکم حضور
وہسراے صمدی کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں *

تعلیم کے باب میں جو آپ اور دیگر صاحبان مسلمان ذی مرتبہ
اور صاحب اقتدار سعی و کوشش کرتے ہیں اور جسکا ظہور ایک مدرسہ
قائم کرنے کی تدبیر میں پایا جاتا ہی اُس سے حضور وہسراے نہایت
معظوظ ہیں اور حضور جناب وہسراے مسلمانوں کی ترقی تعلیم پر
دل سے مایل ہیں اور گو وہ اپنے مذہبی عقاید کے موافق مسلمانوں کی
مذہبی تعلیم میں جسکو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ معجزہ کی
تعلیم کا ایک جزو ہوگی روپیہ سے مدد کرنا ٹھیک نہ ہوگا تاہم وہ
نہایت خوشی سے مغربی علوم و فنون کی تعلیم میں جسکی ترقی کرنا
خاص مقصد کمیٹی کا ہی تائید فرما رہے ہیں *

حضور جناب وہسراے کی یہ مرضی ہی کہ اُن کی مدد زر نقد سے
اُس اندازہ کے موافق ہو جسقدر کہ خود مسلمان اس معاملہ
میں اپنا فرقہ ظاہر کریں اور جیسیکہ وہ خود اُس میں مدد دیں پس
اس وقت کچھ توفیق دے دینے کو بنام قائم کرنے مدرسہ کے وہ طیار
نہیں ہیں سکو سمجھکر اجازت ہوگئی ہی کہ میں آپ کو اس بات سے
اطلاع دوں کہ اگر کمیٹی مدرسۃ العلوم قائم کرنے میں کامیاب ہو اور بعد
قائم ہوجانے کے اگر اُس مدرسہ سے معقول ترقی عام ترقی کی پائی
جاوے اور نیز سلسلہ تعلیم بھی ایسا ہو جس سے حضور وہسراے کو
یقین ہو کہ در حقیقت کامل دنیوی تعلیم میں کوشش ہوتی ہی تو
اُس صورت میں دس ہزار روپیہ عطا فرما دینگے تاکہ زر مذکور سے
مغربی تقریر یا علوم و فنون کی کسی شاخ میں اسکالرشپ ہمیشہ
کے واسطے مقرر کیا جاوے جب کہ اسکالرشپ مقرر ہوجاوے تب اُسکی
تفصیل کی بابت متعاقب تحریر ہوگی *

والسلام

آپ کا دوست صادق

ادیان بیرون کپتان

پریرت سکوتری وہسراے

مقام شہدہ
مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۲۸۷ھ

روٹنڈان مدرسۃ العلوم مسلمانان ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ھ روتنڈان مدرسۃ العلوم مسلمانان

مولوي محمد نجم الدين صاحب رئيس چڑيا كوت ضلع
اعظم گڏهه *

مولوي محمد حامد حسن خان صاحب بهادر رئيس يربلي
سب آرڊينينٽ جج اعظم گڏهه *

منشي محمد ذڪاء الله صاحب رئيس دهلي پروفيسر ميرز كالج
الآباد *

حكيم محمد حكمت الله صاحب رئيس ٻڌايون *
سڪرٽري نه چڻهي پريوت سڪرٽري حضور عالي جناب ويسرايے اور
گورنر جنرل لارڊ ٽارٽر پريوت صاحب دام اقباله مورخه ۱۹ جولائي سنه
۱۸۷۴ ع پيش ڪي جس ميں حضور ممدوح نے عام دنياوي علوم ڪي
ترقي ڪے ليئے به چند هرايط مندرجه چڻهي مذکور اس مدرسه ڪے ليئے
دس هزار روپيه چندہ دينے کا رمدہ فرمايا هي *

صدر انجمن نے اس بات ڪي تڪرير ڪي ته حضور ويسرايے نے
جو توجهه اور اپنا هرق واسطے تعليم مسلمانن ڪے پذيرمه صفا فرمائے
اس فياضانه توفيق ڪے ظاهر فرمايا هي اس کا دلي شڪر ڪيئي ڪي
جانب سے ادا ڪيا جاريه *

صدر انجمن نے يهه بهي تجويز ڪي ته حضور ويسرايے کو اس بات
ڪي يهه اطلاع دي جاريه ته تمام مسلمانان هندوستان جن ڪي حڪومت
و محافضه ڪے ليئے حضور ملڪه معظمه نے آپ کو مامور ڪيا هي
آپ ڪي ستاوت ڪے نهايت ممنون هيں اور جب يهه مدرسه قائم
هو جاويگا تو مسلمانن ڪي آينده نسلن ڪے ليئے يهه بے نظير ستاوت
هميشه کو يادگار رهيگي *

سيد محمد حامد نے اس تڪرير ڪي تائيد ڪي اور بالاتفاق منظور
هوندي *

اس ڪے بعد سڪرٽري نے چڻهي هز هائيٽنس مختار الملڪ سو سالار
جنگ بهادر ڪے سي ايس آئي وزير اعظم حيدر آباد دڪهن مورخه ۲۹
جولائي سنه ۱۸۷۴ ع پيش ڪي اور ڪميٽي کو اطلاع دي ته هز هائيٽنس
نے چار هزار روپيه واسطے مدرسه العلوم مسلمانان ڪے موصفا فرمايا
هي دو هزار روپيه پافعل اور دو هزار ٻو وقت قيام مدرسه *

صدر انجمن نے تڪرير ڪي ته هز هائيٽنس کا اس فياضانه چندہ
ڪے ليئے ڪميٽي ڪي جانب سے دلي شڪر ادا ڪيا جاريه اور يهه بهي اطلاع
دي جاريه ته ڪميٽي کا خاص مقصد اور كوشش يهه هي ته اس مدرسه
ميں طالب علم ايسي هي علميت اور فضيلت حاصل ڪريں جيئي ڪه
انگلستان ميں اسفورت اور ڪيمبرج ڪي يونيورسٽيون ميں طلبا حاصل
ڪوتے هيں صرف اتنا فرق رهي ڪه انگلستان ڪي يونيورسٽيون ميں جو
عيسائي مذهب ڪي تعليم هوتي هي بعرض اس ڪے همارے مدرسه العلوم

نمبر ۹۸

مدرسه العلوم مسلمانان

روتنڈان

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم
للمسلمين منعقدة ۳۱ جولائي سنه ۱۸۷۴ ع

مقام بنارسي

صدر انجمن

مولوي عنايت رسول صاحب *

ممبران موجوده

مولوي محمد عارف صاحب *

شيخ غلام علي صاحب *

سيد محمد حامد صاحب *

منشي محمد يار خان صاحب *

سڪرٽري

سيد احمد خان بهادر سي ايس آئي *

روٽنڈانهاے اجلاس منعقدة ۳۰ جون سنه ۱۸۷۴ ع ر ۵ جولائي
سنه ۱۸۷۴ ع جو به دستخط سڪرٽري مرتب اور ڪتاب روٽنڈان ميں
مندرج تهيں ملاحظه هوندي *

اس ڪے بعد بموجب دفعه ۷ قواعد مجلس مرتبه سنه ۱۸۷۲ ع
ڪے صاحبان مندوجہ ذيل مجلس خزنة البضاعة ڪے ممبر مقرر هوتے *

جناب عالي ثواب محمد فيض علي خان صاحب بهادر سي ايس آئي
رئيس پهاو ضلع بلند شهر وزير اعظم راج ڪے پور *

ثواب محمد احمد الله خان صاحب رئيس ميرتھه پتورول
هورنگ آباد *

منشي محمد الهي بخش صاحب رئيس ديربند ضلع سهارنپور
سب انجنيور اور ٽپٽي ميجسٽريٽ تهرنگ گڊرزن بلند شهر *

منشي محمد اکرم صاحب رئيس محمدآباد ضلع اعظم گڏهه
گورنمنٽ رڪيل ضلع اعظم گڏهه *

حضرت مولوي محمد امانت الله صاحب رئيس غازي پور *

حاجي مولوي محمد عبدالاحد صاحب رئيس قصبه بهتيا ضلع
غازي پور وڪيل عدالت غازي پور *

شيخ محمد جان صاحب رئيس قصبه بهتيا ضلع غازي پور وڪيل
عدالت غازي پور *

شيخ فياض علي صاحب رئيس قصبه مٺ قاضي طيب پور گڏهه سررام
گورنمنٽ رڪيل ر انريوري ميجسٽريٽ درجه اول ضلع اله آباد *

روٹنڈاں مدرسۃ العلوم مسلمانان ۱۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۹ ہجری روٹنڈاں مدرسۃ العلوم مسلمانان

میں (جو انشا اللہ تعالیٰ ایک دن مستحسن یونیورسٹی کے نام سے پکارا جاوے گا) مذهب اسلام کی تعلیم ہو ایک کمرہ میں اہل سنت و جماعت کی اور ایک کمرہ میں شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کی *
صدر انجمن نے اس بات کی بھی تحریک کی ہڑھائینس کا اس تصریح کی نسبت بھی شکر کیا جاوے جو انہوں نے خیال فرمایا ہے کہ اگر یہ مدرسہ درستی سے قائم ہو جاوے تو حضور ممدوح بھی حیدرآباد سے چند رئیسوں کے لڑکوں کو اس مدرسہ میں تعلیم کے لئے بھیجینگے کیونکہ اس بات سے کمیٹی کو نہایت تقریر ہوئی ہے *
سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکرٹری نے انریبل آراسپینکی صاحب بہادر جسٹس ہائی کورٹ الہ آباد کی چٹھی مورخہ ۳۰ جون سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی اور اطلاع کی کہ صاحب ممدوح نے تین سو روپیہ راسلے مدرسہ کے عنایت فرمایا ہے *
صدر انجمن نے تحریک کی کہ صاحب ممدوح کا دلی شکریہ واجب توفیق اور بالتخصیص اس طرز تصریح کی نسبت جس طرز میں صاحب ممدوح نے چٹھی لکھی ہے اور جس سے ایک فیاضانہ ٹیکہ اور ہمدردی مسلمانوں کی تعلیم میں پائی جاتی ہے ادا کیا جاوے *

سید محمد حامد نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *
بعد اس کے سکرٹری نے چٹھی بابو شیرا پرشاد صاحب سی ایس آئی انسپیکٹر محکمہ تعلیم قسمت سریم ممالک مغربی و شمالی مورخہ ۲۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع پیش کی جس میں بابو صاحب ممدوح نے انہی شرائط پر جو حضور ویسرے نے مقرر کی ہیں اور چٹھی پریپرٹ سکرٹری مورخہ ۱۹ جولائی سنہ ۱۸۷۲ ع میں مندرج ہیں اور نیز اس شرما پر کہ مدرسہ الہ آباد میں قائم ہو مدرسہ کے لئے ہزار روپیہ چندہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ بابو صاحب نے جو ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ ہے سبب سچی حب وطنی کے کی اُس کا شکریہ کمیٹی کی طرف سے ادا کیا جاوے *
منشی محمد یار خاں صاحب نے کہا کہ میں صاحب صدر انجمن کی اس تجویز سے کہ بابو صاحب ممدوح کا شکریہ ادا دیا جاوے اتفاق کرتا ہوں — اس میں کچھ شک نہیں کہ بابو صاحب نے سچی حب وطنی کے خیال سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے مگر مجھ کو ایسے توفیقوں کی منظوری میں اور ایسے چندہ دینے والوں

کے نام کے فہرست چندہ میں مندرج ہونے سے جو مشروط بہ شرائط چندہ دیتے ہیں غور و انکار ہے — مقصد کمیٹی کا یہ ہے کہ سرمایہ جمع کرتی جاوے جب تک کہ مدرسہ قائم کرنے کے لئے کافی ہو اگر لوگ ایسی شرطوں کے ساتھ چندہ دیں اور وہ منظور ہو تو سرمایہ کا جمع ہونا مدرسہ کے قائم ہونے پر اور مدرسہ کا قائم ہونا چندہ کے جمع ہونے پر موقوف اور منحصر ہوگا اور یہ ایک ایسا نقص ہے کہ جس سے میری رائے میں مقصد کمیٹی کا بالکل ضایع ہو جاوے گا پس میری یہ رائے ہے کہ جو چندہ ساتھ کسی شرط و قید کے آوے (سوائے کسی خاص حالت کے) فوراً نامنظور ہو *
سکرٹری نے کہا کہ مجھے اس گفتگو کے سننے سے انہیں ہی حضور ویسرے نے انہی شرطوں سے چندہ عطا فرمایا ہے اور کمیٹی نے اُس کے قبول کرنے میں کچھ غور نہیں کیا حضور نواب لغتنت گورنر بہادر کا چندہ بھی قریب قریب انہی شرطوں پر مشروط ہے جن پر کچھ غور نہیں ہوا پس میں کوئی وجہ نہیں پاتا کہ بابو صاحب کے چندہ پر اس قدر اعتراض ہوتا ہے *
مولوی محمد عارف صاحب نے منشی محمد یار خاں کی رائے سے اتفاق کیا اور کہا کہ جو کچھ سکرٹری مجلس نے ایہ فرمایا وہ سب سچ ہے مگر حضور ویسرے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر کی شرائط چندہ کے قبول کرنے اور بابو صاحب کی شرائط چندہ کے منظور کرنے میں بڑا فرق ہے — اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمیٹی دل و جان سے چندہ جمع کرنے میں کوشش کر رہی ہے — اور اگر لوگوں کا حرق ایسا ہی رہے جیسا کہ اس وقت تک ہے اور وہ لوگ زہد دینے سے ایسی ہی مدد کریں جیسی کہ وہ اس وقت تک کر رہے ہیں تو اُمید قوی ہے کہ برس در ہی برس کے اندر کمیٹی اپنے مقصد یعنی مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر کامیاب ہو جاوے گی اور انشا اللہ تعالیٰ ضرور مدرسہ قائم ہو جاوے گا اور اگر بالعرض اس زمانہ میں کمیٹی کی کوششوں سے مدرسہ قائم ہونے میں توقف ہوا تو ہماری نسلوں اور ہمارے جانشین مدرسہ قائم کرنے کی کوشش کر دیں کہ نہ کرینگے حضور ویسرے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر کا چندہ اس یقین پر قبول کیا گیا ہے کہ جب کبھی مدرسہ قائم ہو وہ چندہ ضرور ملے گا اگر ہماری موجودہ کمیٹی اپنی زندگی میں مدرسہ قائم کر لے تو وہ خود وہ دونوں چندے پاروے گی اور اپنی زندگی میں قائم نہ کر سکے تو اُن کے جانشین حضور ویسرے اور جناب نواب لغتنت گورنر بہادر سے یا اُن کے قائم مقاموں سے بمجبورہ قائم ہونے مدرسہ کے چندہ پارینگے لیکن اور لوگوں سے ایسے زمانہ دراز اور پشتوں تک چندہ وصول ہونے کی کیا توقع ہے پس میری رائے

روٹنڈا مدرسۃ العلوم مسلمانان یکم جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۶ ہجری روٹنڈا مدرسۃ العلوم مسلمانان

۳ البتہ مسلمان چندہ دینے والی اپنے چندوں میں مفصلہ ذیل شرطیں قائم کر سکتے ہیں *

(الف) اُنکا زر چندہ سرہ میں نہ لگایا جاوے بلکہ اُس سے کوئی جائداد خریدی جاوے جسکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ء میں مندرج ہے اور مدیران کمیٹی ان کی اس شرط کے بجالانے کے پابند ہونگے *

(ب) زر چندہ قسط وار ایک میعاد مناسب معین میں ادا کیا جاوےگا *

۴ سوائے مسلمانوں کے اور جو صاحب براۓ فیاضی چندہ دیں وہ مجاز ہونگے کہ مفصلہ ذیل شرطوں میں سے اگر کسی شرط کا مقرر کرنا چاہیں تو مقرر کریں *

(الف) اُنکو اختیار ہوتا کہ اپنا چندہ صرف دنیاوی علوم کی تعلیم کے لیئے مخصوص کر دیں اور کمیٹی کو لازم ہوگا کہ اُس روپیہ کو اُسی کام میں لگاوے *

(ب) وہ بھی اپنا چندہ پندرہ اقساط وقت مناسب اور معین میں دے سکیں گے *

(ج) وہ اس شرط کے مقرر کرنے کے بھی مجاز ہونگے کہ بعد قائم ہونے مدرسہ کے اُنکا چندہ ادا کیا جاوےگا مگر کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ بلحاظ مقدار زر چندہ اور نیز بلحاظ حالت چندہ دینے والے کے وہ اُس سے اُمید قوی چندہ وصول ہونے کی ہر وقت قیام مدرسہ (کو کہ وہ کسی وقت قائم ہو) ہی یا نہیں اُس چندہ کو منظور یا نامنظور کرے سکرتوری کو ہدایت ہونگی کہ اس قسم کا چندہ بلا منظوری کمیٹی درج فہرست چندہ نہرا کرے *

بعد اسکے باتفاق والے مدیران کمیٹی یہ امر قرار پایا کہ بابو شیوا پرشاد صاحب نے جو سچی حب وطنی سے مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کی ہے اُس کا دلی شکر کمیٹی کی طرف سے کیا جاوے اور احیاء کی بھی اطلاع دیجاوے کہ چونکہ اُن کی اخیر شرط خلاف دہمہ ۳۳ قواعد کمیٹی کے ہے اس لیئے کمیٹی اُن کا نام نامی اور دیاضانہ چندہ فہرست میں مندرج کرنے سے معذور ہے اگر بابو صاحب اُس شرط کو موقوف کر دیں تو کمیٹی نہایت شکر کے ساتھ اُنکا چندہ قبول کریگی *

بعد اسکے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاسہ ہوئی *

دستخط سید احمد

سکرتوری مجلس

میں چندہ کی فہرست میں ایسا چندہ مندرج کرنا جس پر خود کمیٹی کو یقین نہیں ہے بعض فضول ہے *

اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ میری گفتگو تو عموماً ایسے چندوں کی نسبت ہے جو مشروط بشرايط ہوں لیکن بابو شیوا پرشاد صاحب کے چندہ کی نسبت مجھکو اور یہی اعتراض ہے بابو صاحب نے مدرسہ کے اہل اباء میں قائم ہونے پر چندہ کا دینا مشروط کیا ہے اور یہ شرط برخلاف دفعہ ۳۳ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ء کے ہے اگر اس شرط پر چندہ قبول کیا جاوے تو کمیٹی کی آزادی ٹرہیگی اور گویا اسی وقت مقام مدرسہ کا تصفیہ ہو جاوےگا اور یہ کارروائی خلف قاعدہ مذکور کے ہے جسکو میں پسند نہیں کرتا *

سکرتوری نے کہا کہ افسوس ہے کہ بابو صاحب نے حضور و سوائے کی شرطوں سے یہی ایک شرط اور زیادہ کر دی پس بلحاظ اُن وجوہات کے جو میرے دوست مولوی محمد عارف نے فرمائیں میں اُن سے ہمدردی اتفاق کرتا ہوں *

مگر اس خیال سے کہ آئندہ نسبت منظوری یا نامنظوری چندوں کے معیروں میں اختلاف رائے نہ ہو میں یہ تھریک کرتا ہوں کہ نسبت قواعد چندہ کے کچھ تصریح کر دی جاوے *

کمیٹی نے اس تھریک کو پسند کیا اور دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ء کے حسب تفصیل ذیل تصریح کی *

تشریحات

۱ کسی شخص کا چندہ یا عطیہ کسی ایسی شرط پر جو برخلاف قواعد مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ء کے ہو نہ منظور ہوگا اور نہ داخل فہرست چندہ کیا جاوےگا *

۲ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاوےگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاوےگا — کیونکہ مسلمانوں کا فرض اس وقت چندہ جمع کرنا ہے تاکہ مدرسہ جاری ہو نہ کہ اُس کے اجرا پر چندہ دینے کا وعدہ کرنا بلکہ اسکے جو کچھ مسلمان مدرسہ کے لیئے دیتے ہیں وہ بموجب اُن کے مذہب کے خیروات اور وقف فی سبیل اللہ ہی اور وقت دینے چندہ سے اُنکو اُس وقف کا مذہباً ثواب ملتا ہے گو کہ مدرسہ قننی ہی مدت کے بعد کیوں نہ جاری ہو *

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

یکم رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنیونشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پتارس بھیجا جارے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جارے کیونکہ یہ پرچہ علیگتہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف مذافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراء بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روائگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روائگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۹۹

مسلمانوں کی قسمت

ایک سچ ہی کہ زمانہ کبھی یکساں نہیں رہتا کبھی خوش
تصیریوں کو بد نصیب کر دیتا ہے اور کبھی بد نصیبوں کو خوش نصیب
مگر ہر ایک تغیر و تبدل کے آثار شروع ہو جاتے ہیں جس سے آئندہ
کے نتیجہ کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے *

اس زمانہ میں ہم مسلمانوں کی قسمت کو دیکھتے ہیں کہ تقدیر
انکی قسمت کو کچھ بلند کرتی ہے یا ایسا کرتی ہے جسکے سنہلنے
کی پھر کچھ تدبیر نہ ہو *

اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مسلمان تمام ہندوستان کے اس
بات کو دل سے قبول کرتے ہیں کہ ترقی دولت و حشمت و عزت و مذہب
سب عمدہ تعلیم پر منحصر ہے اور اس بات کو بھی تمام ہندوستان
کے مسلمان قبول کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی اور انکی اولاد کی تربیت
کے لیئے کسی عمدہ طریقہ تعلیم کے قائم کرنے اور اُس کے اسباب و لوازم
کے ہم پہنچانے کی نہایت اشد ضرورت ہے اور اس بات کا بھی سب
کو یقین ہے کہ اگر ایسا ہی زمانہ چلا گیا اور کچھ تدبیر نہ کی گئی
تو یہ مرض لامل ہوجاویگا اور اس بات پر بھی سب کی رائے متفق
ہے کہ اسکا علاج صرف یہی ہے کہ ایک بہت بڑا مدرسہ العلوم خاص
مسلمانوں کے لیئے قائم کیا جائے جس میں جمیع علوم و فنون دینی
ور دنیوی کی بدرجہ کمال تعلیم ہو *

اس درائے جاں بخش کی خواہش سب کو تھی اور اب بھی ہے
مگر اس خیال سے کہ کیونکر حاصل ہو ایک مایوسی ہوتی تھی اس
دوا کا حاصل ہونا چنداں مشکل نہ تھا ہاں البتہ اسکے حاصل کرنے
کو سعی اور کوشش اور ہمت درکار تھی پس اس زمانہ میں اس کام پر
کوشش شروع ہوئی ہے اور بلا شبہ اُسکا کامیاب ہونا یا نہ ہونا پوری
نشانی خوش نصیبی یا بد نصیبی مسلمانوں کی ہوگی *

پس اے مسلمانوں تم اس بات پر غور کرو کہ ہمیشہ مرقع اور
بقع ہاتھ نہیں آتا جیسی کوشش اسوقت تک مدرسہ کے لیئے
ہورہی ہے کبھی ایسی کوشش ہونے کی توقع تھی — دیکھو خدا
کی مہربانی سے کیسے اچھے سامان نظر آتے ہیں حضور جناب
لوقہ نارتھ یروک صاحب ریسرے و گورنر جنرل بہادر نے اپنی جیب
خاص سے ہم مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے دس ہزار روپیہ دینے کا
مدہ فرمایا ہے حضور نواب لفتننٹ گورنر بہادر نے اپنی جیب
خاص سے عطیہ عطا فرمانے کے علاوہ گورنمنٹ کی جانب سے گریڈ
لی آفٹ دینے کا وعدہ فرمایا ہے *

یہ وعدہ کچھ کم نہیں ہے بلکہ ہمارے سرمایہ کو یک لخت
دوگنا کر دیتا ہے اگر ہم پانچ لاکھ روپیہ جمع کر لیں تو وہ اس
عطیہ گریڈ آف اید سے حقیقت میں دس لاکھ ہو جاتے ہیں اور
اگر دس لاکھ جمع کریں تو بیس لاکھ ہو جاتے ہیں پس ایسی
بڑھتی دولت کی ہم کو کب توقع تھی *

دور دور کے مسلمان بھی اپنی قوم کی ترقی کے سامان دیکھ کر
خوش ہوئے ہیں اور چندہ وصول کرنے اور دینے میں کوشش و فیاضی
دونوں کو کام میں لے رہے ہیں *

ہندوؤں نے بھی ہمارے ساتھ ہمدردی و فیاضی کی ہے چند
قریب آدمیوں نے اور بعض بڑے آدمیوں نے بھی چندہ دیا ہے پس
اس وقت جو کوشش ہو رہی ہے وہ ایسی کوشش ہے جس کی ترویج
ہوگرنہ تھی پس اب سب مسلمانوں کو زیادہ ہمت اور زیادہ کوشش
کرنی چاہیئے تاکہ یہ سعی حسب مراد کامیاب ہو *

اے مسلمانوں اس بات کو بھی تم خیال کرو کہ اگر اس وقت
تم نے ہمت نہ کی اور سعی و کوشش میں کوتاہی کی اور خدا نخواستہ
یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی تو پھر کبھی تمہاری پہلائی اور تمہاری
پیردہ کی توقع نہ ہوگی *

کہاں سے یہ وقت پھر ہاتھ آویگا جو اس وقت ہاتھ میں
ہے *

کہاں سے یہ موقع پائی رہیگا جو اس وقت ہے *
کون تمہارے لیئے اپنی جان اپنا مال اپنا وقت اپنا آرام تم پر
نذا کرنے والا پیدا ہوگا جو پھر تمہارے لیئے کوشش و سعی کریگا *
کس کو ایسی ہمت و جرأت ہوگی کہ اس کوشش کو خدا نخواستہ
ناکامیاب دیکھ کر پھر آئندہ کسی قسم کی سعی و کوشش کرنے کی
ہمت کرے *

اے مسلمان بھائیوں میں غور جانتا ہوں کہ تم میری حرکات
و افعال ناخوایستہ سے اس وقت ناراض ہو میرے افعال و اقوال کو تو
خدا پر چھوڑ دو اور میرے حق میں یہ شعور حافظ کا پڑھو —

یکے از عقل می لاند دگر طامات می باند

بیانیں داری ہا را بہ پیش دارو اندازیم

مگر اس بات کو سوچو کہ جس کوشش و سعی سے مسلمانوں کے
دینی و دنیوی علوم کی تعلیم کے لیئے مدرسہ قائم کیا جاتا ہے اُس سے
اور میری ان باتوں سے کیا تعلق ہے *

مدرسہ کے لیئے جو تم چندہ دیتے ہو میرے لیئے نہیں ہے بلکہ
اُن کے لیئے ہے جنکو تم عزیز رکھتے ہو پس کیا تم میرے لیئے اپنی
قوم کو اور اپنی اولاد کو اور اپنی قوم کی اولاد کو قربانے اور مرنے
دوگے *

کس تدبیر سے اُس کا تلمیم ہوتا سمجھا ہی قطع نظر اس بات سے کہ مدبران تعلیم اُس کو پچھتے پھال رکھیں یا کچھ تغیر و تبدل کریں تم تو اپنا نقشہ ہم کو بتاؤ تاکہ ہم کو کچھ خیال ہو کہ یہ مدرسہ العلوم کیا ہوگا اور کس طرح پر ہوگا پس لاچار جو ہماری سمجھ میں ہی ہم بیان کرتے ہیں جو ابھی تک پہنچ چکی ہے خیالات سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا *

ہم اس مدرسہ العلوم کو معتمد یونیورسٹی یعنی دارالعلوم مسلمانی بنانا اور بالکل افسرہ اور کمپوز کی یونیورسٹی کی (جسکو ہم دیکھ آئے ہیں) نقل اور کارنا چاہتے ہیں اور وہ نقل اس طرح پر اترے گی *

ذکر مکانات

ایک نہایت خوش آب و ہوا شہر میں جو منجملہ شہر ہمارے کل شہر جس میں طالب علموں کا دل پڑھنے سے اوجھل کرنے کی بہت سی ترغیبات موجود ہوتی ہیں اور نہایت چھوٹا قصبہ بھی نہ ہو اور اودہ اور مشرقی اضلاع پنجاب سے بھی بہت دور نہ ہو (کیونکہ اُس کے مغربی اضلاع کے لیئے غالباً گھور پورنی درستی مفید ہو) اور نیز درہیلکھتہ کو ٹھیک اپنے سے ملتا ہو ایک وسیع گنوا زمین کا خوش قضا جگہ مقدار پانچ سو چھ سو بیس پختہ سے کم نہ ہو لیا جاوے اور اُس میں سڑکیں نکال کر اور درخت لگا کر بالکل پارک کے طور پر بنادیا جاوے ہندوستان کے رہنے والوں نے پارک کو جو قدرتی نمونہ پر ایک قسم کا دوستی ہوتا ہی نہیں دیکھا ہی مگر اللہ آباد کے رہنے والوں کو الفرق پارک جو بن رہا ہی دیکھ کر کچھ اُس کا خیال آریگا ۔ اُس میدان میں منجملہ ذیل عمارتیں بنائی جاوے گی *

اول مدرسہ العلوم جو نہایت وسیع و عالی شان مکان بنایا جاوے گا اُس کے بیچ میں بہت بڑا ہال ہوگا جس میں انشاء اللہ تعالیٰ معتمد یونیورسٹی کے جلسے اور تقسیم انعام اور بعد حصول چارٹر عطاے خطاب اور حضور و سرائے و گورنر جنرل بہادر اور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کے تشریف لانے کے وقت اجلاس ہوا کریگا (کیا عہدہ بات ہو اگر پہلا اجلاس حضور گورنارٹھ بروک صاحب کا ہو اگرچہ یہ بات ہنسی معلوم ہوتی ہی مگر خدا کی قدرت سے کچھ بعد نہیں ابھی پانچ برس آنکر رہنا ہی) *

اُس کے دونوں طرف چار کمرے پرنسپل اور پروفیسر اور ہیٹ ماسٹر کے لیئے ہونگے اور اُنکے ادھر ادھر ہر ایک جماعت کے لیئے جدا جدا مناسب و سعادت کمرے ہونگے اس مدرسہ العلوم کا نقشہ کسی بڑے انجنیئر سے قریب قریب نمونہ پر روز کی کالج کے بنایا جاوے گا *

اے نا صہان شفیق میں آپ کی نصیحتوں کا بڑا احسان مند ہوں مگر اُس وقت کو اس وقت رہتے ہو اور اپنی قوم اور اپنے اہل مذہب کی خبر لو اور جو کوشش اُن کی پہلائی کے لیئے ہو رہی ہی اُسیں مدد کرو *

اے مجھ پر طعنہ کرنے والے بھائیوں تم فرا سرچو اور انصاف کرو کہ مجھ کو تو اتنی بھی توقع نہیں ہی کہ اگر یہ کوشش کامیاب بھی ہو جاوے اور مدرسہ قائم بھی ہو جاوے تو بھی اُس کے نتیجے دیکھنے تک میں زندہ رہوں پھر کیا میری ذات کو اس مدرسے سے کچھ تعلق ہی میں تو صرف اُنہی لوگوں کی پہلائی کے لیئے جنکو تم اچھا اور اپنا پیارا جانتے ہو کوشش کرتا ہوں میں تمہارا ددکارا سہی مگر تم اپنے پیاروں کے لیئے کوشش کرو *

اے بھائی مسلمانوں تم غرب جان لو کہ یہ وقت عین تمہاری قسمت آزمائی کا ہی اگر تم ہوشیار نہ ہو گے اور اس مدرسے کے قائم ہونے میں دل و جان سے مدد نہ کرو گے تو تم یقین جان لینا کہ کیا کیا کچھ مصیبتیں نہونگی جو تم پر اور تمہاری اولاد پر نہ پڑیگی گو ہم اُس وقت نہ ہو گے مگر ہمارے یہ چند کلیے مصیبت و درد آمیز تمہارے سامنے موجود ہونگے *

الہی تو اپنے بندوں مسلمانوں کو توفیق نیک دے اور اُن کے دل کی آنکھوں کو روشن کر تاکہ وہ موجود حالت کو دیکھیں اور آئندہ کی حالت کو سمجھیں سچ ہی — تمز من تشاد و تذل من تشاد یبدک العیون انک علی کل شیء قدیر *

واقف

سید احمد

نمبر ۱۰۰

مدرستہ العلوم مسلمانان

ہم سے لڑک باصرار پوچھتے ہیں کہ مدرسہ العلوم مجبوزہ میں طریقہ تعلیم کیا ہوگا اور اُس تعلیم میں اور گورنمنٹ کالجوں کی تعلیم میں کیا فرق ہوگا اور جو لڑکے اُس میں دھینگے وہ کیونکر تربیت پارینگے اور جو لڑکے وہاں نہ دھینگے وہ کیونکر داخل ہونگے *

ہم جواب دیتے ہیں کہ جب مدرسہ العلوم قائم ہوگا تو ایک جدا کمیٹی اُس کے انتظام کی مقرر ہوگی جو سینڈیکٹ یعنی مجلس مدبران تعلیم کہلائیگی اور جس میں مسلمان بڑے لحاظ فرقہ غریک ہونگے اُس کمیٹی کی رائے پر اُن سب باتوں کا انتظام منظم ہوگا — مگر وہ لوگ اس جواب پر بس نہیں کرتے اور یہ بات کہتے ہیں کہ ہو گا کہ تم اس کے پانی ہو تو تم بتاؤ کہ تم نے کیا نقشہ سرچا ہی اور

ہم مقام ایک جگہ انگریزی دوائی خانہ سے ایک نیٹر ڈاکٹر اور کمپوٹر کے رہنے کی جگہ اور ایک یونانی دوائی خانہ جس میں دوا ساز کے رہنے کی بھی جگہ ہوگی تعمیر ہوگا *
ہفتم ایک ہنگہ آڑ بنایا جاوے گا جو بنام شفا خانہ نامزد ہوگا اس لینے کے اگر کوئی لڑکا کسی قسم کی بیماری سے دفعتاً بیمار ہو جاوے تو اُس میں رہے *
نہم مکانات اصطبل اور شاگرد پیشہ و پاروچیشانہ اور گودام بطور مناسب تعمیر ہونگے *

ذکر رہائش لڑکوں کا مکانات مدرسہ میں

جو لڑکے اُن مکانات میں سکونت اختیار کریں گے اُن پر اسی طرح جس طرح کہ کیمپس اور اسکورڈ کے کالجوں کے لڑکوں پر گرجا میں جانا اور نماز میں ہریک ہوتا ضرور ہی اپنی اپنی مسجدوں میں جانا اور نماز میں ہریک ہوتا فرض ہوگا یعنی لڑکوں کو پانچویں وقت کی نمازوں میں حاضر ہونا اور نماز جماعت سے پڑھنا واجب ہوگا اور شیعہ لڑکوں کو صرف تین وقت اسلئے کہ وہ ظہر و عصر مغرب و صلا ساتھ پڑھ لیں گے *

جو لڑکے صرف مدرسہ میں پڑھنے کو حاضر ہونگے اُن کو ظہر و عصر کی نمازوں میں ہریک ہونا واجب ہوگا *
اگر سینڈپکٹ یعنی مدیران تعلیم سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم کے لڑکے کو مدرسہ العلوم میں پڑھنے کی اجازت دینے تو وہ صرف مسجد میں حاضر ہونے اور نماز میں ہریک ہونے یا اور کوئی مذہبی کام کرنے سے بڑی رکھا جاوے گا جس طرح کہ اسکورڈ اور کیمپس میں غیر مذہب کا طالب علم گرجے میں حاضر ہونے اور رسومات مذہبی ادا کرنے سے بڑی دھتا ہی *

جس قدر طالب علم اسکورڈ اور کیمپس کی یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں اُنکو ایک قسم کا کٹ اور ایک قسم کی ٹوپی ملتی ہی تاکہ ایک قسم کا لباس سب کا ہو جاوے اس سے نہایت عمدہ نائندے ہیں جنکا بیان اس مقام پر ضرور نہیں مدرسہ العلوم کے طالب علموں کو بجائے کٹ کے کالے الپکے کا ٹیڈہ آستین چٹہ اور لال ترکی ٹوپی جسکا رواج روم اور مصر اور عرب و شام میں ہی اور اب وہ ٹوپی خاص ترکوں یعنی مسلمانوں کی ٹوپی سمجھی جاتی ہی دی جاوے گی اس کے سوا ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جیسا لباس چاہے ویسا پہنے *

تمام طالب علم جو مکانات مدرسہ میں سکونت رکھتے ہوں یا ترکہتے ہوں جب مدرسہ میں یا کتب خانہ میں یا عجائب خانہ میں یا اخباروں کے کمرے میں آریں گے تو پھر اُس چٹہ اور ٹوپی کے آنے کے

دوم جس طرح کہ کیمپس و اسکورڈ کی یونیورسٹیوں میں ہر ایک کالج کے ساتھ ایک گرجا ہی اسی طرح اس مدرسہ العلوم مسلمانان کے ساتھ دو مسجدیں مذہب قطع پر ہوگی ایک سنٹیوں کے لینے اور دوسری غیروں کے لینے جنکا اہتمام اُسی مذہب کے لوگوں سے متعلق رہیگا *

سوم جس طرح کہ یونیورسٹی اسکورڈ اور کیمپس میں ذیقتور طالب علم اور امیروں اور دولت مندوں کے لڑکے رہتے ہیں اور اُنکے لینے مکانات عیار ہیں اسی طرح اُسی احاطہ میں بنارو مناسب سو لڑکوں کے رہنے کے لینے مکانات بنائے جاویں گے اور یورقت ضرورت اور زیادہ ہوتے جاویں گے ہر لڑکے کو ایک فصل خانہ ایک سونے کا کمرہ اور ایک بیٹھنے اور لکھنے پڑھنے کا کمرہ ملیگا *

یہ مکانات بطور جائداد مدرسہ بنائے جاویں گے کیونکہ جو لڑکے اُس میں رہیں گے اُن سے اُسکا کرایہ لیا جاوے گا اور بطور آمدنی جائداد مدرسہ میں خرچ ہوگا *

ان مکانات سکونت کے شامل ہو پڑے ہال بھی بنیں گے ایک اُن میں سے وہ ہوگا جس میں سب لڑکے کھانا کھاویں گے اور دوسرا وہ ہوگا جس میں لڑکے چھٹی کے وقت مختلف قسم کے کھیل چھنے مقل یا بدن میں قوت ہر کرید کریں گے *

چہارم اُسی میدان میں ایک قطعہ مناسب منتخب کیا جاوے گا جس میں لڑکوں کے کھیلنے کا میدان خوب کے فرش زمردین سے آراستہ ہوگا اُس قطعہ میں گیند کھڑ بنایا جاوے گا میدانی گیند کھیلنے کی جگہ درست کی جاوے گی اُسی جگہ انگریزی قطع پر یعنی پٹا ہوا مکان کے اندر بہت بڑا حوض بنایا جاوے گا جو نہانے اور تیرنا سیکھنے کے کام آوے گا۔ اُسی کے پاس گھر ڈور کا چکر ہوگا جہاں لڑکے گھر ڈور پر چڑھنا سیکھیں گے *

یہ سب چیزیں بطور جائداد مدرسہ متصور ہوگی کیونکہ ان سب چیزوں کی باہت بطور فیس اُن لڑکوں سے کچھ لیا جاوے گا اور کچھ حصہ اُس کا مدرسہ میں اور کچھ حصہ ان کھیل کی چیزوں کی دوستی میں خرچ ہوگا *

یہ سب اخراجات اُنہیں امراء اور دولت مند لڑکوں سے متعلق ہونگے جو مکانات مذکورہ بالا میں سکونت اختیار کریں گے اور اُن لڑکوں سے جو صرف مدرسہ میں پڑھنے آتے ہونگے کچھ متعلق نہونگے *

پنجم چار ہنگے اُس احاطہ میں بنائے جاویں گے جس میں انگریزی پرنسپل اور پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر رہا کریں گے *

ششم ایک ہنگہ آڑ بنایا جاوے گا جس میں گورنر یعنی منتظم مدرسہ جو تمام لڑکوں کی خبرداری اور تمام چیزوں کی نگرانی کریگا رہا کریگا *

تمام اسباب پلنگ وغیرہ اور بچھونا فرش سب منتظم مدرسہ مہیا کریگا کسی سامان یا فرنیچر کی کسی طالب علم کو فکر و تدبیر کرنی نہوگی * تمام خدمت گار فراش سقہ و دھریہ باروچی کھار سب منتظم مدرسہ مقرر کریگا اور مکانات میں تقسیم کردیگا وہی تمام کام خدمت لڑکوں کی کریں گے کسی طالب علم کو اپنا خاص خدمتگار رکھنا ضرور نہوگا بچہ کسی خاص حالت کے جس کو منتظم مدرسہ منظور کریگا *

لڑکوں کو صفائی سے رہنے کی نہایت تاکید ہوگی اور قبل اس کے کہ کوئی لڑکا سکونت کے لیئے مکانات میں داخل ہو یہ بات دیکھ لی جاوے گی کہ جس قسم کے وہ کپڑے پہنتا ہی اُس کے پاس اس قدر تمداہ سے ہیں جن سے وہ صفائی اور اچلے پن سے وہ سکے یا نہیں * کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ کوٹے اور کناری لگا ہوا یا بازار کا رنگا ہوا رنگین و نیم رنگ یا ایسا باریک جس میں سے بدن دکھائی دے یا ایسا قنگ جس سے چروچی اور پیت نظر آوے کپڑا پہنے *

کسی لڑکے کو اجازت نہوگی کہ وہ جہاں بڑے بڑے ہال جو کات کی لڑ سے زیادہ نیچے ہوں سر پر رکھے یا کالیں بنادے یا پتیاں جمارے یا مسی لگارے یا انگریزی و چٹلے پہنے یا کسی انگلی پر مہندی لگارے *

کوئی شخص مدرسہ میں اور کوئی طالب علم جو وہاں رہتا ہی پان کھانے یا ہندوستانی حقہ یا چرت پیتے کا سبب نہوگا * جو لڑکے وہاں رہتے نہوں صرف پڑھنے آتے ہوں اُن کے لیئے ایک جگہ تصویز کی جاوے گی جہاں اُن کی توہی اور جغہ اور انگریزی جوتے رکھے رہیں گے جب وہ مدرسہ میں آریں گے وہاں سے پہن کر چلے آریں گے اور جب جاویں گے وہاں رکھے جاویں گے *

جو لڑکے پڑھنے آریں گے اگر وہ میلے ہوں گے اور صاف کپڑے پہنے ہوئے نہوئے تو جماعت میں بیٹھنے کی اُن کو اجازت نہوگی * بیرون احاطہ مدرسہ بھی کچھ مکانات بنانے اور بنوانے کی فکر کی جاوے گی تاکہ غریب لڑکے جو اس قدر خرچ سکونت اختیار نہیں کر سکتے اُن مکاتوں میں بطور خود جس طرح چاہیں رہیں *

تہذیب و تادیب

لڑکے جو تصویر کریں گے اُن کو کسی قسم کی سزائے بدنی یا ایسی سزا جس سے رتنہ رتنہ غیرت جاتی رہتی ہی نہیں دی جائیگی ماستروں کو اختیار ہوگا کہ جو لڑکا کچھ تصویر کرے یا سبق یاد نہ کرے اُس کو یہ سزا دیں کہ جس قدر رتن پڑھنے کا ہی اُس کے

سبب نہوئے اور مدرسہ کے رہنے والے طالب علم اُن دنوں میں جبکہ مدرسہ کھلا ہوگا اگر مدرسہ سے باہر جاویں گے تو یہی جغہ اور توہی پہن کر جاویں گے *

ہر طالب علم کو مدرسہ میں انگریزی جوتے اور موزے پہن کر آنا ہوگا ننگے پاؤں پھرنے یا ہندوستانی جوتے پہنکر آنے کی اجازت نہوگی *

کوئی طالب علم دھرتی پہنکر مدرسہ میں آنے کا سبب نہوگا * تمام طالب علم جو وہاں رہتے ہوں گے بعد نماز صبح پیادہ پا ہوا کھانے احاطہ میں ایک قاعدہ کے ساتھ پھریں گے اور جائزوں میں قبل مغرب اور گرمیوں میں بعد مغرب گاڑیوں میں ہوا کھانے جاویں گے اُنکے لیئے ایک قسم کی گاڑیاں ہوا عروہ کی جسمیں جوڑی تھروں کی جتی ہوگی اور سولہ یا بارہ لڑکے اُس میں بیٹھ سکیں گے مہیا اور موجود رہیں گی *

لڑکوں کے پڑھنے اور کھیلنے اور کھانے اور سونے اور نہانے اور کپڑے بدانے کے سب وقت معین ہوں گے اور ہر لڑکے کو اُس وقت وہی کام کرنا ہوگا جو اُس وقت کے لیئے مقرر ہی یہاں تک کہ جو وقت سونے کا ہی اگر طالب علم چاہے کہ میں اُس وقت پڑوں اور تھوڑی دیر کے بعد سوؤں تو وہ ایسا نہیں کر سکیگا بلکہ اُس کو ضرور ہوگا کہ سونے کے وقت پر سو رہے اگرچہ بالفرض نید نہ آوے تو پلنگ پر آنکھیں بند کیئے پڑا رہے *

کھیلنے کے متعدد قسم کے کھیل کے سامان موجود ہوں گے اور جو کھیل جس کو پسند ہوگا وہ اختیار کریگا گھوڑے پر چڑھنا ہندوق لگانا تیرنا یہ سب کام بھی مناسب طور اور اندازہ پر سکھایا جاوے گا * الفاظ بد جو لڑکوں کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں اُن کے پڑنے کا سخت امتناع ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی لڑکا کسی کو جھوٹا کہہ بیٹھیا تو وہ ہمارے دشنام سخت کے سمجھا جاوے گا *

تمام طالب علم مدرسہ کے رہنے والے ایک کمرہ میں ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھاویں گے طرز کھانے کا یا تو مثل لڑکوں کے ہوگا جو میز کرسی پر بیٹھ کر کھاتے ہیں یا مثل عروہ کے ہوگا جو زمین پر بیٹھ کر اور چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں *

ان دونوں طریقوں میں وہ طریقہ اختیار کیا جاوے گا جس کو عروہ لڑکے کثرت رائے سے پسند کریں گے *

تمام چیزیں کھانے کی وقتاً فوقتاً پکائی جاوے گی اور ہر موسم کا مہرہ بھی لڑکوں کو مناسب طور سے دیا جاوے گا اور ہر ہفتہ میں ایک خاص کھانا عروہ لڑکوں کی فرمائش سے پکایا جاوے گا جسکو وہ عروہ اپنی کثرت رائے سے قرار دیں گے بشرطیکہ پانچاٹھ موسم کے وہ صحت کو مضر نہو *

بنا اُس درپہ کی آمدنی سے ہوگی جو چندہ سے جمع ہوتا ہے تو بھی فیس مہوار اور فیس داخلہ لینے کا قاعدہ جاری رہیگا البتہ ممبران کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ جو غریب لوگ ہوں اُن سے فیس نہ لیں اور یہ فیس داخل کریں یا نہایت قلیل فیس اُس کے لینے مقرر کریں اس تدبیر سے غریب اور محتاج لڑکوں کی تعلیم میں بھی ہرج نہرگا اور نئی مقدور لڑکوں کی فیس سے آمدنی مدرسہ میں اضافہ اور پھر وہ فیس اُنہی لڑکوں کی تعلیم میں صرف ہوگی *

طریقہ تعلیم

انگریزی کالجوں میں تمام طالب علموں کو یکساں علوم پڑھائے جاتے ہیں جو چیزیں ایک لڑکا جانتا ہے وہی دوسرا جانتا ہے گویا وہاں کے طالب علم مٹک چھاپہ کی کتابوں کے ہوتے ہیں یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے علوم کی جدا جدا شاخیں مقرر ہونگی اور طالب علموں کو اختیار ہوگا کہ جس قسم کا علم تحصیل کرنا چاہیں اُس میں داخل ہوں *

ابتدائی تعلیم البتہ سب کی یکساں ہوگی اور وہ علوم بقدر حاجت کے سب کو یکساں پڑھائے جاویں گے جو دیگر علوم کے لینے بمنزلہ اللہ کے ہیں اور جو عام تعلیم کہلاتی ہے جسکی واقفیت عموماً سب کو چاہیئے مگر اُس درجہ تک تعلیم پانے کے بعد حسب تفصیل ذیل جدا جدا قسمیں علوم کی بنیادی جاویں گی اور ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جوتسا علم چاہے اختیار کرے پھر اُسی میں اُس کی تعلیم ہوگی اُسی میں اُس کا امتحان ہوگا اُس میں خطاب پاریگا اور اُسی علم کا عالم کہلایگا اور وہ قسمیں یہ ہونگی *

اول علم ادب — یعنی علم انشاء جسکو زبان دانی کہتے ہیں صرف تین زبانوں کا علم انشاء سکھایا جاویگا انگریزی — عربی فارسی — اور فارسی میں آردو بھی شامل سمجھی جاویگی * کسی لڑکے کو مجبور نہ کیا جاویگا بلکہ اُس کو اختیار ہوگا کہ ان زبانوں میں سے چرنسی زبان کا چاہے علم ادب سیکھنا اختیار کرے اور چاہے در زبانوں کا علم ادب سیکھنا پسند کرے *

زبان دانی حقیقت میں کوئی علم نہیں ہے لیکن جو کہ اب ہم مسلمانوں کے لینے عربی و فارسی ایسی ہی فیر اور اجنبی زبان ہوگئی ہے جیسیکہ انگریزی ہے اسلئے ہمکو اُن زبانوں کا حاصل کرنا ہی بمنزلہ ایک علم کے ہوگیا ہے اور اب ہمکو زبان دانی میں کامل ہونے کی نہایت ضرورت ہوگئی ہے اور ہماری بہت سی دنیوی ضرورتیں بلکہ دینی ضرورتیں بھی کامل زبان دانی پر منحصر ہوگئی ہیں خصوصاً انگریزی زبان کی نہایت عمدہ اور کامل زبان دانی پر *

علم ادب ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے اور پڑھے اور اُس کو چھٹی اور لڑکوں کے ساتھ نہ ہی جارے یا جماعت میں وقت معین تک کھڑا کر دیا جاوے تاکہ اور لڑکے دیکھیں کہ اس نے تقصیر کی ہے اگر اس سے بھی زائد سزا کے لائق تقصیر ہو تو ہیئت ماسٹر کے پاس رپورٹ ہوگی اور ہیئت ماسٹر دریافت حال کرنے کے بعد یہ سزا دے سکیگا کہ ایک خاص تپائی پر ميعاد معین تک اُس کو کھڑا کر دیا اور ایک کاغذ کی تریبی جس پر اُو کی صورت بنی ہوئی ہوگی رکھ دیا *

یہ سزا بھی کم عمر طالب علموں کو دی جاویگی مگر جو طالب علم ہوشیار اور سمجھدار ہوگئے ہیں اُن کو صرف فہمائش و بانی ہوگی اور جو لڑکا ایسا نالایق ہوگا کہ اس قسم کی سزائیں سے اُسکو غیرت نہوگی اور حرارت نہ پھوڑیگا تو مدرسہ سے خارج کیا جاویگا تاکہ اور لڑکے اُس کی بد گھلتیں نہ سیکھنے پاریں *

جو لڑکے کسی قسم کے کھیل میں حرارت کرینگے اور خلاف قاعدہ عمل کرینگے اُن کی سزا بھی ہوگی کہ چند مدت کے لینے وہ اُس کھیل سے خارج کیئے جاویں گے اور اُس میں شامل نہونگے *

جو لڑکے آپسکی ملاقات اور سوسائٹل باتوں میں کوئی تقصیر کرینگے وہ چند روز کے لینے سوسائٹی سے خارج کر دیئے جاویں گے نہ اُن کو ساتھ کھانا ملیگا نہ ساتھ کھیلنا نہ ساتھ رہنا نہ کسی لڑکے سے ملنا اور بات چیت کرنا اور جس لڑکے کے لینے بہ سزائیں کافی نہونگی وہ مدرسہ سے خارج کیا جاویگا *

جھوٹ ہولنا گروہ کیسی ہی خفیف بات میں کیوں نہو ایک بہت بڑا جرم سوسائٹی کا سمجھا جاویگا اسطرح کسیکو جھوٹ کہہ بیٹھنا جرم سوسائٹی متصور ہوگا کہ اُس شخص نے جھوٹ ہی کیوں نہ بولا ہو *

حالت بیماری

کسی قسم کی بیماری کی حالت میں فی الفرد ڈاکٹر صاحب سے یا ہندوستانی طبیب سے جو مدرسہ سے متعلق ہوگا حسب مرضی لڑکوں کے مریضوں کے رجوع کی جاویگی دوتوں قسم کے دوا خانہ سے دوا ملیگی اور فی الفرد اُن کے مریضوں کو اطلاع دی جاویگی تاکہ جس طرح اُن کی مرضی ہو اُس کے مطابق کیا جاوے — یہ تمام طریقے تر لڑکوں کے رہنے اور تربیت پانے کے تھے اب اصل مقصد ہر تعلیم ہی وہ بیان کیا جاتا ہے *

طریقہ داخلہ و فیس

یہ بات خوب یاد رہے کہ ہر شخص کو آمدنی مدرسہ کے اضافہ ہونے کی فکر نہنی چاہیئے کیونکہ جس قدر آمدنی زیادہ ہوگی اسی قدر عمدہ سامان تعلیم مہیا ہوتا جاویگا اس لینے کو کہ اس مدرسہ کی

پنجم علم الہیات اسلامی اس قسم میں علم عقاید علم تفسیر علم فقہ علم حدیث اصول فقہ اصول حدیث علم سیر علم کلام داخل ہونگے *

اس پانچویں قسم کے لیئے دو حصہ جداگانہ ہونگے ایک سنیوں کے لیئے ایک شیعوں کے لیئے اور جدا جدا مدرس بھی ہونگے اور اس قسم کی تعلیم کا انتظام بھی جدا جدا مسیروں سے متعلق ہوگا سنی مذہب کے مسیروں کی اس تعلیم کا اور شیعہ مذہب کے مسیروں کی تعلیم کا انتظام کریں گے *

نہایت سختی کے ساتھ قید ہوگی کہ کسی وقت اور کسی موقع پر شیعہ و سنی لڑکے آپس میں کچھہ ذکر مذہب کا نکلیا کریں گے اور جو طالب علم کریگا وہ سوسٹیتی کے برخلاف کام کرنے کے جرم کا مجرم متصور ہوگا اور سوسٹیتی سے ملحدہ کر دیا جائیگا *

زبانیں جنہیں علوم تعلیم ہونگے

ایک حصہ اس مدرسہ کا انگریزی ہوگا اس میں تمام علوم و فنون جو اُپر مذکور ہوئے سب انگریزی میں پڑھائے جائیں گے الا ہر ایک طالب علم کو دوسری زبان بھی مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی لیٹن و اردو یا لیٹن و فارسی یا لیٹن و عربی اور اُسکو بدھول اپنی تعلیم کے کچھہ مختصر کتابیں فقہ و حدیث و عقاید کی عربی یا فارسی یا اردو کسی ایک زبان میں پڑا لیٹی ہونگی *

دوسرا حصہ اس مدرسہ کا اردو ہوگا اور تمام علوم و فنون مذکورہ بالا سب اردو میں پڑھائے جائیں گے مگر اسی کے ساتھ ہر ایک طالب علم کو دوسری کوئی زبان مفصلہ ذیل زبانوں میں سے سیکھنی پڑیگی انگریزی یا فارسی یا عربی *

تیسرا حصہ اس مدرسہ کا عربی فارسی کا ہوگا اور یہ حصہ اُن لڑکوں کے لیئے ہوگا جو عربی یا فارسی کا علم ادب یا مسلمانی مذہب کی الہیات پڑھنی چاہتے ہوں جو قسم پنجم تعلیم ہی اس میں انہو طالب علم دوسرے حصہ مدرسہ کی تحصیل تمام کرنے کے بعد ترقی کو کر آویں گے اور ایسے طالب علم بھی داخل ہونگے جنہوں نے خارج از مدرسہ کہیں تعلیم پائی ہو اور صرف اُن ہی فریقوں کے علوم کو پڑھنا چاہتے ہوں اور اُن علموں کے پڑھنے کی نیابت و استعداد بھی رکھتے ہوں *

مدرسان و پروفیسران

ہر ایک حصہ مدرسہ میں نہایت اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہوگی اور نہایت لائق و قابل پروفیسر و مدرس ہر حصہ کے لیئے ہونگے پرنسپل انگریزی مدرسہ نہایت نیک اور نہایت لائق اور نامی شخص ہوگا

اسی قسم سے متعلق رہیگا علم تاریخ اور جغرافیہ کیونکہ علم ادب اور تاریخ و جغرافیہ بالکل لازم و مازوم ہیں علم ادب پڑھانے کو تاریخ کا سکھانا اور تاریخ کے لیئے جغرافیہ کا سکھانا لازم و ضرور ہی *

اسی قسم میں ہر ایک زبان کی جسمیں علم ادب پڑھا جاوے صرف و شعر و معنی و بیان و عروض و قافیہ سب داخل ہی اور مشکل کتابیں نظم و نثر کی پڑھنی اور اُس زبان کی انشا پردازی اور اُس زبان میں گفتگو کرنا و نظم و نثر لکھنی سب اس میں شامل ہی *

انگریزی زبان کا علم ادب سیکھنے والوں کو لیٹن زبان کا سیکھنا بھی ضروریات سے ہوگا اور گریک یعنی یونانی کا بھی کسی قدر اُس کے ساتھ سیکھنا طالب علم کی خوشی پر منحصر ہوگا *

چہرم علم ریاضی — اس علم کی چھتیس شاخیں ہیں اور اس میں تمام علوم جو ہندسہ اور حساب اور جبر مقابله اور ہیئت و مثلث و علم جزئیات و کلیات اور ہندسہ بالجبر اور علم مناظر وغیرہ سب شامل ہیں *

اسی شاخ میں انجینیٹری اور علم آلات یا عام جر ذیل علم حرکت و سکون علم آب علم ہوا اور پیمایش اور نقشہ کشی اور طیارہ و تشمینہ نقشہ مکانات شامل رہیگا *

سوم علم اخلاق — اس قسم میں علم اخلاق اور علم قری انسانی اور علم منطوق اور فلسفہ معہ اصول علم حکمت اور علم سیاست مدن یعنی اصول گورنمنٹ اور علم انتظام مدن اور اصول قوانین اقوام قدیم اور اصول قوانین اقوام مختلفہ جو انٹرنیشنل لا کہلاتا ہی اور اصول قوانین مروجہ زمانہ حال سب داخل ہیں *

اسی میں شامل ہیں تاریخ قوانین اور درم کیمبر کے پڑانے قوانین جن پر قوانین اقوام یورپ زمانہ حال مبنی ہیں *

چہارم علم طبیعیات یعنی وہ علوم جو انگریزی زبان میں نیچرل سائنس کہلاتے ہیں اور اُس میں مفصلہ ذیل علوم داخل ہیں *

کمستری یعنی علم کیمیا *

منرالوجی یعنی علم معدنیات *

جیا لوجی یعنی علم طبقات الارض *

باٹنی یعنی علم نباتات *

درالوجی یعنی علم حیوانات *

علم تشریح *

علم برق وغیرہ *

مدرستہ کی بنیاد کے دن جس قدر حکام انگریزی اور نامی رئیسوں و راجگان و فرایان موجود ہوئے اُن سب کے نام سنگ مرمر پر کندہ ہوئے اور وہ پتھر مدرسہ کے بڑے حال میں لگایا جاویگا۔ ہم کو خدا سے اُمید ہی کہ اُس پتھر پر سب سے اول لائق ترقیہ پرور ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کا نام نامی ہوگا *

مذکورہ اس کے سنگ مرمر پر اُن تمام لوگوں کے نام نامی جنہوں نے پانسو روپیہ یا اُس سے زیادہ چندہ دیا ہوگا سب سے تعداد چندہ کندہ ہوکر مدرسہ کے بڑے ہال میں لگایا جاویگا تاکہ آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں کہ کون لوگ اُن کے مری ہوئے تھے *

جو لوگ بڑے بڑے حامی اس مدرسہ کے ہوئے ہیں اُن کی روغنی تصویریں قد آدم نہایت عمدہ سنہری چرٹھوں میں لگی ہوئی ہمیشہ کی یادگاری کے لئے مدرسہ میں رکھی جاوے گی *

اور اُمید ہی کہ سب سے پہلے تصویر لائق ترقیہ پرور ہمارے زمانہ کے ریسرے و گورنر جنرل ہندوستان کی ہوگی اور ہندوستانیوں میں اپنی قوم کے خیرخواہ جناب عالی خلیفہ سید محمد حسن صاحب رزیر اعظم راج پٹیلہ کی ہوگی جنہوں نے نہایت توجہ اس کام میں فرمائی ہے *

ہم کو یہ بھی اُمید ہے کہ حضور عالی جناب نواب محمد باب علی خاں بہادر والی رام پور کی جانب سے اس مدرسہ کے لئے ایسی مدد ملے گی کہ ہندوستانی والیان ملک میں سب سے اول اُن کی تصویر رکھی جاوے گی اور خدا ایسا کرے کہ اُنہی کے پاس اُنکے وزیر اعظم مولوی محمد عثمان خاں صاحب کو جگہ ملے *

یہ سب باتیں ابھی تو سنگ ایک خواب کے ہیں یا تو خدا نصراستہ وہی ملک ہوگی کہ اگلے میں آنکھ کھل گئی یا انشا اللہ تعالیٰ بعینہ اُس کا مہر ہوا اور ٹھیک تعبیر ہوئی *

ہم کو خدا سے اُمید ہے کہ ٹھیک تعبیر ہی ہوگی کیونکہ اللہ ربنا نعوذ من الذیۃ نہایت متبرک قول ہے *

اب دعا یہ ہے کہ خدا ہمارے کام میں برکت دے اور اس امر عظیم کو جو ہماری طاقت سے باہر ہے اپنے فضل و کرم سے پورا کرے آمین ثم آمین *

جیسے کہ ایک زمانہ میں ڈاکٹر پلٹین بنارس کالج میں تھے یا اب ہمارے زمانہ میں مسٹر گریفتہ صاحب بنارس کالج میں اور مسٹر دیپن صاحب آگرہ کالج میں ہیں *

انگریزی لٹریچر کا پروفیسر بھی ایسا ہی عالم اور ٹیک شخص ہوگا جیسے کہ اس وقت میں مسٹر دیارتن صاحب بنارس کالج میں ہیں *

انگریزی ٹیچر سٹڈ اور میٹھی منکس کا پروفیسر بھی کوئی نہایت لائق اور ٹیک انگریز ہوگا نہایت مضبوط ارادہ ہے کہ کوئی دقیقہ عمدگی اور عمدہ تعلیم کا فرور گذاشت نہ کیا جارے *

مذکورہ ان کے انگریزی حصہ میں ہندوستانی ماسٹر بھی ہوئے جنہوں نے انگریزی کالجوں میں اعلیٰ تعلیم اور اور پروفیسریوں کے خطاب پائے ہیں *

اُردو حصہ بھی انگریزی حصہ کے افسروں کے تابع اور اُن کی نگرانی میں رہیگا اور اُس کے ہندوستانی پروفیسر ہوئے جو اُن علوم کو پڑھا سکتے ہوئے اور انسان حصہ انگریزی اُن کی مدد اور اُن کو ہدایت کرتے رہینگے اور مضامین مشکلہ پتا دیا کریں گے *

مربی اور فارسی کے علم ادب کے لئے ایک بہت بڑا مولوی ادیب پیش قرار مشاہرہ پر نوکر ہوگا اور وہی مدرس اول کھڑیگا اور اُسکے ماتحت پندر حاجت اور بھی پروفیسر یعنی مدرسان ملزم ہونگے *

مسلمانی علم الہیات یعنی قسم پنجم کی تعلیم کے دو بڑے عالم ایک سنی مذہب کا اور ایک شیعہ مذہب کا نوکر ہوگا تاکہ اپنی اپنی جماعت کو علوم مذکورہ کی تعلیم دے *

مدرسہ میں ہونے معتقد علم پر لکچر ہوا کریں گے اور مہینے میں ایک دفعہ مذہبی مدرسہ کی اپنی مسجدوں میں اپنے مذہب کے لوگوں کو مذہبی لکچر سنایا کریں گے *

خود لڑکے بھی باہم ملکر ایک کلب جس کا نام انشا اللہ تعالیٰ ملے گی بروج کی کلب کے یونین کلب کھڑیگا جس کا ترجمہ مجلس متفقہ ہے مندر کریں گے اور اُس میں باتوں اور دنیائی علوم میں مباحثہ ہوا کریگا اور قواعد اسپرچ بعینہ وہی ہونگے جو کیمبرج یونین کلب میں ہیں *

مدرسہ کی بنیاد جس دن رکھی جاوے گی وہ دن ہمیشہ مدرسہ کی سالگرہ کا ہوگا اُس دن ہمیشہ مدرسہ کی یادگاری کے لئے مجلسیں اور خرچیاں کی جایا کریں گے *

نمبر ۱۰۱

خط

متعلق بحث وجوہ آسمان

سلامت

مخدومی مکرمی ایڈیٹر اخبار تہذیب الاخلاق

بعد سلام نیاز گذارش یہ ہے کہ نیازمند نے پرچہ میو گزٹ میں وجوہ آسمان کی نسبت ایک مضمون چھپا ہوا دیکھ کر اس کی نسبت ایک مزید خدمت میں مہتمم اخبار مرصوف کے لکھا ہے چونکہ وہ آپ کے اخبار کے پڑھنے والوں کے بھی ملاحظہ کے قابل ہے اس لیے اس کی ایک نقل حرف بھرت آپ کی خدمت میں اس امید سے پہنچاتا ہوں کہ آپ بھی ازراہ توازن اپنے اخبار میں اسکو چھاپ دیں زیادہ نیاز و پس *

آپ کا خادم
محمد میر

سلامت

مکرم بلذہ جناب ایڈیٹر صاحب میو گزٹ

آپ کے اخبار کے پرچے جن میں آپ نے اثبات وجوہ خارجی شیطان پر اور اثبات وجوہ آسمان پر بحث کی ہے ان کو دیکھ کر میں بہت خوش ہوا حقیقت میں راقمان تہذیب الاخلاق کی تصویر جمہور مفسرین اور علمائے متقدمین کے برخلاف ہے پس جبکہ دلائل اس کے برخلاف اور بتائید علمائے متقدمین دیکھے جاتے ہیں تو دل نہایت خوش ہوتا ہے مگر ایک مشکل نظر آتی اور وہ یہ ہے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلائل علم ہیئت اور ریاضی اور علم طبیعیات سے ان کے نزدیک یہ بات ثابت اور مستحق ہرچکی ہے کہ وجوہ آسمان کا جیسا کہ مسلمان خیال کرتے آئے ہیں ویسا فی الواقع نہیں ہے اور جو اعتراض کہ علوم مذکورہ کی رو سے وجوہ آسمان کے تسلیم کرنے سے واقع ہوتے ہیں وہ ان کی راے میں موقوف نہیں ہو سکتے اور جو دلیلیں کہ علوم مذکورہ کی رو سے عدم وجوہ آسمان پر قائم ہوتی ہیں ان کی وہ تردید نہیں کر سکتے بلکہ سب کو صحیح اور ٹھیک تصور کرتے ہیں اور چونکہ وہ لوگ قرآن کو حق اور منزل من اللہ تعالیٰ جانتے ہیں تو ان کا یہی خیال ہے کہ قرآن مجید حقیقت واقع کے خلاف نہیں بلکہ مفسرین اور علمائے متقدمین نے غلطی کی ہے جو قرآن مجید کے ایسے معنی بیان کیے ہیں کہ خلاف واقع ہیں پس آپ کا استدلال وجوہ آسمان پر آیات قرآنی سے اس وقت مفید ہوگا جب کہ اول آپ ان اعتراضوں کا جواب دہانی دیدیں جو علوم مذکورہ کی رو سے بحالت تسلیم وجوہ آسمان وارد ہوتے

ہیں اور نیز ان دلیلوں کی بضروری تردید کر دیں جس سے از روے علوم مذکورہ عدم وجوہ آسمان ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر آپ ایسا کرینگے اور بالفرض آپ قرآن مجید سے وجوہ آسمان ثابت کر دینگے اس کا نتیجہ کیا ہوگا یہ کہ ہرگز کہ نمود باللہ قرآن مجید حقیقت واقع کے برخلاف ہے مجھکو راقمان تہذیب الاخلاق کی خدمت میں نیاز ہے اور میں چند دفعہ ان تحریروں کو ان کے پاس لے گیا ہوں جو ان کے مخالف چھپی ہیں اور ان کو وہ تحریریں دکھائی ہیں ان لوگوں نے انکو دیکھا اور کہا کہ مکتبی کے جالے سے بھی پڑھی ہیں یہاں سے سرچنے کے بعد اس کا منشاء بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ انکے مخالف گفتگو کرتے ہیں وہ بیچ میں سے بات کو لے لیتے ہیں جو کو نہیں پکڑتے اس لیے وہ لوگ اس پر کچھ ترجہ نہیں کرتے *

امید ہے کہ آپ اس بات پر بضروری غور کرینگے اور میری ان سطوروں کو اپنے اخبار میں مشہور فرما دینگے کہ راقمان تہذیب الاخلاق کے مضامین کے جواب میں جو لوگ کچھ لکھا چاہیں وہ اس بات پر لکھ کر لکھیں تاکہ پھر ان کو جائے گریز باقی نہ رہے *

نمبر ۱۰۲

چندۃ مدرستہ العلوم مسلمانان

چندۃ سابق

تعداد چندۃ جسکی فہرست پہلے چھپ چکی
... عسکریہ

چندۃ جدید

ہز ایکسانسی قی ریت اربیل طامس
جارج بیرنگ ہون لارۃ نارتھ بروک
آف استریٹس جی ایم ایس آئی
ویسراے اور گورنر جنرل آف انڈیا ...
شجاع الدولہ مختارالملک سید تراب علی
خان بہادر سرسار جنگ کے سی
ایس آئی ...
بابو شہو پرشاد صاحب بہادر سی ایس
آئی رئیس بنارس ...
جناب خلیفہ عید محمد حسن صاحب
مہر منشی سرکار پتیالہ ...

+ واضح ہو کہ اخیر شرط جو بابو صاحب نے چندۃ میں لکھی تھی چھپر کھیتی میں بھی عرونی وہ انہوں نے منسوخ کر دی ہے

سید مظفر علی خان صاحب ناظر منصفی	...
ہاتھرس	...
عبدالرحمن خان صاحب داروغہ توشخانہ	...
نواب صاحب سابق والی ٹونک	...
مولوی نجم الدین صاحب رئیس چڑیا کورت	...
ضلع اعظم گڑہ	...
لالہ جنی لال صاحب رئیس بنارس وکیل	...
عدالت	...
مرزا فیاد الدین بیگ صاحب مدرس	...
اسکول ہاتھرس	...
محمد نور صاحب موبہ دار ملازم نواب صاحب	...
سابق والی ٹونک	...
مرزا محمد علی بیگ صاحب مدرس	...
ہاتھرس	...
منشی سراج الدین احمد صاحب معزز	...
ہندوہست تحصیل ہاتھرس	...
احمد خان صاحب از ہاتھرس	...
شیخ امجد علی صاحب معزز تحصیل	...
ہاتھرس	...
میر احمد علی صاحب مختار از مقام ہاتھرس	...
بہادر خان صاحب مختار از ہاتھرس	...
میر امم علی صاحب از ہاتھرس	...
محمد سلیمان خان صاحب رسالدار ملازم	...
نواب صاحب سابق والی ٹونک	...
محمد معزاللہ خان صاحب رسالدار ملازم	...
نواب صاحب سابق والی ٹونک	...
اعظم الدین صاحب جمعہ ار چوہداران ملازم	...
نواب صاحب سابق والی ٹونک	...
محمد امان صاحب ملازم نواب صاحب	...
سابق والی ٹونک	...
پانچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا	...
میزان کل	...

مولوی خواجہ محمد یوسف صاحب	...
رئیس علیگڑہ	...
حضرت مولوی سید امداد علی صاحب	...
رئیس بھاگلپور سب اردنیت جج گیا	...
راجہ شہیر نراین سنگھ بہادر	...
راجہ چیکشن داس بہادر سی ایس آئی	...
رئیس مراد آباد	...
راجہ پرتاب سنگھ بہادر رئیس تاجپور	...
ضلع بجنور کسٹرنی روہیلکھنڈ	...
مولوی شاہ امد علی صاحب رئیس غازیپور	...
وکیل ہائی کورٹ الہ آباد	...
مولوی محمد حسن صاحب رئیس	...
بدایوں مدارالمہام نواب صاحب سابق	...
والی ٹونک	...
مولوی فضل احمد خان صاحب رئیس	...
دعوی قہتی کلکٹر بہادر غازی پور	...
منشی خواجہ غلام غوث خان بہادر میر	...
منشی محکمہ عالیہ گورنمنٹ شمالی	...
و مغربی	...
ایک بیگ صاحبہ کی طرف سے (خ)	...
صاحبزادہ محمد عبدالکبیر خان صاحب	...
اقربائے نواب صاحب ٹونک	...
ایک بیگ صاحبہ کی طرف سے (ج)	...
مولوی محمد معصوم علی خان صاحب	...
پیشکار ہاتھرس	...
سراوی محمد اسماعیل صاحب رئیس	...
علیگڑہ	...
مولوی محمد لطیف اللہ صاحب مدرس	...
اول مدرسہ عربی علیگڑہ	...
مرزا محمد عزیز بیگ صاحب سردار	...
محکمہ اسسٹنٹ بانسواڑہ	...
محمد کرامت خان صاحب کوتوال	...
ہاتھرس	...

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبد الرزاق کے انتظام میں شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۳]

۲۰ رجب سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پٹارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیگنڈا میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے جاتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ غراہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ سے اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۰۳

روٹداد

اجلاس مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۱۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۵

صدر انجمن

مراد علی محمد عارف صاحب *

ممبران موجزہ

سید محمد حامد خان صاحب *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

منشی محمد یار خان صاحب *

سکرتری

سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی *

روٹدادیں اجلاس ہائے منعقدة ۳۱ جولائی و ۸ اگست سنہ

۱۸۷۲ ع جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روٹداد میں مندرج

تھیں ملاحظہ ہوئیں *

سید محمد حامد خان صاحب نے کہا کہ ہماری کمیٹی کے قوائد

وصول چندہ میں جو یہ امر قرار پایا ہے کہ چندہ صرف مسلمانوں

اور عیسائیوں سے طلب کیا جائے اور ہندوؤں کی نسبت یہ بات

تجویز ہوئی کہ اگر وہ مہربانی سے دیں تو نہایت شکر گذاری سے

لیا جائے مگر درخواست نہ کرنی چاہیئے *

جس اصول پر یہ قاعدہ قرار پایا ہے وہ بلاشبہ صحیح اور

مدہ ہے بیشک عیسائی گورنمنٹ جو ہم پر حاکم ہے اس کا فرض

ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے لیئے جو منل اور قروموں کے

اُس کی رعایا ہیں مدد کرے پس اُس سے درخواست چندہ کی کرنا

کچھ بیجا نہیں تھا اور مسلمانوں کا تو خاص فرض ہے کہ وہ اپنے

ہم قوم و ہم مذہب لوگوں کی تعلیم اور بھلائی میں جہاں تک ممکن

ہو مدد کریں اگر بعض درخواست کرتے کرتے ایسا قاعدہ جاری

کونا ممکن ہوتا کہ یہ جبر اُن سے لیا جائے تو بھی مضائقہ نہرتا اور

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوؤں سے درخواست نہ کرنے کی تجویز اسلیئے
کی گئی تھی کہ اس مدرسہ میں کوئی خاص طریقہ اُن کی تعلیم کا
قرار نہیں دیا جاسکتا تھا بلکہ شیعہ عام طور پر اُن کا بھی تعلیم پانا
ممکن ہی مگر جب کہ اُن کی تعلیم عام طور پر ہو تو اُن سے خاص
چندہ طلب کرنا غیر مناسب تھا اور اس لیئے بھی بات مناسب تھی کہ
جو ہندو رئیس ہروطن ہونے کی ہمدردی سے چندہ دے تو نہایت
شکر گذاری سے قبول کیا جائے یہ پچھلا اصول عام لوگوں سے بالکل
مناسب رہتا ہے الا اُن راجاؤں سے جو صاحب ملک ہیں اور ہزاروں
مسلمان اُن کے ملک میں بطور اُن کی رعیت کے بستے ہیں کسی طرح
مناسب نہیں رکھتا معجزۃ مدرسة العلوم کسی خاص ملک کے مسلمانوں
کو ہی قائدہ نہیں پہنچانیکا بلکہ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو
قائدہ پہنچانیکا اور کچھ شیعہ نہیں ہی کہ راجاؤں کے ملک کے
مسلمان جو اُن کی رعیت ہیں وہ بھی اس مدرسہ میں تعلیم پانے کو
آہنگے اور جو کتابیں علوم کی بذریعہ اس مدرسہ کے جاری ہونگی
اور مستقر ہونگی اور ہر ملک میں پھیلیں گی اُن سے راجاؤں نے
ملک کے تمام مسلمانوں کو بھی قائدہ پہنچانیکا اور جو طالب علم اس
مدرسہ میں تعلیم پا کر اطراف میں جارہے اُن سے بھی ہندوستانی
ریاستوں کی مسلمان رعایا کو بہت کچھ قائدہ ہوگا پس کوئی وجہ
نہیں ہے کہ اُن راجاؤں سے جو والیان ملک ہیں جن کی عملداری
میں مسلمان بطور رعیت کے بستے ہیں چندہ کی درخواست نہ کی
جائے کچھ شیعہ نہیں ہی کہ بروقت موتب کرنے قواعد کے اس
امر پر لحاظ نہیں ہوا تھا اس واسطے میں تحریک کرتا ہوں کہ
دفعہ ۱۶ قواعد کی ترمیم کی جائے تاکہ ممبران مجلس کو اُن
راجاؤں سے بھی جن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا کے بستے
ہیں چندہ کی درخواست کرنے کی اجازت ہو *

صدرانجمن نے اس تحریک کی تائید کی اور سب نے اتفاق ظاہر
کیا جو کہ بلاطلب رائے جملہ ممبران کمیٹی کے قواعد مذکورہ کی ترمیم
نہیں ہوسکتی اس لیئے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ باقی ممبران
کمیٹی سے بھی جو اس رسم شریک جلسہ نہیں ہیں نسبت اس ترمیم
کے رائے طلب کی جائے *

بعد اس کے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاستہ
ہوئی *

(دستخط)

سید احمد خان

سکرتری مجلس خزنة البضاعة

کمیٹی کے حسب تجویز اجلاس گذشتہ میں تمام ممبران کمیٹی سے
سوائے اُن دو ممبروں کے جو ہندوستان میں موجود نہیں ہیں رائے
طلب کی تھی جسکا نتیجہ حسب تفصیل ذیل ہے *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم منظور کی

- ۱ مولوی محمد عارف صاحب *
- ۲ سید محمد حامد خاں صاحب *
- ۳ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *
- ۴ منشی محمد یار خاں صاحب *
- ۵ سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۶ منشی محمد سبکان حیدر صاحب *
- ۷ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *
- ۸ نواب محمد حسن خاں صاحب *
- ۹ شیخ غلام علی صاحب *
- ۱۰ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *
- ۱۱ شیخ محمد جان صاحب *
- ۱۲ شیخ محمد فیاض علی صاحب *
- ۱۳ مولوی محمد اکرام صاحب *
- ۱۴ مولوی فضل احمد خاں صاحب *
- ۱۵ سید محمد میر بادشاہ صاحب *
- ۱۶ مولوی محمد حیدر حسین صاحب *
- ۱۷ مولوی خواجه محمد یوسف صاحب *
- ۱۸ مولوی سید زین العابدین صاحب *
- ۱۹ مولوی محمد منایہ رسول صاحب *
- ۲۰ نواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *
- ۲۱ مولوی سید مہدی علی صاحب *
- ۲۲ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *
- ۲۳ مختار الدولہ نواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *
- ۲۴ سید ظہور حسین صاحب *
- ۲۵ مولوی محمد اسماعیل صاحب *
- ۲۶ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب *
- ۲۷ مولوی سید امداد علی صاحب *
- ۲۸ حکیم محمد حکیم اللہ صاحب *
- ۲۹ منشی محمد صدیق صاحب *
- ۳۰ سید محمد احمد خاں صاحب *

مفصلہ ذیل ممبروں نے ترمیم کو نا منظور کیا

* * * * *

نمبر ۱۰۴

روٹادان

اجلاس مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس

مدرسة العلوم للمسلمين

منعقدة ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۶

صدر انجمن

نواب محمد حسن خاں صاحب بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب *

سید محمد حامد خاں صاحب *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی محمد یار خاں صاحب *

سکرتری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

روٹادان اجلاس منعقدة ۲۶ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جو بدستخط

سکرتری مرتب اور کتاب روٹادان میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

سکرتری نے چٹھی سکرتری حضور نواب لفتننٹ گورنر بہادر اضلاع

سماں و مغرب مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع جسکے ساتھ نقل

چٹھی سکرتری حضور عالی جناب نواب گورنر جنرل بہادر مورخہ ۹

اگست سنہ ۱۸۷۲ ع نمبر ۲۳۹ شامل تھی پیش کی + جو ترجمہ

کہ حضور نواب گورنر جنرل بہادر نے مدرسۃ العلوم مسلمانان کی نسبت

دومائی اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ جو مدد کہ گورنمنٹ سے اس

مدرسۃ العلوم کے لیئے ہوسکتی ہے وہ کی جارہی اور دلی توجہ حضور

نواب لفتننٹ گورنر بہادر نے فرمائی ہے اُس سب سے مطلع ہوکر تمام

ممبروں کو ایک بڑی تقریب ہوئی اور حضور عالی جناب نواب گورنر

جنرل بہادر اور حضور جناب نواب لفتننٹ گورنر بہادر کا شکریہ

بالاتفاق مجلس نے ادا کیا *

بعد اسکے سکرتری نے اطلاع کی کہ واسطے ترمیم دنہ ۱۶ قراہ

+ یہ چٹھیاں انگریزی مع ترجمہ اخیر میں مندرج ہیں *

مفصلہ ذیل ممبروں کے پاس سے جواب نہیں آیا

- ۱ جناب مولوی محمد عثمان خان صاحب *
- ۲ مولوی محمد سمیع اللہ خان صاحب *
- ۳ محمد منایہ اللہ خان صاحب *
- ۴ شیخ خیر الدین احمد صاحب *
- ۵ منشی محمد الہی بخش صاحب *
- ۶ مولوی محمد امان اللہ صاحب *
- ۷ حاجی مولوی محمد عبدالاحد صاحب *
- ۸ مولوی محمد نجم الدین صاحب *
- ۹ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *

مفصلہ ذیل ممبر ہندوستانیوں میں موجود نہیں تھے

- ۱۰ حافظ احمد حسن صاحب *
- ۱۱ سید محمد محمود صاحب *

صدر انجمن نے تحریک کی کہ جو کہ کثرت رائے ممبروں کی اس دفعہ کی ترمیم پر ہوگئی، اس کی ترمیم عمل میں آئے چنانچہ حسب مندرجہ ذیل ترمیم کی گئی *

دفعہ ۱۹ موجودہ حال

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُنکو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قوموں کی) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان دو قوموں کے اور کسی قوم سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ ہوگا اگر کوئی اور قوم اور مذہب کا شخص اپنی خرابی سے بڑے درخواست کچھ چندہ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

دفعہ ۱۹ ترمیم شدہ

ممبروں کا اول کام جمع کرنے سرمایہ کا ہی اُن کو اختیار ہوگا کہ مسلمانوں سے جنگی قومی بہتری کے لیئے مدرسہ قائم ہوتا ہی اور عیسائیوں سے (جو اہل کتاب ہیں اور نیز اس سبب سے کہ وہ ہندوستان پر حکومت رکھتے ہیں اور مسلمانوں کی بھلائی اور بہتری میں بھی اُن کو ایسی ہی مدد کرنی فرض ہی جیسیکہ اور قوموں کی) اور اُن راجاؤں اور مہاراجاؤں سے (جو صاحب ملک اور حکومت ہیں

اور اُن کی عملداری میں مسلمان بطور رعایا بستے ہیں) چندہ دینے کی درخواست کریں اور سوائے ان لوگوں کے اور کسی سے چندہ کی درخواست کرنا ممبران مجلس کو جائز نہ ہوگا اگر کوئی اور قوم و مذہب کا شخص اپنی خرابی سے بڑے درخواست کچھ دے تو ممبران مجلس کو نہایت شکرگزاری سے اُس کا قبول کرنا جائز ہوگا *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے کہا کہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۸۷۲ء کو جو اجلاس ہوا اُس میں شریک نہ تھا اُس اجلاس میں دفعہ ۱۶ و ۱۷ قواعد مجلس کی جو تشریح کی گئی تھی اُس میں سمجھ کر مندرجہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ممبران مجلس کو قواعد مجلس کی کسی دفعہ کے معنی اور مواد بیان کرنے اور اُس کی تشریح کرنے کا اختیار ہی مگر کوئی ایسے معنی یا تشریح بیان کرنے کا جو اصول قواعد مجلس کے برخلاف ہو یا جس سے ترمیم قواعد مجلس گرم آتی ہو اختیار نہیں ہے تشریحات مذکورہ کی تشریح دوم میں کمیٹی کو اجازت دی گئی تھی کہ صورت خاص میں مسلمانوں کا چندہ اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس وقت چندہ دیا جاویگا منظور کرے *

اور تشریح چہارم کی ضمن سوم میں سوائے مسلمانوں کے اور حصوں کو معجز کیا گیا ہے کہ وہ بشروط منظوری کمیٹی شرط مذکورہ بالا پر اپنا چندہ منحصر کر سکتے ہیں *

یہ تشریحات بالکل متخالف اصول قواعد مجلس کے ہیں کیونکہ قواعد مجلس کا یہ منشاء ہی کہ قبل قیام مدرسہ چندہ جمع کیا جاوے تاکہ چندہ کافی جمع ہوجانے کے بعد مدرسہ جاری ہو کہ یہ دفعہ چندہ کا وصول ہو نا قیام مدرسہ پر منحصر ہو اُس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ اُن تشریحات کو منسوخ کیا جاوے یا اُن کی ترمیم عمل میں آوے *

منشی محمد یار خان صاحب نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اُس تاریخ کے جلسہ میں شریک تھا اور میری شرکت رائے سے تشریحات مذکورہ قائم ہوئی تھیں لیکن میں اپنے دوست مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب کی رائے سے اتفاق کرتا ہوں اور اُس کی تائید کرتا ہوں *

اس پر قلیل مباحثہ درمیان ممبران موجودہ کے ہوا اور آخر کار اُن تشریحات کی ترمیم پر سب نے اتفاق کیا اور اُن کی ترمیم حسب تفصیل ذیل ہوئی *

تشریح موجودہ حال

تشریح ۱ کسی مسلمان کا چندہ (سوائے کسی صورت خاص کے جسکو کمیٹی منظور کرے) اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اُس

ہوگا کیونکہ ان دیہات سے منافع بہ نسبت پرامیسری نژادوں کے زیادہ حاصل ہوگا پس ہم کو جائداد خریدنے کی فکر درپیش ہی لیکن جائداد کا خریدنا حتی المقدور اسی ضلع میں مناسب ہوگا جہاں کہ مدرسہ قائم ہو اور اگر اُس خاص ضلع میں کوئی جائداد قلمے تو اُس کے قریب تر ضلعوں میں خرید کر پی ہوگی اور اس لیے مقام مدرسہ کے تصفیہ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ ممبروں سے رائے پوچھی جائے کہ کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہوگا تاکہ اُس ضلع یا اُس کے قریب و جوار کے ضلعوں میں جائداد خریدی جائے *

سید محمد حامد صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب نے یہ بات کہی کہ صرف ایک دو حرفی خط مقصود طلب رائے ممبروں کے پاس بھیج دینا کافی نہیں بلکہ میں اس بات کی تحریک کرتا ہوں کہ سکریٹری کو اجازت دی جائے کہ اس باب میں وہ ایک کوفیٹ تحریک کریں کہ کس ضلع میں مدرسہ قائم ہونا مناسب ہوگا اور جس ضلع میں وہ اُس کا مقام تجویز کریں اُس کی وجہ اور دیگر اضلاع پر اُس کی ترجیح و وجہ تحریک کرکر کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں اور ممبران سرمدی جلسہ اُس پر بحث کرکر اپنی اپنی رائے ظاہر کریں اور وہ نتیجہ اور مباحثہ اور رائے ممبران شریک جلسہ کی اُن ممبروں کے پاس بھیجی جائے جو شریک جلسہ نہیں تاکہ وہ سب لوگ اُن مباحثوں پر غور کرکر اپنی رائے دیں *

صدرانجمن صاحب نے اس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعدہ بموجب دفعہ ۷ قواعد مجلس کے جناب محمد مصدق علی خاں صاحب خان بہادر رئیس چھتاری ضلع بلند شہر بہاس غزنہ البشامہ کے ممبر مقرر کیئے گئے *

بعد اس کے شکریہ صدرانجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس ہوئی *

[دستخط]

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکریٹری مجلس غور

نہ چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ مسلمانوں کا فرض اسوقت چندہ جمع کرنا ہی تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ترمیم شدہ

تشریح ۲ کسی شخص کا چندہ عیسائی ہو یا مسلمان یا ہندو اس شرط پر کہ جب مدرسہ قائم ہوگا اسوقت چندہ دیا جاویگا نہ منظور ہوگا نہ درج فہرست چندہ کیا جاویگا کیونکہ وہ چندہ دینے والے کا فرض ہی کہ اسوقت چندہ دے تاکہ مدرسہ جاری ہو الخ *

تشریح ۳ میں سے لفظ (البتد) نکال دالا گیا اور تشریح ۳ حرف الف میں سے الفاظ (جنکا ذکر قواعد مجلس مرتبہ سنہ ۱۸۷۲ ع میں) نکالے گئے اُسکی جگہ یہ الفاظ قائم ہوئے (جنکی تفصیل ان قواعد میں) *

تشریح ۴ کی ضمن ۳ میں بالکل منسوخ اور خارج کی گئی *

بعد اس کے سکریٹری نے بیان کیا کہ جن صاحبوں نے چندہ پر دستخط کیئے ہیں انہوں نے چندہ بھیجنا شروع کیا ہے جن لوگوں نے اپنے چندہ کو مشروط بشرید جائداد کیا ہے اُسکی تفصیل میں ملحدہ رکھتا ہوں اور جن صاحبوں نے کوئی شرط نہیں کی اُسکی تفصیل ملحدہ میرے پاس موجود ہے۔ زر چندہ فیہ مشروط میں سے وہ پرامیسری نژاد ہزار ہزار روپیہ کے مینے خریدے ہیں اور منقریب اور پرامیسری نژاد اور بعض موضع معانی خریدنا جاویگا اگر یہ کمیٹی حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع رجسٹری نہوگی تو تمام جائداد خاص میرے نام پر خریدی جاویگی اور میرے اور میرے وارثوں کی طرف سے منتقل ہو سکے گی میں اس بات کو پسند نہیں کرتا اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمام جائداد کمیٹی کے نام خریدی جائے اور اس لیے ضرور ہے کہ کمیٹی کی رجسٹری حسب ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۶۰ ع ہو جائے پس مجھے اجازت دی جائے کہ اس کمیٹی کی رجسٹری ہونے کی حسب ضابطہ درخواست کروں *

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب نے اس تحریک کی تائید

کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

سکریٹری نے کمیٹی سے کہا کہ زر چندہ جو مشروط بشرید جائداد ہے وہ بھی وصول ہونا شروع ہو گیا ہے اور روپیہ کر بیکار ہوا رکھنا مناسب نہیں ہے اور یہ بھی میری رائے ہے کہ اگر دیہات معانی ہاتھ آویں تو اُنکا خریدنا بہ نسبت پرامیسری نژادوں کے زیادہ مفید

چٹھی

چٹھی

THE MAHOMEDAN ANGLO-ORIENTAL
COLLEGE FUND COMMITTEE.

COPY No. 92 OF 1872.

From
THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT,
N. W. Provinces.To
SYUD AHMED KHAN, BAHADOOR, C. S. I.,
Secretary to the Select Committee,
for the better diffusion and advance-
ment of learning among Maho-
medans in India.

Dated Nynce Tal, the 28th of August 1872.

GENERAL (EDUCATIONAL) DEPARTMENT, N. W. P.

SIR,

In continuation of the docket from this office, No. 2395A, dated 1st June last, having reference to the scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, I am directed to forward, for the information of the Committee, the accompanying copy of a letter from the Secretary to the Government of India, Home Department, No. 339, dated 9th August 1872, and to state that it affords His Honor the Lieutenant-Governor sincere satisfaction to be the medium of conveying so gratifying and well deserved an acknowledgment of the labors of the Committee.

* * * * *

I have &c.,

(Sd.) C. A. ELLIOTT,
Secy. to the Govt., N. W. P.

COPY No. 339.

From
H. L. DAMPLER Esq.
Offg., Secy., to the Govt. of India,To
THE SECRETARY TO THE GOVERNMENT OF THE
N. W. Provinces.

Simla, the 9th August 1872.

HOME DEPARTMENT—EDUCATION.

SIR,

I am directed to acknowledge the receipt of your letter No. 2396, dated the 1st ultimo, forwarding, with other papers, copy of an able and valuable Report by the Select Committee for the better diffusion and

چٹھی

نمبر ۹۲

صاحب سکرتري نواب لفتننٹ گورنر جہادر اضلاع

شمال و مغرب

بنام

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکرتري سليکت کمیٹی
خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان ہند

از مقام نیلے تال مورخہ ۲۸ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

صیغہ تعلیم

صاحب می — یہ تلسلہ ذاتی محکمہ ہذا نمبر ۲۳۹۵
حرف (اے) مورخہ یکم جون گذشتہ بابہ تجویز تقرر اینکلو
اورینٹل کالج واسطے تعلیم مسلمانان — میں حسب ہدایت
نواب لفتننٹ گورنر بہادر ایک چٹھی صاحب سکرتري گورنمنٹ
ہند ہوم ڈپارٹمنٹ نمبر ۳۳۹ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع واسطے
اطلاع کمیٹی کے ارسال کوتا ہوں اور یہ بھی اطلاع دیتا ہوں
کہ نواب لفتننٹ گورنر بہادر کو اس امر کی تہایت دلی خواہی
ہی کہ کمیٹی کی ترغیبات کی پسندیدگی کی خوشخبری انکی معرفت
دی جاتی ہی *

[دستخط] سی اے ایلٹ

سکرتري گورنمنٹ شمال و مغرب

نقل

نمبر ۳۳۹

چٹھی

ایچچہ ایل ڈیپوٹر صاحب قائم مقام سکرتري گورنمنٹ ہند

بنام

سکرتري گورنمنٹ اضلاع شمال و مغرب

از مقام شمالہ مورخہ ۹ اگست سنہ ۱۸۷۲ع

میں حسب ہدایت جناب نواب گورنر جنرل بہادر آپ کو اس
ہوم ڈپارٹمنٹ امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ آپ کی چٹھی نمبر
صیغہ تعلیم ۲۳۹۶ مورخہ یکم جولاء گذشتہ معہ عمدہ اور لائق

advancement of learning among Mahomedans of India, and in reply to state that His Excellency the Governor General in Council has received with deep interest and much gratification the account contained therein of a scheme for the establishment of an Anglo-Oriental College for the education of Mahomedans, and he earnestly hopes that the scheme will meet with the success it so well deserves.

2. This movement on the part of the Mahomedans of Upper India is entitled to every encouragement which the Government can give, and reflects the highest credit on Syud Ahmed Khan, Bahadoor, and those associated with him for the attainment of such a laudable object.

I have &c.,

(Sd.) H. L. DAMPIER,

Offg. Secy. to the Govt. of India.

ایکٹ ہمارا رجسٹری ہوتے اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہو رہی *

ہر گاہ یہ امر قریب مصلحت ہی کہ ہمارا ترقیہ حیثیت قانونی اُن جماعتوں کے جو واسطے ترقیہ علم ادب یا فلسفہ یا حکمت یا متکبر کرنے علم مفید خلاق یا انتظام اشیاء وقف کے موضوع ہو رہی ہر ایک مناسب نفاذ پاریں لہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے *

دفعہ ۱ جائز ہے کہ منجملہ اُن اشخاص کے جو واسطے ترقیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اشیاء وقف کے یا کسی اور غرض سے جو دفعہ ۲۰ ایکٹ ہذا میں مذکور ہے شریک ہو رہی ہوں یا زیادہ تر ہر گاہ قطعہ یاد داشت پر جو یلفظ میمورینڈم آف ایسوسی ایشن نامزد ہوئی ہے اپنے مستطاب ثبت کرے اور اُسکو مطابق ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ ع پاس صاحب رجسٹر جماعت ہمارے مشترک کے بھیجے اس ایکٹ کے مطابق اپنے تئیں سرسٹیٹی مقرر کریں *

دفعہ ۲ یاد داشت مذکور میں یہ مراتب مندرج ہونگے *

نام سرسٹیٹی کا *

منشاء اور غرض سرسٹیٹی کی *

نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب اُن اشخاص کا جنکو مطابق قواعد سرسٹیٹی کے انصرام کار و بار سرسٹیٹی مفوض ہو اور جو سرسٹیٹی میں حیثیت گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی کی یا اور

رپورٹ سلیکٹ کمیٹی ترقی تعلیم مسلمانان ہند اور نیز دیگر کائنات کے پہنچے *

نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل کو تجویز مندرجہ رپورٹ کی اطلاع سے جو بابت قایم کرنے اینگلو اورینٹل کالج کے ہی نہایت خوشی حاصل ہوئی اور نواب صاحب مدوح دل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اس تجویز میں جیسی کہ کامیابی ہوئی چاہیئے رہی ہوگی *

۲ شمال مغربی اضلاع کے مسلمانوں کی یہ تدبیر مستحق اس بات کی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو گورنمنٹ اُس میں مدد کرے *

سید احمد خاں بہادر اور اُن صاحبوں کی کوششوں جو اس عمدہ کام میں اُن کے شریک ہیں نہایت تحسین اور انہیں کے قابل ہیں *

(دستخط) ایچ۔ ل۔ دامپئر

قایم مقام سکریٹری گورنمنٹ ہند

مضمون نمبر ۱۰۵

قانون

وقفی اور رفاہ عام کی کمیٹیوں کی

رجسٹری کا قانون

روندادہ مجلس خزانۃ البقاعہ جو ہمارے تہذیب الاخلاق میں ۱۸۵۷ ع ہی اُس سے تمام مسلمانوں کو معلوم ہوا ہوا کہ اُس مجلس کی رجسٹری ہونے لگی تجویز ممبران مجلس کی جانب سے مل میں آئی ہے۔ ہم اُس قانون کو جسکے بموجب اُس مجلس کی رجسٹری ہوئی ہے جسکے ۱ لپٹے حایتے ہیں تاہ تمام مسلمان اس بات سے واقف ہوں کہ نسبت حفاظت اُس سرمایہ کے تدبیر کافی کی گئی ہے گو مدرسۃ العلوم کبھی قایم ہو وہ روپیہ بلا کسی قسم کے نقصان کے ہمیشہ اُسی کام کے لیئے جمع دھیکا اور اُس کے سوا کسی کام میں نہ آسکیگا۔ اُمید ہے کہ یہ سب انتظام چندہ دینے والوں کو بطوری مطمئن کرینگے کہ اُنکا روپیہ دیا ہوا کسی طرح تلف نہوگا بلکہ اُسی کام میں آدینا سکے لیئے اُنہوں نے دیا ہے اور وہ قانون یہ ہے *

ایکٹ ۲۱ سنہ ۱۸۵۷ ع

لیجس لیٹف کونسل کی تجویز سے حسب منظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر ملک ہند کے ۲۱ مئی سنہ ۱۸۶۰ ع کو صادر ہوا *

کسی اہلکار یا شخص دیگر کو جرابدھی کے لئے نامزد نہ کریں تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ خود پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکوتری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے نام نالش کرے *

دفعہ ۷ کوئی نالش یا مقدمہ جو کسی عدالت دیوانی میں دائر اور زیر تجویز ہو اس وجہ سے ساقط نہر جاریگا کہ وہ شخص جس کی طرف سے یا جس کے نام نالش یا مقدمہ رجوع ہوا تھا فوت ہو گیا ہو یا اس کو وہ حیثیت باقی نہ رہے جو شروع نالش یا ابتدا جرابدھی میں اس کو حاصل تھی بلکہ نالش اور مقدمہ مذکور اس شخص کے رات کی طرف سے یا رات کے نام دائر اور قائم رہیگا *

دفعہ ۸ اگر کوئی ڈگری اس شخص یا اہلکار کے نام صدور پارے جو سوسٹیٹی کی طرف سے نامزد ہوا ہو تو جائز نہرگا کہ ڈگری اس شخص یا اہلکار کی ذات خاص یا جائداد منقولہ یا غیر منقولہ پر جاری ہووے بلکہ سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری ہوتا چاہیئے اور درخواست اجراء ڈگری میں یہہ مراتب درج ہونگے کہ فلاں مضمون کی ڈگری صادر ہوئی اور مدیرین ڈگری صرف سوسٹیٹی کی طرف سے نالشی یا جرابدھی ہوا تھا اور اس درخواست میں یہہ استدعا ہوئی کہ ڈگری سوسٹیٹی کی جائداد پر جاری کی جاوے *

دفعہ ۹ جب حسب مراد کسی بائیڈے یعنی قاعدہ درمیانی جو مطابق قواعد یا قوانین عام سوسٹیٹی کے تھریز دایا ہو یا اگر ان قواعد میں بائیڈے کے تھریز کرنے کی شرط نہر تو حسب مراد اس بائیڈے کے جو یہ تجویز ہوگا سوسٹیٹی بوقت اجتماع مجمع عام یہ منظوری تین حصہ منجملہ پانچ حصہ ہرکا حاضرین کے قرار پارے کوئی قانون نفسی پیداش انصواف کسی قاعدے یا بائیڈے مقرر سوسٹیٹی کے عاید کیا جاوے تو جائز ہوگا کہ زر قانون بذریعہ نالش مرجوعہ اس عدالت کے وصول کیا جاوے جس کے علاقہ میں مدعا علیہ مسکن گزین یا سوسٹیٹی واقع ہو یعنی جس طرح پر راے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کی قرار پارے *

دفعہ ۱۰ اگر کوئی شریک کسی قدر زر حصہ جو مطابق قواعد سوسٹیٹی اس کے ذمہ واجب ہو باقی میں قالے یا سوسٹیٹی کی کسی جائداد پر اس طریق سے متصرف ہووے یا اس کو اپنے قبضہ میں رکھے جو خلاف قواعد سوسٹیٹی ہو یا سوسٹیٹی کی جائداد کو ضرر پہونچاوے یا تلف کرے تو جائز ہو کہ نالش حصول زر باقی یا زر ہرجہ بابہ تصرف یا تقابض پیچا یا ضرر یا انلاف جائداد مذکور کے اسی طرح

طرح پر حکومت کا اختیار رکھتے ہوں اور لازم ہی کہ نقل قواعد اور دستور العمل سوسٹیٹی مصدق بدستخط کم سے کم تین نفر عہدہ داران اہل حکومت کے شامل یاد دامت مذکور کے داخل سرشتہ ہووے *

دفعہ ۲ جب یاد دامت اور نقل مصدقہ مفصلہ بلا داخل ہو جاویں تو رجسٹر کو لازم ہی کہ سارٹیفکٹ بمضمون رجسٹری ہو جانے سوسٹیٹی مطابق ایکٹ ہذا کے اپنے دستخط سے لکھدیوے اور ہر ایک رجسٹری کی بابہ رجسٹر کو زر فیس بقدر پچاس روپیہ یا کسی کم تعداد کے جو وقتاً فوقتاً بتجویز جناب قواب گورنر جنرل پھار ہند اجلاس کونسل مقرر ہووے دیا جاریگا اور رجسٹر زر فیس مدخلہ کا حساب گورنمنٹ میں داخل کیا کریگا *

دفعہ ۳ متاسب ہی کہ اس تاریخ سے جو مطابق قواعد سوسٹیٹی کے محفل عام سالانہ کے اجتماع کے لئے مقرر ہو چرہ روز بعد یا اگر ان قواعد میں محفل عام سالانہ کی شرط نہر تو سہینہ جنوری میں قطعہ فہرست یہ تفصیل نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب گورنو یا کونسل یا ڈاکٹر یا کمیٹی یا دیگر عہدہ داران اہل حکومت کے چنکر اس وقت انصواف امور سوسٹیٹی مفوض ہو ہر سال میں ایک مرتبہ صاحب رجسٹر جماعت ہائے مشترکہ کے سرشتہ میں داخل ہوا کرے *

دفعہ ۵ اگر جائداد منقولہ اور غیر منقولہ ملکہ اس سوسٹیٹی کی جو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کی جاوے خاص امانت داروں کے نام نہ لکھی گئی ہو تو وہ جائداد ایام بقاد سوسٹیٹی تک سوسٹیٹی کے عہدہ داران اہل حکومت کی ملکیت سمجھی جاریگی اور جملہ عمل در آمد عدالت ہائے فرجداوی اور دیوانی میں جائز ہوگا کہ وہ جائداد ساتھ لقب متاسب عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی کے ان عہدہ داروں کی ملکیت قرار دی جاوے *

دفعہ ۶ اگر کسی کو ایسی سوسٹیٹی پر نالش کوئی منظور ہو جس کی رجسٹری مطابق ایکٹ ہذا تعمیل پا چکی ہو تو جائز ہی کہ نالش مذکور بقام پریزیڈنٹ یا میجر مجلس یا سکوتری اعلیٰ یا امانت داران سوسٹیٹی کے جس طرح پر سوسٹیٹی کے قواعد اور دستور العمل میں مشروط ہو رجوع کی جاوے اور اگر ان قواعد وغیرہ میں اس کی بابہ کچھ شرط نہر تو جائز ہی کہ نالش اس شخص کے نام دائر کی جاوے جو عہدہ داران اہل حکومت کی طرف سے اس وقت جرابدھی کے لئے مقرر کیا جاوے مگر ملحوظ رہے کہ اگر پورقت گذرنے درخواست مدعی کے عہدہ داران ذی حکومت سوسٹیٹی

تین حصہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء سوسائٹی اصالتاً یا مشتقاً اس پر رضامند ہوں اور مجمع ثانی حسب اشتہار عہدہ داران ذی حکومت مجمع اول کی تاریخ سے ایک مہینے بعد مجمع ہو کر تین حصہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء حاضرین اس رائے کو منظور اور پھال رکھیں *

دفعہ ۱۳ منجمہ پانچ حصہ شرکاء سوسائٹی کے اگر تین حصہ یا تین حصہ سے زیادہ شرکاء کو سوسائٹی کا شکست کرنا منظور ہو تو ان کو اختیار ہی کہ اسی وقت یا کسی تاریخ آئندہ پر سوسائٹی کو شکست کریں اور اس صورت میں لازم ہی کہ واسطے تصفیہ اور وعدہ جائد اور مطالبہ جات اور زر ہائے یاقینی اور ذمگی سوسائٹی کے مطابق قواعد مقررہ سوسائٹی یا اگر قواعد مقرر نہ ہوں تو حسب ہدایت عہدہ داران ذی حکومت کے پیروی ضروری عمل میں آئے اور اگر مابین عہدہ داران ذی حکومت اور دیگر شرکاء سوسائٹی کے کچھ نزاع برپا ہو تو تصفیہ کاروبار سوسائٹی کا اس ضلع کے محکمہ ابتدائی درجہ اعلیٰ کی معرفت ہوگا جس میں سوسائٹی کا دفتر خانہ کلاں واقع ہو اور اس صورت میں حاکم عدالت ایسا حکم صادر کریگا جو اسکو مناسب معلوم ہو مگر ملحوظ رہے کہ کوئی سوسائٹی شکست نہوگی الا اس صورت میں کہ منجمہ پانچ حصہ شرکاء کے جو بعد اجراء اشتہار کے مجمع عام میں حاضر ہوویں بقدر تین حصہ شرکاء اپنی اپنی رائے مشور رضامندی شکست سوسائٹی اصالتاً یا مشتقاً ظاہر کریں اور یہ بھی شرط ہی کہ اگر گرومانڈ کسی سوسائٹی کا شریک یا مددگار یا بطور دیگر واسطہ دار ہو اور سوسائٹی مطابق ایکٹ ہذا رجسٹری ہو چکی ہو تو وہ سوسائٹی یا استرضاء گرومانڈ شکست نہ کی جاوے گی *

دفعہ ۱۴ اگر سوسائٹی رجسٹری شدہ کی شکست کے وقت بعد ایقاعے کامل ہیون اور زر ہائے ذمگی سوسائٹی کچھ جائدان فاضل نکلے تو وہ جائدان مابین شرکاء سوسائٹی یا ایک یا چند شریک کے تقسیم نہوگی بلکہ کسی اور سوسائٹی کو جسکو تین حصہ شرکاء منجمہ پانچ حصہ شرکاء بروقت شکست سوسائٹی حاضر ہو کر اصالتاً یا

رجوع کی جارے جیسا لوہ لکھا گیا ہی اور اگر اس قالیق یا مقدمہ میں جو حسب تعریک سوسائٹی کے رجوع ہووے مدعا علیہ غالب رہے اور اس کے حق میں خرچہ پانے کا حکم ہووے اس کو اختیار ہوگا کہ زر خرچہ اس اہلکار سے جو قالیق میں مدعی ہوا تھا یا خود سوسائٹی سے وصول کرے اور اگر سوسائٹی سے وصول کرنا چاہے تو اس کو اختیار ہوگا کہ حسب مرقمہ بالا سوسائٹی کی جائداد پر حکم نامہ جاری کرارے *

دفعہ ۱۱ اگر کوئی شریک سوسائٹی سوسائٹی کے کسی زر نقد یا دیگر جائداد کو چوری یا غبن یا تلب کرے یا سوسائٹی کے مال و اسباب کو دیدہ و دانستہ بہ نیت فاسد نقصان پہونچارے یا تلف کرے یا کوئی وثیقہ یا تمسک یا ضمانت نامہ یا رسید یا آرڈر دستاویز مصنوعی طیار کرے اور اس جمل سے سوسائٹی کے سرمایہ میں نقصان پہونچائے گا اندیشہ ہو تو وہ اسی طرح مستوجب ماعرفی اور در صورت ثبوت جرم سزا پائی کے لایق ہوگا جس طرح دیگر اشخاص جو سوسائٹی کے شرکاء نہوں اس جرم کی پابست ماعرفی اور سزا پاب ہو سکتے ہیں *

دفعہ ۱۲ جب کوئی سوسائٹی جو کسی خاص غرض یا اغراض سے موضوع ہوئی ہو رجسٹری سے مکمل ہو جارے اور اس کے عہدہ داران ذی حکومت کو یہ امر منظور ہو کہ وہ اغراض کم یا زیادہ کی جاویں یا انکے عوض دوسری اغراض قرار پاریں یا کہ سوسائٹی مذکور نکلے یا جزاً کسی دوسری سوسائٹی میں شامل کی جارے تو عہدہ داران ذی حکومت کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ رپورٹ مکتوبہ یا مطبوعہ کے اپنی رائے سوسائٹی کے باقی شرکاء پر ظاہر کریں اور مطابق قواعد سوسائٹی کے واسطے اجتماع مجمع خاص بغرض تنقیم اس امر کے اشتہار دیویں مگر ملحوظ رہے کہ کوئی رائے قسم بالا لایق تعمیل کے نہوگی الا اس صورت میں کہ رپورٹ مذکور اس تاریخ سے جو واسطے اجتماع مجمع خاص حسب تعریک اہالی حکومت مقرر ہوئی ہو دس روز پہلے ہر ایک شریک سوسائٹی کو بالائے ذاک مرسل ہووے یا اور طرح پر پہونچائی جارے معہذا اس رائے کے استحکام کے لئے ضرور ہی کہ

اختیار ہوگا کہ اشتہار ضابطہ جاری کر کے اپنی تصدیق سے سوسائٹی کے امور کے انصرام کے واسطے عہدہ داران ذی حکومت مقرر کریں *

دفعہ ۱۸ واسطے حصول اس امر کے کہ کسی سوسائٹی کو جو دفعہ ماضی کے اقسام سے ہر فائدہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ہذا دستیاب ہوئے کانی ہی کہ عہدہ داران ذی حکومت سوسائٹی قطعہ یا اداشاہت موسومہ میموریلنٹم آف ایسوسی ایشن مشعر تفصیل نام اور غرض اور مقصود سوسائٹی اور نام اور پتہ اور پیشہ یا منصب ہر ایک عہدہ دار ذی حکومت سے نقل فرامد اور دستور العمل سوسائٹی حسب مہکومت دفعہ ۲ اور نقل عمل تصدیق اس مجمع عام کی جسکی رائے کے بموجب رجسٹری کی درخواست کی جاتی ہی باطاعت غریب ایکٹ ۱۹ سنہ ۱۸۵۷ع رجسٹر جماعت ہائے مشترک کے سرشتہ میں داخل کریں *

دفعہ ۱۹ ہر شخص کو اختیار ہی کہ ہو معائنہ کی پابست زر فیس بقدر ایک روپیہ ادا کرے تمام دستاویزات مدخلہ سرشتہ رجسٹری کو معائنہ کرے اور اجرت تصدیق بھاسب دو آنہ ہو سو سر لفظ پہچھے داخل کرے کسی دستاویز کی کل یا جزو و عبارت کی نقل یا انتضاب مصدق بدستخط رجسٹر کے حاصل کرے اور ہر ایک مقدمہ یا معاملہ دائرہ عدالت میں وہ نقل مصدقہ اُن مراتب کی پابست ثبوت کالی سمجھی جاوے گی جو اُس میں مندرج ہوویں *

دفعہ ۲۰ اقسام سوسائٹی مفصلہ ذیل اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری ہو سکتے ہیں یعنی وہ سوسائٹی جو واسطے انتظام امور وقف کے موضوع ہوئے اور سوسائتیاں جو پوزیشنسی ہائے ہند میں واسطے خرید وری سرمایہ پتھماں فرج کے مقرر ہیں اور سوسائتیاں جو واسطے ترقی اور ترقی علوم ادب اور فلسفہ اور حکمت اور ہنر اور تعلیم اور انتشار علم مفید خلائق اور انتظام کتب خانہ عام اس سے کہ کتب صرف مالکوں یا عوام الناس کے ملاحظہ میں آئی ہوں اور انتظام مکانات عجائب خانہ اور تصویر خانہ اور مکانات خاصہ صنعت کاری قادر اور اتیار اعیانہ غریبہ پیدوار زمین اور مکانات ذخیرہ آلات فلسفہ و کیمیا وغیرہ اور آؤر ذخیرہ کل ہائے نو ایجاد کے موضوع ہوویں *

مستشارتاً نامزد کریں یا جو اُنکے سکوت کی حالت میں عدالت کی تصدیق سے نامزد کیجاوے گی مگر شرط یہہ ہی کہ یہہ دفعہ اُس قسم کی سوسائٹی سے متعلق نہوگی جو بطور کمپنی مشترک بذریعہ اداے زر حصص از جانب حصہ داروں کے موضوع یا مقرر ہوئی ہو *

دفعہ ۲۵ ہمراہ اس ایکٹ کے لفظ شریک سوسائٹی اُس شخص پر صادق آوے گا جو مطابق قواعد اور دستور العمل سوسائٹی کے بھرتی ہوکر زر مقررہ ادا کرچکا ہو مگر مہکومت وہی کہ ہر عمل درآمد حکمی ایکٹ ہذا میں کوئی شخص جسکے ذمہ کا روپیہ تین مہینے سے زیادہ مرصہ تک باقی رہا ہو رائے دیئے یا شریک قرار پانے کا مستحق نہوگا *

دفعہ ۲۶ سوسائٹی کے گورنر یا کونسل یا ڈائریکٹر یا کمیٹی یا امانت دار لوگ یا اور اختصاص چاکو مطابق قواعد اور دستور العمل سوسائٹی انصرام امور سوسائٹی مفروض ہوا ہو سوسائٹی کے عہدہ داران ذی حکومت متصوّر ہوئے *

دفعہ ۲۷ ہر ایک کمپنی یا سوسائٹی جو واسطے توفیہ علوم ادب یا فلسفہ یا انتظام اعیانہ وقف کے موضوع ہوکر حسب غریب ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع مستفید رجسٹری ہوئی ہو اور ہر ایک سوسائٹی جو مفروض مذکورہ صدر ایکٹ ہذا کے نقان سے پہلے موضوع ہوکر فائدہ رجسٹری مقررہ ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع حاصل کرچکی ہو مجاز ہوگی کہ آئندہ اپنے تئیں اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری کراوے مگر کسی کمپنی یا سوسائٹی مسبق الذکر کو اس ایکٹ کے مطابق رجسٹری حاصل نہوگی الا اُس صورت میں کہ منجملہ پانچ حصہ شرکاء کے تین حصہ شرکاء مجمع عام میں جو بذریعہ اشتہار مشہورہ عہدہ داران ذی حکومت کے مجمع کیا جاوے امانتاً یا مستشارتاً حاضر ہوکر رجسٹری کرانے پر راضی ہوویں اور اگر کمپنی یا سوسائٹی مطابق ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۵۰ع رجسٹری ہوئی ہو تو اُس کے ڈائریکٹر لوگ عہدہ داران ذی حکومت متصوّر ہونگے اور اگر رجسٹری نہوئی ہو اور شرکاء سوسائٹی نے کوئی عہدہ دار ذی حکومت مقرر نہ کیا ہو تو شرکاء کو

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۵]

۲۹ شعبان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی

[جلد سوم]

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کوئی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مقصود اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اختیار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونیشن کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جاوے فرستے تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مقامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مقام میں ہوگا چھپا کر یگانہ خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

خط

متعلق قصہ آدم و وجوں خارجی شیطان

مشہوری — پس از نزوات نیایش ہائے چاکرانہ مرض یہہ ہی میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے خط مرقومہ ۲۸ جون کو بوجہ تہذیب الاخلاق مورخہ ۱۵ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں چھاپ دیا ہی نہایت خوش ہوا۔ مگر از آنجا کہ وہ خط خانگی جیسا آپ کی خدمت میں لکھا کرتا ہوں تھا جس میں ضمناً آپ کی تحریر دلیلیوں کے ذکر میں دو ایک باتیں اپنے دلکی بھی لکھی تھیں — اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ اپنے خیالات کو جو آپ کی تحریرات کے پڑھنے اور مسئلہ قصہ آدم اور وجود شیطان پر سرچنے سے دل میں گذرے ہیں کسیقدر بسط و تفصیل کے ساتھ اس خط میں گزارش کروں — اگر حضور مناسب سمجھیں تو اسکو درج تہذیب الاخلاق فرماویں *

وہو ہذا

۱ قصہ حضرت آدم [علیہ السلام] اور اُنکا بہشت سے نکالا جانا میوہی سمجھتے ہیں یوں آیا ہی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا یہہ انسان مثل اور انواع حیوان کے صرف ادراک جزئی رکھتا تھا یعنی اُس میں صرف عقل حیوانی جسکو انگریزی میں انسٹنکٹ کہتے ہیں تھی جس سے سارے حیوان دُفع مضرت اور جلب منفعت پر قادر ہوتے ہیں — اسوقت حضرت انسان میں ادراک کلی بالکل نہیں تھا جس کے ذریعہ سے وہ بذریعہ معلومات کے سمجھوتے کا استخراج کرے اور ترتیب قضایا سے قیاس کی ترکیب دیکر نتائج نکالے پس خوف و رجا جس کا مآشاہ گذشتہ اور آئندہ پر سرچنا ہی — اور حال اور گذشتہ پر نظر ڈالکر آئندہ کو قیاس کوٹا ہی اُس میں نہیں تھا لامتناہ نہ اُسکو موت کا خوف تھا اور نہ آخرت کا اندیشہ — کچھ عجب نہیں کہ اسی عالم بیخبری کا نام وہ بہشت ہی جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کو رکھا تھا —

عالم بیخبری طرہ بہشتی بودہ است

حیث صد حیف کہ مادیر خبردار شدیم

آخر کو آدم نے شیطان کے رسمہ سے اُس درخت کا پھل کھایا جسکا نام شجرۃ العلم ہی جسکو کسی نے درخت گندم اور کسی نے درخت سیب اور کسی نے درخت انگور سے تعبیر کیا ہی — اب سمجھنا چاہیئے کہ حقیقت اُس درخت کی کیا تھی — حضور نے بجا لکھا ہی کہ اُس درخت سے لو انسان کا پیر یا کٹر باغبان کا لگایا درخت مراد نہیں ہی البتہ یہہ درخت علم کا درخت ہی جسکے پھل کے کھانے سے تجرید و تعمیم کی قوت انسان کے ذہن میں آئی ہی اور بذریعہ اس قوت تجرید و تعمیم کے انسان مدرک

کلیات ہوا اور حیران ناطق بنا — تصریح اسکی یہہ ہی کہ بدو فطرت میں اُسکے ذہن میں صور جزئیہ جو تباہیل و اشیاء اشیاء خارجی کی ہیں منطبع اور مرتسم ہوتی تھی — اب تجرید و تعمیم کی قوت اُسکے ذہن کو ہی کئی جسکے ذریعہ سے وہ صور جزئیہ سے بعد حذف تشخصات کذاتیہ جزئیہ کے مفہومات کلی کو انتزاع کرلیتا ہی اور اُن مفہومات کلیہ کے لیئے اسماء عام وضع کرلیتا ہی جو افراد انسان کی معاش تمدنی میں تفہم و تعاون کا سرمایہ بنتا ہی — یہہ قوت تجرید و تعمیم کی اب تک تمام افراد انسان میں موجود ہی — چنانچہ ایک چھوٹا لڑکا جس نے مثلاً کبھی گھوڑا نہیں دیکھا پہلے گھوڑے کی صورت دیکھے سمجھو اُسکے مشاہدہ کرنے کے اُس خاص گھوڑے کی صورت اُس کے ذہن میں مرتسم ہوگئی بعد اُسکے پھر اُس نے جب متعدد گھوڑے بار بار دیکھے تو اُس پہلے گھوڑے کی صورت جزئیہ یعنی خصوصیات تشخص کذاتی اُسکے ذہن سے جاتے رہے یعنی ذہن نے اُن تشخصات کو حذف کرکے گھوڑے کی صورت کلی کو یاد رکھا اور پھر اُس مفہوم کلی کے مقابل میں لفظ گھوڑا یا اسب یا فرس بحسب خصوصیات لغات متنوعہ اقوام مختلفہ کے وضع کرلیا — اسی عمل ذہنی کا نام منطقیین کے اصطلاح میں تجرید ہی پس یہیں سے ادراک کلی کا منبع ذہن انسان میں جاری ہوا اور ادراک کلی کی بدولت اُسکو معلومات سے سمجھوتے کے استخراج کی قوت حاصل ہوئی جس سے اُسکا سرمایہ علم برابر بڑھتا جاتا ہی تجرید سے تعمیم اور تعمیم سے مقایسہ برابر کوٹا جاتا ہی یہاں تک کہ اسرار ملکوت اور حقایق علویات اور سفلیات کے استکشاف پر قادر ہوتا ہی — پھر بعض افراد انسان حقایق اشیاء کا استکشاف کرتے کرتے اقصیٰ مدارج علمی میں پہنچ جاتے ہیں پھر یہہ اُس درخت تک پہنچتے ہیں جسکو لسان رمز میں سدرۃ المنتہی کہا ہی کہ وہیں تک ملایک کی پہنچ ہی یعنی قرآن عقیدہ جنکو حضور نے ملایک سے تعبیر کیا اُنکی وسائی وہیں تک ہی —

اگر یک سر موے یوتر پرم * فرغ تجلی بسوزہ پرم

اور بعض خواص عباد نے اُس درجہ سے بھی تجاوز کیا ہی [جسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ قصہ معراج کی حقیقت میں بیان کرونگا] خلاصہ یہہ ہی کہ جب یہہ ادراک کلی آدم کو دیا گیا تو معرفت خیر و شر کی ہوئی اور خوف و رجا سے مستقبل میں گرفتار ہوئے اور مفہوم موت کا اُن کے دل میں آیا اس لیئے ترویج میں آیا ہی کہ جب آدم نے اُس پھل کو کھایا تو

معروض موت کا ہوا اور قرآن شریف میں جو ہی کم فہمت لہما سوا تہما اور قریت مقدس میں بھی ہی کہ وہ یعنی آدم و حوا اپنی بڑھنگی پر + قال البیضاوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ عند سدرۃ المنتہی ای التی منتهی الیہا علم الخلاق و امالہم —

و حالات اُن مسمیات کے ہیں پس اُن کا وجود اسماء کے وجود سے متاخر ہی بلکہ اُن کا مفہوم اسماء کے مدلول سے متنازع ہیں چنانچہ اسی لئے اطفال شکستہ گفتار جو پہلے بولنے لگتے ہیں اُن کے منہ سے صرف اسماء نکلا کرتے ہیں پھر بتدریج جب حد کمال کو پہنچتے ہیں اور اسناد اور نسبت کے مفہوم کو سمجھنے لگتے ہیں تب افعال و حروف کو جو بمنزلہ روایا کے ہیں اسماء کے ساتھ ترتیب دیکر پورے جملہ جو مشعر مفہوم قائم ہیں بولنے لگتے ہیں اور اسی لئے حالات اضطراری میں صرف اسم ہی منہ سے نکلتا ہی جیسا جب سانپ کو چلے آتے دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں سانپ سانپ *

۲ بعد آدم کے پیدا ہونے کے اللہ تعالیٰ نے جو ملائک کو آدم کے سجود کرنے کا حکم کیا یہاں بات قرآن مجید میں ہی اگرچہ ترویج میں سجود ملائک کا ذکر نہیں ہی مگر یہودیوں کی حدیثوں کی کتاب میں جسے تلمود کہتے ہیں اس کا ذکر آیا ہے پس اس قصے میں اگر ملائک سے قراءے ملکہ مراد لیں جیسا آپ نے افادہ کیا ہے تو مضائقہ کیا ہے حضرات متعصبین نے خواہ نصراۃ غوغا مچایا ہی کیونکہ جن کو لسان شرع میں ملائک کہتے ہیں انہی کو لسان حکمت میں قراءے سے تعبیر کرتے ہیں یہ صرف نزاع لفظی ہے * غراب یک پاشد ولیکن مختلف تعبیر ہا * لہ در من قال *

رباعی

حق جان جہان است و جہاں جملہ بدن
ارواح و ملائکہ قراءے اُن تن
ارکان و نجوم جملہ اکران اعضاء
توحید ہمیں است و ذکر ہا ہوا فن

جیسا آپ نے ملائک کو قراءے کہا ہے اسی طرح بعض ندما نے قوی کو ملائک سے تعبیر کیا ہے چنانچہ شیخ امام محمد بن محمد القزینی نے جو مشاہیر علمائے اسلام میں سے تھے اپنی کتاب عجایب المخلوقات و غرائب المصنوعات میں لکھا ہے — القوی صف من الملائکہ خلفہا اللہ تعالیٰ لتدبیر الابدان و قوام منافع اعضاء ہا من ال افعال و ال ادراکات الخ — یعنی قوی ایک قسم ملائکہ ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے واسطے تدبیر ابدان اور منافع اعضا کے (جو افعال و ادراکات ہیں) بحال رکھنے کے لئے پیدا کیا ہے — علوہ اس کے تعالیٰ بیان کر بڑی وسعت ہے — چنانچہ شعرا نے بھی بعض جگہ ملکات حسنہ کو ملائک سے تعبیر کیا اور قوت عقبیہ کو شیطان سے — سعی *

چو لشکر یروس تاخت خشم از کین * نہ انصاف اماند نہ تقویٰ ندین
ندیم چنیں دیر زیر ملک * کز میگزیند چندیں ملک

مطلع ہو کر شرمائے تو میرے ذہن ناقص میں آتا ہی کہ جب تک آدم اپنی حالت اصلی میں تھے تب تک اُن کو عیور و ہر کا مطلقاً علم نہیں تھا اور اپنی برائیوں سے آگاہ نہیں تھے جب انہوں نے اُس پہل کو کھایا یعنی جب ادراک کلی ہوا تو مفہوم ہو اُنپر ظاہر ہوا اور پہلے بڑے کی پہچان کی قوت اُن میں نمود ہوتی اور حیا اور حرم اُن میں پیدا ہوتی اُسوقت پیچیدی کا لباس یا مصرمیت کا پوشاک جو لڑکوں میں اب تک بھی ہے اُن سے اُتر گیا اُن کو ضرورت ہوتی کہ صنایع لباس سے اپنی صورت کو ڈھانپے اور پابند قیود شرعیہ و اخلاقیہ کا ہوں پس لفظ سرائۃ کے معنی حقیقی و معیازی دونوں مراد ہو سکتے ہیں اگرچہ معنی معیازی اقرب و اطلاق ہی متعارفہ عربی میں بھی لباس اور ثیاب سے عرض و نامرس مراد لیتے ہیں آپ نے اپنی پہلی تحریر درمادۃ آدم میں لکھا ہے کہ ”جب انسان اُس حد کو پہنچتا ہے کہ عقل و عام کی قوت کو استعمال میں لانے کے قابل ہو جاوے تو اُس حالت کا نام اقبیاد کی زبان میں شجرۃ معلومہ کا کھانا یا چکھنا ہے اور زبان شرع میں اُس کا مکلف ہونا اور زبان حکما میں اُس کا بالغ ہونا ہے“ یہاں قیادت سچی بات ہے اس لئے کہ جب فکر و ریاض کی قدرت انسان کو ہوتی ہے تب ہی وہ مکلف ہوتا ہے اور اپنے اعمال کا جوابدہ کنا جاتا ہے اسی لئے اُس ہمتی کو جو بعد بلوغ کے لڑکوں کے کلو میں اُبھرتی ہے جسکو ہندی میں کنتھہ کہتے ہیں زبان لائن میں موسم آدمی کہتے ہیں جس کے معنی سیب آدم ہیں یعنی یہ نتیجہ اُس درخت کے پھل کھانے کا ہے جس کو بعض نے درخت سیب سے تعبیر کیا ہے *

میں نے اوپر کہا کہ ذہن انسانی کا پہلا عمل تجرید و تعمیم ہے وہ بذریعہ اُس کے صور جزئیہ سے بعد حذف خصوصیات شخصیت کے مفہومات کلی کو انتزاع کر لیا کرتا ہے اور اُن مفہومات کلی کے لئے اسمائے عام وضع کر لیتا ہے جن کو ہر فرد ایک قوم کے جو متعدد اللغات میں سمجھتے ہیں تاکہ معاش تمدنی میں جس کی جز ایک دوسرے کی معارف ہی تفہیم و تشاطب کا باب مفتوح ہو اور ایک دوسرے کے ضائقہ کو سمجھنے لگیں اسی وضع اسمائے عام کی طرف اشارہ ہے آیت کریمہ میں کہ علم آدم الاسماء کلہا پس یہ اسماء اجناس عالیہ ہیں تفسیر کشاف میں ہے کہ اے الاجناس (التي خلقها اسماء کی تخصیص کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ جب پہلے آدمی کا بچہ ضرور کو پہنچتا ہے اور اُس کے حواس ظاہرہ اپنے اپنے کام میں لگتے ہیں تو پہلے بذریعہ باصرہ کے صور و قرائن اشیاء خارجی کے جو مسمیات اسماء اور جواہر قارہ ہیں اُسکے ذہن میں منطبق ہوتے ہیں اور عمل تجرید و تعمیم انہی پر ہوتا ہے اور افعال و صفات من قبیل مراض

پس اس شعر میں خشم کو شیطان کہا اور انصاف اور تقویٰ اور دین
کو ملائک سے تعبیر کیا *

بالشبہ جن ملائک کو روح میں مدبرات الامر کہتے ہیں یعنی
جو تمام اجسام مفلوکتات میں مدبر ہیں یہ وہی ہیں جنکو حکما
قوی سے تعبیر کرتے ہیں ان قوی میں سے ہر ایک اپنے اپنے وظائف خاص
میں مشغول ہیں۔ باقی رہے ملائکہ مقربین یا کررین سر اُن سے
اگر عالم حیرت مرموز ہوں تو کچھہ عجب نہیں۔ یہہ مطلب ہمارا
لفظ جبرئیل کے معنی سے یہی مستنبط ہوتا ہے جبرئیل معرب ہے لفظ
عبرانی کبرائیل کا۔ یہہ لفظ مرکب ہے کبر سے جو مراد ہے لفظ
عربی کبر کے جو بمعنی قوت کے ہے۔ اور ایل بمعنی اللہ کے۔ پس
لفظ جبرئیل جو ایک بڑے فرشتہ کا نام ہے بمعنی قوت اللہ کے ہے۔
اور اسی لئے قرآن مجید میں یہی جبرئیل کو شدید القویٰ کہا گیا
ہے حیث قال اللہ تعالیٰ علیہ شدید القویٰ پس اگر ہم قوت اللہ یا قدرۃ
اللہ کو جو اس عالم میں متصرف ہے اور جسکو حکماء مشائخ نے عمل
فعال کہا ہے جبرئیل کہیں تو مضایفہ کیا ہوگا *

باقی رہا وجود شیطان پس واضح ہے کہ قدامے اشراقیوں یونان
اور مراۃ ایران اور حکماء ہندو اصل کے قائل ہیں جنکو
لسان حکمت میں۔ نور و ظلمت یا کامل و مادہ یا پرورشی و
پرہیزگاری۔ اور مذہبی اصطلاح میں ہرورمزہ و اہرمین یا اصل الطیر
و اصل الفری یا یزدان و دیو یا یوسہ و مہیش کہتے ہیں اب اسلام میں
انہیں دونوں اصل کو ملک و شیطان کہتے ہیں۔ اگرچہ عقاید اسلام
میں اللہ تعالیٰ کو خالق خیر و شر دونوں جانتے ہیں۔ مگر شیطان
کو مٹوی اور ملقن شر سمجھا کرتے ہیں۔ تو اب تحقیق کیا چاہیئے
کہ وہ کیا ہستی ہے۔ اس میں کچھہ شک نہیں کہ شیطان میداد
قرآن حیرانی کا نام ہے جسکی اصل مادہ یا ہیرلی ہے جیسا آپ نے
اور ہرورے مرقا نے بھی تحقیق کیا ہے پس وہ مبدأ اگرچہ ہر شخص
میں ملحدہ ہے مگر اُس کی ماہیت متعزہ ایک کلی طبعی ہے پس
شیطان کے موجود فی الخارج ہونے میں وہی جھگڑا ہے جو کلی طبعی
کے موجود فی الخارج ہونے کے مادہ میں ہے۔ باقی رہا اُنہ کریمہ
کامن البصن فسق من امر ربہ الایۃ پس حلیقہ اُس کی یوں ہے۔ کہ
یہہ سی ایسی چیزیں طاعت میں موجود ہیں جنکا وجود خارجی
صرف اُن کے آثار سے ثابت ہوتا ہے۔ ذات اُس کی خفی اور
غیر معروض رہتی ہے جیسے الکتریسٹی کہ تمام اجسام میں منتفی ہے
صرف بعض حالات خاص میں اُس کا وجود بنویہہ اُس کے آثار عجیبہ
کے ظاہر ہوتا ہے پس عقل مان لیتی ہے کہ وہی موجود ہے
اسی طرح ایک ہی جسکو کرئی مبدأ قرآن حیرانی اور کرئی شیطان

کہتا ہے انسان کے جسم میں موجود ہی جسکا وجود صرف بنویہہ
اُس کے آثار کے جو اقرا اور تکلیف بڑے بڑے خیالات کے ہیں ثابت ہوتا
ہے۔ قرآن مجید میں جو اس پر جن کا اطلاق ہوا ہے اس کا
بہید یہہ ہے کہ لفظ جن مشتق ہے جنین سے جسے معنی مضفی رہنا
یا ذہن جانا ہے اور اسی سے لفظ جنہ یا مجنہ جو بمعنی سپر ہے
نکلا ہے کیونکہ وہ بھی سپردار کر دھانپ رکھتا ہے۔ اس طرح
جنون بھی اس سے مشتق ہے کیونکہ وہ عقل کو دھانپتا ہے علیٰ ہذا القیاس
جنین کہتے ہیں اُس لڑکے کو جو ماں کے پوت میں رہتا ہے کیونکہ
وہ بھی دھنپا رہتا ہے اور قبر کے اندر کے مردہ کو بھی جنین
کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی دھنپا رہتا ہے۔ پس لفظ جن کا اطلاق
اُن موجودات پر ہوا کرتا ہے جو ذہنی ہوتی اور چھپی ہوئی رہتی
ہیں اور آیۃ کریمہ خلق الجن من مارج من النار سے مستنبط ہوتا ہے
کہ جن ایک لطیف تار سے مشغول ہیں پس قول اللہ جل شانہ کا ابلیس
کے حق میں کہ کان من البصن فسق من امر ربہ نہایت ٹھیک ہے
کیونکہ عقل تولد شیطان کا یہی تار لطیف ہے جسکو الکتریسٹی
کہتے ہیں پس طبقہ جن سے ہونا اُسکا کون اتکار کرسکتا ہے اور چونکہ
شیطان بڑے بڑے خیالات کے مبدأ کا نام ہے اس لئے قرآن مجید میں
اُس کو رسواس بھی کہا ہے جو بمعنی رسوسہ کے ہیں پس فرمایا
اللہ تعالیٰ نے من الرسواس النفس النفی ہر رسوس فی صدور الناس یعنی
خدا کی پناہ میں آتا ہوں ہدی سے اُس چھپے ہوئے رسوسہ کی جو لوگوں
کے دلوں میں بڑے بڑے خیالات ڈالتا ہے اور چونکہ وہ مبدأ ہو مستور
و مضفی ہے اس لئے اُسے خناس کہا جسکے معنی مستور کے ہیں *

زمان قدیم میں عادت تھی کہ واقعات کو بطور تمثیل کے بیان کیا
کرتے تھے مگر علما اُسی تمثیل سے اُسکے معنی باطن کو سمجھتے چلے
آئے ہیں نہ معنی ظاہری کو چنانچہ توریہ مقدس میں جو قصہ آدم
و شیطان ہے اُس میں شیطان کا نام نہیں ہے بلکہ لسان مرموز میں
شیطان پر سانب کا اطلاق کیا گیا ہے کہ میدان کے حیوانوں میں سے
سانب بڑا ہریز تھا اُسے بی بی حرا کو توفیق دیکر اُس پہل کو کھلایا
مگر پارچہ اسکے علمائے یہود و نصاریٰ وہاں سانب سے شیطان ہی
مراد لیتے ہیں علوہ اسکے انبیاء علیہم السلام کے تمثیلی بیان کو اختیار
کرنے میں حکمت یہہ تھی کہ عوام اور خواص دونوں پر حسب اپنی
اپنی استعداد کے اُنکی تعلیمات سے فیضیاب ہوں۔

یہاں عالم حسنش دل و جاں تازہ میدارہ

یرنگ اصحاب سرور را بیور اوباب معنی را

ہذا ہدلی من التحقیقات واللہ اعلم بالصواب *

الراقم

عبید اللہ عبیدی

مقام چھوڑا ہرگلی کا ج ۱۱ اگست سنہ ۱۸۷۲ ع

نمبر ۱۰۷

طعام اہل کتاب

معاذکے مولوی سید احمد خاں کی کتاب
طعام اہل کتاب اور اُس کے جواب
امداد الاحتمساب پر

چند روز ہوئے کہ سید احمد خاں صاحب نے ایک کتاب بہ نسبت
حاصل طعام اہل کتاب اور جواز مواضع اُن کی تالیف کی اور مولوی
امداد العالی صاحب نے اُس کا جواب لکھا مگر اب تک کسی شخص نے
دونوں کتابوں کی نسبت نہ کوئی رائے ظاہر کی کہ اُن کے مضامین
کی صحت و غلطی سے بھٹ کر وہ کئی اس لیے میں نہایت غور و قائل
ہوں کہ اُن دونوں کتابوں کے خاص اہم مسائل کی نسبت اپنی رائے
ظاہر کرتا ہوں اور جو کچھ میری ناقص سمجھ میں اُن میں غلطی
و صحت ہی اُسے لکھتا ہوں *

جس شخص نے موسوی نظر سے یہی دونوں کتابوں کو دیکھا ہی
ہے سمجھ گیا ہوگا کہ دونوں کتابوں کی تالیف کا اصول مختلف ہی
سید صاحب نے اپنی کتاب کو بلا پابندی تقلید کے لکھا ہی اور اپنے
قوال پر کتاب و سنت سے استدلال کیا ہی نہ فقہی کتابوں اور فقہاء
و کتب پر اور اگر کسی مقام پر کسی فقہ یا عالم کا قول نقل بھی کیا
ہی تو صرف واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے اور مولوی امداد العالی
صاحب نے اپنے رسالہ کو اصول تقلید پر لکھا ہی اسیر اسطے اپنے جواب
میں اکثر فقہاء اور علماء کے فتاویٰ اور فقہی روایات سے استناد فرمایا ہی
اور اپنے کلام کو بہت خوبی سے پسند اقوال علماء مدلل کیا ہی مگر
میں اپنی رائے بہ نسبت خوبی اور عمدگی اُس اصول کے ظاہر کرتا
ہوں جسکا سید صاحب نے التزام کیا ہی کیونکہ میرے نزدیک تقلید
بہ تحقیق حق کے لیئے کافی ہی نہ بہ قابل کتاب و سنت کے کسیکا قول
رائے کے لائق ہی مگر چونکہ ہمارے بھائیوں کے نزدیک دنیا میں اب
وہی ایسا آدمی ہی نہیں ہی جو کتاب و سنت سے کسی مسئلہ کا
استنباط کر سکے یا اُس کے معنی تک سمجھ سکے بلکہ مبداء فیاض کا
فیض ہی اُن کے نزدیک اگلے لوگوں پر تمام ہو چکا اس لیے اُن کے
سمجھانے اور مطمئن کرنے کے لیئے اگلی کتابوں اور پرانے علماءوں کے
اقوال جو مطلق کتاب و سنت کے ہوں نقل کرنا اور اپنے کلام کی تائید
تفویض میں اُسے بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں سمجھتا چنانچہ
میں نے اپنے اس معاذکے میں اسی اصول کا لحاظ کیا ہی *

میں دونوں فقہوں کے اہل مسائل سے بھٹ نہیں کرتا بلکہ صرف
انہیں باتوں سے جو نہایت ضروری اور اہم ہیں اور نہ اُن غلطیوں پر

کچھ توجہ کرتا ہوں جو متعلق اُن خاص مسئلوں کے نہیں ہیں
جن کی تحقیق منظور ہی کیونکہ میری فرض اس معاذکے سے کہ
معاذکے ہی نہ معاذکے نہ تردید کسی کی بلکہ صرف حق کا ظاہر کرتا
ہی اور چونکہ ایک زمانہ ایسا سمجھ پر گذرا ہی کہ میں سید صاحب
کی تحریر پر معترض اور اُن کی تالیف کی تردید کرتا تھا اس لیے
میں اپنے اُدھر صاحب سمجھتا ہوں کہ میں اپنی سچی رائے کو جو
اب ہی ظاہر کروں اور ایک علماء دوست کی پیروی کرنے پر جہل مرکب
کی بیماری میں مبتلا رہنے سے بچوں *

میں اول جواز و عدم جواز طعام اہل کتاب سے بھٹ کرتا ہوں
پھر مواضع سے ساتھ اہل کتاب کے بھٹ کر دیتا *

سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲ میں ایک
حدیث ترمذی سے نقل کی ہی کہ ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے بہ نسبت طعام نصاریٰ کے سوال کیا آپ نے فرمایا کہ
لا یقتلن فی صدرک طعام ضارعتہ بہ النصرانیۃ کہ نہ خلیجان میں
قتالے تیرے دل کو کوئی کھانا کیا مشابہ ہو گیا تو نصرانی لوگوں کے اور
ترمذی نے اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہی کہ راعی علی هذا عند
اہل العلم من الرخصة فی طعام اہل الکتاب کہ عمل ہی اس حدیث پر
اہل علم کے نزدیک رخصت اور جواز میں کھانے اہل کتاب کے *

مولوی امداد العالی صاحب بہادر اپنی کتاب کے صفحہ ۵۱ میں
فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ترمذی ادرجہ رخصت طعام اہل کتاب
کی سمجھتا ہی لیکن ظاہر ہی کہ اس حدیث میں منع ہی کھانے
طعام نصاریٰ سے پسبب مشابہت کے ساتھ نصرانیات کے پس ترجمہ
آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہی کہ نہ جیسے تیرے
دل میں ساتھ شک کے حرم اُس عالم کی کہ مشابہ ہوتا ہو تو
اُس میں نصرانیات کے اور اپنے اس قول کی تائید میں سیوطی اور
ابراہیم الطیب کے دو قول اور مجمع البحار کی ایک عبارت نقل کی ہی *

میری رائے میں سید صاحب کی رائے صواب پر اور مولوی صاحب
کی رائے غلطی پر ہی چند وجوہ سے *

پہلی وجہ — اگر اس حدیث سے حرم طعام اہل کتاب ثابت ہو
تو وہ مخالف ہوتی ہی نص قرآنی کے جو اہل کتاب کے طعام کی

حلت میں تارل ہوئی ہی یعنی آیۃ طعام الذین ارتوا الکتاب حل لکم *

دوسری وجہ — چونکہ مشرکین اور بت پرستوں کا کھانا بھی حرام
نہیں ہی پس اہل کتاب کے کھانے کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں
رہی حلت طعام مشرکین و اہل کتاب کی وہ اگلے لوگوں میں ایسے
مشہور اور صاف تھی کہ آیت مذکورہ میں طعام کے معنی ذبیحہ کے
اسی لیے لکھے گئے ہیں کہ تخصیص اہل کتاب کی ثابت ہو اور کلام

پانچویں وجہ - واسطے اطمینان خاطر مقلدین کے میں چند عالموں کے قولوں کو بھی نقل کرتا ہوں تاکہ اُس سے بھی حالت طعام اور منع و حواس ثبت ہو جاوے *

مجمع البہار میں لکھا ہے قَوْلُهُ لَا يَتَغَلَّبُنْ اَوْ لَا يَتَغَلَّبُ فِيهِ شَيْءٌ مِنَ الشَّكِّ وَبِزَوْرِ بِالْعَصَا اَوْ اَلْمِهْمَلَةِ وَاصْلًا لِحَتْلُجِ الْعَصْرَةِ وَالْاضْطِرَابِ قَوْلُهُ ضَارِعًا اَوْ شَابِهًا النَّصْرَانِيَّةَ وَالرَّهْبَانِيَّةَ فِي تَقْدِيرِهِمْ وَتَشْدِيدِهِمْ وَكَيْفَ وَ اَنَّ عَلَى الصَّنِيفَةِ السَّهْلِيَّةِ يَعْنِي نَهْ اَوْعَ تَبْرَعِ دَلِّ مِثْلِ كُفْهَةِ شَكِّ اَوْ اِخْتِلَاجِ نَهْرٍ عَ تَجْبَهُ يَعْنِي حَرَكَةٍ اَوْ اِضْطِرَابِ كَيْفَا تَرِ مِثَابَةِ هَرَا نَصْرَانِيَّوْنَ اَوْ رَهْبَانِيَّوْنَ كَيْ اِنِّ اَوْ اِزْ تَنْكِي كَرْنِ اَوْ تَشْدُدِ كَرْنِ مِثْلِ اَوْ اِزْ يَهْ كِيُونَكُوْهُ سَكْتَا هِي كِيُونَكُوْهُ تَوَ اِيسَ دِيْنِ پَرِ هِي جَوَ سِيدَا اَوْ اَسَانِ هِي *

فتح البودہ میں نقل عن الطیبی لکھا ہے کہ جملة ضارعة جواب شرط معذوف ای ان شکک شایع بیۃ الرهبانۃ والجماعة الشرعیة مستانقة لبيان سبب النهی والمعنی لا یدخل فی قلبک ضیق و حرج لانک علی الہ فیتۃ السہلیۃ اذا شکک و ترددت علی نفسک بمثل هذا شایع بیۃ الرهبانۃ یعنی ضارعة جواب ہی شرط معذوف کا اور معنی اس جملہ کے یہ ہیں کہ اگر تو شک کریگا تو مشابہ ہوگا رہبانیت کے اور جملہ شرطیہ واسطے بیان سبب نہی کے ہی اور معنی یہ ہیں کہ نہ آوے تیرے دل میں کچھ تنگی اور شک کیونکہ تو ایسے دین پر ہی جو سیدھا اور آسان ہی پس اگر تو شک کریگا اور اپنے اوپر سختی اور شدت روا رکھیگا ایسی باتوں میں تو مشابہ ہوگا تو رہبانیت کے قطعاً اور چونکہ نصارے میں رہبانیت جاری تھی اور رہبان حلال چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتے تھے اور اُسے فیکہ اور عبادت جانتے تھے اور ہر بات میں شک و شبہ کرنے کو زہد سمجھتے تھے اور چونکہ حضور نے اپنے دین میں ایسے تشدد اور وسواس کو منع کر دیا اس لیے شک کرنے کو حالت میں طعام اہل کتاب کے رہبانیت سے مشابہ فرمایا *

مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ قَوْلُهُ لَا يَتَغَلَّبُنْ مَعْنَاهُ بِالْمِهْمَلَةِ لَا یدخل فی قلبک فیه شیء فائذ مباح و بالمعصیۃ لَا یغلبُک فی واپک الشک * فرخندہ ہمارے نزدیک جواز طعام اہل کتاب میں اُڑوے قرآن و حدیث کے کچھ کلام نہیں رہا یہ امر کہ اہل کتاب سے وہی بہرہ و نصارے مراد ہیں جو اپنے تئیں ملت موسوی اور مذہب عیسوی کا معتقد کہتے ہیں یا نہیں چنانچہ سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں اسی امر کے مدعی ہیں مگر مولوی امداد العالی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ اور صفحہ ۴۶ میں اسے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ مراد اس آیت میں یہ اہل کتاب ہیں کہ جنکی عبادت

الہی و بڑوں میں اور بیعت نہ تھے اگر مقلدین کو الفاظ آیت اور حدیث سے حالت میں طعام اہل کتاب کے شبہ ہو تو وہ مفسرین اور محدثین کے قولوں پر رجوع کریں اور اُن اقوال کو جو سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳ اور ۱۴ میں نقل کیئے ہیں ملاحظہ فرماویں تاکہ طعام اہل کتاب کے حلال ہونے میں کچھ شبہ نہ رہے بلکہ خود مولوی امداد العالی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶ میں جہاں آیت طعام الذین اوتوا الکتاب سے بحث کی ہے صاف لکھ دیا ہے کہ ”ہاں اس قدر البتہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ طعام اہل کتاب کا کھانا اور اُن کو اپنا کھانا جائز ہے“ پس جبکہ آیت سے طعام اہل کتاب کا حلال ہونا مولوی صاحب نے قبول فرمایا تو پھر اس حدیث میں اُن سیدھے اور صاف معنوں سے جو بہ نسبت حالت اور جواز طعام کے ہیں مدول کرنے کی کچھ ضرورت نہ تھی مگر ہاں شاید اس حدیث سے اُس کھانے کی حرمت مراد ہو جس سے مشابہت نصاریٰ کی پائی جاوے اور جو کھانا صرف اُنہیں سے مخصوص ہو تاکہ مسلمان من تشبہ یقوم نہو منہم کی وعید میں داخل نہوں لیکن کیا خوب ہوتا اگر مولانا صاحب اُس طعام کی کچھ تہرزی سی تفصیل بھی فرما دیتے تاکہ معلوم ہو جاتا کہ کس کھانے میں تشبہ اُن کا ہے اور کس میں نہیں *

تیسری وجہ - اسی حدیث کو جسے ترمذی سے سید صاحب نے نقل کیا ہے ابوداؤد نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے اور جس باب میں اُسے لکھا ہے اُس باب کے عنوان پر یہ تصریح کیا ہے باب کَوَاهِیَةِ التَّقَدَّرِ لِلطَّعَامِ یعنی باب مکروہ ہونے میں کہن کرنے سے کھانے میں لیکن اگر اس حدیث کے وہ معنی ہوتے جو مولوی صاحب نے فرمائے تو ابوداؤد کو یہ لکھنا مناسب ہوتا کہ باب مکروہ یا حرام ہونے میں طعام نصاریٰ کے *

چوتھی وجہ - اس حدیث کو جس طرح سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے اُس کے الفاظ یہ ہیں و سَأَلَهُ رَجُلٌ قَالَ لَنْ مِنَ الطَّعَامِ طَعَامًا اَتَصْرَحُ مِنْهُ فَقَالَ لَا يَتَغَلَّبُنْ فِی نَفْسِکَ شَیْءٌ اَوْ اَسْ مِنْ حَالِطِ طَعَامٍ ثَابِتٍ ہوتی ہے کیونکہ جب پوچھتے والے نے اپنے وسواس اور کراہیت کو بیان کیا اور اُس کے جواب میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کچھ شک نہ کر تو یہ فرمانا صاف حالت طعام پر اور منع کرنے وسواس پر دلالت کرتا ہے نہ اُسکی حرمت پر اور اگر اسی سوال کے جواب میں اُن لفظوں سے حرمت کے معنی مراد لیئے جاویں اور نبی کے کلام میں ایسی تفسیر کی جاوے تو اُس میں اور تعریف میں کیا فرق ہوگا *

تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین یہود و نصاریٰ میں سے تھے *
میرے نزدیک ثابت کرنا اس امر کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نصاریٰ کی عادت تسمیہ کی وقت ذبح کے تھی اور وہ موحّدین سے تھے اور بعض کی عادت تسمیہ کی نہ تھی اور وہ مشرکین سے تھے ایسا مشکل ہی کہ سوائے دعویٰ کرنے کے شاید کوئی عالم اسکو ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ کوئی فرقہ نصاریٰ کا ایسا نہ تھا اور نہ ہی کہ جسمیں تسمیہ اور غیر تسمیہ کی عادت کا وقت ذبح کے اختلاف ہو *
یہ خیال کرنا کہ نصاریٰ بہ سبب اعتقاد مسئلہ تکلیف کے مشرکین میں ہیں اور اس لیے ذبیحہ اُنکا ناجائز ہی قاطبی ہی کیونکہ وہ مدعی توحید ہیں اور جو کہ مدعی توحید ہو اُسپر اطلاق شرک نہیں ہوسکتا علماء حنفیہ کے قلم سے بھی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ ہدایہ کی کتاب الذبائح میں لکھا ہے و من حرّم ان یكون الذابح صاحب ملة التوحید اما اعتقاداً کالمسلم او دعویٰ کالکتابی اور کفایہ خوارزمی میں اُسکے حاشیہ پر لکھا ہے کہ فانه يدعی التوحید پس ظاهر ہوا کہ جو شخص مدعی توحید ہو مثل یہود و نصاریٰ کے اُسکا ذبیحہ ویسا ہی جائز ہی جو کہ موحّد ہو اعتقاداً پھر اسکی تائید صاحب ہدایہ کے دوسرے قول سے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ و ذبیحۃ الکتابی و المسلم حلال لما تلونا و لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او قرا الکتاب حلکم و اطلاق انکتابی ینتظم انکتابی الذی و الہدی و العربی و التغلیبی لان الشرط قیام الملة علی مامر اس سے ظاہر ہے کہ کتابی کا اطلاق سب اہل کتاب پر ہی خواہ وہ ذمی ہوں یا حربی عربی ہوں یا تغلیبی اور اُنکا ذبیحہ جائز ہی کیونکہ قیام ملة واسطے جواز ذبح کے شرط ہی اور پھر صاحب ہدایہ لکھتے ہیں کہ لا قریب ذبیحۃ المجرسی لانه لا یدعی التوحید فانہ محال لمة اعتقاداً و دعویٰ کہ ذبیحۃ مجرسی کا کھانا جائز نہیں کیونکہ وہ توحید کا دعویٰ نہیں کرتا پس ملة معدوم ہی اعتقاداً اور نیز دعویٰ اور اُسکی تائید مینی شرح صحیح بخاری کے قول سے بھی ہوتی ہے قال عدۃ الایہ فی معرض استدلال علی جواز اکل ذبائح اہل الکتاب من الیہود و النصارى من اہل العرب و قریۃ لان الامراء من قوله تعالیٰ ذبائحہم بہ قال ابن عباس و ابو امامۃ و مجاہد و سعید بن جبیر و عکرمہ و عطاء و الحسن و المکحول و ابراہیم النخعی و اسدی و مقاتل ابن حبان و هذا امر مجمع علیہ بین العلماء ان ذبائحہم حلال للمسلمین لانہم لا یعتقدون الذبائح لغير الله تعالیٰ و لا یدکرون علی ذبائحہم الا اسم الله و ان اعتقدوا فیہ ماہر منزہ عنہ اگرچہ حلی ذبیحہ اہل کتاب میں

کوئی شبہ نہیں ہی لیکن اگر تسمیہ اور عدم تسمیہ پر وقت ذبح کے لحاظ کیا جائے تو ابو داؤد کی حدیث پر رجوع کرنا چاہیئے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حکم تسمیہ وقت ذبح کے اہل کتاب سے متعلق نہیں ہی چنانچہ وہ حدیث ابن عباس کی ابو داؤد سے سید احمد خاں صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷ میں نقل کی ہے قال نکلا ما ذکر اسم الله علیہ و لا قاکلوا معاً یذکر اسم الله علیہ نسف و استثنی من ذلک قال طعام الذین لو قرا الکتاب حلکم و طعامکم حل لہم یعنی یہ آیت کہ نہ کھاؤ تم اُس چیز سے کہ چسپ خدا کا نام نہ لیا گیا ہو نسخ ہوئی اور کھانا اہل کتاب کا بموجب آیت طعام الذین او قرا الکتاب کے مستثنی ہو گیا مولوی امداد العالی صاحب بھی اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس قول ابن عباس سے یہ نہیں نکلتا ہے کہ اہل کتاب کے ذبح میں مواقت ہمارے قراء ذبح کی شرط نہیں ہی بلکہ یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہی کہ ذابح کتابی ہو یا مسلم جیسا کہ مذہب ابن عباس کا ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً ممدأ ہو یا سہراً اُنکے نزدیک حلال ہی اگرچہ بعد اسکے مولوی امداد العالی صاحب نے ممدأ متروک التسمیہ کی حرمت ثابت کی ہے لیکن اس قول کو حضرت ابن عباس کے تسلیم کیا ہے اب ہم اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ایک جماعت عام مصحابہ و تابعین کی آیت لا قاکلوا معاً یذکر اسم الله علیہ کے منسوخ ہونے کی قایل ہی جیسا کہ تفسیر ابن کمال میں لکھا ہے وروی عن ابي الخرداد و عبادۃ ابن الصامت و جماعة من التابعین انها منسوخة لقولہ تعالیٰ و طعام الذین او قرا الکتاب حلکم و اجازوا ذبائح اہل الکتاب و ان لم یذکر اسم الله علیہا و لانسب ذلک نسخاً بل ہو تخصیص اور روایت خطابی سے شرح سنن ابو داؤد میں بذیل حدیث حضرت عائشہ کے عدم شرط ہونا تسمیہ کا ثابت ہوتا ہے کہ تیل فیہ دلیل علی ان التسمیہ غیر شرط علی الذبیحۃ لانہا لو کانت حرماً لم تبج الذبیحۃ بالامر المشکور فیہ * امام حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترک تسمیہ سے ممدأ ہو یا سہراً حرمت ذبیحہ نہیں ہوتی وہ دو دلیلیں بیان کرتے ہیں - اول ایک حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جسے صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہے المسلم ینذبح علی اسم الله تعالیٰ سوی اولم یم کہ مسلمان خدا ہی کے نام پر ذبح کرتا ہے خواہ اُس نے وقت ذبح کے تسمیہ کیا ہو یا نہ کیا ہو دوسرے ترک تسمیہ کا سہراً یاہی حرمت ذبیحہ نہ ہونا اسپر دلالت کرتا ہے کہ تسمیہ حلی ذبیحہ کے لیے شرط نہیں جیسا کہ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے و لان التسمیۃ لو کانت شرطاً للحل لہا سقطت بغير النسیان کالطہارۃ فی باب الصلوۃ و لو کانت شرطاً فامتنع

ایہ وقت مقامہا کافی الناسی کہ اگر تسمیہ واسطے حلف ذبیحہ کے شرط ہوتا تو وہ شرط پختہ بھول کے ساقط نہ ہوتی جیسے کہ طہارت نماز کے لیئے ہی اور اگر تسمیہ شرط بھی ہو تو ملت اور مذہب ہی قائم مقام تسمیہ کے ہی جیسے تسمیہ کے پھولنے والے کے ذبیحہ کی نسبت سمجھا گیا ہی پس موافق قول امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے یہی تسمیہ شرط ذبیحہ نہیں اور غیر مقلدین کو ہو مسئلہ میں تقلید کسی امام کی لازم نہیں پس توک تسمیہ کو شرط ذبیحہ نہ جاننے سے زیادہ اُس سے نثری الزام نہیں دے سکتا جیسا کہ امام شافعی یا اُن کے مقلدین کی نسبت دیا جاسکتا ہے *

سید صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ میں حدیث ابرارہ کی سند پر جو اربڑ مذکور ہوئی یہ لکھا ہے کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گوشت توڑ کر مار ڈالنا یا سر پھڑ کر مار ڈالنا زکوٰۃ سمجھتے ہیں تو ہم مسلمانوں کو اُسی کا کھانا درست ہے اس کے جواب میں مولوی امداد العلی صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے کہ اس روایت سے صرف یہ نکلتا ہے کہ تسمیہ ذبح میں شرط نہیں ہے میرے نزدیک اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب نے بڑی غلطی کی ہے کیونکہ جو دوسری اُنہوں نے کیا ہے وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور کتابی کا ذبیحہ بلا تسمیہ کے جائز ہونے کے سوائے اس قول سے اور کچھ نہیں نکلتا اور چونکہ مستثنیٰ کی حرمت صراحۃً ایک دوسری آیت مستحکم سے ثابت ہے اور اُسکی تخصیص یا تنسیخ کسی دوسری آیت سے نہیں ہوئی تو تعجب ہے کہ کیونکر اُنہوں نے اس روایت سے یہ خیال کیا کہ اہل کتاب کا گوشت موزر کر مار ڈالنا بھی ذبیحہ میں داخل ہے اور جو قول ابن عربی اور معیار کا اُنہوں نے نقل کیا ہے وہ ایک عالم کی + رائے ہے جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ سے متخالف ہے اس لیئے ہم کو اُسپر کچھ امتنا نہیں *

پھر سید صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۴ میں لکھتے ہیں کہ طعام اہل کتاب میں ہم کو تفتیش اس بات کی کرنی کہ کس نے ذبح کیا اور کیونکر ذبح ہوا ہے کچھ حاجت نہیں بجواب اُس کے مولوی امداد العلی صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ جب نصاریٰ ہمارے ملک کے ذبح نہیں کرتے اور کسی جانور کا گوشت ہو اور کھینکا مارا ہوا ہو کھالیتے ہیں تو اہل اسلام کو جب اُن کے یہاں کا گوشت پکا یا کچا سامنے آئے تفتیش اسکی بہت ضرور ہے ہمارے نزدیک اس میں یہی رائے سید احمد خاں صاحب کی خطا پر ہے اُنکو سوجنا چاہیئے

+ اس سے معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں سید احمد خاں صاحب متبرہ نہیں ہیں بلکہ بعض علماء متقدمین نے بھی اُسکو حلال سمجھا ہے ۱۲ مہتمم

تھا کہ ذبیحہ مشرکین کا قطعاً حرام ہے اور اکثر مشرکین مثل چمڑ وغیرہ کے بارہی انگریزوں کے ہوتے ہیں اور پرند جانوروں کو بھی بارہی گوشت موزر کر مار ڈالتے ہیں تو بغیر تفتیش کے ایسے پرند جانوروں کا کھالینا گویا چمڑوں کے ہاتھ کے گوشت موزر ہونے جانور کا کھالینا ہے اگر حسن ظن پر خیال کیا جائے تو یہ اسوقت ہوسکتا تھا جب کہ انگریزوں کا تعامل مسلمانوں سے ذبح کرانے یا عہد ذبح کرنے کا ہوتا برقرار اُنکا بالکل برخلاف اس کے ہی تو ایسی صورت میں کرنی وجہ حسن ظن کی نہیں لیکن سمجھتے ہیں جب سید صاحب سے زبانی گفتگو ہوئی تو اُنہوں نے کہا کہ میں جب جانتا ہوں کہ بارہی کسی انگریز کا ہندو ہے تو ضرور ذبیحہ کی تحقیق کر لیتا ہوں ہاں جہاں یہ معلوم ہے کہ بارہی مسلمان ہے وہاں تحقیق نہیں کرتا *

سید احمد خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ اگر ہم کو یہ احتیاط ہو تو اہل کتاب سے پوچھ لینا چاہیئے کہ یہ ذبح کیا ہوا ہے یا نہیں مگر مولوی امداد العلی خاں صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۶۷ میں لکھتے ہیں کہ اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے میرے نزدیک اول تو اہل کتاب کے قول کے معتبر ہونے میں شبہ کرنا اسوقت چاہیئے تھا جبکہ چھوٹے پرلنا اُنکی شریعت میں یا اُن کے نزدیک جائز ہوتا و انڈیس قلیس اور ظاہرا کوئی وجہ بھی معلوم نہیں ہوتی کہ وہ غیر ذبیحہ کی نسبت کسی مسلم سے ذبیحہ ہوتا اُنکا کہہ دیں دوسرے قہا کے کلم سے یہی ایسا ہی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ہدایہ میں لکھا ہے کہ من اولہ اچیرا کہ

مجبوساً او خدا فاشتری لعمراً فقال اشتویۃ من یہودی او نصرانی او مسلم و منہ اکلہ پس مجوسی مشرک کا یہ کھینا کہ مینے گوشت کو یہودی یا نصرانی یا مسلم سے لیا ہے واسطے کھانے اُس گوشت کے کافی ہے پس خود اہل کتاب کا قول کیونکر لائق اعتبار کے نہوگا اور قوازل میں لکھا ہے کہ سئل ابو مطیع عن نصرانی دمی رجل الی طعام وقال

اشتریت اللحم من السوق انا کہ ذل ابو مطیع سالت ابن ابی مرۃ عن ذالک قال کل و کذاک قال مقاتل ابن حیان اما اصحابنا فانہم قالوا لا

کل حتی نریہ انه قد ذبح یعنی کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر ایک نصرانی کسی کی دعوت کرے اور کھانے کو بلائے اور یہ کہے کہ مینے گوشت بازار سے مول لیا ہے تو ہم اُسے کھاویں ابو مطیع کہتے ہیں کہ مینے ابن ابی مرۃ سے پوچھا اُنہوں نے کھانے کی اجازت دی اور ایسا ہی کہا مقاتل ابن حیان نے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ ہم نہ کھاویں گے جب تک نہ دیکھ لیں کہ اُس نے ذبح کیا ہے پس اس روایت سے ابو مطیع اور ابن ابی مرۃ اور مقاتل ابن حیان کے نزدیک

خلاف تقویٰ تھرایا جاوے بلکہ ممنوع اور حرام اور قریب بہ کفر کردیا جاوے ورنہ جو شخص ذرا بھی انصاف کریگا اور اصول ہریمہ کو ضرور دیکھیگا وہ ہرگز نہ کہیگا کہ مسلمانوں کا مذہب کھانے پینے میں ہندوؤں کا سا ہی یا اُن کی طرح چھرت و پھیز کا قاعدہ اُن میں بھی جاری ہی کہ کسی کے ساتھ کھا لینے یا کسی کے گھر کے کھانا کھا لینے سے دین جاتا رہتا ہی نمونہ باللہ من ذلک اگر مولوی صاحب اسی پر قناعت فرماتے کہ انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانا بغیر تحقیق و تفتیش طعام کے مکروہ اور بعد تحقیق بھی خلاف تقویٰ ہی تو بعض منصف مزاج سکوت کرجاتے مگر اُنہوں نے تو اسقدر مبالغہ کیا کہ مواکلت کو ہر تہہ شرک باللہ و اتکار ثبوت پنادیا پس سوائے اُن لوگوں کے جو رسموں میں ہندوؤں کے مقلد ہو گئے ہیں اور چھرت و پھیز میں اُن کی طرح کفر و اسلام کا اطلاق فرمانے لگے ہیں کوئی دانشمند سمجھدار آدمی تو اس بات کو نہ مانےگا *

ان باتوں سے قطع نظر کر کے اگر ہم عمل پر مسلمانوں کے نظر کریں تو یہی ثابت ہوتا ہی کہ نہ اگلے زمانہ میں احتراز مواکلت سے تھا اور نہ اب اور ملک کے مسلمان معتز ہیں چنانچہ ہم نے کتاب اثاثۃ المؤمنین سے ایک روایت نقل کر کے آئے دکھا دیا ہی کہ اصحاب نبوی نے ایک رومن کیتھولک عیسائی کی دعوت قبول کی اور اُس کے عبادت خانہ میں جا کر اُس کا کھانا کھایا اور قوازل میں جو لکھا ہوا ہی کہ سئل ابو مطیع عن نصرانی دہارجلا الی طعام وقال اہتدیت اللہم من البرق

اناکہ قال ابو مطیع سألہ بن ابی عروہ عن ذلک قل کل و کذلک قال مقاتل ابن حیان کہ کسی نے ابو مطیع سے پوچھا کہ اگر کوئی نصرانی ہماری دعوت کرے اور کھانے پر بلوے اور کچے کہ مینے گوشہ بازار سے مول لیا ہی تو ہم کھاریں یا نہ کھاریں تو اُنہوں نے ابن ابی عروہ سے پوچھا اُنہوں نے اجازت دی پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ دعوت قبول کرنا نصرانی کی جایز ہی اور اُس کے کھانے پر نہ گوشہ بازار کا خریدنا ہوا ہی گوشہ کا کھانا بھی درست ہی پس اگر اُن کی دعوت قبول کرنا درست نہ ہوتا تو یہی جواب کافی ہوتا کہ اُنکی دعوت کی اجابت ہی حرام اور کفر ہی نہ کہ اُنکے گھر کا پکا ہوا گوشہ کھانا اور اُن کے قول کو دیانات میں معتبر جاننا *

سب سے زیادہ تصریح جواز مواکلت کی سیرت سلطان صالح الدین سے ہوتی ہی جو قاضی بن عباس کی ہی اور جس میں خود اُس نے اپنی آنکھ دیکھی ہوئی باتوں کو لکھا ہی کہ اُس نے اُس کتاب میں چند مقام پر لکھا ہی کہ سلطان صالح الدین نے عیسائی پادشاہوں کو اپنے ساتھ کھانا کھایا اور اُن کی تعظیم و تکریم کی حالانکہ اُس

نصرانی کے گھر کا گوشہ کھانا صرف اس کھانے پر کہ اُس نے بازار سے مول لیا ہی جایز ہی بغیر اس کے کہ اُس کا ذبیحہ خود اُس نے کیا ہو اور مسلمان نے دیکھا ہو لیکن جب اہل کتاب ذبیحہ کا ہونا خود بیان کرے تو اُسکی تکذیب کی کوئی وجہ نہیں *

دوسری بحث بک نسبت مواکلت کے

سید احمد خان صاحب نے مواکلت کو ساتھ اہل کتاب کے جایز قرار دیا ہی اور مولوی صاحب نے اُسے نہ صرف ممنوع اور حرام تھرایا ہی بلکہ نسبت کفر کی اُس کے مرتکب کی طرف کی ہی اور بہت سی وجوہ حرمت کی بیان کی ہیں مگر جتنی وجوہ حرمت کی بیان کی گئی ہیں وہ سب ایسی ہیں کہ جنکا نفل کرنا اور رد کرنا بھی فضول ہی کیونکہ اُن سے صرف مواکلت اہل کتاب کی حرمت ثابت نہیں ہوتی بلکہ سوائے اعلیٰ درجہ کے متقی پڑھیز کاروں کے اور سب مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانا بھی حرام اور ممنوع ہوتا ہی اور اہل کتاب سے ملنا اُن کی تعظیم کرنا اُن کی ٹوکری کرنا بھی نہ صرف حرام بلکہ قریب بکفر ہوا جاتا ہی لیکن جب ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں جو غیر متقی مسلمانوں کی صحبت سے نفرت نہیں کرتے اور مشرکین اور بد پرستوں کے اختلاط و ارتباط دوستانہ سے باز نہیں رہتے اور اُنہیں اہل کتاب کے سامنے جس کی مواکلت کو حرام بتاتے ہیں اُس ادب اور تعظیم سے پیش آتے ہیں کہ ایک ادنیٰ درجہ کا نہ زاد قلام اپنے اعلیٰ مرتبہ کے آقا کے سامنے بھی اُس تذلل سے پیش نہ آویگا اور پھر نہ صرف حرام اور جاہل اس میں مبتلا ہیں بلکہ بڑے بڑے جناب مولانا وسیدنا و قبلہ و کعبۃ ادنیٰ درجہ کے انگریزوں کی رضا کے خدا کی رضا سے زیادہ طالب ہیں اور خلاف ما انزل اللہ الیہ کے احکام صادر کر کے اُن سے توفی دنیا کی خواہش کرتے ہیں اور پھر اُن میں سے نہ کوئی کافر تھرتا ہی نہ کرسٹن تو پھر وہ شخص جو انگریزوں کے ساتھ یہ دعویٰ مسرات کھانا کھارے کیونکر کانر و کرسٹن ہوگا ذلک ظن الذہن لا یعقلون *

جہاں تک میں فور کرتا ہوں مولوی صاحب نے بہت مبالغہ کیا ہی اور حد سے زیادہ تشدد فرمایا ہی شاید مولوی صاحب نے جواب ترکی پہ ترکی کے مقصود پر عمل کیا ہی کہ جب سید صاحب نے انگریزوں کے کھانے کو بلا تحقیق و تفتیش جایز کردیا اور اہل کتاب کی گردن مروڑی ہوئی مرفی کو بھی حلال تھرایا تو اُس کا جواب یہی ہی نہ انگریزوں کا کھانا اور اُن کے ساتھ کھا لینا نہ صرف مکروہ اور

+ مسلم ہمارا کھانیا والے نصرانی کو نصرانی کھانا جہالت کی بات ہی اس سے بلاشبہ گنہگار ہوتا ہی کھانے والا توبہ کرے — قبری مولوی سعد اللہ مفتی رامپوری —

نمبر ۱۰۸

اجماع

منجملہ اُن مذہبی الفاظ اور تقبی مصطلحات کے جنکی حقیقت نہ جاننے سے لوگوں کے خیالات قلمب ہوئے اور ہوتے ہیں اور جنہر استدلال کرنے سے بے اصل باتیں صحیح مسائل کی ضرورت پر ہو گئیں اور ہوتی جاتی ہیں لفظ اجماع ہی علماء نے کتاب و سنت کی طرح ایسے ایک شرعی حصہ مانا ہی تھا نے اُس کے منکر کو کافر سمجھا ہی پابندی ہر رسم و عادت کی جو مسلمانوں میں جاری ہی اُسی پر استدلال کرنے سے ایمان کی نشانی سمجھی جاتی ہی اُنکے حسن و قبح سے بھٹا کرنے والے پر خرق اجماع کا الزام لگانا تکفیر کی نسبت ہوئی ہی اسلیئے اُنکی حقیقت کا بیان کرنا اور اُن نتائج سے جو اُسپر مترتب کیئے جاتے ہیں کچھ بحث کرنا مناسب ہی *

یہ بات مسلمات سے ہی کہ ایمان نام ہی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کا اُن سب باتوں میں جو وہ خدا کی طرف سے لئے پس حاضرین کے واسطے خود اُنکا زبان مبارک سے سننا حصہ تھا اور اُسکی تصدیق کے لیئے دوسرے ذریعہ کی اُنکو حاجت نہ تھی لیکن ہم لوگوں کے لیئے اُن باتوں کی تصحیح اُنکی تصدیق پر مقدم ہی اسلیئے کسی ذریعہ کی ضرورت ہی وہ ذریعہ کیا ہی نقل اور روایت لیکن چونکہ اُس میں صدق و کذب دونوں کا احتمال ہوتا ہی اسلیئے کذب کے احتمال دور کرنے کے لیئے کوئی قطعی دلیل چاہیئے وہ کیا ہی تواتر و اجماع پس اگر کسی خبر کی نسبت مضمر صادق کے وقت سے لیکر الیہرنا هذا سب کا اتفاق ہو اور اُسکی صحیح پر سب کا اجماع تو وہ خبر ہمارے حق میں بھی روایت کی برابر ہی اور ایسی متواتر اور مجمع علیہ خبر حقیقت میں ہی نفسہ شرعی حصہ ہی لیکن اگر کسی خبر کی نسبت یہ درجہ ثابت نہ ہو یعنی مضمر صادق کے وقت سے اُسکا تواتر اور اُسکی صحیح پر اجماع نہر عام اس سے کہ وہ خبر پھر کسی اور زمانہ میں شہرت اور تواتر کے درجہ پر پہنچ جاوے یا آئندہ زمانوں میں بھی وہ اس مرتبہ پر نہ پہنچے تو وہ خبر اپنی اصلی حالت پر رہیگی یعنی مایہتمل الصدق والکذب پس پہلے زمانہ سے لیکر ہمارے وقت تک جتنے واسطے اُس کی نقل کے ہوئے ہوں اُن کی صداقت اور اعتبار قایم ہو اور وہ ہمارے میں بھی لایق لحاظ کے ہوں تو اُسکا جانب صدق غالب ہوگا اور اگر اُن میں سے کسی کی صداقت بضربی ثابت نہر یا اُنکا تسلسل اور اتصال معلوم نہر یا اُس کے بیان کرنے والے ابتدا میں ایک دو سے زیادہ نہوں تو اُس کی دونوں جانب صدق و کذب کی برابر ہوگی اور ایک کے رجحان کو دوسرے پر کسی

پادشاہ کی مطرہ اور صلیب مشہور ہی اور پیہا المقدس کا قطع ہوا اُس کے اسلام کی اب تک ایک بڑی نشانی موجود ہی میں اُس کتاب سے ہر نقلیں کرتا ہوں جس کیسکو زیادہ اس سے دیکھنا منظور ہو اصل کتاب کو دیکھے صفحہ ۲۵ میں اُس کتاب کے یہ لکھا ہی و ادوائتہ و قد دخل علیہ صاحب صیدا بالناصرۃ فاحترمتہ و اکرمہ و اعلیٰ معہ السلام و مع ذلک مرض علیہ السلام مذکر نہ طرفاً منی معاصتہ و حثہ علیہ یعنی میں نے خود دیکھا کہ سلطان صلاح الدین کے پاس امیر صیدا آیا تو سلطان نے اُس کا احترام اور اکرام کیا اور اُس کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر باوجود اس کے خرمیاں اسلام کی اُس کے سامنے بیان نہیں اور مسلمان ہونے پر اُسے پرانگرفتہ کیا اور پھر صفحہ ۹۰ میں لکھا ہی کہ و صاحب الشفیق یزید مدینہ مدہ السلامۃ فری ان اصلاح حالہ معہ قد تمین طریقاً الی سلامتہ فنزل بنعمۃ و ما حسبا بہ الا ہر قایم علی باب خیمۃ السلطان فاذن لہ فدخل فاحترمتہ و اکرمہ و کان من کبار القرنجبیۃ و مقالہا و کان یعرف بالعمیۃ فحضرت یزید صلی السلطان و الی معہ الطعام خلاصہ یہہ ہی کہ والی شفیق جو یزید امیروں اور دانشمندیوں سے انگریزوں کے تھا سلطان کے پاس آیا تو سلطان نے اُس کی تعظیم و تکریم کی اور اُس کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا یہہ حال تو اگلے لوگوں کا تھا اور اب روم کے سلطان اور اُن کے علماء فضلہ کا حال ظاہر ہی کچھ پورحیدہ نہیں کہ شاہ فرانس اور ملکہ انگلستان کے مہمان ہوئے اور عرب دعوتیں لیں اور خوب کھانے کھائے اور کسی نے ملکہ مکہ یا قہار مدینہ میں سے اُن کے کفر و ارتداد کا فتویٰ نہ دیا *

جہانگیر میں نے سوچا اور غور کیا مجھے نفس موائک کے جواز میں کچھ شبہ نہیں یعنی اگر اہل کتاب ہمارے یہاں آو ہمارے ساتھ کھانا کھائیں تو یہہ موائک بلاشبہہ جاپز ہی اور اگر ہم اُن کے یہاں جاویں اور اُن کے گوشہ کا ذبیح کیا ہوا ہونا ثابت ہو جاوے اور شراب و سُر نہ ہووے تو بھی اس موائک میں کچھ نغم نہیں اور اگر گوشہ کا ذبیحہ نہرنا ثابت ہو جاوے تو اُس گوشہ کی حرمت میں کچھ شک نہیں اور اگر شراب و سُر بھی اُس میں ہووے تو وہ شرمک اور مواطک کراحت سے خالی نہیں اس سے زیادہ جو کوئی کچھ کہے وہ افراط و تفریط اور عناد و تعصب ہی والہ اعلم بالصواب *

واضح

مہدی علی عفا عنہ

اور دلائل کی حاجت ہوگی اور اگر اُس کے بیان کرنے والوں کی بے اعتباری پائی جاوے تو اُسکا جانبِ مذہب راجح ہوگا بلکہ اگر اُنکا مذہب ہر وقت یقینِ ثابت ہو تو اُس میں احتمالِ صدق کا ہائی فرہیگا *

پس منجملہ اخبارِ مطہر صادق کے وہ خبر جسکا تواتر اُس کے وقت سے لیکر اب تک ثابت ہے اور جسکی صحت پر اجماع ہے قرآن مجید ہے اور جو اُس مرتبہ پر نہیں ہے وہ حدیث ہے پھر بعض اُسمیں یعنی حدیث میں سے وہ ہیں جنکا جانبِ صدق غالب ہے اور بعض وہ ہیں جنکے دونوں پہلے پراپر ہیں اور بعض وہ ہیں جنکا جانبِ کذب غالب ہے اور بعض وہ ہیں جو نری قلعہ اور بالکل چھوٹی ہیں فرضکہ یہ دونوں چیزیں ہمپر حصہ ہیں پہلی چیز یعنی کتابِ قطعی حصہ ہے کیونکہ اُس کی صحت قطعاً ثابت ہے اور دوسری چیز یعنی سنہ طنی حصہ ہے کیونکہ اُسکی صحت طنی ہے اور باعتبار اپنے مرتبہ صحت کے وہ ہمپر حصہ ہے۔ رہا اجماع پس اگر اُس سے مراد ہے اجماع سب کا اور صحت اُس خبر کے تو امنا و صدقنا کہ ایسا اجماع صحت ہرے ہی لکن لانی ذاتہ بل بغیرہ کیونکہ حقیقت میں وہ اجماع ایک کامل شہادت اور قطعی دلیل اُس خبر کی صحت کی ہے اور وہ خبر فی نفسہ ہمپر حصہ ہے اور اُسی اجماع کا منکر بھی یقینی کافر ہے کیونکہ وہ منکر اُس خبر کا ہے جسکی صحت ثابت ہوچکی اور جسکا انکار فی ذاتہ کفر ہے پس اگر کوئی کسی آیت کا قرآن مجید کی منکر ہو تو وہ ویسا ہی کافر ہے جیسا کہ صاحبِ الریح کی زبان سے منکر اُسکا منکر ہوتا کیونکہ تواتر اور اجماع نے اُس کی صحت کر ایسے یقین کے درجہ پر پہونچا دیا ہے کہ احتمالِ غلطی کا باقی نہیں رکھا لیکن اگر اُس سے مراد ہے اتفاق کرلینا لوگوں کا اور کسی معنی و مقصد کے جو متخیر صادق کے لفظوں سے مراداً ثابت ہو یا اور حقیقت کسی چیز کے جسکا بیان بہ تصریح خود مطہر صادق نے نہ کیا ہو یا اور تفصیل کسی اجمال کے جسے اُس نے مجمل ہی رہنے دیا ہو یا اور تصریح کسی شی کے جس میں اُس نے اشارہ استعارہ پر ہی تفادیس کی ہو یا اور اُن باتوں کے جو شارع کی باتوں کی علت دریافت کر کے قیاساً اُسپر نکالی گئی ہوں جبکہ اُس علت کو خود شارع نے بیان نہ کیا ہو یا اور کسی ایسے مذہبی اعتقاد یا قول یا فعل کے جو اُس کے اخبار متواتر سے ثابت نہ ہو یا اُسکے منصوصات کے مخالف اور اُس کے اصلی اصول کے معارض ہو تو ایسا اتفاق کچھہ قطعی حصہ نہیں اور نہ ایسے اجماع کا منکر کافر ہے اور نہ اُن باتوں کا جو ایسے اتفاق پر مبنی ہوں نہ ماننا یا اُنسے مخالفت کرنا تکذیبِ رسول ہے کیونکہ یہ اجماع ایک قیاس یا قول یا فعل ایسی جماعت کا ہے جس میں سے نہ کوئی متخیر صادق ہے نہ جس میں سے کوئی کی رائے معصوم ہے نہ جس میں سے

کوئی صاحبِ الریح والکتاب ہے نہ اُنکی تصدیق و تکذیب پر ایمان و نقر کا مدار ہے پس جبکہ بانفرادہ کوئی ایک اُن میں سے ایسا نہیں ہے جس کی رائے یا قول یا فعل ہمپر حصہ ہو تو ہمجوعہ اُن کی رائے یا قول یا فعل کی حصہ ہونے کی کیا وجہ ہے ہاں اُن کی بات کو ایک ایسی وقعت ہے کہ اُس کی صحت کا پلہ بہ نسبت اُس کی غلطی کے غالب سمجھا جاوےگا اور جب تک کہ اُس کی غلطی ثابت نہ ہو تب تک وہ ماننے کے لائق ہوگی مگر احتمالِ غلطی کا موجود رہیگا اور ممکن ہے کہ کبھی اُس کی غلطی ثابت ہو جاوے اور کسی زمانہ میں اُس کی غلطی پر دوسرا اتفاق ہو جاوے اور یہ بھی اُس حالت میں ہے جبکہ اتفاق سب لوگوں کا ہو اور کوئی اُس رائے یا قول یا فعل سے کسی زمانہ میں منکر نہ ہو یا کم سے کم جو لوگ صالحیت رائے دینے کی رکتے ہوں اُنہوں نے مخالفت نہ کی ہو لیکن اگر کسی جماعت یا کسی گروہ میں کوئی بات بغیر بعض و مباحثہ کے جاری ہوگئی ہو یا کسی عارضی وجہ سے مثل خوف یا ہرم یا لعنا یا جہالت کے لوگوں نے مان لیا ہو اور امتدادِ زمانہ نے اُسے قری کر دیا ہو یا اُس کی صحت میں اہل رائے نے اختلاف کیا ہو اور بعض مجتہدین نے اُسے صحیح نہ جانا ہو گو کسی خارجی سبب سے اُس انکار کو شہوت یا قوت نہ ہوئی ہو تو ایسے اتفاق کو وہ وقعت بھی نہیں ہے بلکہ اُسپر اتفاق یا اجماع کا اطلاق کرنا ہی غلطی ہے + پس یہہ مختصر حقیقت اجماع اور انکار اجماع کے کفر ہونے کی ہے اُسپر فور کرنے کے بعد اب ہمکو

+ میں اپنے علماء کے اقوال بھی بہ نسبت اس مسئلہ کے بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں تاکہ اُنکی رائے بھی لوگوں کو معلوم ہو جاوے امام غزالی نے کتاب التفرقة میں لکھا ہے و شرطہ (اے اجماع) ان یجتمع اهل العلم والعقدا علی صیغہ واحد فیتفقون علی امر واحد اتفاقاً بلفظ صریح ثم یستمررون علیہ مدۃ عند قوم و الی تمام انقراض العصر عند قوم اور مسلم میں لکھا ہے کہ قیل اجماع اکثر مع ندرة المخالف اجماع والمشتار انه یس باجماع لا تنفذ الکل قیل لیس حجة اصلہ وقیل ہو حجة ھنیئة اور مرقاۃ الاموال میں ہے کہ الاجماع اما بالتواتر او الشہرة او الاحاد و اتی التواتر اجماع الصحابة اذا انقضوا حتی اذا لم یبقوا لم یکن الاجماع اتفاقاً لما ہو فہو کالایۃ القطعیۃ الدلالتہ والتخیر المتواتر لیکفر جاحدہ وان لم یکن سکوتاً حتی اذا کان سکوتاً لم یکن متواتراً علیہ ایضا لا یکفر لمخالفة ثم اجماع من بعدہم بالشرط السابق فہوالم یرونیہ خلافہم فہو کالمشہور من الخیر یضلل جاحدہ ولا یکفر اجماعاً ثم الاجماع المختلف فیہ فہو کالمصحیح من اخبار الاحاد لا یضلل جاحدہ ایضا کمالا یکفر اور امام حجة الاسلام نے منخل میں لکھا ہے انه قد یثبت الخلاف فی کون الاجماع حجة ولا یکفر منکرہ فہو کالمشہور علیہ اذا

کوئی بتادے کہ جو عوام و خواص ہر جزئیہ فقہیہ اور ہر مسئلہ نفعیہ کی نسبت اجماع کا لفظ زبان پر لاتے ہیں اور اُس کے انکار کو بوجہ انکار اجماع کے کفر بتاتے ہیں وہ کس قدر صحیح ہی اور کس قدر غلط عوامی قرائن مجہد کی تصریح صریحہ کے اُڑے عقائد و مسائل جو استخراج و استنباط کیئے گئے ہیں اور جو کتابوں میں بڑی حد و مد سے لکھے گئے ہیں اُن میں سے کتنے عقیدوں اور کتنے مسئلوں پر اجماع کا اطلاق ہو سکتا ہی اور کتنے پر نہیں اگر اجماع کا نام ہی چند کتابوں میں

لم یکن من ضروریات الدین لم یکنہ اور امام الحرمین ابوالمعالی نے فرمایا ہی کیف تکفر من خالف الاجماع و تھن لا تکفر من رد اصل الاجماع و انما نبذہ و فصلہ والمعتمد عند الشافعیۃ عدم اطلاق تکفیر المجمع علیہ اور امام نووی نے روضہ میں لکھا ہی کہ ایسی تکفیر جاحداً المجمع علیہ علی اطلاق ہک من جہد مجتہداً علی فیہ نص نہو من الامور الظاہرة التي یشتک فی معرفتها النواصی و لعوام کا نصی و تہذیب الشہر و تہذیب ما نہو کافر و من جہد مجتہداً علیہ لا یعرفہ الا النواصی کاستحقاق ہک الابن السدس مع بنت الصلب و تہذیب فلیس بکافر اور ابن دثیق العبد نے شرح عمدہ میں لکھا ہی اطلاق بمعنیہ ان متخالف الاجماع یکنر والحق ان المسائل الاجماعیۃ قارۃ یصحبہا التواتر من صاحب الشرع کوجوب الطمس و قد لا یصحبہا فالاول یکنر جاحداً لمستلثة التواتر لا لمخالفة الاجماع اور قلوب میں لکھا ہی کہ اما لکم الشرعی المجمع علیہ فان کان اجماع ظنیاً لا یکنر جاحداً اتفاقاً و ان کان قطعياً قلیل یکنر وقیل لا یکنر الحق ان تھو العبادات الشمس مما علم بالضرورة کونہ من الدین یکنر جاحداً اتفاقاً و انما الخلاف فی غیرہ اور ان سب سے عمدہ وہ ہی جو در مشتار کے حاشیہ شامی میں لکھا ہی کہ اذا لم تکن الایۃ او الشہد المتواتر قطعی الدلالة اولم یکن الشہد متواتراً او کان قطعياً لکن نید شہد اولم یکن الاجماع اجماع الجميع لوکان ولم یکن اجماع الصحابة او کان ولم یکن اجماع جميع الصحابة او کان اجماع الصحابة و لم یکن قطعياً فان لم یثبت بطریق التواتر او کان قطعياً لکن کان اجماعاً سکوتاً فقی کل هذه الصور لا یكون البصیرہ کفرأ نہ اکر آیۃ یا خبر متواتر قطعی الدلالة نہو یا خبر ہی متواتر نہو یا متواتر نہو مگر قطعی نہو اور اُس میں شہد نہو یا اجماع سب کا اجماع نہو یا سب کا اجماع نہو مگر صحابہ کا اجماع نہو یا وہ بھی نہو مگر سب صحابہ کا اتفاق نہو یا سب صحابہ کا اتفاق نہو مگر قطعی نہو یعنی بطریق تواتر ثابت نہو یا قطعی نہو مگر اجماع سکوتی نہو پس ان سب حالتوں میں انکار اجماع کا کفر نہیں

ہی *

لکھا ہوتا اور اُس کو ایک مخصوص طائفہ سیکھتا اور تقلیداً اُسے تلقی بالقبول کرتا تو بلا شبہ وہ اجماع اجماع ہی مگر اُسے ہم لایمبادیہ کہتے ہیں اور خود ہمارے ہی علماء کے بیان سے اُس پر اجماع کا اطلاق نہیں ہو سکتا نہ کہ معاذ اللہ اُس کے انکار پر اطلاق کفر کا ہو پھر اکثر مسائل اعتقادی یا عملی ایسے ہیں جن کی ہذا حقیقت میں ایک خبر احاد پر اور بعض حالات میں ایک خبر ضعیف پر یا فقط قیاس اور رائے پر ہی مگر تقلید کی پرکھ سے اُسے عوام و خواص میں ایسی شہرت ہو گئی ہی کہ وہ خبر متواتر اور نص قطعی سمجھی جاتی ہی و حد المتواتر مالا یمکن النک فیہ کالعلم پر جود الانبیاء و جود الانبیاء المشہورۃ و غیرہا و انہ متواتر فی الاعصار کلہا مصرأ بعد مصر الی زمان النبوة و لم ینقص عدالتواتر فی عصر من الاعصار فالقول بالتواتر فی غیر القرآن من اعمش الاشیاء *

پس ہمارا اپنے مسائل اعتقادی و عملی کی نسبت جس کا ثبوت نہ نص صریح قرائن مجید یا بحدیث متواتر نہو اجماع کا دعویٰ کرنا ہی غلط ہی اور اسی غلطی کی وجہ سے بہت دعویٰ ہوئے اور اثر و غلطہ میں پڑ گئے ہر گز نہ اپنے اپنے خیالات کے موافق ایک مذہب کوڑا کر لیا ہر طائفہ نے اپنی رسمیات اور عادات کو اجماع کی دلیل سے فراہم و واجبات سمجھ لیا اور اپنے چال چلن کو ایک غیر مبدل حریم بنا لیا یہاں تک کہ جب اُن بڑی بڑی عالیشان عمارتوں کی جنکے کنگرے آسمان سے ملے ہوئے ہیں بنیاد دیکھی جاتی ہی تو ایک رب کے ذرے کے سوائے کچھ نظر نہ ہی نہیں آتا اور کوئی بنیادی پتھر دکھائی نہیں دیتا معلوم ہوتا ہی کہ وہ صرف لوگوں کے ہاتھوں پر رکھی ہوئی ہی نہ ہی نفسہ اُسکی اصل مضبوط ہی نہ در حقیقت اُسکی بنا مستحکم ہی اگر لوگ اپنے ہاتھ اُٹھالیں اور بنیاد کے سہارے پر اُسے چھوڑ دیں تو نہ اُسکی خوبصورت دیواروں کا نشان ملے نہ اُسکی خرمنا معراییں نظر آویں نہ اُسکی ملمع کاری کی چوٹ باقی رہے بلکہ دکھلاؤں دکا کی کیفیت ہرجاؤے اور تبدیل الارض غیر الارض کی صورت نظر آوے یہہ حقیقت ہی اجماع کی جو میرے نزدیک ازروے اصول ہریمت کے ثابت ہی من اعتقد غیر ذلک طبعہد عقیدتہ و لیتب من تہبتہ ثم من ادعی بطلان هذا البیان فلعلم ان یتھو فی میدان البرهان اما بتفویر اللسان و اما بتھریو البیان و الحق یعلم علی البطلان *

وآذ

مہدی علی عفا عنہ ربہ

THE PROPOSED MUHAMMEDAN COLLEGE.

It is our belief that even truth does not possess any miraculous power of impressing itself on the minds of men. The only miracle it possesses is that it fears no discussion or contradiction.

Without reference to the fact whether the discussions lately published in Newspapers on the proposed Muhammedan College are favorable or unfavorable to our scheme, we beg to say that they afforded us very great pleasure. The subject has attracted the attention of the people and has induced them to discuss it, and this gives us a stronger hope of the ultimate success of our undertaking.

The writer of an article published in the excellent paper, the *Pioneer*, assures us that the proportion of Muhammedan pupils reading in Government Colleges and Schools is not low. This is indeed a very gratifying assurance for us. We congratulate ourselves on this glad tidings, but at the same time would remark that the number regarded by the writer as sufficiently large is still too small in our estimation. We are not satisfied with it, we wish it could increase considerably, and at the same time trust that this desire of ours will not be a subject of raillery or ridicule to any one who is a friend to mankind.

We see no reason why we should remain contented with the number of Musulman students at present attending Government Colleges and Schools, and why those who find fault with the Government system of education (though they may perhaps be mistaken in their views) should not attempt to improve it.

The writer of an article published in the *Indian Observer*, dated 28th September, delights to call us arrogant and bigoted, and states that these qualities prevent us from availing ourselves of the advantages of education afforded in Government Institutions.

A first perusal of the article above alluded to caused us much anxiety and a considerable amount of trepidation. We were anxious to know whether the article was written by Mr. D. P. I., or Mr. C. S.; for if written by the latter, we were afraid lest he might be a Lieutenant Governor in embryo, and thus at some future time have the lives of the poor Muhammedans in his hands. On a more careful perusal however of the article in question, we were delighted to find that the views it inculcated were precisely similar to those which we have often heard before, and thus our anxiety and fear were at once allayed.

We admit that we are both arrogant and bigoted, but this is no reason why we should not adopt a system of education which may not impair our arrogance and bigotry, but at the same time further our advancement in learning. The writer again aims a taunt at us, and says he does not understand why we should

نمبر ۱۰۹

مدرسۃ العلوم مسلمانان

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ درستی راے میں بھی کوئی ایسی کرامت نہیں ہوتی کہ وہ از خود لوگوں کے دلوں میں بیٹھ جاوے۔ اُس میں جو کچھ کرامت ہوتی ہے وہ صرف اس قدر ہوتی ہے کہ مباحثہ کا اُس کو خوف نہیں ہے۔

مجزرۃ مدرسۃ العلوم مسلمانان پر جو بعض اخباروں میں ہوئی (بالفاظ اسباب کے کہ وہ ہماری تدبیر کے موافق تھی یا مخالف) اُس سے ہم کو نہایت غرضی ہوئی ہے اور اسباب کے دیکھنے سے کہ لوگوں نے اُس پر توجہ کی اور مباحثہ کیا ہم کو اپنے مقصود کے حاصل ہونے کی قریب تر امید ہوئی ہے۔

نہایت نامی اخبار پابونیر میں آرٹیکل لکھنے والا ہم کو یقین دلاتا ہے کہ گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں مسلمان طالب علموں کی تعداد کم نہیں ہے اس غرض خیر سے ہم نہایت غرض ہیں اور اپنے تئیں مبارکبادی دیتے ہیں مگر یہ کہتے ہیں کہ جس تعداد کو اُس آرٹیکل لکھنے والے نے کافی سمجھا ہے وہ ہماری راے میں بہت کم ہے اور زیادہ ہو اور زیادہ ہو پس یہ ہماری خواہش غالباً کسی انسان دوست آدمی کی نگاہ میں کسی طعنہ یا نفویں کے قابل نہ ہوگی۔ جو تعداد کہ مسلمان طالب علموں کی اب گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں میں ہے کیوں ہم اُسی پر قناعت کریں اور جو لوگ اُس تعلیم میں کچھ نقصان دیکھتے ہیں (جو اُنکا ایسا خیال غلط ہے) کیوں نہ اُنکی ترقی تعلیم کے لیئے کوشش کریں۔

انڈین ابزرور مطبوعہ ۲۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم کو سخت متکبر اور متعصب کہا ہے اور یہی سبب ہم کو گورنمنٹ کالجوں اور اسکولوں سے کم فائدہ حاصل کرنے کا قرار دیا ہے اس آرٹیکل کو پڑھکر اول اول تو ہم کو بہت تودہ و خوف معلوم ہوا تودہ تو اس بات کا ہوا کہ یہ کس کا لکھا ہے مسٹر ٹی بی آئی کا یا مسٹر سی ایس کا اور خوف اس بات کا تھا کہ اگر پچھلے کا ہو تو ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی ہمارے ملک کا لغتنت گورنر ہو جاوے اور مسلمانوں کی زندگی اُس کے ہاتھ میں پڑ جاوے مگر جو کہ اُس آرٹیکل کے مضمون اکثر وہ ہیں کہ جو مدت ہوئی کہ ہم سن چکے تھے اسیئے ہمارا وہ تودہ اور خوف دونوں جاتے رہے۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ ہاں ہم متکبر ہیں اور متعصب بھی ہیں پر کیوں نہ ہم ایسا طریقہ تعلیم اختیار کریں جس سے ہمارے تکبر و تعصب میں بھی کمال نہ آوے اور ہم تعلیم بھی پادیں۔

seek for the aid of Infidels, viz., the English, to establish a purely Muhammedan College. "The existence" "he says, of such an Institution, if it is owed solely "to their own exertions, will be a proof of desire for "improvement, and an earnest of better things. If "however, it is artificially produced, as we fear it will "be, by the generosity of men like Lord Northbrook, "it will be a sign of no inward life, and will be of "little use." It scarcely befitted a Christian, and above all one of that race whose aid we sought, one of that which purports to be the true friends and well-wishers of mankind, to write thus. But we sincerely admit that what the writer has said is perfectly true. We would direct the attention of our co-religionists to such taunts and remind them that if they still turn a deaf ear to them, if they do not render help in establishing the college with all their heart, and with all their wealth, they will prove themselves the most shameless, and the lowest of all the nations on the face of God's earth.

The writer further laughs at our defective English, but we are not at all sorry for it. It is rather a proof of the excellence of the Indian Educational system. We cannot help it, for such is the instruction afforded us by our Directors of Public Instruction, and by our Universities. Our education only has not been defective; there are thousands and tens of thousands who, in point of training and education, are no better than ourselves; and it is for this reason that we dislike the system and keep ourselves aloof from it.

In certain Vernacular Newspapers, we find that the publication of the project of the establishment of the Muhammadan College has created a great agitation in certain quarters which is quite unnecessary, and which could have been avoided by a due consideration of the subject. Some seem to believe that the number of boys who would receive education in this College would be inconsiderable, and that the establishment of one or even of ten such Institutions would not go far towards improving the Muhammadan race. They therefore propose as the surest means of improvement that a large number of petty Muhammadan schools should be opened in different parts of the country. We are not entirely opposed to this view, but we wish it to be understood by our co-religionists that the view in question is not entirely free from faults. Our desire is to further the national improvement and to raise the national honor of the Muhammadans. This can only be accomplished when our children have opportunities of improving their manners and morals, and their modes of livelihood, and also when the means to attain to a high degree of knowledge are brought within their reach. This is however quite impossible without the establishment of an Educational Institution such as we have already proposed. National honor can only be attained when

انڈین ایڈورس کا آرٹیکل لکھنے والا ہمکو طعنہ دیتا ہے کہ "خاص مسلمانوں کے کالج قائم کرنے کے لئے کافروں سے [یعنی انگریزوں سے] کیوں مدد لیجاتی ہے اور یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ایسا مدرسہ غریب مسلمانوں ہی کی کوششوں سے قائم ہوگا تو یہ ترقی و بہتری کی دلی خواہش کا ثبوت ہوگا لیکن اگر لارڈ نارتھ صاحب سے لوگوں کی سفارش سے قائم ہوا تو کچھ دلی خواہش کا نشان نہ ہوگا" اگرچہ ایسا لکھنا ایک عیسائی کو اور خصوصاً اُس قوم والے کو جس سے ہم نے مدد مانگی اور جو اپنے تئیں انسان کے خیرخواہ و سچے دوست سمجھتی ہے زیبا نہ تھا مگر ہم دل سے قبول کرتے ہیں کہ جو کچھ اُس آرٹیکل لکھنے والے نے لکھا ہے بالکل صحیح اور بالکل سچ ہے اور ہم اپنی قوم سے یہ بات کہتے ہیں کہ درحقیقت وہ نہایت نالایق اور بے غم اور بے حیا اور تمام دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوگئی جو اب بھی ایسے طعنہ سنکر اس مدرسہ کے قائم ہوجانے میں دل و جان سے روکتے ہیں اور کوشش سے مدد نہ کریں *

انڈین ایڈورس میں آرٹیکل لکھنے والا ہماری ناقص انگریزی کی ہنسی اڑاتا ہے مگر ہمکو اس سے کچھ رنج نہیں ہے کیونکہ یہ جو کچھ ہے انڈین ایجوکیشنل سسٹم کی مددگی کا ثبوت ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری یونیورسٹیاں اور ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کی ایسی ہی تعلیم ہے اور صرف ہماری ہی ایسی تعلیم نہیں ہے ہزاروں در ہزاروں کی ایسی ہی تعلیم ہے اسی لئے ہم اُس سے بھاگتے ہیں و نفرت کرتے ہیں *

اُردو اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مدرسہ کے قیام ہونے کی تجویز کے مشتہر ہونے پر لوگوں کے دلوں میں بغیر کامل غور و فکر کرنے کے بیجا وارے پیدا ہوئے ہیں کئی یہ سمجھتا ہے کہ اس مدرسہ میں کے آدمی تعلیم پانینگے ایسا کالج خواہ ایک مقرر کیا جارے خواہ دس مسلمانوں کی ترقی کا باعث نہیں ہو سکتا بلکہ وہ یہ تدبیر بقاتے ہیں کہ چھوٹے اسکول مسلمانوں کے بہت نثر سے جا بجا قائم کرائے جاویں تب مسلمانوں کی ترقی ہوگی ہم اس رائے کے مخالف نہیں ہیں مگر اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں کہ اس رائے میں کسی قدر نقص ہے ہم مسلمانوں کی قومی ترقی اور قومی عزت کی ترقی دینے کی خواہش کرتے ہیں اور یہ ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ ہماری قوم کے لڑکوں کو کئی ایسا موقع ملے جس سے اُن کی عادت اور خصلت اور طریق معاشرت اور اخلاق درست ہوں اور نیز اُنکو علم میں اعلیٰ درجہ تک کمال حاصل کرنے کا موقع حاصل ہو اور یہ بات جب تک کہ کئی ایسا دارالعلم جیسا کہ تجویز ہوا ہے قائم نہ ہو حاصل ہونے میں ممکن ہے — قومی عزت جب ہی ہو سکتی

we have in the nation a certain number of men who, owing to their perfection in learning may rightly take their position at its head. An average amount of knowledge must also be possessed by the middle class, and we may then think of the diffusion of general education amongst the masses. Let us suppose that we establish ten lacs of petty Muhammadan schools without providing for the attainment of higher and middle class education, the result will be that, our youth will always be in the same rude and ignorant state that we now find them in. They will read generation after generation, the same Mubadi-ul-Hisab, Soorajpore ki Kahani, and Mr. Kempson's English translation of the History of India, and the Director of Public Instruction will record in his report that his students cannot be useful members of society, but that they may be able to teach the books which they have themselves been taught. Thus, it is one of our first duties to provide means for the acquirement of the highest standard of education by the people of our nation, so that those who will may avail themselves of the opportunity and acquire that which may improve the honor of their nation. If a single individual belonging to our race attains to that high standard of learning which we have at heart by means of the system of instruction proposed in the projected College, he will add greatly to the national honor. Supposing however that not even one single such student emerged from the College, we shall at least have no reason to regret that, as at present, there are no means at hand by which to attain a high standard of education.

To neglect this most important action, and to allow themselves to be carried away by fond hopes of general education will prove a great misfortune to the Muhammadans. It is not at all difficult to open petty Muhammadan schools for general education. It is difficult however to accomplish the work we have at heart, and every effort should therefore be made by us to do it.

Another ambition by which the people of the Punjab seem more particularly to have been deluded is to establish a similar College for themselves in their own country instead of rendering any help to the people of the North Western Provinces. In support of their opinion they say that a single institution of the kind in the North Western Provinces cannot be sufficient for them and for the whole of India. They also assert that the people of the North Western Provinces rendered no assistance in the establishment of the Punjab University College. Such ideas at the outset are undoubtedly strong proofs of the misfortune of the Musalman race. Indeed the angel of darkness is trying to deceive them in disguise of the angel of light.

We have never said that one single Institution will suffice for the whole of India. We simply ask that

ہی جبکہ تمام قوم میں ایسے کچھ اعلیٰ درجہ کے عالم بھی موجود ہوں جو قوم کے لیئے ہمنزل تاج کے ہوں پھر اُسکے بعد متوسط درجہ کے عالم لوگ موجود ہوں پھر اُسکے بعد عام لوگوں میں عام تعلیم پھیلاتی جارے اگر بالفرض ہم نے چھوٹے چھوٹے دس لاکھ مسلمان اسکول قائم کر دیئے اور اوسط اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم کا کچھ سامان نہ کیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے لڑکے دیسی ہی گدیے کے گدیے دھونگے اور مبادی الحساب اور سورج پور کی کہانی اور انگریزی میں مسٹر کیسٹ صاحب کا ترجمہ قاریخ ہندوستان پڑھتے پڑھتے نسلیں گنوجارینگی اور پھر قانٹر صاحب اپنی رپورٹ میں لکھ دیں گے کہ یہ تو ایسی سرسختی میں ملنے کے بھی لائق نہیں ہوئے شاید جو کتابیں انہوں نے پڑھی ہیں وہ پڑھا سکیں پس ہمارا فرض ہی کہ سب سے اول ہم اپنی قوم کے لیئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کا موقع پیدا کریں تاکہ جس کا دل ہو وہ وہاں آوے اور اُس چیز کو حاصل کر سکے جس سے اُس کی قوم کو عزت ہو اگر ایک شخص بھی ہماری قوم کا ام کالج سے ایسی تربیت پالیکا جیسی ہماری خواہش ہی تو اُسی سے ہماری قوم کو عزت ہوگی اگر فرض کرو کہ ایک بھی اس کالج میں تعلیم نہ پاویگا تو ہمارے دل کا یہ داغ تو کہ ہمارے قوم کے لیئے ایسی تعلیم کا جیسے کہ دل چاہتا ہی موقع نہیں ضرور ملے گا جو ایسا پس عام تعلیم کے دھوکے میں پڑنا اور اس امر اہم سے درگزر کرنا نہایت بد قسمتی مسلمانوں کی ہوگی چھوٹے چھوٹے مسلمان اسکول عام تعلیم کے قائم کرنے کچھ مشکل نہیں ہیں جو سب سے مشکل اور سب سے زیادہ ضروری اور مقدم ہی بھی ہے اس وقت اسی کے انجام پر سب کو توجہ کرنی چاہیئے *

ایک دوسرا بیجا رولہ لوگوں کو اور بغیر کافی فکر کے خصوصاً اہل پنجاب کو یہ اٹھا ہی کہ ہم خود ہی اپنے لیئے ایسا کالج کیوں نہ قائم کریں کہ شمال مغربی اضلاع کے کالج کی مدد کریں اور وہ لوگ اپنی رائے کی تائید میں بیان کرتے ہیں کہ کیا وہ ایک کالج ہمارے لیئے اور تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا یہ مندر بھی پیش کیا جاتا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کالج کی شمال مغربی اضلاع کے رئیسوں میں سے کسی نے مدد نہیں کی تھی مگر حقیقت میں اس قسم کے خیالات کا ابتدا میں پیدا ہوتا پوری دلیل بد قسمتی مسلمانوں کی ہی در حقیقت تاریکی کا فرشتہ روشنی کے فرشتہ کی صورت بنا کر اُنکو دھوکا دیتا ہی ہم کب کہتے ہیں کہ یہ ایک کالج تمام ہندوستان کے لیئے کافی ہوگا مگر یہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک نمونہ بنانے میں سب لوگ یکدل و یک جان ہو کر کوشش کرو اُس نمونہ کو پورا پورا پہلے بنالو اُس کی خوبیاں اور اُس کے فوائد لوگوں کو دیکھنے ہو یہی

all may first try with one heart to set up an example in its complete form and let people see its advantages and the ultimate good that can be derived from it. To make a good beginning is the most difficult of tasks. When once a sample is shewn, it will be speedily copied. The difficulty lies only in starting and continuing the work. When the first project is vigorously carried out, subsequent obstacles will be easily surmounted. When the people of our nation come to know the advantages to be derived from the proposed College, we shall be able to raise a sum of money equal to that estimated for the establishment of this College from each Division almost, not to speak of each Presidency, and we shall then be able to found similar Institutions wherever they may be found necessary. But on the contrary, if opposition be made at the very commencement, and if each individual desires to build his own castle in the air according to his own ideas, neither the one nor the other will ever come into existence, and the Muhammadans will linger on in their present forsaken and degraded state. They will fall between two stools.

If my readers will just reflect for a moment they will find that the Punjab University College does not owe its foundation entirely to the public. We are far from lowering its value, nay, we highly admire it, and are deeply thankful to its founders for the benefits it confers, but we, at the same time can not help regarding it as a work of public utility erected by Government similar to many others which Government always erects for the benefit of its subjects. But the scheme for the establishment of the proposed College has originated entirely from the people themselves, and above all, men of our own nation have proposed it for the improvement and welfare of their brethren according to their own choice, and it is for this reason that subscriptions are invited from them with the claim of being of the same fraternity and of the same religion.

The subscriptions paid for the Punjab University College were intended to please the official authorities, whereas the pecuniary help now asked for is to save our own brothers who are now on the brink of mental ruin. The difference between the subscriptions now asked for and those paid for the Punjab University is as great as that between earth and heaven. In order to raise funds for the projected College we feel ourselves entitled to ask our co religionists for help by supplication and almost, we would say, by force! Could the Punjab University College claim the same privilege?

We therefore request our co-religionists to get rid of all their erroneous notions and ambitions, and to direct their chief aims towards the actual establish-

کام سب سے مقدم اور سب سے زیادہ مشکل ہی جب ایک نمونہ قائم ہو جاوے گا پھر از خود اُس کی مثالیں قائم ہوتی جاوے گی پہلی دفعہ اس کا قائم ہوگا اور چل جانا مشکل ہی پھر کچھ مشکل نہ ہوگی جو روپیہ اس کے لئے تھمبہ کیا گیا ہے جب کہ ہماری قوم کے لوگ اس کے فوائد سے واقف ہو جاوے گے تو اُس قدر روپیہ ایک پریسیدنسی کیا ایک ایک ضلع سے جمع ہو سکیگا اور ہم ہر ضلع میں ایسا کالج بنا سکیں گے لیکن اگر ابھی شروع ہی میں اس کی مزاحمت ہوئی اور وہ ایک نے اپنی قیڑہ اینٹ کی مسجد جدا بنانی شروع کی تو نہ پھر ہوگا نہ وہ ہوگا اور ہماری قوم اُسی طرح ڈال اور خدا کی پھٹکار میں مبتلا رہیگی *

پنجاب یونیورسٹی کالج اگر غور کر کر دیکھو تو خالص دہلی کی جانب سے نہ تھا بے شک وہ نہایت عمدہ چیز ہے ہم اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اُس کے بانیوں کے بہت شکر گزار ہیں لا اکر ایسا ہی ایک رفاہ عام کا کام سمجھتے ہیں جیسا کہ گورنمنٹ اپنی رعایا کے لئے کے لئے اُس کا رفاہ عام کے کیا کرتی ہے مگر یہ تدبیر اس مجوزہ کالج کے قائم کرنے کی ایک ایسی تدبیر ہے جو خالص رعایا کے دل سے نکلی ہے اور خود ہماری قوم نے اپنے بھائیوں کی توفیق و بہتری کے لئے اور خود اپنی تجویز سے اور اپنی مرضی کے موافق قائم کی ہے اور اسی سبب سے اپنے بھائیوں ہم قوموں سے بادعاے برادری و ہم قومی چندہ مانگا جاتا ہے پنجاب یونیورسٹی کا چندہ حکام کے غرض کرنے کے لئے تھا اور بہ چندہ اپنے قریب المہرگ جاں باب رسیدہ مالی جائے بھائیوں کی جان بچانے کو ہی پس ان دونوں کالجوں کے چندوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس کالج کا چندہ جمع کرنے کو ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے قومی بھائیوں سے ہاتھ جوڑ کر چندہ لیں ٹھوڑی میں ہاتھ ڈال کر چندہ لیں کان پکڑ کر چندہ لیں۔ سب سے بہتر یہ کہ چندہ لیں جہیں کر چندہ لیں کیا یونیورسٹی کالج پنجاب کو ایسا حق تھا فرض ہماری اس وقت یہ ہے کہ ہماری قوم کو چاہئے کہ اس وقت تمام خیالات کو دل سے دور کریں اور تمام رولوں کو اپنے دل سے مٹا دیں اور صرف یہی ایک وکیل اپنے دل میں رکھیں کہ یہ کالج مجوزہ قائم ہو جاوے جہانک ممکن ہو اُس کی تائید کریں کہ یہی بات اُن کے حق میں بہتر ہے۔ ہم اپنی سی کیٹے جاتے ہیں اور نہ جاتے ہیں یہی ہمارا فرض ہے آئندہ ہرنا یا نہرنا خدا کے ہاتھ ہی واللہ المستعان *

راقم
سید احمد

ment of the proposed Muhammedan College, and to try all possible means in their power to support it. Their real good consists in their so doing. We say and we do what we think proper. To accomplish our desire, our success or failure rests with the Omnipotent and Omniscient God before whose will every other thing must bow.

SYED AHMED.

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۲ نبوی] نمبر ۱۶

بسم الله الرحمن الرحيم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قونینش کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بٹارس بھیجتا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مقامی مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹا دیے جائیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ عدا بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوتا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر یا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بے قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بے قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۰

THE "INDIAN OBSERVER" ON MAHOMMEDAN EDUCATION.

At the present time, the Mahomedans of India are in such a degraded state, that the worst language might reasonably be employed to describe it. Consequently we are not in least offended by the insolent tone of the *Observer*. Moreover we hope that the result of the *Observer's* reflections will be productive of some good, in as much as it will make the Musulmans feel the really miserable condition in which they are, and will incite them to improve their *status*. Therefore, the views of the scientific oracle who speaks through the medium of the Indian *Observer*, ought to be known by our co-religionists.

The Select Committee discussed the question "why is the effect of education in India not similar to that in England?" In reply to this question the Indian *Observer* says that "they (Mahomedans) cannot expect Government to make a silk purse of a sow's ear." Thus we observe that we have been compared to swine and therefore it is for us to decide whether we ought to bow humbly to the compliment paid us by the *Observer*. Why not, improve our intellectual *status* and then let the world decide who deserves the epithet of swine.

It is further asserted that "the material on which it (education) works is very different. The tool used may be the same but cut it as you will, you cannot make a diamond out of a pebble or a sparkling ruby out of a lump of sandstones." Is it proper for us to suffer to be compared to such worthless things as pebbles or sandstones or is it necessary to rouse ourselves from the mental stupor in which we have fallen and shew signs of inward life and activity?

It is natural that bad language proves a man to be wanting in the essential characteristics of good breeding. The writer of the article in the *Observer*, calls us arrogant and begottd whereas he appears himself to be more the so. However we think it very mean to take notice of such words told by our opponent; we simply ought to learn something from his sayings.

انڈین آبزورر اور مسلمانان

ہماری یہ رائے ہے کہ اس زمانہ میں مسلمانوں کی ایسی حالت ہے کہ جو لفظ سفلت سے سفلت اور خراب سے خراب انکی نسبت استعمال کیجئے جاویں وہ سب درست و بجا ہیں اور اسی سبب سے اُن ان سولیزڈ الفاظ سے جو انڈین آبزورر میں آرٹیکل لکھنے والے نے ہم مسلمانوں کی نسبت لکھے ہیں ہمکو کچھ ناراضی نہیں ہوتی بلکہ اس قسم کی تحریر ہمکو توجہ ہوتی ہے کہ ہماری قوم کو غیرت اور نرم ادب کی اور وہ اپنی حالت کی درستی اور اصلاح پر مترجمہ ہوگی پس اس آرٹیکل میں ہمارا مطلب اسقدر ہے کہ ہم اپنی قوم کو جتلاویں کہ ہمارے زمانہ کے علم کے دیوتا نے ہماری نسبت کیا کہا ہے *

سلیکٹ کمیٹی خواستگار ترقی تعلیم مسلمانان میں یہ سوال پیش میں آیا تھا کہ "ہندوستان میں انگریزی تعلیم کا اثر ایسا کیوں نہیں ہوتا جیسا کہ انگلستان میں ہوتا ہے" پس اُس کا جواب انڈین آبزورر کا آرٹیکل لکھنے والا یہ دیتا ہے کہ "انکو (یعنی مسلمانوں کو) گورنمنٹ کی ذات سے یہ توجہ بھی نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ سور کے بالوں سے دیشم کی تھیلی بنادے" پس اب ہم اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ علم کے دیوتا نے ہمکو سور کا خطاب دیا ہے پس ہمکو اسی خطاب میں غرض رہنا چاہیئے یا کوشش کرکر اور اپنی حالت کو درست کرکر دنیا کو بتلانا چاہیئے کہ اس خطاب کا مستحق کون تھا *

دوسرا جواب اسی سوال کا اُس آرٹیکل کے لکھنے والے نے یہ دیا ہے کہ "جس شی پر اُسکا (یعنی تعلیم کا) اثر ہوتا ہے وہ دونوں ملکوں (یعنی ہندوستان اور انگلستان) میں مختلف ہی کر آئے دونوں کا ایک ہی ہو سنگریزہ یا کنکر سے ایک روشن ہیرا یا لعل نہیں بن سکتا" پس اب ہم پوچھتے ہیں کہ آیا ہماری قوم کو سنگریزوں میں اور کنکروں میں پڑا رہنا اور ہر ایک کی ٹھوکریں کھانا اور دشنام سننا ہی پسند ہے یا اپنی حالت میں کچھ ترقی کرنے کا بھی ارادہ ہے *

یہ سچ ہے کہ جو شخص بد زبان کسیکی نسبت استعمال میں لاتا ہے وہ خود ارلڈ اپنے آپ کو ان سولیزڈ ثابت کرتا ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ اُس آرٹیکل کا لکھنے والا ہمکو متکبر اور سخت متعصب بتاتا ہے حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ہمکو اس پر خیال کرنا نہیں چاہیئے بلکہ جو لفظ ہمارے دھنوں نے بھی ہمارے حق میں کہیں ہوں اُن سے بھی ہمکو نصیحت پکڑنی چاہیئے *

We also come across the following passage :—

“ It would be well for the Committee * * * * to search and see if any great philosopher or poet or man ever came out of a nation that could honestly describe as they have done.” If this assertion refer to the period since which the Director of Public Instruction has had the management of the educational affairs, then we must confess that there *has* not been a single man worthy to be called great. If on the contrary the writer of the article does not refer to any particular period, we cannot help pitying at his ignorance of common subjects and we must advise him to take a trip to Cambridge, and devote his attention towards the study of the Histories of Philosophy and Oriental Literature.

SYED AHMED.

PROCEEDINGS OF THE MEETING OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COL-
LEGE FUND COMMITTEE.

Held on the 8th November, 1872.

No. 9.

Present :

Sheikh Ghulam Ali, President.

Members.

Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.

Munshi Muhammad Subhan Hyder.

Munshi Syed Ali Hassan.

Moulvi Muhammad Arif.

Syed Muhammad Hamid Khan.

Munshi Muhammad Yar Khan.

Syed Ahmed Khan, Bahadoor, C. S. I.—Member
and Secretary.

The proceedings of the Meeting held on the 19th October 1872, No. 8, recorded in the book of proceedings under the signature of the Secretary, having been confirmed, the business of the Meeting was commenced.

The Secretary then addressed the Committee and said that as directed in the Meeting of the 25th September, 1872, he begged to submit his report as regards the selection of a suitable locality for the estab-

ایک مقام پر اس آرٹیکل کا لکھنے والا لکھتا ہے کہ ” کمیٹی کو مناسب ہے کہ * * * * اس امر کی تفتیش کرے کہ آیا اس قوم میں (یعنی مسلمانوں میں) کبھی کوئی بڑا فلسفی یا شاعر پیدا ہوئی ہوگا جو ایمانداری کے ساتھ اپنی نسبت خود یہہ باتیں بیان کرے جو کمیٹی نے بیان کی ہیں “ اگر اس عبارت کا یہہ مطلب ہو کہ ہمارے ملک کے ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کے وقت میں کوئی شخص ہماری قوم کا ایسا ہوا ہے یا نہیں تو اس کا تو جواب صاف ہے کہ نہیں اور اگر کبھی کے لفظ سے غیر مقید زمانہ مراد ہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس آرٹیکل کے لکھنے والے کو دربارہ کیمریج یونیورسٹی میں جانر ہیسٹری آف انڈیا اور ہیسٹری آف اورینٹل لٹریچر پڑھنی چاہیئے *
راندھم
سید احمد

نمبر ۱۱۱

روئداد

اجلاس مجلس خزانۃ البضاعة لتأسيس مدرسة العلوم

للمسلمین

منعقدہ آنہویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع — مقام بنارس

نمبر 9

صدر انجمن

شیخ غلام علی صاحب

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

منشی محمد سبحان حیدر صاحب

منشی سید علی حسن صاحب

مولوی محمد عارف صاحب

سید محمد حامد خان صاحب

منشی محمد یار خان صاحب

سکرتری

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی

اجلاس شروع ہوا اور روئداد اجلاس منعقدہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ع

نمبر ۸ جو بدستخط سکرتری مرتب اور کتاب روئداد میں مندرج تھی

ملاحظہ ہوئی *

lishment of the proposed Muhammadan College, and to inform that he had fixed upon the District of Allygurh as the most eligible site for the new College.

He (Secretary) then read his report before the Meeting as given at the end of this proceeding, and stated that the Members named below had expressed their full concurrence with the proposal that the College should be established at Allygurh.

Those Members, with whom he (Secretary) had an interview, gave in their consent verbally while the others communicated it to him by means of letters.

2. Khalifa Syed Muhammad Hussan Prime Minister of Puttiala.

3. Hafiz Ahmed Hussan Dewan of the Ex-Nawab of Tonk.

4. Syed Muhammad Mahmood, Barrister-at-Law, who is shortly expected here from London.

5. Moulvi Syed Mehdi Ally, Deputy Collector, Mirzapore.

6. Moulvi Syed Zain-ul-Abadin, Sudder Ameen, Boolundshahar.

7. Nawab Muhammad Mahmood Ali Khan of Chhatari.

8. Raja Syed Muhammad Bakar Ali Khan, of Pindrawul.

9. Koonar Muhammad Lutf Ali Khan of Chhatari.

10. Muhammad Masood Ali Khan, alias Mashook Ali Khan, of Danpore.

11. Mirza Muhammad Abid Ali Beg Munsiff of Hathrass.

12. Munshi Muhammad Mushtaq Husain, Nayab Sirishtedar, Collector's Office, Allygurh.

13. Muhammad Masood Shah Khan, Munsarim, Munsiff's Court, Hathrass.

14. Moulvi Muhammad Sami-ullah Khan, Pleader, High Court, N. W. P.

15. Muhammad Enayat-ullah Khan, of Bheekampore.

16. Moulvi Muhammad Ismail of Allygurh.

17. Khwaja Muhammad Yusooff of Allygurh.

After the Secretary's report was read the following Members present in the Meeting also expressed their approval.

سکرتری نے کہا کہ ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کے اجلاس میں مجھ کو ہدایت ہوئی تھی کہ میں ایک کیفیت اس امر کی نسبت پیش کروں کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان کس ضلع میں قائم کرنا مناسب ہے برطبق اس کے میں کیفیت مطلوبہ پیش کرتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ مائے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے لیئے علیگڑہ کو منتخب کیا گیا ہے *

بعد اس کے سکرتری نے اپنی رپورٹ ممبروں کے سامنے پڑھی جو روٹڈاں کے اخیر میں شامل ہے اور یہ بیان کیا کہ ممبران مفصلہ ذیل نے بذریعہ تحریر اور نیز زبانی مجھ سے ہر وقت ملاقات کے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم مسلمانان قائم ہونا منظور فرمایا ہے *

۲ جناب خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالہ

۳ جناب حافظ احمد حسن صاحب سفیر ثواب صاحب سابق والی ٹونک مقیم لندن

۴ سید محمد محمود صاحب پیرسترات لاہور منقریب لندن سے ہندوستان میں آنے والے ہیں

۵ مولوی سید مہدی علی صاحب قپٹی کلکٹر بہادر مرزاپور

۶ مولوی سید زین العابدین صاحب صدر امین پلندہ پور

۷ ثواب محمد محمود علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۸ راجہ سید محمد باقر علیشاہ صاحب رئیس پندرارل

۹ کنور محمد لطف علیشاہ صاحب رئیس چھتاری

۱۰ مسعود علیشاہ صاحب عرف معشوق علیشاہ صاحب رئیس دانپور

۱۱ مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب منصف درجہ اول ہاتھرس

۱۲ منشی محمد مشتاق حسین صاحب نایب سررشتہ دار کلکٹری علیگڑہ

۱۳ محمد مسعود شاہ خاں صاحب منظم منصفی ہاتھرس

۱۴ مولوی محمد سمیع اللہ خاں صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد

۱۵ محمد عنایت اللہ خاں صاحب رئیس بھیکمپور

۱۶ مولوی محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ

۱۷ خواجہ محمد یوسف صاحب رئیس علیگڑہ

بعد سماعت رپورٹ سکرتری کے ممبران موجودہ مفصلہ ذیل نے بھی اس بات کو کہ مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڑہ میں قائم ہو بالاتفاق قبول و منظور کیا *

18. Syed Muhammad Hamid Khan.
19. Munshi Muhammad Yar Khan.
20. Mirza Muhammad Rahmut-ullah Beg.
21. Moulvi Muhammad Arif.
22. Munshi Muhammad Subhan Hyder.
23. Munshi Syed Ali Hussan.
24. Sheikh Ghulam Ali.

25. Nawab Muhammad Hussan Khan, who came after the business of the Meeting was over, read over the papers and the Secretary's report, and approved of the proposal.

In conclusion it was unanimously carried out that copies of the proceeding of the Meeting and of the Secretary's report be sent to the other Members with request that they may be pleased to inform the Secretary of their approval or dis-approval of the proposal in question.

The Members then thanked the Chairman and the Meeting broke.

SYED AHMED.

Secretary.

To

THE PRESIDENT AND MEMBERS OF THE
MUHAMMADAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE
FUND COMMITTEE, BENARES.

Sirs,

With reference to the proposal made in the Meeting of the Committee held on the 25th September, 1872, I have the honor to submit my report as regards the selection of a suitable locality for the establishment of the proposed Muhammadan Anglo-Oriental College as follows :—

I read the discussions published in Newspapers on the subject, and had personal conversation with some of my friends whom I had the honor to see during the Dussehra vacation. And, after due consideration, I now beg to report that the district of Allygurh is the best place for the establishment of the College.

۱۸ سید محمد حامد خان صاحب

۱۹ منشی محمد یار خان صاحب

۲۰ مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب

۲۱ مولوی محمد آصف صاحب

۲۲ منشی محمد سبحان حیدر صاحب

۲۳ منشی سید علی حسن صاحب

۲۴ شیخ غلام علی صاحب

۲۵ واضح ہو کہ بعد ختم اجلاس نواب محمد حسن خان صاحب

تشریف لائے اور بعد ملاحظہ کاغذات و رپورٹ سکریٹری انہوں نے بھی تجویز مذکورہ بالا سے اتفاق کیا *

بعد اسکے بالاتفاق یہ تجویز ہوئی کہ نقل اس روٹنڈاں کی معہ نقل رپورٹ سکریٹری پقیہ سہیل ان کے خدمات عالیات میں اس امید سے بھیجی جائے کہ صاحبان مدرج بھی اپنی اپنی راہ سے نسبت اتفاق یا اختلاف تجویز مذکورہ بالا مطلع فرمائیں *

بعد اسکے مذکورہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس برخاست

ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی
سکریٹری

رپورٹ بعالی خدمت پرہیزت و مہیران

مجلس خزانۃ البضائع لائسنس مدرستہ العلوم

للمسلمین

میں بہر جب اس تجویز کو پتی کے جو ۲۵ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کو ہوئی تھی اپنی رپورٹ اس امر کی نسبت کہ مدرستہ العلوم مسلمانان کس جگہ ہونا چاہیئے کمیٹی میں پیش کرتا ہوں *

وہ مباحثات جو اسباب میں اخباروں میں چھپی اُنکو بھی میںے بغور دیکھا اور اس تعطیل میں جن جن درستوں سے ملاقاتیں ہوئیں اُن سے بھی میںے گفتگو کی اور بالآخر میری رپورٹ یہ ہے کہ علیحدہ سے بہتر کوئی جگہ مدرستہ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے نہیں ہے *

جس قسم کا مدرستہ العلوم مقرر کرنا تجویز کیا گیا ہے اور جس سے یہ مقصد ہے کہ طالب علموں کے اخلاق درست ہوں اور اُنکے خیالات پریشانی سے معذور رہیں اور جمیعہ اور تسکین کی طرف مایل ہوں اور جذبات انسانی کو اعتدال پر لایا جائے اور حسن معاشرت اُنمیں پیدا ہو اس قسم کے مدرستہ کے لیئے ضرور ہے کہ وہ ایسی مقام پر مقرر

The nature of the Institution itself, viz, that the students should have as few temptations as possible, as are likely to mislead them from their proper ends, that their thoughts and notions, instead of wandering astray, should take a turn to calmness and serenity, and that their manners and morals should improve, requires that the College should be opened, not in any of the large towns where temptations to evils are great, nor in any small village where even the necessities of life are hardly procurable. I am glad to say that our requirements will be most conveniently fulfilled by fixing upon Allypore as the site of the new College.

The next point for our consideration is the excellence of the climate of the place where we will establish the College, where our boys will live and will be brought up, and the climate of which place will have a great effect on their health, intellect, and on their other mental and moral faculties. Allypore is well known for the excellence of its climate. It would not be too much to say that the climate of Allypore excels that of any other District in the North Western Provinces in salubrity. I have since consulted Mr. J. R. Jackson Civil Surgeon of Allypore on the point, and now beg to append hereto his opinion and remarks as regards the healthiness of the place.

Further I beg leave to submit for the consideration of the Committee that our proposed College would at present be the only one of the kind, [God grant that the example may be followed in scores] and the fact therefore makes it incumbent on us to establish it in a locality where it is likely to be of the greatest use to the Muhammadans, and with reference to this fact, every one would give preference to Allypore which is at no great distance from Delhi and the Eastern Districts of the Punjab. It connects itself with the the N. W. corner of the country comprising Meerut, Saharunpore, and Roorki by means of the Railway line. The junction of the Rohilkhand Railway with that of the E. I. Railway just at Allypore, by means of which it connects the latter city with the whole of the Rohilkhand Districts, makes it a still more valuable place. It is again at a most convenient distance from the Southern parts comprising Agra, Mathura,

کے جاریہ جو منجملہ شہر ہائے ناس کے نو جہاں بہت سی ترغیبات اُن مقاصد کے برخلاف موجود ہوتی ہیں اور نہ بہت چھوٹا گاؤں ہو جہاں اشیائے ضروری بھی بہ مشکل دستیاب ہوتی ہوں یہہ مقامات مطلوبہ نہایت غریبی کے ساتھ علیگڑہ میں موجود ہیں *

اسکے بعد ہم کو اُس مقام کی آب و ہوا کی غریبی پر خیال کرنا بھی نہایت ضروری ہے جہاں مدرسۃ العلوم کا مقرر کرنا تجویز ہو کیونکہ ہمارے لڑکے وہاں رہینگے وہیں کی آب و ہوا سے ہرگز پارینگے اُن کی صحت و تندرستی اور نیز اُن کے ذہن اور دل و دماغ کی قوت پر وہاں کی آب و ہوا کا بہت کچھ اثر ہوگا علیگڑہ اپنی آب و ہوا کی خوبی میں مشہور و معروف ہے اگر میں کہوں کہ تمام شمال و مغربی اضلاع سے وہ آب و ہوا میں عمدہ ہے تو کچھ بیجا اور قاراجب نہوگا میں نے اس باب میں جناب ڈاکٹر جیمس آرچیسن صاحب بہادر ایم ڈی سول سرجن علیگڑہ سے مشورہ کیا تھا اور جو رائے کہ اُنہوں نے نسبت علیگڑہ کی آب و ہوا کی غریبی و عمدگی کے دی ہے وہ میری اس رپورٹ کے ساتھ شامل ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا چاہیئے کہ ہر گاہ بالفصل یہہ ایک ہی مدرسہ اس قسم کا قائم ہوتا ہے (خدا کرے کہ آئندہ بیسویں ایتھے ہی مدرسے قائم ہوں) تو جہاں تک ممکن ہو ہم کو ایسی جگہ قائم کرنا چاہیئے جو مسلمانوں کے لیئے زیادہ تر مفید ہو اس لحاظ سے جو شخص کوئی جگہ تجویز کریگا علیگڑہ ہی کو تجویز کریگا۔ علیگڑہ دہلی اور اضلاع مشرقی پنجاب سے بہت دور نہیں ہے۔ میرٹھ و سہارن پور و روڑکی وغیرہ اُن اضلاع کو جو شمالی مغربی کرنے پر واقع ہیں دہلی کے سلسلہ سے اپنے ساتھ ملتا ہے۔ روہیلکھنڈ ریل جو خاص علیگڑہ میں آ کر ملی ہے اُس کے فریم سے یہہ مقام اور بھی زیادہ مفید ہو گیا ہے اور تمام روہیلکھنڈ کو اپنے میں ملا لیا ہے۔ جنوبی سمت جمنی آگرہ و مہترا و بہت دور کے علاقہ کی مسلمان سادات کی بستیاں اور علاقہ دھولپور و گوالیار ہے اُس کے لیئے بھی مناسب دوری پر واقع ہے۔ لکھنؤ اور اپنے مشرقی اضلاع کو بھی دہلی کے سلسلہ سے جدا نہیں ہونے دیتا پس اس مدرسۃ العلوم کے مقرر کرنے کے لیئے علیگڑہ سے زیادہ مناسب کوئی جگہ واقع میں نہیں ہے *

اسکے بعد ہم کو اس بات پر خیال کرنا ہے کہ اُس مقام میں یا اُس کے گرد نواح میں کس قسم کے لوگ بستے ہیں جس سے ہم کو اس بات کی توقع کرنی چاہیئے کہ وہ لوگ اور اُن کی اولاد اس مدرسہ کی ہمیشہ معین و مددگار و سرپرست و پڑسان حال رہینگے۔ اس

parts of Bharathpore occupied by Saiyads, Dholpore, and Gwalior, Lucknow, and the districts situated on the East of it are similarly connected with it by the Railway line. In short, no other place in the North Western Provinces is more fitted for the establishment of the College than is Allygurh.

We should not also lose sight of the fact that the place where we would establish the College, or the neighbouring district must have for its population a people from whom and from whose descendants we might expect an uninterrupted and cordial support for the continuance of the College. But I am sorry to say that when I look around I can discover no place whence I could expect the realization of this hope. The people of Allygurh however, hold out some hope (though a meagre one) in this respect. Allygurh and the neighbouring towns have all Muhamedan population. Moreover, Allygurh and Boolundshabar which are adjacent to one another have many well to do Muhammadan gentlemen and Talookdars, some of whom are well known for their intelligence, foresight, and for their sympathies with their co-religionists, though there may be some who may be possessed of just the opposite qualities. The estate of Pindrawal is situated just close to Allygurh. The owner is a Shia gentleman. We have sanguine hopes that all these men, as well as their descendants will always feel a deep interest in the support of the College. This particular advantage which I have just referred to in connection with Allygurh, and which in fact ought to have preference over all others, I dare say, is not to be met with in any other town or city in the North Western Provinces, and these considerations lead me to select Allygurh as the best place suited to our purpose.

With reference to the climate, extensive population, or dear living in Allahabad, or with reference to the fact that a Government College has already been established there, the Members of the Committee will not, I believe, think it proper to establish their College there. The climate of Robilkhand, and its situation in a corner, (as if it were the America or the New World of the North Western Provinces) make it quite out of place to think of establishing

خیال ہے جب میں آنکھ اٹھانے دیکھتا ہوں تو چاروں طرف اندھیرا معلوم ہوتا ہے پھر جو کچھ تھوڑی بہت توقع ہوتی ہے تو علیحدہ ہی کے نواح کے لوگوں سے ہوتی ہے — علیحدہ اور اسکے گرد کے تمام نصیبات مسلمانوں کی آبادی کے ہیں اور علیحدہ میں اور بلند شہر میں جو بالکل اُس سے ملتا ہوا ہے تمام مسلمان رئیس بڑے بڑے تعلقہ دار فی مقدر ہیں اور بعض اُن میں سے روہن ضیاء اور سمجھ دار اور مال کار پر غور کرنے والے اور اپنی قوم کی خراب حالت پر اندوس کرنے والے بھی موجود ہیں (گر بعض کی طبیعتیں اسکے برخلاف بھی ہیں) اور ایک نہایت مددہ ریاست پندرہ سال کی اُس کے قریب ہی جس کے رئیس شیعہ ہیں اور اُن تمام لوگوں سے اور اُن کی اولاد سے اُن سے بھی زیادہ توقع ہے کہ یہ سب نہایت دل سے ہمیشہ اس مدرسہ کے حامی و سرپرست رہیں گے یہ خاص صفت جو میں نے علیحدہ کی نسبت بیان کی (اور جسکو سب سے اعلیٰ اور مقدم سمجھنا چاہیئے) میں نہایت مضبوطی اور تقویت سے کہہ سکتا ہوں کہ تمام اضلاع شمال و مغرب میں کسی دوسری جگہ نہیں ہے جس اُن وجوہات سے میں نے علیحدہ کو دارالعلم بنانے کے لیئے مددہ مقام تجویز کیا ہے *

ممبران کمیٹی اس بات کو یقینی تسلیم کرتے ہوئے کہ اس مدرسۃ العلوم کے لیئے الہ آباد کا مقام تجویز کرنا کیا بنظر وہاں کی آب و ہوا کے اور کیا بلحاظ اُس کے موقع کے کہ زیادہ تر جانب شرق واقع ہے اور کیا بنظر کٹائی شہر کے جو روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے اور کیا بنظر اخراجات کثیر کے جو لوازمات روز مرہ کے سرانجام میں وہاں واقع ہوتے ہیں اور کیا بنظر اس بات کے کہ خاص اُس مقام پر حال میں ایک مدرسہ اعظم گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

دوہیلکنڈ بھی کیا بنظر آب و ہوا کے اور کیا اس سبب سے کہ ایک طرف تو پڑا ہے جو اور اضلاع کی نسبت ہمنزلہ امریکا کے ہے اس مدرسۃ العلوم کے لیئے جو ابھی صرف ایک ہی قائم ہوتا تجویز ہوا ہے کسی طرح مناسب نہیں ہے *

آگرہ البتہ غور کے قابل تھا مگر اُسکی آب و ہوا ہمیشہ سے بہت ناقص ہے اور انسان کے مزاج کو چنداں مناسب نہیں ہے جہانگیر بادشاہ نے اپنی تونک میں لکھا ہے ”ہوائے آگرہ گرم و خشک است سفن اطباء انسان کہ درج را بہ تحلیل مے برد و ضعف مے آرد و بہ اکثر طبایع ناسازگار است مگر باغی و سرداری مزا جان را کہ از ضرر ان ایمن اند و ازین جہات است کہ حیوانات کہ این مزاج و طبیعت دارند مثل فیل و گامیش وغیر ان ہرین آب و ہوا خیر میسرند“ مگر اسکی

the new College there, especially when we are to have only one institution of the kind.

Agra course is a place which might claim some consideration, but the unhealthiness of its climate, its situation more towards the South, and away from the places named above, and also on account of its being an ancient and large city where, under the principle noticed above, the College cannot be founded, make it quite unfit for the purpose.

People are desirous that the College may be founded in some famous town which will give celebrity to the College, but I would observe that the establishment of the College itself will give the place a name which will eclipse the fame of all other towns of India. Not the towns of Oxford and Cambridge with their limited number of population more conspicuous than all other famous towns of England?

People have said much about the establishment of the College in Delhi which has nothing more than some ruined walls, and tombs of some of the most learned and noble personages who lie buried in them. But the Committee are well aware that from the very beginning all our proceedings in connection with the establishment of the College have been taken under the impression that it would be founded in the North Western Provinces, and that it is the Government of the North Western Provinces from which we have received assurances of help.

It is therefore quite useless to think of such places as are situated beyond the limits of the North West Provinces. But there are other reasons which make Delhi quite unfit for our purpose.

I now beg to conclude my report with the observation that Allygurh is in itself a dear name. The words of our Prophet are well known who has said "I am the city of all knowledge, and Ally is the Entrance to it."

I therefore wish with all my heart that the proposed Muhammadan College which, in fact is hoped to be the entrance to knowledge, should be established in Allygurh.

I have the honor to be
Sirs,

Your Most Obedient Servant.

SYED AHMED.

Secretary.

موقع آگرہ بھی خوب نہیں ہے کیونکہ وہ جنوب کی زیادہ مایل ہے اور اُس ملکوں سے جتنا میں نے ارپو ذکر کیا ایک طرف کو پڑتا ہے اور نیز ایک قدیم پوراٹا پڑا شہر ہے جو ہمارے اصول و مضمون کے بموجب ایسا مدرسہ قائم کرنے کے لیے مناسب نہیں ہے *

لوگوں کا یہ بھی قول ہے کہ یہ مدرسہ کسی ڈاسی شہر میں ہونا چاہیئے جس کے سبب سے مدرسہ اعلیٰ نام ہو اور شہرت پائے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مدرسہ اُس مقام کو جہاں قائم ہوگا ایسا ڈاسی کر دینا کہ تمام ہندوستان کے مشہور و نامی شہر اُس کے آگے پسست ہو جائیں گے کیا ایکسپورت اور کیسپورٹ کی چھوٹی سی آبادی تمام انگلند کے ڈاسی مقاموں سے زیادہ نام آور نہیں ہے *

ویران دہلی میں (جہاں بجز چند دیوارہائے لمبیدہ و بزرگان گور و اہلبیدہ کے اور کچھ نہیں ہے) مدرسۃ العلوم قائم کرنے پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے مگر جو کہ کمیٹی کو معلوم ہے کہ ابتدا ہی سے ہمال مغرب اضلاع میں مدرسہ کے تقرر کے خیال سے سب کارروائی ہوئی ہے اور شمال مغربی اضلاع میں کی گرومنٹ نے تمام امدادوں کا وعدہ کیا ہے تو اُن مقاموں کی نسبت بحث کرنا جو حدود اضلاع ہمال و مغرب سے خارج ہیں محض بیوقوفانہ ہی فکر ہے بہت سے وجوہات ہیں جنکے سبب سے دہلی اس مدرسۃ العلوم کے لیے مناسب بھی نہیں ہے *

اب میں اپنی رپورٹ کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ علیحدہ ایک پٹارا نام ہے — ہمارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مشہور ہے کہ "انامدینۃ العلم و علیٰ نبیہا" پس یہ مدرسہ ہمارے مسلمانوں کا جو درحقیقت علم کا دروازہ ہوگا علیحدہ ہی میں ہونا چاہیئے *

دستخط

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی
سکرتری

یادداشت نوٹہ ڈاکٹر آر جیکسن صاحب

بہادر

مجھے سے اس معاملہ میں رائے طلب کی گئی ہے کہ علیحدہ واسطے قائم کرنے مدرسۃ العلوم مسلمانان کے قابل فہم کے ہے یا نہیں *

اگرچہ اس مقام کی آب و ہوا کی نسبت میرا تجربہ ہو برس سے بھی کچھ کم کا ہے لیکن ڈاکٹر کلکی صاحب اور ڈاکٹر کلری

MEMO.

My opinion has been asked as to the eligibility of Allygurh as a site for the new Muhammadan College.

My experience only extends over a period of less than two years, but this again is supplemented by that of my predecessors, Doctors Clark and Kilkelly. I have no hesitation in asserting on my own judgment, corroborated by the authority of these gentlemen, that Allygurh is one of the healthiest stations of the North-West Provinces. It is particularly free from malarial disease, especially that low form of fever, which has of late ravaged the Saharanpore, Mozuffer Nuggur and Meerut Districts.

Being situated on the line of Railway it is of course liable to epidemic visitation. Lately Cholera and Dengue made their appearance in the city of Coel; but the former of these diseases at any rate did not assume the virulent form which so generally prevailed in so many of the other towns of the North-West. Coel enjoyed a similar comparative immunity in previous visitations of Cholera, and this fact testifies to the general salubrity of the place.

The well water, an element on which the inhabitants lay so much stress, and with just cause, is of the best quality, filtering through a porous, sandy soil, and containing but a small proportion of lime salts. The water is soft, plentiful, and procurable at an uniform depth of about 20 feet from the surface.

There are no very extensive Jheels in the neighbourhood, and near the station the drainage is tolerably good; but there is room for improvement in this respect.

If it shall be decided that the College is to be built at Allygurh, I would recommend that a Committee consisting of the Magistrate, Civil Engineer, and Civil Surgeon be convened to act in concert with a Committee selected by the native gentlemen concerned, to fix on a proper site, after careful inspection of the most eligible sites near Coel, due regard being paid to natural drainage, the vicinity of marshes, railway embankments, prevailing winds and other local peculiarities bearing on the question of health.

ALLYGURH: } (Sd.) J. R. JACKSON, M. D.
18th October, 1872. } Offg. Civil Surgeon.

صاحب کے تجربہ کا قلم ہی جو مجھے سے پیشتر یہاں رہے ہیں میں یہ کامل اپنی تجویز سے اور صاحبان مدرسہ کی سند سے کہہ سکتا ہوں کہ علیگڑھ کی آب و ہوا ممالک مغربی و شمالی کے تمام شہروں سے زیادہ تر صحت بخش ہی یہہ مقام رہا کی آفت سے خصوصاً اُس دھبے بھار سے بالکل پاک و صاف ہی جس نے اصلاح سہارنپور اور مظفرنگر اور میرٹھہ کو برباد کر دیا *

چونکہ یہہ شہر ریلوے کی سڑک پر واقع ہی اسلیئے ایسی بیماریاں جو علی العموم ہوا کرتی ہیں یہاں بھی ہر جاتی ہیں یہاں حال میں مرض ہیضہ اور ڈنگیفریور یعنی تب شہر کو لہ میں ہوئی تھی مگر ہیضہ کی ایسی شدت نہیں ہوئی جیسے کہ مومبا شمال و مغربی اضلاع کے اور شہروں میں ہوئی اس سے پیشتر بھی جو ہیضہ کا مرض ہوا ہی تو بمقابلہ اور شہروں کے کوئل میں تخفیف ہی رہی ہی پس اس بات سے ثابت ہوتا ہی کہ اس مقام کی آب و ہوا علی العموم تندرستی کے لیے مفید ہی *

یہاں کے کنوؤں کا پانی جس سے لوگوں کو بڑا تعلق ہی اس سبب سے نہایت عمدہ ہی کہ ریانی زمین سے چھو کر بالکل صاف نکلتا ہی اور اُس میں شوریہ بھی بہت کم ہی یہاں کا پانی ثقیل نہیں ہی اور ثمرت سے ہی ہر جگہ پینس نیٹ کی گہرائی پر نکل آتا ہی *

اس کے قرب و جوار میں بڑی بڑی جھیلیں نہیں ہیں اور شہر کے پانی کا نکاس بھی اچھا ہی لیکن اُسکی عمدگی میں اور بھی ترقی ہو سکتی ہی *

اگر یہہ تجویز قرار پارے کہ مدرسہ مخدّر علیگڑھ میں قائم ہو تو میری یہہ رائے ہی کہ صاحب مجسٹریٹ اور سول سرجن اور سول انجینیر کی ایک کمیٹی مقرر ہو اور یہہ کمیٹی اُس کمیٹی کے اتفاق اور شرکت سے جسکو وہ ہندوستانی ہریف لڑک جو مدرسہ کے کار و بار سے تعلق رکھتے ہیں قائم کریں بعد تحقیقات کے جو خوب احتیاط کے ساتھ کی ہو ایک عمدہ موقع مدرسہ کا کوئل کے قریب تجویز کرے جہاں قدرتی ابشاروں اور دلال اور ریلوے کی سڑک کے بالادہ اور ہوا کے نقادہ اور اسی قسم کی اور خصوصیتوں کا بھی جو صحت و تندرستی سے علائقہ رکھتی ہیں بطوری لحاظ اور خیال کیا جاوے *

دستخط

ڈاکٹر جیمس آر جیکسن ایم ڈی
قائم مقام سول سرجن علیگڑھ

۱۸ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

یعنی چندہ مندرجہ فہرست سابق

چندہ جدید

حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب محمد کلب
علی خان بہادر والی رامپور دام اقبالہم ...
حضور عالی ہز ہائینس جناب نواب صاحب بہادر
والی بہاول پور دام اقبالہم ...
خواجہ احسن اللہ صاحب خلف آثر بیل خواجہ
مہد الفنی خان بہادر سی ایس آئی رئیس قہاکہ
راجہ سید محمد باقر علی خان صاحب رئیس
پتدارل ضلع بلند شہر ...
محمد عنایت اللہ خان صاحب رئیس و تعلقہ دار
ہوہم پور ضلع علیگڑہ ...
حافظ احمد حسن صاحب رئیس بدایوں سفیر
نواب صاحب سابق والی ٹونک مقیم لندن
کنور محمد وزیر علی خان صاحب رئیس دان پور
ضلع بلند شہر ...
افتخار الامرا مختار الہام صاحب زادہ محمد
عبید اللہ خان صاحب بہادر فیروز جنگ ...
نواب فیہ الدین احمد خان بہادر لوہارو والا ...
مرزا محمد عابد علی بیگ صاحب رئیس مراد آباد
منصف درجہ اول ہاتھرس ...
کنور محمد لطف علی خان صاحب فرزند رئیس
چھتاری ضلع بلند شہر ...
نواب محمد علی خان صاحب رئیس جہانگیر آباد
ضلع بلند شہر ...
محمد سلطان خان صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ
نہر گنگ رئیس دہلی ...
داروغہ محمد عباس علی صاحب رئیس قصبہ
سواریہ ضلع بجنور اسسٹنٹ انجینیر شہر لکھنؤ
محمد اسماعیل خان صاحب فرزند حاجی محمد
فیض احمد خان صاحب رئیس دتارلی ضلع علیگڑہ
جناب سی اے ایلٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ
مالک مغربی و شمالی ...
منشی نجم الدین حیدر صاحب رئیس بدایوں ڈپٹی
کلکٹر آگرہ ...
شیخ محمد جان صاحب وکیل عدالت دیوانی
غازی پور ...

مولوی حاجی عبدالاحد صاحب وکیل عدالت
دیوانی غازی پور ...
قاضی محمد لطافت حسین صاحب وکیل عدالت
دیوانی علیگڑہ رئیس مارہرہ ...
محمد امراؤ خان صاحب رئیس چکاتھل ضلع
علیگڑہ ...
منشی محمد عبدالعزیز صاحب تحصیلدار علیگڑہ
رئیس سہارن پور ...
محمد صفات احمد خان صاحب رئیس غازی پور
پنڈت اندر نارین صاحب سکریٹری انجمن مرزا پور
محمد ظفر باب خان صاحب رئیس خورجہ وکیل
عدالت علیگڑہ ...
بابو بھگوانداس صاحب رئیس بنارس ...
قاضی عنایت حسین صاحب ملازم نواب صاحب
ٹونک رئیس بدایوں ...
سید امداد علی صاحب دیوان متعلق ریاست
پٹیالہ ...
ماسٹر رام چندر صاحب ڈائریکٹر سررشتہ تعلیم
پٹیالہ ...
شیخ فخر الدین صاحب نائب صدر عدالت صیفہ
دیوانی از پٹیالہ ...
سید نیاز علی صاحب وکیل سرکار مہاراجہ پٹیالہ
حاضر باش کمشنری انبالہ ...
جناب الگندندر شکسہر صاحب بہادر کمشنر بنارس
سی بی ...
مسٹر طامس نکلس صاحب اسکوائر ...
موتی رام ساد صاحب رئیس اعظم نینی قال ...
سید محمد حامد خان صاحب رئیس دہلی
اسپیشیل سب رجسٹرار بنارس ...
منشی محمد اکرام الدین حسین خان صاحب
رئیس مارہرہ سررشتہ دار فوجداری سہارن پور
میر بہر علی صاحب نائب تحصیلدار بجنور ضلع
بجنور ...
مرزا احمد بیگ صاحب تحصیلدار پٹیالہ ...
لالہ پتر چند صاحب ناظم امرگڑہ علاقہ پٹیالہ ...
محمد نامدار خان صاحب ناظم انالحدگڑہ علاقہ
پٹیالہ ...
محمد حرمت خان صاحب مختار عدالت
فوجداری و مال علیگڑہ ...

منشی خواجه احمد حسین صاحب رئیس علیگڑہ	قاضی سید قراب علی صاحب رئیس علیگڑہ و
چودھری محمد طالع اسد اللہ صاحب رئیس علیگڑہ	قاضی شہر معہ قاضی احمد حسین صاحب
...	وکیل سرکار و رئیس علیگڑہ
منشی حیدر حسین صاحب محرر خواجه محمد	محمد مغنور اللہ خان صاحب رئیس ہلوتہ ضلع
یوسف صاحب از علیگڑہ	علیگڑہ
سید احمد حسین صاحب مختار عدالت فرج داری	غلام مصطفیٰ خان صاحب وکیل منصفی و نمبردار
علیگڑہ	قصبہ خاص قلع آباد ضلع آگرہ
شیخ محمد اعتقاد علی صاحب رئیس علیگڑہ	جناب مولوی علی احمد صاحب ناظم قسمت
خواجه محمد یعقوب علی صاحب رئیس علیگڑہ	کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ
مرزا محمد ابراہیم بیگ صاحب رئیس دہلی	مولوی محمد فضل حسین صاحب از رتلم
مقیم علیگڑہ	سید اولاد علی صاحب معاون دیوان منعلقہ ریاست
حکیم سید غلام مرتضیٰ خان صاحب ملازم سرکار	پٹیالہ
مہاراجہ پٹیالہ	سید عنایت علی صاحب نائب بخشی متعلق
سید مقبول حسن صاحب کوتوال شہر پٹیالہ	ریاست پٹیالہ
اسیر خان صاحب کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ	ماسٹر محمد خدا بخش خان صاحب ناظم
لابہ دیوا سنگھ صاحب وکیل سرکار پٹیالہ حاضر	امورات نہر پٹیالہ
باش کرنال	مولوی ولایت احمد صاحب نائب سررشتہ دار
حافظ نظام الدین صاحب سوداگر رئیس علیگڑہ	اجلاس خاص سری مہاراجہ پٹیالہ
خلیفہ سید محمد رضا صاحب متعلق سرکار پٹیالہ	سید محمد علی صاحب تحصیلدار لکھی علاقہ
کندن لال سہ صاحب رئیس اینڈی ٹال	سرکار سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
سوندی خان صاحب تحصیلدار گویند گڈہ علاقہ	خلیفہ سید محمد متحسن صاحب مصاحب
پٹیالہ	سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
میر اصغر علی صاحب فوٹو گرافر ملازم سرکار پٹیالہ	محمد اوصاف علی خان صاحب رئیس علیگڑہ
حافظ عبدالرحمن صاحب رئیس جنہجانیہ ملازم	محمد وزیر خان صاحب انسپکٹر پولیس علیگڑہ
سین ٹیفک سوسائٹی علیگڑہ	سید غلام امام صاحب نائب افسر تیورہی مہلی
قاضی عظیم العی صاحب قنون گور رئیس غازی پور	مہاراجہ پٹیالہ
شیخ محمد حسن صاحب وکیل عدالت دیوانی	محمد مصطفیٰ خان صاحب رئیس بورہ گائون
غازی پور	ضلع علیگڑہ
میاں عبدالصمد صاحب سررشتہ دار صدر عدالت	خواجه شرف الدین احمد خان صاحب رئیس
پٹیالہ	دہلی
حافظ عنایت اللہ خان صاحب رئیس علیگڑہ	سید محمد علی صاحب سررشتہ دار اجلاس
جناب گالیتخان صاحب نائب ناظم قسمت کرم گڈہ	خاص سری حضور مہاراجہ پٹیالہ
متعلقہ بیوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ	حاجی حسن ہندی سوداگر مقیم قسطنطنیہ
جناب شیخ حسین بخش صاحب نائب ناظم	میر بسم اللہ صاحب پیشکار کلکٹری بنارس
قسمت کرم گڈہ متعلقہ سنام علاقہ ریاست پٹیالہ	خواجه محمد ابراہیم صاحب رئیس دہلی
غلام حسین خان صاحب خلف اسایش خان	امین منصفی دیوبند ضلع بہار پور
صاحب متعلق سرکار پٹیالہ	قاسم خان صاحب منصرم تعمیر سراج جدید
شیخ الہی بخش صاحب نائب ناظم اناحد گڈہ	سرکاری پٹیالہ
علاقہ پٹیالہ	خواجه محمد اسماعیل صاحب رئیس علیگڑہ

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

۱۵ رمضان سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۲ قمری

چندہ مدرسۃ العلوم مسلمانان

سوندھے خاں صاحب اہلحد مقدمات سنگون محکمہ	بختاور سنگھ صاحب اہلحد خفیف برادر زادہ
نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	حقیقی منشی کرہی مل صاحب ساکن صاحب
سید شاہ گروتر صاحب اہلحد مقدمات دیوانی نیابت	گڈہ علاقہ پٹیالہ
کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ	سید محمد حسن صاحب تہانہ دار متعلق سرکار
غلام حسین خاں صاحب محکور محکمہ تحصیل	پٹیالہ
دیوانی گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ	سید محمد محمود الحسن رئیس دہلی محکور
میر احسان علی صاحب نمبردار پٹی سید دیدار	کلکتڑی بلند شہر
ساکن سامانہ علاقہ ریاست پٹیالہ	سید محمود علی صاحب منیجر مطبع پٹیالہ
حکیم شمس الدین صاحب عرف حکیم محمد مرزا	اخبار
صاحب رئیس بنارس	شیخ ایزد بخش صاحب سرورشتہ دار نظامت اناحد
شیخ امیر بخش صاحب انسپکٹر ڈویژن غازیپور	گڈہ علاقہ پٹیالہ
مرزا نواز علی بیگ دقتری عدالت سب ارقیت	شیخ دلور حسین صاحب سرورشتہ دار جنگی
جج بنارس	ہاتھرس
شیخ محمد برکت اللہ صاحب رئیس علیگڈہ	عبدالرحیم خاں صاحب سرورشتہ دار محکمہ نظامت
منشی محمد مشتاق حسین صاحب نذر اللہ بابت	کرم گڈہ علاقہ ریاست پٹیالہ
شکرہ کامیابی سید محمد محمود صاحب	قافی محمد خلیل صاحب وکیل عدالت دیوانی
یورسٹرات لا	غازی پور
شیخ نجیب اللہ صاحب سوڈاگر نینی تال	مولوی اسیر الدین صاحب مدرس اول درجہ
معز الدین خاں صاحب تہانہ دار بہدور علاقہ پٹیالہ	فارسی مدرسہ اعظم پٹیالہ
غلام محی الدین خاں صاحب تہانہ دار متعلق	سید برکت علی صاحب کرنیل توپ خانہ متعلق
سرکار پٹیالہ	پٹیالہ
نضر الدین خاں صاحب محکور متعلق سرکار پٹیالہ	سید سخاوت حسین صاحب مختار کار نواب
فضل کریم صاحب مثل خواں متعلق سرکار پٹیالہ	محمد محمود علی خاں صاحب رئیس
محمد حسن خاں صاحب مثل خواں متعلق	چھتاری ضلع بلند شہر
سرکار پٹیالہ	پنڈت گنگاداس صاحب منصرم عدالت نینی تال
ہر نرائن جمعدار اناحد گڈہ علاقہ پٹیالہ	شیخ عزت علی صاحب تہانہ دار بھگنی علاقہ پٹیالہ
منشی حفیظ اکرم صاحب محکور پلتن سوچان سنگھ	کریم بخش رسالہ دار متعلق سرکار پٹیالہ
کرنیل متعلق سرکار پٹیالہ	حشمت علی خاں صاحب ساکن سامانہ علاقہ پٹیالہ
علی محمد خان صاحب منیجر رجسٹ چہارم سرکار	شاہ محمد خاں صاحب تہانہ دار کرم گڈہ
پٹیالہ	منشی عبدالدین صاحب ملازم مولوی فرید الدین
مراد علی شاہ صاحب بسی والا اہلحد نیابت نظامت	صاحب وکیل ہائی کورٹ
راج پورہ علاقہ ریاست پٹیالہ	شیخ ظہور علی صاحب مثل خواں محکمہ نیابت
پتیچ روپیہ سے کم جو چندہ ہوا	کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ
میزان کل	فیض الدین صاحب سرورشتہ دار صدر عدالت پٹیالہ
۱۶ پائی	علامہ الدین صاحب تہانہ دار دیوانی گڈہ علاقہ پٹیالہ
	شیخ تفضل حسین صاحب محکور جنگی ہاتھرس
	برکت علی خاں صاحب اہلحد مقدمات دیوانی
	محکمہ نیابت کرم گڈہ علاقہ پٹیالہ

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شاہج ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم شوال سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی — یوم المبارک عید الفطر] نمبر ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت مسبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور کنٹریبوشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے اُنہی سے کی جائے کیونکہ یہہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہے کہ مسلمانوں کی جس معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو خط اوہام اُس ترقی کے مائع ہیں وہ مٹا دیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خراجہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہرگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصرف ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا جائے گا اور ہر روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات رواتگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہرگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اَنہ اخراجات رواتگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مفسرین نمبر ۱۱۳

سمجھ

یعنی تمیز جس سے پہلائی برائی میں امتیاز
کیا جاتا ہے

میرا ہم خیال ہی کہ اگر انسانوں کے دلوں کو چیر کر اُنکا حال دیکھا جائے تو دانا اور نادان فرقوں کے دلوں میں کچھ تو ہوتا ہی سا فرق نکلیں گا فرقوں کے دلوں میں ہمیشہ بہت سے لڑ اور پھردہ خیال آتے ہیں بے شمار دوسرے فرقوں کے دلوں میں آتے ہیں مگر اُن دونوں میں بھی فرق ہوتا ہے کہ دانا آدمی اُن میں سے انتہا کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کون سے خیالات ایسے ہیں جنکو گفتگو میں لانا چاہیئے اور کون سے ایسے ہیں جنکو چھوڑ دینا چاہیئے — نادان آدمی ایسا نہیں کرتا اور جو خیال اُس کے دل میں آتا ہے بے سونچے سمجھ منہ سے بکتا جاتا ہے دانشمند آدمی بھی دوستوں کے ساتھ بات چیت کرنے میں نادان کی مانند ہوتا ہے — جو اُس کے دلوں میں آتا ہے بے تردد دوسرے سے کہتا ہے گریبا اُس کو خیالات ہی ایک بلند آواز میں آتے ہیں *

دستی صاحب کا یہ قول ہی کہ انسان کو دشمن کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ رکھنا چاہیئے کہ اُسکو درست بنالینے کا موقع دے اور دوست سے اس طرح برتاؤ کرنا چاہیئے کہ اگر کبھی وہ دشمن ہو جائے تو اُس کے ضرر سے بچنے کی جگہ دے — اس قول کی پہلے بات جو دشمن کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ تو نہایت عمدہ ہے — مگر پچھلی بات جو دوست کے ساتھ برتاؤ کی ہے وہ کچھ اچھی نہیں اُس میں سمجھ کی کچھ بھی بات نہیں ہے بلکہ ٹری مکاری ہے — ایسے برتاؤ سے انسان زندگی کی بہت بڑی خرابی سے مصروع رہتا ہے اپنے دلی دوستوں سے بھی دل کی بات نہیں کہہ سکتا یہ سچ ہے کہ بعض دفعہ دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور دوست کے بھید کو کھل دیتے ہیں مگر دنیا اُنہی کو دغا باز اور برا کہتی ہے اور دوست پر پھروسا کرنے والے کو ناسمجھ نہیں کہتی — ہاں البتہ دوستوں کے منتہب کرنے میں بڑی سمجھ چاہیئے *

سمجھ صرف باتوں ہی میں منحصر نہیں ہے بلکہ ہر قسم کے کاموں میں بھی متعلق ہے اور گربا ہماری زندگی میں ہمارے تمام کاموں کی رہنما اور ہمارے لیئے ہمارے قادر مطلق خدا کی نایب ہے — انسان میں بہت سی بڑی عمدہ عمدہ صفات ہیں مگر سمجھ سب سے زیادہ نادر ہے — سمجھ ہی کے سبب سے اور تمام صفات کی قدر ہوتی

ہی — سمجھ ہی کے سبب سے وہ تمام صفات اپنے اپنے موقع پر کام آتی ہیں — سمجھ ہی کے سبب سے وہ شخص جس میں وہ صفات ہیں اُن صفات سے فائدہ اُٹھاتا ہے — سمجھ بغیر علم اور عقل دونوں ناچیز ہیں — پہلائی برائی دکھائی دیتی ہے بارجوردیکہ انسان میں نہایت عمدہ عمدہ خصلتیں ہوتی ہیں مگر سمجھ بغیر اُنکے برتاؤ میں غلطیاں کرتا ہے اور نقصان پر نقصان اُٹھاتا ہے — سمجھ ہرنے سے صرف اُنہی خوبیوں کا جو اُس میں ہیں مالک نہیں ہوتا بلکہ دوسروں میں جو خوبیاں ہیں اُن کا بھی مالک بن جاتا ہے — سمجھ دار آدمی جس سے گفتگو کرتا ہے اُس کی لیاقت کو بھی جان لیتا ہے اور اُس کی لیاقت کے موافق گفتگو کرتا ہے — اگر ہم انسانوں کے مختلف فرقوں اور گروہوں اور جماعتوں کی مجلسوں کے حالات پر غور کریں تو ہمکو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک مجلس میں نہ کسی عقلمند کی گفتگو کو غلبہ ہوتا ہے اور نہ کسی بہادر اور دلیر کی گفتگو کو بلکہ اسی شخص کی گفتگو سب پر غالب رہتی ہے جس کو سمجھ ہے اور جو اہل مجلس کی لیاقتوں کو اور جو بات کہتی ہے اور جو نہ کہتی ہے اُس میں تمیز کر سکتا ہے — جس شخص کو بڑی سی بڑی لیاقت حاصل ہو پر سمجھ نہ ہو وہ ایک نہایت قوی اور زبردست پر اندھے آدمی کی مانند ہے جو بہت اپنے اندھے پن کے اپنے زور و قوت سے کچھ کام نہیں لے سکتا ہے — جو ایسے شخص کو دنیا میں اُڑ سب طرح کے کمال حاصل ہوں مگر سمجھ نہ ہو تو وہ دنیا میں کسی کام کا نہیں — برخلاف اُسکے اگر اُسکی سمجھ دوری ہو اور صرف اسی ایک صفت میں اُسکو کمال ہو اور باقی اوصاف متوسط درجہ کے رکھتا ہو تو وہ اپنی زندگی میں جو کچھ چاہے کر سکتا ہے *

سمجھ جس طرح کہ انسان کے لیئے ایک بہت بڑا کمال ہے اُسی طرح مگر اُس کے حق میں بہت بڑا رول ہے — نیک دل کی منتہائی خوبی سمجھ ہی اور بد دل کی منتہائی بدی مگر یا یوں کہو کہ وہ نیک دل کے لیئے معراج ہے اور بد دل کے لیئے کمال — سمجھ نہایت عمدہ اور نیک مقصد پیدا کرتی ہے اور اُن کے حاصل ہونے کو نہایت عمدہ عمدہ اور تعریف کے قابل ذریعے قائم کرتی ہے مگر مگر میں صرف خود غرضی ہوتی ہے — سمجھ مثل ایک روشن آنکھ کے ہے جس میں بے انتہا رسعہ ہے اور تمام دنیا کو اور دور دور کی چیزوں کو آسمانوں کو اور آسمانوں کے ستاروں کو پھربھی دیکھ سکتی ہے — مگر مثل ایک کوتاہ نظر آنکھ کے ہے جو پاس پاس کی ناچیز چیزوں کو دیکھ سکتی ہے اور دور کی چیزیں کو وہ کیسی ہی عمدہ اور روشن ہوں اُسے نظر نہیں آتی — سمجھ جس قدر ظاہر

ایک مصنف کا قول ہے کہ سمجھ ہی ایسی روتی کی چیز ہے جسکو کبھی زوال نہیں جو اُس کو چاہتے ہیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں جو اُس کو دھونڈتے ہیں وہ آسانی سے پاتے ہیں — اسکی تلاش میں اُنکو بہت دور جانا نہیں پڑتا کیونکہ وہ اُسکو اپنے ہی دروازے پر پاتے ہیں — اُس کا خیال رکھنا ہی اُس میں کمال حاصل کرنا ہے — جو کوئی اُس پر خیال رکھتا ہے اسی دم جس سے جو سے دور جاتا ہے کیونکہ وہ خود ایسے لوگوں کی تلاش میں رہتی ہے اور جو اُس کے لائق ہیں اُن کو رستہ ہی میں ملتی ہے اور پھر بھی اُن کا ساتھ نہیں چھوڑتی *

انرس کہ ہماری قوم میں سب کچھ ہی پر یہی نہیں *

راز —

اے قی سید احمد

نمبر ۱۱۳

عام محبت

یعنی غیر مذہب والوں کے ساتھ محبت اور

دوستی

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں کے بعض مسائل کا تصفیہ اکثر اس مصلحت پر مبنی ہوتا ہے کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت ہر مصلحت سے زیادہ بہتر ہے — یہی باتیں جانکر ہماری سہل شریعت نے مباح کر دیا ہے وہ اسی مصلحت کے لحاظ سے مذکورہ بالا جائز سمجھی جاتی ہیں غیر مذہب والوں کے ساتھ کھانا اور پینا جو فی نفسہ مباح ہے اسی ایک مصلحت کے سبب سے مندرجہ ہو رہا ہے یہاں تک کہ بعض مقدس مزاج اور مستطاب طبیعتیں غیر مذہب والوں کے ساتھ آمدورفت اور نشست و برخاست کو بھی پسند نہیں کرتیں — علامہ اسلام کا یہ حال ہے کہ وہ دنیا اور مہنپہا کے حالات سے تر مطلق آگاہی نہیں رکھتے اُن کو یہ کچھ نہیں معلوم کہ اور ملکوں میں کیا ہو رہا ہے اور ضرورت وقت کے لحاظ سے ہم کو کیا کرنا چاہیئے وہ نیک طبیعتی سے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اگر غیر مذہب والوں سے اس قسم کی راہ و رسم جاری کی جاوے تو اس بات کا ڈر اندیشہ ہے کہ عوام اہل اسلام جو اپنے مذہبی مسائل سے واقف یا کم واقف ہوتے ہیں وہ غیر مذہب والوں کی مصیبت میں غراب اور اپنے دین و مذہب سے منحرف ہو جائیں گے اسی لئے وہ بالفصد مسلمانوں کو مباحات شریعت کے عمل میں لائے کی اجازت نہیں دیتے اور خود اس لئے اُن کا استعمال نہیں کرتے کہ جو بات باپ دادا سے نہیں ہوئی اُسپر جرات کرنا مشکل ہے اور جن عالموں کی ثابت قدمی اس مشکل پر غالب رہی ہو سکتی ہے وہ اس لئے اُن مباحات سے کنارہ کر جاتے ہیں کہ دیکھ

ہوتی جاتی ہے اُسقدر انسان کا اختیار اور اعتبار بڑھتا جاتا ہے مگر مگر کات کی مانتیا کی مانند ہے کہ جب ایک ذمہ کھل گیا تو پھر اُسکی قوت اور عزت بالکل جاتی رہتی ہے — پھر انسان کسی کام کا نہیں رہتا جو کام کہ وہ ایسی حالت میں کرسکتا جیکہ لوگ اُس کو ایک سیدھا سادھا بھرا آدمی سمجھتے اب وہ کام بھی وہ نہیں کرسکتا — سمجھ عقل کے لئے کمال ہے اور ہمارے کاموں کے لئے رہنما — مگر ایک قوت ہے جو صرف حال ہی کے فائدوں کو دیکھتی ہے — سمجھ نہایت علممند اور نیک آدمیوں میں پائی جاتی ہے — مگر اکثر جانوروں میں اور اُن لوگوں میں جو جانوروں کی مانند یا اُنسے کچھ بہتر ہوتے ہیں پایا جاتا ہے — سمجھ نفس الامر میں ایک نہایت خوبصورت دلکش چیز ہے اور مگر گویا اُسکی بگاری ہوئی نقل ہے — سمجھ والے آدمی کی طبیعت ہمیشہ زمانہ حال اور استقبال دونوں پر لگی رہتی جو باتیں کہ زمانہ دواز کے بعد ہونے والی ہیں اور جو اب ہو رہی ہیں دونوں کو دیکھتا ہے — وہ جانتا ہے کہ راج و غری جو دوسری زندگی یعنی قیامت میں ہونے والی ہے وہ بے شک ہوگی گو اُس کا زمانہ ابھی بہت دور ہے وہ اُس کے دور ہونے کے سبب سے اس لئے اُس کو حقیر نہیں سمجھتا کہ دوسری زندگی یعنی قیامت کی تکلیف و راحت سمجھ پاس آتی جاتی ہے اور اسطرح سے رنج و خوشی دیرینگی جیسیکہ زمانہ حال میں رنج و خوشی ہوتی ہے — اُمیلیئے وہ نہایت غور و فکر سے اُن خوشیوں کے ہاتھ آنے کے لئے کوشش کرتا ہے جو قدرت نے اُسکے لئے بنائی ہیں اور جنکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے — وہ اپنے خیال کر ہر کام کے انجام تک دڑاتا ہے اور اُس کے حال و مال کے نتیجوں پر غور کرتا ہے اور اس فانی دنیا کے تھوڑے سے نفع اور فائدہ کو اگر در حقیقت وہ نفع اور فائدہ اُس کی سچی عاقبت کے خیال کے مخالف ہو چھوڑ دیتا ہے غرضکہ اُس کی تمام تدبیریں مدد ہوتی ہیں اُسکا رویہ ایسے شخص کی مانند ہوتا ہے جو اپنا فائدہ بھی سمجھتا ہے اور اُس کے حاصل کرنے کا مناسب طریقہ بھی جانتا ہے سمجھ جسکو مہینے اس مضمون میں بطور ایک ٹپکی اور کمال کے بیان کیا ہے وہ صرف دنیا ہی کے کاموں کے لئے مفید نہیں ہے بلکہ ہماری ہمیشہ رہنے والی زندگی کے لئے بھی فائدہ مند ہے — وہ صرف اس فانی انسان کے لئے ہی رہنما نہیں ہے بلکہ اُس اصلی نا فانی انسان کے لئے بھی جو ہم میں بولتا ہے رہنما ہے — بعض مصنف اسی کو عقل کہتے ہیں اور بعض سمجھ یعنی تہیز جس سے اچھی و بری اور بھلائی اور برائی میں امتیاز کیا جاتا ہے — حقیقت میں یہی چیز سب سے بڑی ہے اُس کے فائدے بے انتہا ہیں اور پھر اس کا ہاتھ نہایت ہی آسان ہے *

کوتا ہوا دیکھ کر عوام بھی ویسا ہی کرنے لگیں اور پھر وہی خوابی پیش آئی جس کا اندیشہ ہی — حالانکہ یہ اندیشہ بالکل غلط اور اس غلطی کا یہ علاج اور زیادہ غلط ہی عوام کا عقیدہ جتنا عمل بالکل درست اور بالغیب پر ہی اس قدر پختہ ہوتا ہی کہ بعض اوقات ہدایہ اور صدی پڑھنے والے طالب علموں کو اپنے بعض مذہبی مسائل کی طرف سے تردد ہر جاتا ہی مگر عوام کو کبھی خواب میں بھی کوئی تشویش لاحق نہیں ہوتی اور یقیناً یہی کیفیت اُن کی غیر مذہب والوں کی صحبت میں بھی باقی رہیگی پس عوام کے خوف سے اپنے مسائل کو آزادی سے بیان کرنے میں قائل کرنا بلکہ ڈال جانا اور اُس کو اپنے وہی اندیشہ کا علاج خیال کرنا حقیقت میں سخت الزام کی بات بلکہ گناہ اور معصیت میں داخل ہی اور اپنی شریعت میں ایک قسم کی تہریف ہی *

اور ایسے مالوں اور مالوں سے بھی زمانہ خالی نہیں ہے جو اُن مباحات سے صرف اس غرض سے متمنع نہیں ہوتے کہ ہمارا تشخص اور نفس صاحبان دول کے دلوں میں جو اُن کے مایہ توکل ہیں اور اُن کے پاس رونق ہیں قائم رہے — اس اخیر کردہ کی ذلت تو اب خدا کی عنایت سے روز بروز کامل ہوتی چلی جاتی ہی امرام بھی اب اُن کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے ہیں اور اہل مذاق نے اپنی اصطلاح میں اُن کا لقب تحصیلدار رکھ لیا ہی جو اوقات معین پر دورہ کرتے ہیں اور اپنا نژاد معینہ وصول کر لیجاتے ہیں — اس مضمون میں ان تحصیلداروں کے اعمال و افعال سے کچھ بھٹ نہیں ہی بلکہ گفتگو اول الذکر فرقوں کے خیالات سے ہی *

پس واضح ہو کہ معصیت کی دو قسمیں ہیں ایک معصیت من حیث الدین اور یہ کہ معصیت ہی جو مسلمانوں کے باہم صرف توحد مذہب کے لحاظ سے ہوتی ہی — ایک مسلمان عالم اور دیندار جس کو پہلے ہم نے کبھی نہ دیکھا ہو اسی معصیت کے سبب سے ہمارے نزدیک راجب التعظیم ہوتا ہی اسی جوش مذہبی کے سبب سے اُس دیندار اور عالم کی معصیت ہمارے دل میں اثر کر جاتی ہی پس یہ معصیت مسلمانوں کو صرف مسلمانوں سے ہو سکتی ہی اور مسلمانوں ہی پر منحصر نہیں دنیا میں جس قدر اہل مذاہب ہیں اُن سب کی یہی کیفیت ہی کسی مذہب کا آدمی دوسرے مذہب والوں سے معصیت من حیث الدین پیدا نہیں کر سکتا *

دوسری قسم کی معصیت وہ ہی جو امور معاشرت اور روز مرہ کے دنیاوی ہوتا ہے خدا نے آفرینش عالم کے ساتھ ساتھ پیدا کی ہی اور وہ اسی ضروری ہی کہ نظام عالم کے لئے بڑے لوگوں اسی پر منحصر ہیں مگر پاپ تو اپنے پچھوں سے بھائی کو بھائی سے میاں کو

بی بی سے اور بی بی کو میاں سے اپنے خاندان والوں سے اپنے ہم محلہ سے اپنے ہمسایوں سے اپنے ملک والوں سے اپنے ہم جنسوں سے اور اپنے مددگاروں اور اپنے معصنوں سے جو معصیت ہر انسان کو ہوتی ہی وہ اسی دوسری قسم کی معصیت ہوتی ہی — البتہ معصیت من حیث الدین اکثر اس معصیت من حیث المعاشرت سے شامل ہو جاتی ہی — برخلاف اسکے اگر ہم یہ دعویٰ کریں کہ ماں باپ کو اپنے پچھوں سے اس لئے معصیت ہوتی ہی کہ بطن غالب آخر کو وہ اولاد اپنے ماں باپ کے مذہب کی پیروی کرینگے تو اس بات کی کیا وجہ ہوگی کہ چوپایوں اور پرندوں میں بھی جو کچھ مذہب نہیں رکھتے ایسی ہی معصیت پائی جاتی ہی جیسی انسانوں میں ہوتی ہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ معصیت من حیث المعاشرت ایک دوسری قسم کی معصیت اور ایک قدرتی اثر ہی جو معصیت من حیث الدین سے بالکل ملحدہ ہی لیکن یہ دونوں معصیتیں باہم ایک دوسری کے متخالف اور ضد نہیں ہیں — ایک جوش مذہبی جو انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہی معصیت من حیث الدین کو تو پیدا کر دیتا ہی لیکن معصیت من حیث المعاشرت کو جو فی نفسہ ایک جدا ہی متقطع نہیں کرتا اور نہ اُس سے جوش مذہبی میں یہ اثر ہوتی ہی کہ وہ کسی معصیت من حیث المعاشرت کو ہم مذہبوں یا غیر مذہبوں سے متقطع کر سکے *

غالباً میرے اس اخیر بیان سے کہ جوش مذہبی معصیت من حیث المعاشرت کو جو کسی غیر مذہب والے کے ساتھ ہو متقطع نہیں کر سکتا کثیر شخص اتفاق کریں گے — اس وقت بیشتر لوگوں کی رائے یہی ہی کہ جوش ایمانی اسی معصیت کو دل میں جگہ نہیں دے سکتا وہ لوگ جوش ایمانی اور معصیت من حیث المعاشرت کو جو غیر مذہب والوں سے ہو جو متضاد خاصیتیں ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک کے ایجاب سے دوسری کا سلب لازم آتا ہی لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہی اور جہاں تک مجھ کو تجربہ ہوا ہی میرے نزدیک اُن کے اس دعویٰ کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہی — ایک جوش جو آج کل کے مسلمانوں کے اعتقادوں کے بموجب معصیت من حیث المعاشرت کو غیر مذہب والوں سے متقطع کرتا ہی وہ حقیقت میں کوئی ایمانی جوش نہیں ہی وہ اُن متضاد خیالات کا جوش و خروش ہوتا ہی جتنو غور ایمانی سے کچھ لگاؤ نہیں ہوتا لیکن غلطی سے لوگ اُسکو مذہبی جوش سمجھنے لگے ہیں اور میں خود بھی پہلے ایک مرتبہ تک جب تک خدا کے احکام پر غور سے نظر نہیں کی تھی ایسا ہی سمجھتا تھا لیکن جب اُسکو غور سے اور انصاف سے دیکھا تو اس جوش و خروش کو دھوکہ کے سرا اور کچھ نہ پایا اور ان نثر خیالات کی بنا ایک بڑی باریک غلطی پر نکلی چنانچہ اس مضمون میں ہم اسی غلطی کو منحل بیان کریں گے *

تک پہنچ جاوے اور یہہ اخیر خیال ہو کر ایسا بے آرام کر دیوے کہ ہم ایک لمحہ بھی کسی شخص کو غیر مذہب کی پیروی میں ترجیحی نگاہوں بغیر نہ دیکھ سکیں *

یہہ بے چوں حالت اگر در حقیقت نور ایمانی اور جوش مذہبی سے کچھ علائق رکھتی تو ہماری یہ نسبت انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اس حالت میں مستغرق رہنے کے زیادہ سزاوار تھے حالانکہ خدا نے قرآن کریم میں اس حالت کو پسند نہیں کیا بلکہ اُس سے منع کیا ہے کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل۔ وان کان کبر علیک امراضہم فان استعاضوا ان یفتنی نفعاً فی الارض او سلماً فی السما فتا تہم باہ وکرماد اللہ لجمعہم علی الہدیٰ ولا تکون من الجاہلین یعنی اے معصود صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم کو کانروں کا امراض کرنا ناگوار ہی تو اگر تم سے ممکن ہو تو زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیقہ ہی لگاؤ اور وہاں سے کوئی دشمنی اُس کے واسطے آؤ۔ اور اگر اللہ چاہتا تو اُس سب کو ہدایت دیتا پس تم نادان نہ بنو *

اس بے چینی کے علاوہ ایک بڑا سبب اس نفرت کا یہہ بھی ہے کہ اکثر مسلمان یہہ خیال کرتے ہیں کہ ”ہم کو خدا تعالیٰ نے غیر مذہب والوں کے ساتھ دوستی اور محبت کرنے کو قطعاً منع کر دیا ہے جس طرح فرمایا خداے پاک نے لا تنصرو الکافرین اولئکہ من دون المؤمنین یا مرما کہ لا تنصرو الیہود و النصارے اولئکہ یا ارشاد ہے لا تنصرو عدوی و عدوکم اولئکہ۔ اسی طرح اور اکثر آیتیں اسی تائید میں موجود ہیں جنکا صاف یہہ مطالب ہے کہ مسلمانوں کو غیر مذہب والوں سے دوستی اور محبت کرنا بالکل منع ہے خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مشرک“ حقیقت میں یہہ خیال بہت سے مسلمانوں کے اذکار میں اثر کر چکا ہے اور علماء زمانہ نے اُس کو اور بھی غماز کر دیا ہے۔ سچی بات کہ وہاں سے نکالنا تک پایہ مشکل ہو گیا ہے *

مسلمان اگر غر اور انصاف سے دیکھیں تو وہ صاف اس بات کو معلوم کر لیتے کہ اگر در حقیقت مذہب اسلام کے مسائل کا ایسا ہی حال ہو جیسا اُس کا خیال ہے تو مذہب اسلام سے زیادہ مسلمانوں کے حق میں کوئی دوسری آفت اور وبال نہ ہوگا۔ جن غیر قوموں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ مسلمانوں کو بمقتضای ضروریات بشوی اپنا کاروبار جاری کرنا پڑتا ہے یا آپندہ پڑے یا جو غیر قومیں مسلمانوں پر حکمرانی کریں اُس کو مسلمانوں کی طرف سے وثاقت کی کیا امید ہوگی اور کس پہرور سے وہ صفائی دل سے مسلمانوں کے ساتھ معاملات میں راستبازی کر سکتی اور وقت پر اُس کی ضرورتوں کے سرانجام میں اُنکی مددگار ہو سکتی۔ ہمارے عالموں نے ایسی ضرورتوں کے لحاظ سے ایک غریبی خیال یہہ تصنیف کر لیا ہے کہ ضرورت کے واسطے غیر مذہب

غیر مذہب والوں کے سر میں سینک نہیں ہوتے جنکی غلش سے ہم اُس سے نفرت کریں کوئی غیر مذہب شخص اگر علاوہ ہمارے مذہب یا ہمارے دین کے پیشواؤں کی نسبت دشنام دہی کرے تو بلاشبہ ہمارے دل کو سخت کڑوا معلوم ہوگا اور ممکن نہیں کہ ہم ایسے شخص سے محبت میں حیثالامافوت قائم رکھ سکیں لیکن یہہ نفرت ہو کر اُس کی بے تہذیبی کی وجہ سے پیدا ہوگی نہ اُسکی مغایرت مذہبی سے۔ کوئی غیر مذہب شخص اگر فی الواقع ہم سے ذاتی نفرت کرتا ہو اور ہماری طرف سے اُسکو دلی عداوت اور تعصب ہو تو ہمارے دل میں بھی اُس کی طرف سے سچی محبت کا اثر نہیں ہو سکتا اور اس لئے ہم بھی اگر اُسے ساتھ رہنا ہی ہوتا تو کریں جیسا کہ ہمارے ساتھ کرتا ہی تو کوئی زبان یا قلم ہم کو ملزم نہیں تھوڑا سکتا اور اگر ہم سچائی اور راستبازی کا استعمال کریں اور اپنے ظاہری پردے کو اپنی دلی کیفیت سے مطابق کریں تو یہہ نہایت بہتر اور مردانہ کارروائی میں داخل ہے و ان تصبروا و تقروا فان ذالک من مزم الامور ان جملہ مذکورہ بالا کیفیتوں میں سے جب کوئی کیفیت نہ پائی جاوے اور کسی شخص پر سوائے دوسرے مذہب میں ہونے کے اور کوئی الزام نہ ہو تو اُس سے بیٹھے پٹھانے کی ناحق عداوت کی وجہ اسکے ہوا شاید اور کچھ نہ ہوگی کہ وہ ہمارے سچے مذہب کو جھوٹا سمجھتا ہے اور جس مذہب کو ہم برا جانتے ہیں وہ اُسکو اچھا جانتا ہے لیکن انصاف اور عقل کے نزدیک یہہ وجہ ہرگز اُس سے نفرت اور عداوت کرنے کے واسطے کافی نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے اگر ہمارے مذہب کو برا سمجھا تو ہم نے بھی اُس کے مذہب کو ایسا ہی خیال کیا ہے۔ ہم کو اگر یہہ طیش ہے کہ اُس دوسرے نے ہمارے سچے مذہب کو برا خیال کیا ہے تو اُس دوسرے شخص کو بھی ایسا ہی طیش ہوگا۔ فرض کہ یہہ ایک رائے کا اختلاف ہی عداوت اور دشمنی کی کوئی وجہ اُس سے پیدا نہیں ہوتی *

ایک شہر جس کی آب و ہوا درحقیقت نہایت عمدہ اور صحت بخش ہو کوئی دوسرا شخص اگر غلطی سے اُس کو نقص خیال کرے یا کوئی مریض کسی نہایت نافع دوا کے استعمال کرنے سے اس خیال خام سے باز رہے کہ وہ دوا مضر ہے تو ایسی ناسمجھیوں پر بلاشبہ اسوس پیدا ہوگا نہ عداوت اور بغض ہمارا یہہ خیال کہ وہ نادان شخص اُس عمدہ آب و ہوا کے مقام کو کیوں ناقص بتاتا ہے اور وہ مریض کیوں ایسی اچھی دوا کو استعمال نہیں کرتا یا ہمارا یہہ خیال کہ کوئی غیر مذہب والا شخص ہمارے اس عمدہ مذہب کی پیروی کیوں نہیں کرتا بالکل ایک سے خیالات ہیں پس کوئی وجہ نہیں کہ اول دو خیالوں سے ہم کو ایسی بے چینی پیدا نہر جو عداوت کے درجہ

والوں سے ضروری ملاپ جائز ہی — یہہ راز اگر اسرار تصرف کی طرح سینہ پسینہ چلا آتا تو شاید کچھ کام کا بھی ہوتا لیکن جب اُس سے کتابیں مرتب ہوتیں اور چھاپی گئیں اور اُس کی پنا قرآن پاک کی اِس آیت پر ٹایم ہرٹی کہ **اَلَا اِنَّ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاتُوْا** تو اب وہ راز مخفی نہیں رہ سکتا — نہاں کے ماند آن رازی کزو سازند محفل — غیر قومیں کوئی احمق یا غافل نہیں ہیں جو ہمارے داڑ میں آجارینگی وہ ایسی اندھی نہیں ہیں کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں کے وقت اُنکے سامنے خوشامد اور چھوٹے اظہارات معصیت اور دوستی سے پیش آویں تو وہ اُن کی اس منافقانہ کارروائی سے نفرت نہ کریں اور ہمارے اس خود غرض اور ذلیل طریقہ کے سبب سے ہمکو وہ ذلت کی نظروں سے نہ دیکھیں — یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک مسلمان صفائی قلب سے کسی قوم سے نہ ملہنگے تب تک ہرگز وہ قوم ہمارے شریک حال نہیں ہو سکتی نہ وہ ہمارے کسی کام میں مدد کر سکتی ہی اور نہ ہم سے صفائی کے ساتھ مل سکتی ہی *

اب خیال کرنا چاہیئے کہ جو حالت مسلمانوں کی ہندوستان میں اور انڈیا اور پاکوں میں پائفل ہے وہ کس قدر غیرومروں اور غیر مذہب والوں کی امداد اور دستگیری کی محتاج ہی اور جب یہ بات بھی ہمارے ایمان میں داخل ہی کہ خدا کو یہہ سب کیفیت جو مسلمانوں پر اب طاری ہی یا آئندہ طاری ہوگی سب کچھہ روز ازل سے معلوم تھی اور اس پر بھی ہم ایمان لائے ہیں کہ اب اور کوئی نبی ہماری شریعت کی اصلاح کے واسطے یا کوئی دوسری شریعت لیکر نہ آویگا اور ہماری شریعت اب ہو طرح کامل اور مضتم ہی اور اُس شریعت کے وہی احکام صحیح فرض کیئے جاویں جن سے ہم نے اوپر اختلاف کیا ہی کر گریا زبان حال سے ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کو بارجود اس تمام مظہر و شان کے اتنی بھی لہانت نہیں ہی جو وہ اپنے پیارے مسلمانوں کے واسطے ایسی شریعت مقرر کرتا جسکے احکام ہر وقت کی تبدیلیوں کے لحاظ سے اُنکی بقا و عزت و آبرو اور اُنکی تمام ضروریات کے سرانجام کے واسطے کافی اور وافی ہوتے — اگر یہہ نہیں تو دوسری بات یہہ تسلیم کرنی پڑیگی کہ خدا نے ہمکو دھوکہ میں رکھا اور ہمکو ایک ایسی شریعت میں پہانسا جسکے احکام خود بخود ایک وقت میں ہماری تباہی اور بربادی کا موجب ہو جاویں تمام اور قومیں ہماری دشمن ہو جاویں اور ہر شخص حقارت کی نظر سے ہمارے اوپر تہوتہو کرے —

نعمذباللہ منہا *

مگر الحمد للہ کہ نہ ہمارا خدا ایسا بے وقوف ہی اور نہ ہماری شریعت غرہ مضطربہ ایسی مہمل شریعت ہی —

ہرچہ ہست از شامت ناسازی اندام ما است

ورنہ تشریف تو پر ہالے کس کورۃ نیست

ہمارا خدا جس نے اپنے سچے نبی کے ذریعہ سے اپنے ہر حکم احکام ہماری ہدایت اور عمل کے واسطے بھیجے سب سے زیادہ دانا اور بینا اور حکیم ہی — اُس حکیم مطلق نے جو شریعت ہمارے واسطے مقرر کی وہ جیسی رسمت میں کامل ہی ویسی ہی برتاؤ میں سہل ہی اپنے برتاؤ کے لحاظ سے جیسی وہ شریعت ایک بہت عمدہ موسم میں کسی جوان آدمی کی جوانی کے مناسب حال ہی ویسے ہی ایک نامناسب موسم میں وہ ایک پیر و ضعیف مرد کی ضعیفی کے مناسب ہی — اپنی رسمت کے لحاظ سے وہ تمام گذشتہ شریعتوں سے فراخ تر ہی اُسکی ہر حکمت اور نہایت آسان احکام کا یہہ قدرتی اثر ہی کہ مسلمان ہر ایک انقلاب کی حالت میں خوشی سے بسر کریں — مذہب اسلام کا ہرگز یہہ متغیر نہیں ہی کہ کسی قوم یا مذہب والے کی طرف سے دل میں مدارت اور کینہ اور بغض قائم کیا جاوے جو بالکل انسانیہ کے برخلاف ہی — قرآن شریف کی تمام مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہہ ہی کہ جو غیر مذہب والے مسلمانوں سے دین کے معاملہ میں لڑتے ہیں اور مسلمانوں کو اُن کے گھروں سے نکالا ہی اُن سے معصیت اور دوستی نہ رکھنا چاہیئے اُن سے صرف اُس قدر معاملت جائز ہی جس سے اپنا بچاؤ رہے اور یہہ اخلاق انسانی کا ایک ایسا معتدل حصول ہی جس سے کسی مذہب کا آدمی انکار نہیں کر سکتا — یہہ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا کہ ہر لشکر جو آپس میں مقابل ہوں اُن میں سے ایک گروہ کے بعض لوگ دوسرے گروہ والوں سے دوستانہ راہ و رسم جاری کریں اور اپنے لشکر کی سب خبریں دوسرے لشکر والوں کو پہونچاویں اور لشکر کے ضعف اور غنیمت کی قوت کا پامٹ ہوں — پس ! جہاں جہاں مسلمانوں کو غیر مذہب والوں کی دوستی سے منع کیا گیا ہی وہ سب اسی قسم کی دوستی اور معصیت ہی نہ وہ دوستی اور معصیت جو من حیث المعاشرت ایک انسان کو دوسرے انسان سے لازمی ہی *

فرمایا اللہ پاک نے قرآن ہزرگ میں **لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ مِنَ الدِّينِ اِنْ يُقَاتِلُوْا**

كُم فِى الدِّينِ و لَمْ يَنْهَوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اِنْ تَقُوْا اِلَيْهِمْ اَنْ

اِلٰهَ يَحْسِبُ الْمُقْسَطِيْنَ اَنْ يَّهَاجِرُوْا كُمْ اِلٰهَ عَنِ الدِّينِ وَ قُلُوْكُمْ فِى الدِّينِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ

مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظَاهَرُوْا عَلٰى اَخْرَاجِكُمْ اَنْ تَقُوْا اِلَيْهِمْ وَ قُلُوْكُمْ فِى الدِّينِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ

”یعنی اللہ تعالیٰ تمکو اس بات سے منع نہیں کرتا کہ جو لوگ تم سے

دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور جنہوں نے تمکو تمہارے گھروں سے

نہیں نکالا اُن کے ساتھ تم احسان اور انصاف کرو بے شک اللہ انصاف

والوں کو دوست رکھتا ہی — اللہ جس بات سے تمکو منع کرتا ہی

وہ یہہ ہی کہ جو لوگ دین میں تم سے لڑے اور تمکو تمہارے گھروں

سے نکالا یا تمکو تمہارے گھروں سے نکالنے میں اوروں کی مدد کی اُن

کندھا اور سینہ سے سینہ ملا کر لڑے اور جہاں ہمارا خون گرا وہاں
انہوں نے اپنے خونوں کی بھی دھاریں بہادیں اور ہمارے دشمنوں کو
مغلوب کیا اور حرمین شریفین پر جنگا نام لے لیکر ہمارے عالم و جد
میں آجاتے ہیں ہمارا قبضہ قائم رکھا مگر یہ سب اس لیے ہوا کہ
سلطان روم خلد اللہ ملکہ اپنے ان مددگاروں سے نہایت صفائی اور خلوص
کے ساتھ دوستانہ ملا — پٹارا میں اس کے برخلاف اور علماء و اعاہد
اندیش کی مرضی کے مطابق کام ہوا غارت ہو گیا پھر کیا مسلمانوں پر
یہ فرض نہیں ہے کہ جب کبھی خدا نخواستہ اور نصیب امدا کوئی
موقع آوے تو جہاں ہمارے ان مددگاروں کے پسینا گرنے کا احتمال ہو
وہاں اپنے خون کے نالے بہادیں — اب ہم اپنے عالموں سے دریافت کرتے
ہیں کہ کیا ایسے ایسے معاملات کے بعد بھی دو مختلف قوموں کے باہم
سچی محبت اور دوستی نہیں ہو سکتی مگر انہیں جو شخص یہ
بھی نہ جانتا ہو کہ انگلستان اور فرانس کی مدد کیسی اور کریمیا کی
جائز کا نام ہی یا کسی زبان کا لفظ ہی اور کچھ روس اور کچھ مکہ
و مدینہ و کیا خاک ان باتوں کا جواب دے سکتا ہے — اس از صدرے
و از شمس بازغہ نمی آید *

خدا نے ہم کو اجازت دی کہ ہم اہل کتاب عورتوں سے نکاح کریں
پس جو اولاد اُن عورتوں سے ہوگی کیا وہ اپنی ماؤں سے دلی پیار اور
محبت نکرے گی معذرتاً مستحق بیبیوں کے خاوند پر ہماری شریعت
کے بموجب ہیں اور جیسی کچھ رعایت اور محبت اور حسن اخلاق
ہم کو مسلمان بیبیوں کے ساتھ برتنا چاہیئے وہ سب ہم کو اُن اہل
کتاب بیبیوں کی نسبت برتنا ضرور ہوگا ورنہ ہم گنہگار ہونگے پھر کیا
یہ ہو سکتا ہے کہ وہی خدا غیر مذهب والوں سے ایسے ایسے رشتوں اور
قربتوں کو جنہیں محبت ثواب اور ترک محبت کفارت ہو ہمارے لیے جائز
کرے اور خود ہی ہمارے واسطے اور قوموں کو ہمارا دوست ٹھہرائے اور پھر
وہی خدا ہم کو یہ حکم دے کہ تم اُن سے بغض اور عداوت کرو یہ خدا کی
کامیابی ہی یزناؤں کی نکیات یا لڑکوں کا کھیل ہی — و ہذا بہتان عظیم
کو مسلمان ہیں کہ واسطہ گریڈ * رائے کو درپس امروز بود فردائے
مسلمانوں کو یہ بات ہو لگتا کہ چاہیئے کہ قرآن کریم تمام تنب
سماری کا مصدق ہی جسمیں انجیل کی اخلاقی ہدایتیں بھی شامل
ہیں اور یہ بھی اُن کو معلوم ہے کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ و سلم کی بعثت سے ایک بڑی فرض یہ بھی تھی کہ اخلاق انسانی
اپنے حد و کمال کو پہنچ جاوے مسلمان اُس نبی برحق کی اُمت میں
ہیں جسکی تعریف میں خدا ارشاد فرماتا ہے * وانک لعلی خلق عظیم
اور جسکا خطاب رحمۃ اللعالمین ہی ہمارا مذهب تمام نیکوں کا
سر چشمہ اور ہر ایک قسم کے انسانی اخلاق کا مکمل اور متمم ہی پس
مسلمانوں کو چاہیئے کہ گذشتہ خیالات پر ضرورتاً کبکرا آئندہ ٹھیک ٹھیک

سے دوستی کرے اور جو لوگ اُن سے دوستی کریں گے وہ ظالم ہیں ” یہ
آیت تمام آیات ترک موالا اور ترک رفاقت وغیرہ کی صاف صاف
تفسیر ہی جس کے سامنے کسی اور تفسیر کی حاجت نہیں ہے *
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مذهب والوں کے تعانف
قبول کیئے اُن کی دعوتیں منظور کیں جو بالکل محبت کے مقدمات
ہیں — خدا نے ہم کو یہ اجازت دی کہ جن غیر مذهب والوں سے
تمہاری دینی لڑائی نہیں ہے اُن سے ملو اور اُن کے ساتھ اچھا سلوک
کرو — ہم کو اپنے مذهب کی روح لازم ہے کہ جہاں ہم معکرم ہوں
وہاں اپنے حاکم کی اطاعت کریں اور جہاں غیر قوموں پر حاکم ہوں
وہاں اپنے معکرموں کی واجبی رعایت کریں اُن کی شراب کی ایسی
ہی حد طے کریں جیسی اپنے سرکہ کی اور اُن کے سرور کی ایسی ہی
تکدداشت کریں جیسی اپنے دتہوں کی — ہم کو یہ بھی تاکید ہے
کہ جب ہم کسی سے عہد کر لیں تو مضبوطی سے اُس پر قائم رہیں —
کہ یہ سب باتیں مجتہد مع حیث المجموع باہم محبت اور دوستی
کو مستقیم کرتی ہیں *

خدا نے خود ہم کو اس بات سے مطلع فرمایا ہے کہ نصاری
تمہارے ساتھ زیادہ دوستی کریں گے کما قال ولتجدن اقربہم مردۃ الدین
آمنوا الذین قالوا نصاری ذالک بان منہم قسیمیں رہبانانہم لایستکبرون
پس دوستیاں اس قسم کی بھی ہیں کہ گو ایک فریق دوستی کا
اظہار کرے لیکن دوسرے فریق کو اُس سے کٹا رہے کرنا اولیٰ ہی
لیکن خدا نے نصاریٰ کی اُس دوستی کی طے بھی بیان فرما دی تاکہ
کسی کو شبہ نہ رہے کہ وہ دوستی کس قسم کی ہوگی اور فرمایا کہ
وہ اس واسطے تمہارے دوستدار ہونگے کہ اُن میں عالم ہیں اور
درویش ہیں اور وہ ضرور نہیں کرتے یعنی اُن کی طرف سے یہ دوستی
تمہاری نسبت کمال تہذیب کے سبب سے ہوگی جیسا عام دستور ہے کہ
ایک مذهب انسان دوسرے مذهب انسان سے محبت اور دوستی سے
پیش آتا ہے پھر کیا مسلمان ایسے نامہذب اور وحشی ہو جائیں گے
کہ جو فرقہ اُن کا دوست ہو اور دوست بھی ایسا درست جسکی
دوستی کی خبر خدا نے ہم کو دی اُس کے ساتھ بھی وہ نفرت سے
پیش آریں کیا مسلمان کبھی انگلستان اور فرانس کے نصاریٰ کے اُن
احسانات کو بھول سکیں گے جو کریمیا کی لڑائی میں اُن کی طرف
سے مسلمانوں کی سلطنت اعظم نہیں نہیں بلکہ مسلمانوں کی مذہبی
عزت برقرار رکھنے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اسلام کا
چھوٹا قائم رکھنے کے واسطے دے دی گئی — اس لڑائی میں ہمارے
یہ مددگار جنکو خدا جزائے خیر دے خاص اپنے ہم مذهب یعنی
درسیوں کے مقابلہ پر جنہوں نے ظلم پر کمر باندھی تھی کدھے سے

خدا اور رسول کی مرضی اور منشاء کے مطابق کام کریں۔ ہمارا کمال اسی میں ہے کہ کئی مسلمان ہو یا غیر مسلمان دوست ہو یا دشمن سب کے ساتھ ہم سابرک اور معصیت سے پیش آویں اور جس معصیت سے اب تک ہم اپنی نا معصیت کے سبب سے معصوم رہے آئندہ اس کے حصول کے واسطے بدل کوشش کریں اور اس کھربائی اثر کو کام میں لویں جو ہمارے سچے مذہب نے ہم میں غیروں کو اپنی طرف مائل کرنے کی غرض سے رکھ دیا ہے۔ اب مسلمانوں کو ضرور ہے کہ جس نہ پر انداز مصلحت کے اثر نے ہماری ہریمت کے وسیع دائرہ کو دو غیر مساوی حصوں میں تقسیم کر کے ایک بہت چھوٹا حصہ ہماری ہر زندگانی کے قیدخانہ کے واسطے خاص کر دیا ہے کہ اسی میں چاہیں ہم مریں چاہیں ہم زندہ رہیں اس مصلحت خلاف کو درمیان سے اٹھا کر اور تنگ قید سے آزاد ہو کر اپنی ہریمت کے پورے دائرہ کی وسعت میں غرضی اور غورمی سے گلگشت کریں اور ان خدا داد نعمتوں پر اپنے خدا کا شکر ادا کریں *

راتنام
مفتاح حسین

نمبر ۱۱۵

تعلیم

میں سمجھتا ہوں کہ انسان کی روح بغیر تعلیم کے چمکے ہوئے منک مرمو کے پہاڑ کی مانند ہے کہ جب تک سنگ تراش اس میں ہاتھ نہیں لگاتا اس کا دھندلا اور کھردرا پن دور نہیں کرتا اس کو تراش تراش کر ستون نہیں بناتا اس کو پالش اور جلا سے آراستہ نہیں کرتا اس وقت تک اس کے جوہر اسی میں چھپی رہتے ہیں اور اس کی غرض نما نیسی اور دلربا رنگتیں اور خوبصورت خوبصورت بیل پڑتے ظاہر نہیں ہوتے۔ یہی حال انسان کی روح کا ہے انسان کا دل ایسا ہی ٹیک ہو مگر جب تک اس پر عمدہ تعلیم کا اثر نہیں ہوتا اس وقت تک ہر ایک نیکی اور ہر ایک قسم کے کمال کی خوبیاں جو اس میں چھپی ہوئی ہیں اور جو بغیر اس قسم کی مدد کے نمود نہیں ہو سکتیں ظاہر نہیں ہوتیں *

ارسطو نے تعلیم کے اثر کو مجسم صورتوں کے بنانے کی تشبیہ میں نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ مرنی صورت ایک پتھر کے ڈھونڈے میں چھپی ہوئی ہوتی ہے مگر صورت بنانے کا ہنر صرف فضل چیزوں کو اس میں سے گھڑ دیتا ہے۔ صورت تو پتھر ہی میں ہوتی ہے مگر آخر صرف اس کو نمود کر دیتا ہے۔ جو نسبت کہ صورت گھڑنے والے کو اس پتھر کے ڈھونڈے سے ہی وہی نسبت تعلیم کو انسان کی روح سے ہے۔ بڑے بڑے

حکیم اور عالم۔ ولی و ابدال۔ نیک و عقلمند۔ بہادر و نامور ایک گنوار آدمی کی سی صورت میں چھپی ہوئے ہوتے ہیں مگر ان کی یہ تمام خوبیاں عمدہ تعلیم کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہیں جب میں جاہل اور وحشی قروں کے حالات پڑھتا ہوں تو ان نیکیوں سے جو ان میں ہیں مگر ناشایستہ اور اس دلییری اور جرأت سے جو ان میں ہے مگر عرفناک اور اس استقلال سے جو ان میں ہے مگر بے ڈھنگا اور اس دانائی اور عقلمندی سے جو ان میں ہے مگر جانوروں کے سے مگر فریب سے ملی ہوئی اور اس صبر و قناعت سے جو ان میں ہے اور گریبا نا امیدیاں ہی ان کی امیدیں ہیں نہایت خروش ہوتا ہوں۔ سچ ہے کہ انسان کے دل کے جوش مختلف طرح پر کام کرتے ہیں اور جس قدر کم و بیش عقل کی ہدایت ان کو ہوتی ہے اور جس قدر کہ عقل ان جوشوں کو درست کرتی ہے اسی قدر مختلف طور پر ان سے کام ہوتے ہیں۔ امریکا کے حبشی غلاموں کا جب ہم یہ حال سنتے ہیں کہ اپنے آقا کے مرنے پر یا ایک کام پر سے چھڑا کر دوسرے کام میں لگانے پر جنگلوں کے درختوں میں لٹک کر اپنی جان دے دیتے ہیں یا ایک ہندو مرد اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ زندہ جل کر سٹی ہو جاتی ہے تو کون شخص ہی جو ان کی وفا داری اور معصیت کی تعریف نہ کریگا کہ کیسے ہی ناشایستہ اور نا مہذب طور سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس قسم کی جاہل اور وحشی قروں کے دلوں میں بھی نہایت عمدہ عمدہ باتیں پائی جاتی ہیں گروہ وحشی پنہ ہی کی حالت میں کیوں نہیں لیکن اگر ان کی مناسب طور سے اور عمدہ تعلیم سے مرستی کی جاوے تو وہی وحشیانہ نیکیاں کس قدر ترقی پا سکتی ہیں اور کیسے کیسے عمدہ کام اور مہذب و شایستہ نیکیاں ان سے پیدا ہو سکتی ہیں *

مجھ کو اسی بات کا رنج ہے کہ میں اپنی قوم میں ہزاروں نیکیاں دیکھتا ہوں جو نا شایستہ۔ ان میں نہایت دلییری اور جرأت پاتا ہوں جو عرفناک۔ ان میں نہایت قوی استقلال دیکھتا ہوں جو بے ڈھنگا۔ ان کو نہایت دانا اور عقلمند پاتا ہوں جو انترو مکر و فریب اور زور سے ملے ہوئے۔ ان میں صبر و قناعت بھی اعلیٰ درجہ کی ہے مگر غیر مفید اور بے موقع پس میرا دل جلتا ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر یہی ان کی عمدہ صفاتیں عمدہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جاویں تو دین اور دنیا دونوں کے لیے کیسی کچھ مفید ہوں *

میری یہی خواہش ہے کہ اس قسم کی تھوڑات سے نیکی کو ترقی دوں جو میری عمدہ خواہش پوری نہو مگر میں اس خیال سے تو بہت خوش ہوں کہ میں ہر پندرہ روز میں انسان کے دل کی مرستی میں کچھ کچھ مدد کرتا رہتا ہوں *

راتنام

اے قی سید احمد

بمقام عیگندہ — مطبع علیگندہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۸]

۱۵ شوال سنہ ۱۲۸۹ ھجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد دوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین
تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابہ جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لئے بھیجتا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضہ کے منایا فرماتا ہو تو سید احمد خان صاحب بھادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجتا جارے غرضکہ تمام خط و کتابت بابہ اس پرچہ کے اُنہی سے کی جارے کیونکہ یہہ پرچہ علیگندہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار انصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو قسط اوہام اس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹائے جارہیں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع
تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابہ اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جارہیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں مدیر متصور ہوتا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو نی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۶

وحشیانہ نیکی

انسان وحشیانہ طور پر ایک نیک کام کرتا ہے اور جو کہ وہ اصل میں نیک ہوتا ہے لوگوں کے دل میں پیٹھ جاتا ہے اور اُس وحشیانہ پنہ کی بڑائی جس وحشیانہ پن سے وہ کام ہوا آنکھوں سے چھپ جاتی ہے مگر مددہ تعلیم میں یہ اثر ہی کہ اُن وحشیانہ حرکتوں کو چھوڑا دیتی ہے اور صرف نیکی ہی نیکی وہ جاتی ہے *
نفل ہی کہ ایک شخص کے پاس دو حبشی لڑکے تھے جرات نو عمر اور اپنی قسم کے لوگوں میں نہایت حسین اور خوبصورت اور آپس میں اُن دونوں کے جانی دوستی اور دلی مصیبت تھی اُسی شخص کے پاس ایک حبشی نو عمر لڑکی بھی تھی جو اُس قوم میں نہایت ہی خوبصورت سمجھی جاتی تھی اتفاقاً وہ دونوں جرات لڑکے اُس پر عاشق ہو گئے اور دونوں نے اُس کو شادی کا پیغام دیا جو کہ وہ دونوں نہایت خوبصورت بھی تھے اور دونوں کا مزاج بھی اچھا تھا اور ہم عمر بھی تھے وہ لڑکی دونوں میں سے جس کے ساتھ شادی ہو راضی تھی مگر اُس نے یہ کہہ کر کہ تم دونوں دوست آپس میں اس بات کا تصفیہ کرلو کہ دونوں میں سے کس کے ساتھ شادی ہو — دونوں لڑکے دل و جان سے اُس پر عاشق تھے عشق اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ ایک تو اُس سے شادی کر لے اور دوسرا محروم رہے اور دوستی بھی اُن میں ایسی سچی تھی کہ ایک کو دوسرے کا رنج اور بغیر آپس کی صلح اور بغیر آپس کی عوفی کے دونوں میں سے کسی کو شادی کر لینا پسند نہ تھا — آخر کار عشق اور دوستی میں جھگڑا ہوا وہ چاہتا تھا کہ میں غالب آؤں اور وہ چاہتی تھی کہ میں فتح پاؤں مگر کوئی جیت نہ سکا دونوں برابر رہے تب وہ دونوں لڑکے اپنی معشوق کو ایک دن جنگل میں لپگئے اور دونوں نے اُس کو چھوڑی مارکر مار ڈالا اور جب اُس کا غم بھرنے لگا تو دونوں اُسے چائے لگے دونوں نے مددہ لاش کو خوب کُلی لگایا اور دلی مصیبت سے اُس کے دل فریب گالوں کا بے گناہ بوسہ لیا اور پھر اُس کی لاش کے گرد پیٹھ پر روتے اور پیٹنے لگے خوب ماتم کیا خوب چھاتی پیتی اور پھر دونوں نے اپنے تئیں بھی مار ڈالا *

اس عجیب واقعہ سے انسان کے دل کے جوہروں کی جو تعلیم و تربیت سے شایستہ نہیں ہوئیں عجیب و غریب حالتیں معلوم ہوتی ہیں جو واقعہ کہ میں نے ابھی بیان کیا وہ حیرت اور گناہ ہے بالکل یہوا ہوا ہے تو بھی ایسے نیک دل اور دلی ایمانداری سے سرزد ہوا ہے کہ اگر اُس کی مددہ طور سے تعلیم و تربیت ہوتی تو اُس سے نہایت مددہ مددہ نتیجے حاصل ہوتے *

انسان کا ایسے ملک میں پیدا ہونا یا وہاں جا کر رہنا اور تربیت پانا جہاں تعلیم و تربیت کا چرچا ہو اور علم و شایستگی پھیلی ہوئی ہو نہایت خوش قسمتی کی بات ہے — گو اُن ملکوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اُن حبشی لڑکوں سے کچھ بہتر نہیں ہوتے مگر ایسے بھی ضرور ہوتے ہیں جن کو تعلیم و تربیت کے بے شمار فائدے حاصل ہوتے ہیں اور مختلف درجہ کا اُس میں کمال رکھتے ہیں *

شایستہ ملک کی مثال صورت پڑنے والے سنگ تراش کے کارخانہ کی سی ہے کہ جب آدمی وہاں جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ابھی تو کرٹی پتھر اُسی طرح تھوڑے کا تھوڑا ہے رکھا ہوا ہے اور کسی میں صرف ابھی ٹانگیں ہی بنی ہیں اور کسی میں ہاتھ پاؤں منہ سب کچھ چکا مگر ابھی انگڑی ہے اور کسی میں انسان کے تمام اعضا دوستی سے بن چکے ہیں مگر صاف ہونے اور جگہ ہونے باقی ہیں اور کرٹی صورت نہایت خوبصورت اور دلربا بالکل ہنکر طیار ہو چکی ہے اُس وقت انسان کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ پتھر کا تھوڑا کچھ تک کرٹی پاسکتا ہے اور ہر ایک انگڑی صورت سوائے ہاتھ و پاؤں کے آخر سے پت تراش کے ہاتھ سے نہایت خوبصورت یا قریب قریب خوبصورت کے ہو سکتی ہے *

قا مہذب ملک کی مثال منگے پہاڑوں کی سی ہے جہاں پہاڑ پتھر کے تھوڑے کے اور کچھ نظر نہیں آتا کوئی مثال ایسی نظر نہیں آتی جس سے انسان کو یہ خیال ہو کہ وہ کہاں تک ترقی کر سکتا ہے اور اُس میں کیا چیز نہیں ہے جو وہ اب تک انگڑی پتھر کی مانند ہے — جو نیکیاں خرد اُس میں ہیں اُن سے بھی وہ ناواقف ہے کیونکہ وہ نیکیاں مثل پتھر کے تھوڑے کے اُس کے جگر میں چھپی ہوئی ہیں اور بے تعلیم و تربیت کے وہ ظاہر نہیں ہو سکتیں *

یہی خیالات مجھ کو اس بات پر براکتیشتہ کرتے ہیں کہ میں اپنی قوم کو مہذب قوم سے ملنے اور شایستہ ملک میں جانے کی ترغیب کرتا ہوں اور اس خیال سے ہمیشہ رنج میں رہتا ہوں کہ ہماری قوم میں جس قدر نیکیاں ہیں وہ یہی قدامتہ ہیں دنیاوی برتاؤ آپس کا ملپ دوستوں کی دوستی دینداروں کی دینداری امیروں کی امیری نہایت ناخایستہ اور قدامتہ طور سے واقع ہوئی ہے اگر وہ مددہ تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو جاوے تو انسان کے لیے اس زندگی میں اور آنے والی زندگی میں دونوں میں نہایت ہی مفید ہو *

راڈ — م

اے - تی - سید احمد

مضمون نمبر ۱۱۷

امید

دنیا د'مید قائم ہی

موجودہ حالت کو وہ کیسی ہی اچھی یا بری ہو انسان کے دل کے مشغلہ کو کافی نہیں ہوتی۔ موجودہ رنج و غریب مصیبت و دوستی کی چیزیں اتنی نہیں ہوتیں کہ انسان کے دل کی قوتوں کو ہمیشہ مشغول رکھیں اس لیے اُس بڑے کاریگر نے جس نے انسان کے پتلے کو اپنے ہاتھ سے اور اپنی ہی مانند بنایا اُس میں چند اور قوتیں ہی ہیں جن کے سبب سے دل کے لیے کاموں کی کبھی کمی نہیں ہوتی اور ہمیشہ وہ وقت دل کے مشغول رہنے کا سامان مہیا اور موجود رہتا ہی۔ اُنہیں قوتوں کے ذریعہ سے گذری ہوئی باتوں پر دل مہیا آتی ہیں اور آئندہ کی باتوں کا اُنکے ہونے سے پیشتر خیال ہوتا ہی *

وہ عجیب قوت جس کو ہم یاد کرتے ہیں ہمیشہ پیچھے دیکھتی رہتی ہی جب کوئی موجودہ چیز ہم کو غفل کے لیے نہیں ملتی تو وہ قوت پچھلی باتوں کو یاد دلاتی ہی اور اُسی کے ذکر یا خیال سے ہمارے دل کو بھلائے رکھتی ہی اُس کی مثال جگالی کرنے والے جانوروں کی ہی کہ وہ پہلے تو گھانٹا دانہ سب کھا لیتے ہیں اور جب ہو چکتا ہی تو ایک کونے میں بیٹھ کر پھر اُسکو پیٹ میں سے نکال کر چبا لے جاتے ہیں *

جس طرح کہ یاد پچھلی باتوں کو خالی وقت میں ہمارے دل کے مشغلہ کو یاد دلاتی ہی اسی طرح ایک اُڑ قوت ہی جو آئندہ ہونے والی باتوں کے خیال میں دل کو مشغول کر دیتی ہی اور جس کا نام اُمید و بیم یا خوف و رجا ہی۔ انہی دونوں قسم کے خیالوں سے ہم آئندہ زمانہ تک چھوٹے جاتے ہیں اور جو باتیں کہ دور زمانہ میں شاید ہونے والی ہیں اور ظلمات کے پردوں میں چھپی ہوئی ہیں اور بڑے گہرے اندھیروں کے گڑھوں میں پڑی ہوئی ہیں اُن کو ایسا سمجھتے ہیں کہ ابھی ہو رہی ہیں۔ اُنکے ہونے سے پہلے اُنکی خوشی یا رنج اُٹھانے لگتے ہیں یہاں تک کہ اُس زمانہ کا بھی جب نہ یہہ زمین ہوگی نہ آسمان اور ہر چہار طرف سے امن الملک الیوم کی آواز آتی ہوگی ابھی خیال کر لیتے ہیں۔ پھر کون کہہ سکتا ہی کہ انسان کی زندگی صرف موجودہ وقت پر محدود ہی *

میرا ارادہ ہی کہ میں اس تحریر میں صرف اُسی کا کچھ بیان کروں جسکو اُمید کہتے ہیں۔ ہماری غریباں اس قدر کم و چند روزہ ہیں کہ اگر وہ قوت ہم میں نہ ہوتی جس سے انسان اُن عمدہ اور دل

خوش کن چیزوں کا اُن کے ہونے سے پہلے مزے اُرتھاتا ہی جن کا کبھی ہو جاتا ممکن ہی تو ہماری زندگی نہایت ہی خراب اور بدمزہ ہوتی ایک شاعر کا قول ہی کہ ”ہم کو تمام عمدہ چیزوں کے حاصل ہونے کی اُمید رکھنی چاہیئے کیونکہ کوئی چیز ایسی نہیں ہی جسکی اُمید نہ ہو سکے اور کوئی چیز ایسی نہیں ہی جو خدا ہم کو دے نہ سکے“۔ فارسی زبان میں مشہور مقلدہ ہی کہ ”تمنا را عیبی نیست“ ایک ظریف نے کہا کہ دنیا میں مجھے کسی چیز کا رنج نہیں ہی کیونکہ اُمید مجھے ہمیشہ خوش رکھتی ہی۔ دوستوں نے پوچھا کہ کیا تم کو مرنے کا بھی رنج نہیں ہی اُس نے کہا کہ کیا عجب ہی کہ میں کبھی نہ مروں کیونکہ خدا اس پر بھی قادر ہی کہ ایک ایسا شخص پیدا کرے جسکو موت نہر اور مجھ کو اُمید ہی کہ شاید وہ شخص میں ہی ہوں۔ یہہ قول تو ایک ہرافٹ کا تھا مگر سچ یہہ ہی کہ زندگی کی اُمید ہی موت کا رنج ہم سے مٹاتی ہی اگر ہم کو زندگی کی اُمید نہ ہوتی تو ہم سے زیادہ بدتر حالت کسیکی نہ ہوتی۔ زندگی ایک بیجان چیز کی مانند ہی جس میں کچھ حرکت نہیں ہوتی اُمید اُس میں حرکت پیدا کرتی ہی۔ اُمید ہی کے سبب سے انسان میں سنجیدگی اور بردباری اور خوش مزاجی کی عادت ہو جاتی ہی۔ گریا اُمید انسان کی روح کی جان ہی ہمیشہ روح کو خوش رکھتی ہی اور تمام تکلیفوں کو آسان کر دیتی ہی۔ مصیبت پر رغبت دلاتی ہی اور انسان کو نہایت سخت اور مشکل کاموں کے کرنے پر آمادہ رکھتی ہی۔ اُمید سے ایک اور بھی فائدہ ہی جو کچھ کم نہیں ہی کہ ہم موجودہ غریبوں کی کچھ بہت قدر نہیں کرتے اور اُسی میں معجز نہیں ہو جاتے سیزنے جب اپنا تمام مال اسباب اپنے دوستوں کو بانٹ دیا تو اُس سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے لیے کیا رکھا اُس نے کہا کہ اُمید۔ اُس کی عالی طبیعت اُن چیزوں کی کچھ قدر نہیں کرتی تھی جو اُس کے پاس تھیں بلکہ ہمیشہ اُس کا خیال کسی بہتر چیز کی طرف رہتا تھا *

اگلے زمانہ کے لوگ بغیر اُمید کے زندگی کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے نقل ہی کہ خدا نے انسان کے پاس ایک صندوقچہ بھیجا جب اُسکو کھولا تو اُس میں سے ہر ایک قسم کی بلائیں اور مصیبتیں اور بیماریاں جو انسان کو ہوتی ہیں سب تک پڑیں اُمید بھی اُسی صندوقچہ میں تھی وہ نہ نکلی بلکہ ڈھکے میں چھپ رہی اور صندوقچہ ہی میں بند ہو گئی تاکہ مصیبت کے وقت انسان کو تسلی دے پس جس زندگی میں اُمید ہی اُس سے بڑے کو کوئی خوش زندگی نہیں ہی غصہ جیکہ اُمید ایک عمدہ چیز کی اور اچھی بنا پر ہو اور ایسی چیز کی ہو جو اُمید کرنے والے کو حقیقت میں خوش کر سکتی ہو اسباب

کی حقیقت وہی لرگ خرب جانتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ غرضمال آدمی کے لئے بھی زمانہ موجودہ میں کافی عرصہ ہی نہیں ہے *

میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ مذہبی زندگی میں عمدہ عمدہ چیزوں کی بہت سی امیدیں ہوتی ہیں اور ایسی چیزوں کی ہوتی ہیں جو ہم کو پورا پورا غرض کر سکتی ہیں دینی چیزوں کی امیدیں دنیوی چیزوں کی امیدوں سے بہت زیادہ قوی اور مضبوط ہوتی ہیں کیونکہ اُن میں عقل کے علاوہ مذہبی اعتقاد کی بھی نہایت قوت ہوتی ہے اس قسم کی امیدوں کا خیال ہی ہم کو پورا پورا غرض رکھتا ہے بلاشبہ امید کے اثر سے انسان کی زندگی نہایت شیریں ہو جاتی ہے اگر وہ موجودہ حالت سے غرض نہیں رکھتا تو اُس پر صبر تو ضرور آ جاتا ہے — مگر مذہبی امیدیں اس سے بھی زیادہ فائدہ مند ہیں تکلیف کی حالت میں دل کو سنبھال لیتی ہیں بلکہ اُس کو اس خیال سے غرض رکھتی ہیں کہ شاید یہی تکلیف اُس امید کے حامل ہونے کا ثمر ہے مگر مذہبی امید گویا مردہ کو زندہ کر دیتی ہے اور اُس کے دل کو غایت درجہ کی عرصہ بخشتی ہے انسان اپنی تکلیفوں میں غرض رکھتا ہے اور روح اُس بڑی چیز کے لپک لپکے کو اوجھلتی ہے جو ہمیشہ اُس کی نظر میں رہتی ہے اور آخر کار اُس امید کی عرصہ میں اس فانی جسم کو چھوڑ دیتی ہے کہ قیامت کے دن اُس سے مل جاوے گی *

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے نہایت مصیبت اور تکلیف کے وقت میں خدا کی مناجات میں اس مضمون کا گیت گایا تھا *

”میں ہمیشہ خدا کو اپنے سامنے رکھتا ہوں وہ میری دائیں طرف ہے اسی لئے میں گھبراتا نہیں میرا دل غرض ہی میرا گھر ہے یہی اُمید میں رہیگا کہ تو میری روح کو جہنم میں نہالے — تو اپنی چیز کو خراب کرتے ہوئے نہ دیکھیگا — تو ہی مجھ کو زندگی کے طریق دکھلائیگا — تیری ہی حضور میں عرصہ کا کمال ہے — تیری ہی دائیں طرف ہمیشہ کی عرصہ ہی آئین“ *

راقم

اے - قی - سید احمد

نمبر ۱۱۸

اخلاق

مسٹر اڈیسن کا قول ہے کہ مذہب کے دو حصہ ہو سکتے ہیں ایک اعتقادات دوسرا عملیات مسٹر اڈیسن کی فرض اعتقادات سے صرف وہ مسائل ہیں جو روحی سے معلوم ہوئے ہیں اور جو عقل سے یا کارخانہ قدرت پر غور کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتے — مگر ہم کو

آنکے اس بیان سے کسی قدر اختلاف ہے — ہم اعتقادات اُن مسائل کو کہتے ہیں جن کا ہونا عقل و ٹیپر یعنی کارخانہ قدرت کے اصول پر ناممکن نہیں ہے الا ہم اُن دونوں کی بنا پر اُن کے ہونے کا یقین نہیں کر سکتے تھے روحی نے صرف اُن کے ہونے پر جب وہ ہوں ہو سکتے ہیں دلائل ہی یا اُن کا ہونا پنپا ہے — ہم نے اس مقام پر حرف تو دید کہ اس لئے استعمال کیا ہے کہ ہم کو اس بات میں شبہ ہے کہ اُن مسائل پر جن کو ہم نے اعتقادات میں داخل کیا ہے یقین لانا جزو ایمان ہی یا نہیں — عملیات میں مسٹر اڈیسن نے اُن مسائل کو داخل کیا ہے جن کو عقل و ٹیپر کے مطابق مذہب نے بھی ہدایت کی ہے پس وہ پہلے حصہ کا نام مفاید رکھتے ہیں اور دوسرے حصہ کا نام اخلاق *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ ہم اثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اعتقادات پر اس قدر خیال کرتے ہیں کہ اخلاق کو بالکل بھول جاتے ہیں اور بعض اخلاق پر ایسے مترجمہ ہوتے ہیں کہ اعتقادات کا کچھ خیال نہیں کرتے — صاحب کمال آدمی کو ان دونوں میں سے کسی بات میں ناقص نہ رہنا چاہیئے — جو لوگ اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ہر ایک سے کیا کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ دل سے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں گے *

اندر سے ہی کہ اس مقام پر بھی مجھ کو مسٹر اڈیسن سے کچھ تھوڑا سا اختلاف ہے کچھ حصہ اُن کے اس مضمون کا نہایت سچ ہے مگر پہلے حصہ میں کچھ غلطی ہے — میں سمجھتا ہوں کہ اعتقادات میں اور عملیات میں جس کو مسٹر اڈیسن اخلاق کہتے ہیں کچھ ملائے نہیں ہے انسان اعتقادات پر کتنا ہی زیادہ خیال کرے اُس کے اخلاق میں کچھ تفاوت نہیں ہو سکتا — اسی طرح اخلاق پر کیسا ہی مترجمہ ہو اُس کے اعتقادات میں کچھ نقصان نہیں آ سکتا کیونکہ یہ ہر دو کام جدا جدا آلوں اور دو جدا جدا شخصوں سے متعلق ہیں پہلا ہمارے دل یا ہماری روح اور خدا سے — دوسرا ہماری ظاہری حرکات اور جذبات اور انسان سے *

پھر وہ لکھتے ہیں کہ گو مذہب اخلاق اور اعتقاد پر منقسم ہے اور اُن دونوں میں خاص خاص عریبان ہیں مگر اخلاق کو اعتقاد پر اکثر باتوں میں ترجیح ہے *

۱ کیونکہ اخلاق کی اثر باتیں نہایت صحیح اور بہت مضبوط ہیں یہاں تک کہ اگر اعتقاد بالکل قائم نہ رہے تب بھی وہ باتیں (یعنی اخلاق کے مسائل) بدستور قائم رہتی ہیں *

۲ جس شخص میں اخلاق ہی اور اعتقاد نہیں رہے شخص بہ نسبت اُس شخص کے جس میں اعتقاد ہی اور اخلاق نہیں انسان

نتیجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اخلاق میں کمال حاصل نہیں کر سکتا جب تک اخلاق کو عیسائی مذہب کا سہارا نہ ہو — یہ قول مسٹر اڈیس کا ہی مگر میں یہ کہتا ہوں کہ کوئی اعتقاد یا کوئی مذہب سچا ہو ہی نہیں سکتا جس کا نتیجہ اخلاق کی مددگی نہ ہو پس اخلاق کو کسی مذہب کا کچھ نہ سہارا ہوگا نہ وہی بلکہ مذہب یا اعتقاد کے سچ سمجھنے کو اخلاق کا سہارا ہوگا ہی *

مسٹر اڈیس اور بھی ہر ایک اصول قائم کرتے ہیں جو اس گفتگو سے ملتا دیکھتے ہیں *

۱ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ایسی بات کو اعتقاد کی چیز نہ قرار دینا چاہیئے جس سے اخلاق کو استحکام اور ترقی نہ ہوتی ہو *

۲ کوئی اعتقاد صحیح بنیاد پر ہو ہی نہیں سکتا جس سے اخلاق خراب یا اُن میں تنزل ہوتا ہو *

یہ دونوں اصول مسٹر اڈیس کے ایسے عمدہ ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص جس کے دل کی آنکھ خدا نے اندھی نہ کی ہو اُن سے انکار نہیں کر سکتا *

اس کے بعد مسٹر اڈیس انہیں اصولوں پر ایک اور مسئلہ متفرع کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام مشتبہہ مقاموں میں ہم کو نہایت غور کرنی چاہیئے کہ اگر بالفرض وہ غلط ہو تو اُس سے کیا کیا بد نتیجے پیدا ہو سکتے ہیں — مثلاً اپنے ایمان کے مضبوط کرنے اور خیالی ثواب حاصل کرنے کی لومنگ میں لوگوں کو تکلیف دینا — لوگوں کے دلوں میں رنج اور نفرت فضا اور سطح عداوت پیدا کرنا اور جس چیز پر اُن کو اعتقاد نہیں ہی پڑو دستی اُن سے قبول کروانا ایسے جذبات میں ہم اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان سب باتوں کے سوا ہم اُن کو دنیا کے فائدہ اور خوشی سے بھی محروم کرتے ہیں — اُن کے جسم کو تکلیف دیتے ہیں اُن کی دولت کو خراب کرتے ہیں اُن کی فامریوں کو خاک میں ملاتے ہیں — اُن کے خاندانوں کو پرہیز کرتے ہیں اُن کی زندگیوں کو قلع کر ڈالتے ہیں — یہاں تک کہ آخر کار اُن کو مار ڈالتے ہیں — پس جب کسی مسئلہ سے ایسے بد نتیجے نکلیں تو مجھ کو اُس مسئلہ کے مشکوک ہونے میں کچھ شبہ نہیں رہتا جیسے کہ علم حساب میں ہو اور دو چار ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہوتا پس ایسے مسئلہ کو اپنے مذہب کی بنیاد نہیں ٹھہرا سکتا اور نہ اُس پر عمل کر سکتا ہوں *

اس قسم کے معاملات میں ہم صریح اپنے ہمجنسوں کو ضرور پہنچاتے ہیں اور جس مسئلہ سے ہم ایسا کرتے ہیں بلاشبہ وہ مشکوک اور قابل اعتراض ہی اخلاق اُس سے بالکل خراب ہو جاتے ہیں *

کے لئے دنیا میں بہت زیادہ بہتری کر سکتا ہی — اور میں اس قدر اور زیادہ کہتا ہوں کہ انسان کے لئے دنیا دونوں میں بہت زیادہ بھلائی کر سکتا ہی *

۳ اخلاق انسان کی فطرت کو زیادہ کمال بخشتا ہی کیونکہ اُس سے دل کو قرار و آسودگی ہوتی ہی دل کے جذبات امتداد پر دھتے ہیں اور ہر ایک انسان کی غرضی کو ترقی ہوتی ہی *

۴ اخلاق میں ایک نہایت زیادہ فائدہ اعتقاد سے یہ ہے کہ اگر وہ ٹھیک ٹھیک ہوں تو تمام دنیا کی مذہب قومیں اخلاق کے لئے اصولوں میں متفق ہوتی ہیں کہ وہ عقائد میں وہ کسی ہی مختلف ہوں *

۵ کفر سے بھی بد اخلاقی زیادہ بدتر ہی یا اس مطلب کو یوں نہ کہ اثر لوگوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہی کہ ایک ٹیک چان ڈپٹ جاہل وحشی جس کو خدا کی باتوں کی کچھ خبر بھی نہیں پہونچتی نجات پاسکتا ہی مگر بد چلن معتقد آدمی نجات نہیں پاسکتا *

۶ اعتقاد کی خوبی اسی میں ہی کہ اُس کا اثر اخلاق پر ہوتا ہی اگر ہم اس بات پر غور کریں کہ اعتقاد کی یعنی خدا کے دیئے ہوئے مذہب پر ایمان رکھنے کی غریباں کیا ہیں تو ہم کو اس بات کی صحت جو ہم نے ابھی بیان کی بخوبی معلوم ہو جاوے گی — میں سمجھتا ہوں کہ مذہب کی غریباں ان باتوں میں ہیں جن کو میں بیان کرتا ہوں *

۱ اخلاق کی باتوں کو سمجھنا اور اُن کو اعلیٰ درجہ پر پہنچانا *

۲ نیک اخلاق پر عمل کرنے کے لئے نئے نئے اور ترقی قوی اغراض کو بہم پہنچانا *

۳ خدا کی نسبت عمدہ خیالات پیدا کرنا اور اپنے ہمجنسوں میں اچھا برتاؤ کرنا جس سے آپس میں محبت زیادہ ہو اور خود انسان اپنی سچی حالت کو کیا بلحاظ اپنے نیچر کی خوبی کے اور کیا بلحاظ اُس کی بدی کے بخوبی سمجھے *

۴ برائی کی برائیوں کو ظاہر کرنا *

۵ نجات کے لئے نیک اخلاق کو عام ذریعہ ٹھہرانا *

مذہب کی خوبیوں کا یہ ایک مختصر بیان ہی مگر جو لوگ اس قسم کے مباحثوں میں مشغول رہتے ہیں وہ نہایت آسانی سے ان خیالوں میں ترقی دے سکتے ہیں اور مفید نتیجے ان سے نکال سکتے ہیں — مگر میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ ان سب باتوں کا ظاہر

یہہ مضمون مسٹر اڈیس کا خالیاں عیسائی مذہب کے اُس زمانہ پر اشارہ ہے جب کہ رومی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقہ میں دشمنی کی آگ بھڑک رہی تھی اور مرہ اور مررت و بیچے مذہب تک مانتے پر آگ میں جلائے جاتے تھے اور نہایت بد بخت خونریزیوں جو در حقیقت گڑھچانتی کے بالکل برخلاف تھیں ہو رہی تھیں *

لوگ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھی ایسا ہی غرغر اور اس اور اخلاق کے برخلاف جہاد کا مسئلہ ہی اگر وہ مسئلہ در حقیقت ایسا ہی ہو جیسا کہ بعض یا اکثر حقیقت تک نہ پہنچتے والے یا خود غرض لوگوں نے سمجھا ہے یا اکثر ظالم و مکار مسلمان حکمرانوں نے برتا ہے تو تو اُس کے اخلاق کے برخلاف ہونے میں کون شہدہ کر سکتا ہے مگر ہمارا اعتقاد یہہ نہیں ہے — بلکہ جو حقیقت جہاد کی درحقیقت مذہب اسلام کی رو سے ہے وہ اخلاق کے برخلاف نہیں ہے — اُس میں کسی قسم کا جبر یا کسی کے مذہب کو پیچھے چھوڑنا یا مذہب کے لیئے کسیکا خون بہانا مطلق نہیں ہے وہ صرف ٹیشنل پر یعنی اُس قانون پر جو مختلف قوموں کو آپس میں برتنا چاہیئے مبنی ہے اور جو آج کل مذہب سی مذہب قوموں میں جاری ہے *

اس مسئلہ کا ذکر ہم نے اپنی متعدد تصنیفات میں کیا ہے اور اُمید ہے کہ کبھی اُس مضمون پر کوئی تحریر اس پرچہ میں بھی چھاپینگے *

مسٹر اڈیس اپنے اس مضمون کو کسی مصنف کے نہایت عمدہ اور دل میں اثر کرنے والے کلام پر ختم کرتے ہیں اور وہ کلام یہہ ہے ”آپس میں نفرت پیدا کرنے کو تو ہمارے لیئے مذہب کافی ہے مگر ایک دوسرے میں محبت پیدا کرنے کے لیئے کافی نہیں“ *

میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جو برتاؤ مذہبوں کا اس زمانہ میں ہے وہ ایسا ہی ہے اور مسلمانوں کا برتاؤ سب سے زیادہ برا ہے مگر سچے مذہب کا یعنی اسلام کا سچا مسئلہ یہہ ہے کہ ”خدا کو ایک چائنا اور انسان کو اپنا بھائی سمجھنا“ پس جو کوئی اس مسئلہ کے برخلاف ہے وہ غلطی پر ہے *

راقم

اے - بی - سید احمد

نمبر ۱۱۹

وہ

دنیا میں ایسے لوگ بھی بہت ہیں جنکا ظاہر کچھ اور باطن کچھ ہوتا ہے — دنیا دار اور رند مشرب آدمی جسقدر کہ در اصل

وہ بد ہیں اُس سے زیادہ اپنی تئیں بد بناتے ہیں — دینداری کی بناوت کرنے والے جسقدر کہ ہوتے ہیں اُس سے زیادہ نیک اپنے آپ کو جتلاتے ہیں — وہ تو دینداری کی فرا ذرا سی باتوں سے بھی بھاگتے ہیں اور دن رات عشق و تماشا بینی اور لہجہ پنے کی باتوں کی جنکو در اصل اُنہوں نے کیا بھی نہیں کہیں ادا کرتے ہیں — اور یہہ حضرت بیہمار گناہوں اور بدیوں کو ایک ظاہری دینداری کے پردہ میں چھپاتے ہیں اور کئی کی لوجہل شکار کھیلتے ہیں — میں سمجھتا ہوں کہ یہہ دونوں قسم کے آدمی چنداں برے نہیں ہیں مگر ایک اور قسم کی قسم کے لوگ ہیں جو ان دونوں قسموں سے علاحدہ ہیں اُوں اُنہیں کا کچھہ ذکر میں اُس تحریر میں کرنا چاہتا ہوں — اُن کی بناوت ایک اور ہی عجیب قسم کی ہے وہ اپنی بناوت سے دنیا کے لوگوں کی کو فریب نہیں دیتے بلکہ اکثر خود آپ بھی دھوکہ میں پڑتے ہیں — وہ بناوت خود اُس سے اُنہیں کے دل کے حال کو چھپاتی ہے جسقدر کہ در حقیقت وہ نیک ہیں اُس سے زیادہ اُن کو نیک جتاتی ہے — پھر تو وہ لوگ یا اپنی بدیوں پر خیال ہی نہیں کرتے یا اُن بدیوں کو نیکیاں سمجھتے ہیں مقدس دھڑ نے نہایت دلچسپ لفظوں میں اس برائی سے پناہ مانگی ہے اور اس طرح پر خدا کی مناجات کی ہے ”کون اپنی غلطیوں کو سمجھ سکتا ہے تو ہی سمجھ کر میرے پوشیدہ میوں سے پاک کر“ جو لوگ علانیہ بدی کرتے ہیں اگر اُن کو بدیوں اور گناہوں سے بچانے کے لیئے نصیحت کی ضرورت ہے تو وہ لوگ جو در حقیقت مروت کی راہ جلتے ہیں اور اپنے تئیں نیکی اور زندگی کے رستہ پر سمجھتے ہیں کسقدر رحم کے لائق ہیں اور کتنی نصیحت کے محتاج ہیں — پس میں چند قاعدے بیان کرنا چاہتا ہوں جن سے وہ بدیاں جو دل کے کونوں میں چھپی ہوتی ہیں اور جنکے چھپے رہنے سے انسان خود اپنے دل کا سچا حال آپ نہیں جان سکتا معلوم ہو سکیں *

عام قاعدہ تو اس کے لیئے یہہ ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو اُس مذہبی اصولوں سے جو ہماری ہدایت کے لیئے مقدس کتاب اللہ میں لکھے ہیں جانچیں اور اپنی زندگی کو اُس پاک شخص کی زندگی سے مقابلہ کریں جس نے یہہ فرمایا کہ ”انا بھر مثلکم یوحی الی انما الہکم اللہ واحد“ اور جو اُس درجہ کمال تک پہنچا جہاں تک انسانکا پہنچنا ممکن ہے — اور جسکی زندگی ہماری زندگی کے بلبلیئے نمونہ ہے اور جو اپنی پیروی کرنے والوں کے لیئے بلکہ تمام دنیا کے لیئے بڑا ہادی اور بہت بڑا اُستاد ہے — ان دونوں قاعدوں کے برتنے میں بڑی بڑی غلطیاں پڑتی ہیں کچھہ تو لوگوں کی سمجھ

چاہیئے کہ جن کاموں کے سبب سے وہ تعریف کرتے ہیں وہ کام ہم مدد غرض سے اور نیک نیتی سے دنیا کو فائدہ پہنچانے کے لئے کرتے ہیں یا نہیں اور پھر ہم کو یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ وہ نیکیاں جنکے سبب ہماری تعریف کرنے والے ہماری تعریف کرتے ہیں دراصل ہم میں کہاں تک ہیں — ان باتوں پر انسان کو بغور غور کرنا نہایت ضرور ہے کیونکہ ہمارا یہ حال ہے کہ یہی تو ہم لوگوں کی رایوں پر جو ہماری نسبت میں پسند کر کے اپنے تئیں بہت برا سمجھنے لگتے ہیں اور کبھی اُن کو ناپسند کرتے ہیں اور جو کچھ ہمارا دل نہتا ہے اُس کے مقابلہ میں اُن تمام رایوں کو نہیں مانتے *

ہم کو ایسی نیکی پر بھی جسکو ہم نے اپنے خیال میں نیک سمجھا ہے مگر درحقیقت اُس کی نیکی مشتبہہ ہے زیادہ اصرار کرنا نہیں چاہیئے بلکہ اُن لوگوں کی رایوں کی بھی نہایت قدر و منزلت کرنی چاہیئے جو ہم سے اختلاف رکھتے ہیں اور جو عقلمند اور نیک دل ہیں اور جس طرح ہم نیک دلی سے بات کہتے ہیں اُسی طرح وہ بھی نیک دلی سے ہم سے مخالفت کرتے ہیں — مگر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اُن اختلاف کرنے والوں نے صرف آزادی راے اور اُس دلی نیکی سے جسکے سرچشمہ کی صورت قدرت نے ہر ایک انسان کے دلیں بھری ہے اختلاف کیا ہے یا کسی بیرونی دہاڑ — پابندی رسم و رواج اور تعصب اور تقلید نے ان کے دل کو پھیرا ہے لہذا اگر یہ پچھلی بات اختلاف راے کا سبب ہو تو وہ نہایت ہی قدر ہوجاتی ہے *

جہاں ہم کو دھوکا کھانے کا احتمال ہے وہاں ہم کو نہایت ہوشیاری اور بہت خبرداری سے کام کرنا چاہیئے — حد سے زیادہ سرگرمی اور تعصب اور کسی خاص فرقہ کو یا کسی خاص راے کے لوگوں کو برا اور حقیر سمجھنا یہ ایسی باتیں ہیں جنسے ہزاروں آفتیں پیدا ہوتی ہیں — وہ فی نفسہ نہایت بری ہیں مگر کہ وہ ہم سے کمزور دل آدمیوں کو اچھی معلوم ہوتی ہوں — مگر اس پر بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی دنیا میں ہیں جو دینداری اور نیکی کے لئے نہایت مشہور ہیں مگر نہایت لغز اور ثرے شیطانانہ اصولوں کو نیکی سمجھ کر اپنے دلوں میں اُس کی چڑ کاڑ دی ہے — میں اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نے آج تک کوئی ایسا عقلمند اور انصاف پسند شخص نہیں دیکھا جس میں ہر دو پروری یہ سب باتیں ہوں اور پھر بھی وہ گناہ سے پاک ہو *

اِسی طرح ہم کو اُن کاموں سے بھی کرنا چاہیئے جو انسان کے کمزور دل کی قدرتی بنارت سے یا کسی خاص شوق سے یا کسی خاص تعلیم کے اثر سے یا کسی اور سبب سے ہوتی ہیں جس میں ہمارا دنیوی

میں غلطیاں ہوتی ہیں اور کچھ آپس میں اختلاف راے ہوتا ہے جو بن ہوئے رہ نہیں سکتا اور کچھ زمانہ کے گزرنے سے ٹھیک ٹھیک حالت اور کیفیت اُن واقعات کی جو گذرے معلوم نہیں ہوسکتی اِس لئے پر خلاف اگلے مسلمان مصنفوں کے صرف اتنی قاعدوں کے بیان کرتے ہیں میں اتفاقاً نہیں کرتا بلکہ اور بھی قاعدے بیان کرتا ہوں جو انسان کو ٹھیک ٹھیک مطلوبہ راہ پر لے آتے ہیں *

اپنے پرشیدہ عیبوں کے معلوم کرنے کا ایک عمدہ قاعدہ یہ ہے کہ ہم اِس بات پر غور کریں کہ ہمارے دشمن ہم کو کیا کہتے ہیں — ہمارے دوست اثر ہمارے دل کے موافق ہماری تعریف کرتے ہیں یا تو ہمارے عیب اُن کو عیب ہی نہیں معلوم ہوتے اور یا ہماری خاطر کر ایسا مزیز رکھتے ہیں کہ اُس کو رنجیدہ نہ کرنے کے خیال سے اُن کو چھپاتے ہیں یا ایسی نرمی سے کہتے ہیں کہ ہم اُن کو نہایت ہی خفیف سمجھتے ہیں — پر خلاف اِس کے دشمن ہم کو عرب ثروتا ہی اور کرنے کرنے سے ڈھونڈ کر ہمارے عیب نکالتا ہے — کہ وہ دشمنی سے چھوٹی بات کو بہت بڑا کر دیتا ہے مگر اثر اُس کی کچھ نہ کچھ اصل ہوتی ہے *

تا نبا شد چیز کے مردم نگویند چیز ها

دوست ہمیشہ اپنے دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہے اور دشمن عیبوں کو اس لئے ہم کو اپنے دشمن کا زیادہ احسانمند ہونا چاہیئے کہ وہ ہم کو ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہے اگر ہم نے اُس کے طعنوں کے سبب اُن عیبوں کو چھوڑ دیا تو دشمن سے ہم کو وہی نتیجہ ملے جو ایک ذہنی اُستاد سے ملنا چاہیئے تھا *

دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگاتا ہے ہمارے فائدہ سے غالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہے تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہوتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں نہیں ہے کہ ”دشمن از دوست ناصح تر است این جز نکوئی فکرید راں جز بدی نجوید“ *

پلوتارک کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضمون ہے اُس میں اُس نے یہ بات لکھی ہے کہ ”دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اُس سے ہم کو ہماری برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگو میں اور ہمارے چال چلن میں اور ہماری تحریر میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے دشمن کی مدد کے کبھی معلوم نہیں ہوتے“ *

ملی هذا التماس اگر ہم خود اپنے آپکو سمجھنا چاہیں کہ ہم کیا ہیں تو ہم کو اس بات پر غور کرنی چاہیئے کہ جو لوگ ہماری تعریف کرتے ہیں اُس میں سے ہم کس قدر کے مستحق ہیں اور پھر یہ سوچنا

اشتہار

معاوضۂ اخبار

ہم نے کچھ عرصہ سے تہذیب الاخلاق کا معاوضہ اور اخباروں سے صرف اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ جو اخبار معاوضہ میں ہمارے پاس آدیتے اُن سے صرف مجھکو فائدہ ہوگا اور تہذیب الاخلاق کے اور ممبروں کو اُن سے کچھ فائدہ نہ پہونچےگا۔ لیکن اب اکثر ممبروں کی رائے یہ ہے کہ معاوضہ کرنا چاہیئے اسلئے اب ہم اطلاع دیتے ہیں کہ جو مہتممان اخبار ہمارے پرچہ تہذیب الاخلاق سے معاوضہ کرنا چاہتے تو ہم بہت خوشی اور شکرگزاری سے معاوضہ کو منظور کر دیتے *

راقم

سید احمد

منیجر اور مدیر تہذیب الاخلاق

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

جو کہ ماہ معزم قریب آیا ہے اور سال سنہ ۱۲۸۹ ہجری ختم ہونے کو ہے اسلئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں التماس ہے کہ قبل اختتام سال ہجری چار روپیہ زر قیمت تہذیب الاخلاق یاہ سال سنہ ۱۲۹۰ ہجری پیشگی مرحمت فرمائیں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت قبل اختتام سال ہجری نہ آجاریگا اُن کے نام پر یکم معزم سنہ ۱۲۹۰ ہجری سے تہذیب الاخلاق روانہ نہوگا *

راقم

سید احمد

از بنارس

راقم

اے۔ کی۔ سید احمد

فائدہ ہے۔ اسی حالت میں انسان کی سمجھ نہایت آسانی سے حق بات کی طرف سے پھر جاتی ہے اور اُس کا دل غلطی کی طرف مایل ہو جاتا ہے اور یہی باتیں ہیں جن کے سبب سے تعصب اور ہزاروں غلطیاں اور پرہیدہ برائیاں اور لا معلوم عیب انسان کے دل میں گھس جاتے ہیں۔ جس کام کے کرنے میں عقل کے سوا اور جذبوں کی بھی ترقیب ہو اُس کے کرنے میں عقلمند آدمی کو ہمیشہ دترنا اور ہمیشہ اُس پر شبہ کرنا چاہیئے کہ ضرور اس میں کوئی نہ کوئی برائی چھپی ہوئی ہوگی *

ان اصولوں پر اپنے خیالوں کو جانچنا اور اپنے دل کو تترلنا اور دل کے تاریک جذبوں کو دترتارنا ہمارے لیئے اُس سے بڑا کر کوئی چیز مفید نہیں ہے۔ اگر ہم اپنے دل میں ایسی مضبوط نیکی پٹھانی چاہیں جو قیامت کے دن ہمارے کام آوے۔ جس دن کہ ہمارے بھیدوں کا جاننے والا ہمارے دل کو جانچےگا جسکی عقل اور انصاف کی کچھ انتہا نہیں۔ تو ان اصولوں پر جانے سے بہتر ہمارے لیئے کوئی راہ نہیں۔ ہمارے پانی اسلام نے جب ہمکو یہ سکھایا ہے کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے ہمارے دل کے چھپے بھیدوں کو جانتا ہے تو اُس نے کس غریبی اور غریبہ رتی سے اُس دیاکاری کی برائی ہمکو بتلا دی جس سے انسان دنیا کو دھوکا دیتا ہے اور خود اپنے آپ کو ہی قریب میں ڈالتا ہے دُڑدے نے یہی اپنی مناجات میں اُس دیاکاری کے خوف کو جس سے انسان خود اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے نہایت دلچسپ لفظوں میں ادا کیا ہے جہاں اُس نے کہا ہے کہ 'ای خدا مجھکو جانچ' میرے دل کی تمہ کو دترتہ میرے خیالوں کو دیکھو 'مجھکو تترل' مجھکو بھڑپی پر کہہ 'کہ مجھ میں کس برائی نے راہ کی ہے اور مجھکو ایسی راہ پر لیچل جو ہمیشہ کر قائم رہے' سہ *

ہمقام عیگدہ — مطبع علیگدہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

[نمبر ۱۹]

یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی

[جلد سوم]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور قرضیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب پھار سی ایس آئی پاس بمقام پتارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے آنے سے کی جاوے کیونکہ یہ پرچہ علیحدہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہے اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہے اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہے * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصد اس پرچہ کے اجرا سے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو فطرت اور اہم اُس ترقی کے مانع ہیں وہ مٹاے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خواتین بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کھا جائیگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضایہ مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دیلی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا * اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ مہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

A CHRISTIAN cum MAHOMMEDAN ENTERTAINMENT.

On the 26th November 1872, that fine old gentleman, Syed Ahmed, gave a public dinner at Benares to welcome his son, Syed Mahmood, who has just returned from a most successful career of four and a half years at Cambridge and Lincoln's Inn. A very noticeable feature in the evening's entertainment was the presence of a number of Mahomedan gentlemen, amongst them the Nawab of Sinwance, Moulvi Mehdee Ally of Mirzapore, Moulvi Zianool Abadeen and others, all of whom ate at table in common with their European friends. This is, I believe, the first time in the history of these Provinces that Mahomedans in any number have sat down to dinner with Englishmen. This result is owing to the steady exertions of that excellent and talented man, the host on this occasion, who, although abused by some of his co-religionists and looked on askance by some of the European community, has nevertheless worked continuously and steadfastly, trusting to time and his exertions for his reward. He has long perceived how prejudicial it is to his race not to have that great social banner—a dinner, in common with men of every nation and every creed; and how contrary to his religion and to common sense is that custom prevalent amongst his race in India of not eating with Europeans—a custom entailed on his people by centuries of contact with Hindooism. He knows full well the aspect of the matter from both sides; how English gentlemen complain, and with reason too, that there are but a very limited number of Mahomedan gentlemen, whose habits and ways of thought would make it at all a pleasure to sit at the dinner table with; how native gentlemen complained, and with just as much reason, that many English gentlemen look upon them as intruders and take no trouble whatever to make them feel at ease. He knows also what difficulties the difference of language presents in the way of real social intercourse; how few natives know English sufficiently well to enable them to join thoroughly in that social chit-chat which is the very essence of good dinner conversation, and how few Englishmen there are, comparatively, who can keep up an ordinarily intellectual conversation in Oordoo. He does not, however, despair. There are signs in the times now that real social in-

مضمون نمبر ۱۲۰

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء کو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سیس آئی نے جو ایک معقول اور دور اندیش رئیس ہیں اپنے بیٹے سید احمد معصوم صاحب کی اس کامیابی کی غرضی میں جو ساڑھے چار برس کیمریچ یونیورسٹی اور لنکن ان کی تحصیل علم میں آنکو حاصل ہوئی اور جو ایک مدید عرصہ کے بعد پہلے مراد اپنے وطن کو واپس شریف لائے بنارس میں ایک کٹر دینا اس عمدہ جلسہ میں چند نامی در معزز مسلمان بھی شریک تھے جن میں سے ایک تو نواب صاحب سنواری اور دوسرے مولوی مہدی علی ڈپٹی کلکٹر مرزاپور اور مولوی زین العابدین منصف بلند شہر تھے میں یقین کرتا ہوں کہ ان اضلاع کی تواریخ میں یہ اول ہی یادگار ہوگی کہ چند مسلمانوں نے انگریزوں کے ساتھ ایک جلسہ میں کھانا کھایا اور دوستانہ طور پر ایک جگہ باہم مل جل کر سب نے غرضی کی یقیناً یہ اس مدبر اور مستقل مزاج شخص کی عمدہ کوششوں کا نتیجہ ہوا جو اس جلسہ کا میزبان تھا اس شخص کے استقلال کو یہاں تک رسوخ اور استحکام حاصل ہو گیا ہے اب اب کو اکثر اُسکے ہم مذہب بھی اُسکو برا بھلا کہتے ہیں اور اکثر اس پرورپ بھی اُسکو ایک اکڑ آدمی بتاتے ہیں مگر وہ صرف اس امید پر کہ کبھی نہ کبھی مسیحیوں کی کوششوں کا ضرور نتیجہ ملیگا ایسی باتوں کا خیال بھی نہیں کرتا اور اُسکی ثابت قدمی میں کام کو بھی لغزش نہیں آتی اس دور اندیش شخص کے ذہن میں یہ بات بطوری جم گئی ہے کہ غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا میل جول نہ ہونا اور اُن کے جلسوں اور دعوتوں میں اُنکا شریک نہ ہونا نہایت ہی مضر ہے اور مسلمانوں کا یہ اصرار کہ غیر قوموں کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے بالکل ایک اچھی سمجھ کے برخلاف ہے ایسے حالات اس میں صرف ہندوؤں کے پاس صدمہ برس رہنے سے پیدا ہو گئے ہیں وہ اس بات کو بھی غور سمجھے ہوئے ہیں کہ انگریزوں کے ساتھ نہ نہانے سے انگریزوں کو اس بات کا تصور خیال ہی کہ ایسے مسلمان جن کے خیالات کی صدیقی کے سبب سے ہیکو اُنکے ساتھ کھانا خوش معام نہ بہت ہی کم ہیں اور وہ ہندوستانی شہزاد کی اس شکایت کو بھی خوب سمجھتے ہیں کہ انگریز ہمارے ساتھ ایسے نہیں مالتے جس میں ہیکو اُن کے ساتھ کچھ تکلف نہ ہو اور اُنکو ہمارے سبب سے کچھ تکلیف نہ ہو اور اُنکو یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے بڑا خیال انداز باہمی میل جول میں زبان کا اختلاف ہی جس کے باعث اس قسم کے ہندوستانی جو انگریزوں کے جلسوں میں مجبوری گفتگو کر سکیں نہایت ہی قلیل ہیں اور نیز ایسے انگریز بھی بہت کم ہیں جو ایسے جلسوں میں اچھی طرح اُردو بول سکیں مگر چونکہ بالکل اس وقت کے سبب سے آئندہ کی نسبت مولوی سید احمد خاں صاحب کو کچھ

tercourse between the English and their native brethren is not very far distant, and certainly if all Mahomedans were like Syed Ahmed and Syed Mahmood that desirable consummation would be very close at hand.

At the dinner in question were Mr. Shakespear, A. & G. and Commissioner; Colonel Walker, v. C.; "The Buffs;" Mr. Maynard Brodhurst, C. S.; Colonel King, Commanding 18th N. I.; Mr. Lumsden, C. S.; Major Readon, R. A.; the Rev. Messrs. Nicholls and Sherring; Majors Mosely and Playfair, 18th N. I.; Captain Balkeby, "The Buffs," and about thirty residents of Benares, European and Native. After dinner Mr. Shakespear proposed the health of Syed Mahmood in a few well-chosen words, and requested him to give an account of his experiences in England. After the toast had been drunk with all the honors, Syud Mahmood gave the following, very fluently and feelingly:—

"MR. SHAKESPEAR AND GENTLEMEN,—It affords me the greatest satisfaction to find myself surrounded by a large number of the English community of this city, as well as by some of my own countrymen assembled here to-night to dine at the same table, as a mark of favor to me. It is the more pleasing to me to find myself thus situated so soon after my arrival, for the cordiality with which the toast has been drunk is far more than the fondest hopes I could possibly entertain. But, gentlemen, by whatever feelings of pride, of satisfaction, and of gratitude I may at the present moment be animated, I cannot help regarding this meeting of far greater importance than a matter of mere personal favor. 'I regard this as a demonstration of a feeling which has commenced, and I hope is daily growing, among the Anglo-Indian community—a feeling to unite England and India socially even more than politically.' The English rule in India, in order to be good must promise to be eternal; and it can never do so till the English people are known to us more as friends and fellow subjects, than as rulers and foreign conquerors. The 26th of November 1872 will always be remembered, in the annals of Indian society, as the day on which Englishmen first joined at a public dinner with the Muslims of India. It is in this fact that I am cheered to see the most healthy symptoms of our future prosperity and the best promises of a social amity between the Muslims of India and

مایوسی نہیں ہی اسلیئے اکثر اپنے لڑائیوں میں روزی ثابت قدمی حاصل ہی اور اب زمانہ کی کیفیت دیکھتے ہیں یہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کے باہم پورا میل جول ہوگا وہ زمانہ کچھ دور نہیں رہا اور اگر آج تمام مسلمان مولوی سید احمد علی صاحب اور سید محمد محمود صاحب کی مثلاً ہو جائیں تو بہت جلد یہ کام انجام کو پہنچ جائے *

اس جلسہ میں مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر کیشنر اور کونٹول وائو صاحب بہادر وی سی اور مسٹر ایم براڈہرسٹ صاحب بہادر سی ایس اور کونٹول کنگ صاحب بہادر ایس ایم نوج پیادگان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور مسٹر لیمسٹن صاحب بہادر سی ایس اور میجر ریٹن صاحب بہادر آر اے اور ریورینڈ مسٹر نکلس صاحب اور مسٹر ہیونک صاحب اور میجر موزلی صاحب اور میجر پلیفٹر صاحب متعلقہ پلتن پیادگان ہندوستانی نمبر ۱۳ اور کپتان بیلکسلی صاحب اور فریب تیس آرڈر ریورینڈ اور ہندوستانی رؤساء بنارس کے شریک تھے کھانے کے بعد مسٹر شیکسپیر صاحب بہادر نے چند مختصر فقرے میں سید محمد محمود صاحب کی سلامتی کے توسل کے پٹے جانے کی تحریک کی اور درخواست کی کہ جو کچھ سید محمد محمود نے انگلستان میں عجیب بات دیکھی ہی اس کی کچھ کیفیت بیان کریں چنانچہ جب سب لوگ اس توسل کو دلی مسرت اور ہر طرح کی تعظیم کے ساتھ ہی چکے تو سید محمد محمود صاحب نے بڑے شوکر نہایت نصاحت اور جوش کے ساتھ مندرجہ ذیل گفتگو کی *

اے مسٹر شیکسپیر و دیگر صاحبزادے — مجھکو اسباب کے دیکھنے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ آج کی رات یہاں سے صاحبان انگریز اور میرے بعض ہم وطن صرف میری خاطر سے ایک ہی میز پر کھانا کھانے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہیں مجھکو اسباب کے دیکھنے سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ میں نے اپنے واپس آنے کے بعد یہاں ہی جلد یہ جلسہ دیکھا جس گرم جوشی کے ساتھ میری سلامتی کا توسل پیا گیا ہی وہ میری بڑی سے بڑی امیدوں سے بھی بہت زیادہ ہی اور اے صاحبزادے اگر اس وقت میرے دل میں کیسا ہی فخر اور خوشی اور احسانمندی کا اثر ہو مگر میں اس جلسہ کو قطع نظر اس سے کہ وہ صرف میری خاطر سے ترتیب دیا گیا فی نفسہ ایک بڑا معاملہ سمجھتا ہوں میں اسکو اس خواہش کی ایک نشانی سمجھتا ہوں جو ہندوستان کے انگریزوں کی طبیعتوں میں آج کل پیدا ہوئی ہی اور میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ روز بروز ترقی پذیر ہوگی وہ خواہش یہ ہے کہ انگلستان اور ہندوستان کے باہم ملکی امور کی یہ نسبت اخلاقی معاملات میں زیادہ اتھار پیدا کیا جائے ہندوستان میں انگریزی حکومت اسی وقت مدد اور فائدہ مند ہوگی کہ وہ ہمیشہ کے واسطے رہے اور یہ اُس وقت تک ہوگی نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم انگریزوں کو بچاے

مسلمانوں اور عیسائیوں کا جلسہ

یکم ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۳ انہوی

their Christian fellow-subjects. To me personally it is a matter of no ordinary pleasure, for I parted from England with feelings of a very mixed nature. It was not entirely with pleasure that I looked forward to returning to my native country and to my old friends. It was with pain that I looked forward to being separated, perhaps for many years to come, from a society in which I had spent four years of the most important portion of my life, with great happiness and advantage. When I left England I could not help feeling with anxiety that I was perhaps destined no longer to enjoy the advantage of the refined society of Englishmen; but the manner and friendly way in which we have spent this evening justifies a hope that, though separated by thousands of miles from the land of Britons, I may not altogether be deprived of the advantages which I had the good fortune to enjoy during my residence in England. Mr. Shakespear has asked me to give you some idea of what struck me most in your country. It is no compliment when I say that it was neither the great mechanical power of England, nor her extensive labour, nor even her wealth, that produced in me feelings of the greatest admiration. It was the refinement of the English society and its institutions that I took the greatest interest in, and admired most. The society in England, which at first appeared to me to be a network of the most complicated nature, is perfectly clear to me now, and it is only just to say that I cannot conceive a nobler human being than an English gentleman of good birth and good education. It is in this persuasion of mind that I recognize no rank in society higher than that of a gentleman. I am no republican in politics, but in social matters I certainly feel that there can be no rank higher than that of a gentleman, if the word is good enough to express my meaning. As a social republican, I attach no great importance to birth or any other matter of chance; but at the same time I cannot help saying that the disadvantage of having no family traditions is a disadvantage which education alone can very seldom overcome. I have dwelt thus much upon the social peculiarities of England, for I believe that to be by far the greatest secret of her prosperity and greatness.

"Gentlemen, I have already detained you long, and it is not my intention to give a lecture upon England in responding to your good wishes; I have only

فتح مند اور حاکم ہونے کے اپنا دلی دوست اور ہم عصر رعایا نہ تصور کرینگے ہندوستان کی تواریخ میں ۲۶ نومبر سنہ ۱۸۷۲ء ع اسباب کے لحاظ سے ہمیشہ یادگار رہیگی کہ اُس دن انگریز اول ہی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ایک پبلک کنوینشن میں شریک ہوئے اسی بات سے مجھ کو اپنی قوم کی آئندہ بہتری اور ہندوستان کے مسلمانوں اور اُن کی عیسائی ہم عصر رعایا کے درمیان باہمی میل جول کی نہایت قوی اُمید ہوتی ہے اور اُس کے عمدہ آثار نظر آتے ہیں میرے حق میں بھی خاص یہ معاملہ کچھ کم غرضی کا باعث نہیں ہے کیونکہ جسوقت میں انگلستان سے چلا تھا اُس وقت میرے دل میں طرح طرح کے خیالات تھے چنانچہ جس وقت میں نے انگلستان سے مفارقت کی تھی اس وقت مجھ کو اپنے وطن میں پھرنے اور اپنے دوستوں سے ملنے کی اس قدر غرضی نہ تھی جسقدر کہ مجھ کو اسباب کا رنج تھا کہ اب میں ایک ایسی عمدہ صحبت سے جدا ہوتا ہوں جس میں میں نے اپنی زندگی کے نہایت بے نظیر حصہ کو چار برس تک بڑی غرضی اور طرح طرح کے نڈنوں کے ساتھ بسر کیا جب مجھ کو انگلستان سے جدا ہوئی تھی تو مجھ کو اسباب کی بڑی فکر تھی کہ دیکھئے اب مجھ کو اہل یورپ کی مفید صحبت سے بھر بھی حاصل ہوگا یا نہ ہوگا مگر جس دوستانہ اور مخلصانہ طور پر اس جلسہ میں مجھ کو اہالیان یورپ کی ملاقات نصیب ہوئی مجھ کو اُسکے سبب سے قوی اُمید ہوتی ہے کہ گو میں انگریزوں کے ملک سے اب ہزارہا میل کے فاصلہ پر ہوں مگر تاہم میں اُن نرائند سے محروم نہ ہوں گا جو میں نے اپنی غرض نستی سے انگلستان میں حاصل کیئے مسٹر فیکسپیئر نے مجھ سے یہ درخواست فرمائی ہے کہ جو بات میں نے انگلستان میں سب سے زیادہ پسندیدہ دیکھی ہو اُس کی میں کچھ کیفیت بیان کروں پس میری دانست میں گو ملک انگلستان بامتیاز اپنی بڑی صنعت اور دولت اور علم جو تھیل کے لحاظ سے بھی بے نظیر ملک ہے مگر مجھ کو انگلستان کی ان باتوں نے اسقدر حیرت اور تعجب میں نہیں ڈالا جسقدر کہ اُس کے باشندوں کی حسن معاشرت اور طریق تمدن نے متعجب کیا ہے سب سے زیادہ میرا خیال اس طرف جاتا تھا اور میرا دل بھی اسی بات کو بہت پسند کرتا تھا اور گو ابتداء میں مجھ کو اُس کی حالت معاشرت ایک پیچیدہ چیز معلوم ہوتی تھی مگر اب میرے ذہن میں اُس کی اصلی کیفیت آگئی اور اب مجھ کو یہی کلمہ انصاف کا معلوم ہوتا ہے کہ شریف اور تعلیم یافتہ انگریزی جنتلمین سے بہتر دنیا میں کوئی آدمی نہیں ہو سکتا اور میں اپنے اسی خیال کی وجہ سے لوگوں میں کسی شخص کا رتبہ جنتلمین کے رتبہ سے زیادہ نہیں سمجھتا ملکی معاملات میں تو میں ریپبلکن نہیں ہوں لیکن معاملات معاشرت میں میری یہ تحقیق رہے ہے دنیا میں کسی شخص کا رتبہ جنتلمین

attempted to say what I honestly feel, and of the truth of which I am sincerely convinced. But to express to you in a way at all adequate the intensity of my sensations upon the present occasion is beyond my power, and perhaps a needless task. I can only say that no language of mine can possibly do justice to my feelings, and that I regard this meeting as the beginning of a great revolution in the society of India, and a matter of equal satisfaction both to the English community and the native gentry of this country. And, gentlemen, because we are all assembled here at the same table, and because it is an occasion of more than mere personal interest, you will allow me to express in a public manner what I privately feel—the gratitude which I owe to my father for the liberal manner in which he has conducted my education. He has done for me far more than the most unreasonable wishes of a son could justify him to expect from his father, and I mention this as an especial point of satisfaction because I have sincere hopes that my father's example may be followed by other gentlemen of this country. It is not because I consider myself, or any attainments of mine, worthy of imitation; but because I firmly believe that so long as my countrymen do not see that education is the most important benefit that a father can confer on his son, there can be no hope for the regeneration of India. And, gentlemen, while talking of education and especially of the advantages that I have derived by my residence in England, it is hardly possible for me not to mention a name, which will ever be remembered by me with feelings of the greatest respect and gratitude. It is the name of our present Lieutenant-Governor, Sir William Muir, to whom, I may say, I owe all that I have gained by my education in England; for without the favor which I had the good fortune to receive at his hands, I think my intended voyage to England would have been very doubtful, and perhaps never accomplished. At an age when most young men are at school he nominated me to an appointment for which I have no doubt he could have got others of greater ability and greater promise. I have ever since tried my best to make myself worthy of the estimate which he made of me; and I only wish that he had a few years more to re-

بے زیادہ نہیں ہو سکتا اور میرے نزدیک معاملات معاشرت میں کسی نسل یا اتفاقی امر کا بھی چنداں اعتبار نہیں ہی البتہ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ کسی خاندانی شہرت اور نام کے نہرنے کی قباحت ایسی چیز نہیں ہی کہ کوئی شخص اسکو صرف تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے رفع کر سکے اور چونکہ میرے نزدیک انگلستان کی اس عظمت اور شہرت کا بڑا سبب اس کی حسن معاشرت ہی ہی اس سبب سے میرے اسی بات کو سب سے بہتر اور فکر کرنے کے لائق خیال کیا ہی ہے

اے صاحبزادے میں نے آپ کی بہت کچھ سچ خواہی کی اور میرا یہ ارادہ ہوگا کہ میں آپ کی عمدہ خواہشوں کی تعمیل میں انگلستان پر کوئی لکچر دے بلکہ اپنے صرف وہی بات بیان کی ہی جس کا مجھے سچے دل سے خیال ہی اور جس کے راستہ ہونے پر مجھے اعتماد کلی ہی جو کیفیت اس وقت میرے دل کی ہی اس کو پورا پورا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہی اور شاید وہ فضول کام بھی ہی اس لئے میں اسی بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ میری کسی تقریر سے میرے خیالات پورے پورے ادا نہیں ہو سکتے اور میں اس جلسہ کو ہندوستان کی حالت معاشرت کے انقلاب کا آغاز اور انگریزی قوم اور اس ملک کے ہندوستانی ہرنادہ درجوں کی برابر رضا مندی کا باعث سمجھتا ہوں اے صاحبزادے چونکہ اس وقت ہم سب ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے ہیں اور اس جلسہ سے کچھ ہماری ذاتی ہی فرض متعلق نہیں ہی بلکہ اس سے بہت سے عمدہ نتیجوں کی امید ہی اس وجہ سے جو خیال اس وقت میرے دل میں ہی اس کو میں عام طور پر ظاہر کرتا ہوں یعنی جس فیاضی اور مالی ہمتی کے ساتھ میرے والد ماجد نے میری تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا اس کا شکریہ ادا کرنا بہر کیف میری طاقت سے باہر ہی کیونکہ جو موقع ایک بیٹا اپنے باپ سے کر سکتا ہی اس سے بہت ہی کچھ زیادہ انہوں نے میرے واسطے کیا ہی اور میں اس بات کو اس وجہ سے زیادہ رضامندی کا باعث بیان کرتا ہوں کہ مجھے دلی امید ہی کہ اس ملک کے اور رزسا بھی اس باب میں میرے والد کی پیروی کریں گے میں اپنے تئیں یا اپنی لیاقتوں کو اس پیروی کے قابل نہیں سمجھتا بلکہ مجھے یقین واثق ہی کہ جب تک میرے ہماروں کو اس بات کا خیال نہ ہوگا کہ جو فائدے باپ اپنے بیٹے کو پہنچا سکتا ہی اس سبب میں تعلیم کا نہایت بڑا فائدہ ہی اس وقت تک ہندوستان کی تہذیب کی ترقی نہیں ہو سکتی اے صاحبزادے تعلیم و تربیت کے ذکر کے ساتھ اور خصوصاً اُن فائدوں کے ذکر کے ساتھ جو میرے انگلستان میں رہنے سے حاصل کیئے ہیں ممکن نہیں ہی کہ میں ایسے نام کو بیان نہ کروں جس کو میں ہمیشہ نہایت تعظیم و تکریم اور

main amongst us in this country, when he could see whether his hopes, which he was good enough to entertain for me, were at all destined to be realized.

“And now, gentlemen, before I sit down, I must again remind you that our assembling here to-night in a friendly way foretells great things for India. The British rule in India is perhaps the most wonderful phenomenon the history of the world has ever seen; and I sincerely hope that the results which are destined to follow from it will be still more wonderful. I have heard it said that the English rule in India is for the sake of England. I have also been told that England rules India for the good of India. I for one am an advocate of neither of these opinions. I regard the British rule in India as a benefit both to India and to England, and the more we advance, the more clearly we shall see the advantages which both countries desire from this union. The prosperity of India is the prosperity of one of the most important and most intrinsic portions of the British empire, and it is my sincere conviction that any policy must be unsound which does not consider the interests of the two countries identical. I do not consider that the mission of England in this country is to educate it in order to leave it. On the contrary I hope a day may come when the people of India will regard England not as a greedy accumulator of wealth, nor as a foreign tyrant, but as a mother from whom they derive nourishment and support, both material and intellectual. That will be a day of the greatest prosperity to India, and of the greatest glory to England. The British rule in India will then be upon a basis of eternal strength—fearless of any foreign aggression or inimical policy. The more we advance in our political course, the stronger will become the ties of friendship between us, and the British rule will then be regarded, neither as a rule of conquest and of arms, nor as a calamity to India, but as a great blessing from Heaven.”

ہم کو کفار کے ساتھ یاد کرونگا وہ نام سر ولیم میز ہمارے انگلٹنڈ گورنر حال کا نام ہی جو کچھ میں نے انگلستان میں اپنی تعلیم و تربیت کے باعث سے حاصل کیا ہے وہ سب حضور مصلوح کی ہی بدولت ہی کیونکہ جو عنایت و کرم جناب مصلوح نے میز کے حال پر کیا تھا اس کے بغیر میرا انگلستان کا سفر ایک امر مشتبہ ہوتا اور شاید کبھی پورا نہ ہوتا جس زمانہ میں انٹر نوجوان آدمی مدرسہ ہی میں تعلیم پاتے ہیں اس زمانہ میں جناب مصلوح نے مجھ کو ایک ایسے کام کے واسطے منتخب فرمایا جس کے لیے حضور مصلوح کو مجھ سے زیادہ لائق آزمی مل سکتے تھے چنانچہ اسی زمانہ سے میں ہمیشہ اس باب میں کوشش کی کہ جو اندازہ جناب مصلوح نے میز پر اپنی باتوں کا کیا تھا اپنے تئیں اس کے لائق بنائیں اور اب صرف میز پر یہ تمنا ہی کہ جناب مصلوح چند سال اس ملک میں اور رونق افروز رہیں تاکہ اسی کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ جو امیدیں انہوں نے از راہ مہربانی میز پر نسبت فرمائی تھیں آج وہ پوری ہو گئی یا نہیں *

میں چاہتا ہوں کہ اپنی جگہ پر بیٹھنے سے پہلے مکرر یہ بات آپ صاحبوں کے روبرو بیان کروں کہ اس وقت ہمارا یہ دوستانہ جلسہ اور باہمی ارتباط و صحبت کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنا ہندوستان کے حق میں بڑے بڑے فائدوں کی خبر دیتا ہے اور گویا ہندوستان کی آئندہ بہتری کی عمدہ پیشین گوئی ہے اگر نظر غور سے دیکھا جاوے تو ہندوستان میں انگریزی حکومت ایک ایسی عجیب و غریب ہے ہی کہ دنیا کی تاریخ میں اس سے زیادہ کوئی عجیب نہیں دیکھی گئی اور مجھ کو دلی امید ہے کہ جو نتیجے اس نے ہندوستان میں پیدا ہوتے والے ہیں اس سے بھی زیادہ عجیب و پر لطف ہونگے بعض لوگوں کا یہ قول ہے کہ ہندوستان میں انگریزی حکومت ہونے کے سبب سے صرف انگلستان کا ہی فائدہ ہے اور بعض کی یہ رائے ہے کہ انگلستان جو ہندوستان پر حکومت کرتی ہے اس سے صرف ہندوستان کا ہی فائدہ ہے مگر میرے نزدیک یہ دونوں رائیں صحیح نہیں ہیں اور اصل یہ ہے کہ ہندوستان پر انگلستان کی حکومت سے انگلستان اور ہندوستان دونوں کا فائدہ ہے اور جس قدر ہم کو ترقی کا خیال زیادہ ہوگا اسی قدر ہم کو وہ فائدے زیادہ معلوم ہوتے جارہیں گے جو دونوں کو اس ربط و اتصال سے متصور ہیں ظاہر ہندوستان کی ترقی ہندوستان کے ساتھ مخصوص معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت میں ہندوستان کی ترقی سلطنت برطانیہ کے ایک بڑے حصہ کی ترقی ہے اسوجہ سے میرا یہ اعتقاد ہے کہ جس کام میں انگلستان اور ہندوستان دونوں ملکوں کے مابعد کی مطابقت کا لحاظ نہ ہوگا وہ کام ہمیشہ ناکامل رہیگا میری دانست میں ملک انگلستان ہندوستان کو اس غرض سے تعلیم و تربیت نہیں دیتا کہ ایک زمانہ میں اس کو اصلاح دیکر اس سے ملحدہ ہو جاوے بلکہ مجھ کو یہ امید ہے کہ ایک دن تک ایک دن ہندوستان کے دل پر یہ بات متفش ہو جاوے گی کہ انگلستان دولت کا لالچی اور اجنبی ظالم نہیں ہے وہ ہمارا ایسا مددگار ہے جسکی بدولت ہم عقل اور مال و دولت سب کچھ حاصل کرسکتے ہیں اور جب ہندوستان میں ایسے خیالات پیدا ہو جائیں گے تو وہ ہندوستان کے لیے بڑی ترقی کا زمانہ اور

Captain Graham then proposed the health of the host, which was most warmly responded to. Syed Ahmed spoke in Oordoo to the following effect:—

He expressed his thanks to the assembly, and his great pleasure at finding himself in the company of so many Englishmen and Musulmans—all dining at the same table at his house. He said that he always held it as a truth that mankind were created to do good to one another and to enjoy each other's society in this world. To one who believed in this universal brotherhood of man how much satisfaction such a meeting would afford, where those so intimately connected in their political relations should join with feelings of mutual friendship and cordiality. He expressed it to be his opinion that the religion in which he believed taught no other feelings towards Christians than those of real friendship. If there is any nation in this world with whom the Musulmans ought to have friendly intercourse it is the Christians, who are styled in the Musulman Scriptures as the people of "the book." He also said that he had done his best to improve a feeling of friendship between the English rulers and the Musulmans of India, and that he did not entertain it as a mere opinion, but had sent his son, then present, to England for accomplishing his education. In doing this he hoped to establish an example for the Musulmans of India in order to impress upon them the importance both of a friendly intercourse between the English rulers and their Musulman fellow-subjects, and the importance of educating their children. He considered that being born or educated in a civilized country was a fortunate thing for a man, and in order to show the truth of it by practice itself he had done, as he believed, an act of the greatest friendship to his son by sending him to England for education. He then dwelt upon the object of his own visit to Europe, that it was not for any business that he went to England, but simply to study her

انگلستان کے لیئے ایک نظر کا زمانہ ہوگا اور پھر اُس زمانہ میں انگلستان کی حکومت بھی ایسی مستحکم بنیاد پر قائم ہو جاوے گی کہ غیر ملکوں کے حملوں یا الکی مخالفتانہ تدبیر مملکت سے کچھ نہ آسکے۔ جنبش نہ ہوگی جسقدر ہم اپنی ملکی حالت کو شکستہ کریں گے اسیقدر ہمارے اور انگلستان کے باہم اتحاد کا ازدیاد ہوگا اور اُس وقت لوگ انگریزی حکومت کو ایک خدا داد نعمت سمجھنے لگیں گے۔

بعد اس کے کپتان گریہیم صاحب بہادر نے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی کی سلامتی کے توسل کی تحریک کی جس کو سب لوگوں نے نہایت خوشی سے منظور کیا اور سلامتی کا پیرک پیا۔ بعد اس کے سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے ارباب جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور جو انگریز اور مسلمان اُس جلسہ میں موجود تھے اُن سب کو ایک میز پر کھانا کھاتے دیکھ کر اپنی نہایت خوشی ظاہر کی اور کہا کہ اس دنیا میں انسان صرف اسی واسطے پیدا ہوئے ہیں کہ ایک دوسرے کو فائدہ پہنچاویں اور آپس کی صحبت اور جلسوں سے حظ اُٹھاویں پس جو لوگ اس عام برادرانہ تعلق کو سمجھتے ہیں وہ یقیناً ایسے جلسوں سے بہت خوش ہوں گے جنہیں ایسے لوگ دوستانہ طور پر ہریک دوسرے کے ساتھ ہم کو ملکی تعلقات کے لحاظ سے ایک بڑا اوتباط ہی اور سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ مسلمانوں کے مذہب میں صاف اس بات کی ہدایت موجود ہے کہ مسلمان انگریزوں کے ساتھ سچی دوستی پیدا کریں اور دنیا میں کوئی قوم ایسی ہی جس کے ساتھ مسلمان دوستانہ راہ و رسم رکھ سکتے ہیں تو وہ قوم صرف عیسائی ہی ہیں جنکو خدا نے تعالیٰ نے قرار پاک میں اہل کتاب کہا ہے مولوی سید احمد خاں صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میرے انگریزوں اور ہندوستانیوں کے درمیان ربط و ارتباط پیدا کرنے اور ان کے باہم صحبت کو ترقی دینے میں نہایت کوشش کی ہے اور میری یہ کوشش صرف زبان ہی نہیں ہے بلکہ میں نے اسی غرض کی تکمیل کے واسطے اپنے بیٹے سید محمد محمود کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیجا تھا میں نے اس کام کو اس امید سے کیا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے یہ ایک نمونہ قائم ہو اور ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جاوے کہ انگریزی حکام اور ان کی مسلمان رعایا کے باہم دوستانہ ربط و ضبط پیدا ہونا اور مسلمانوں کو اپنی اولاد کا اس طریقہ سے تعلیم دینا بڑی ضروری بات ہے جو لوگ کسی وابستہ ملک میں پیدا ہوں یا ایسے ملک میں تعلیم پاریں میری راہ میں وہ لوگ بڑے خوش قسمت ہیں چنانچہ میرے اپنے اسی عقیدہ کو صلہ کی زر سے ثابت کرنے کے لیئے اپنے لڑکے کو انگلستان میں بھیجا اور درحقیقت میرے اس کے حق میں یہ ایک بڑی دوستی کا کام کیا ہے اُس کے بعد مولوی صاحب نے اُن مقاصد کو بیان فرمایا جو انگلستان کے جانے سے اُنکو مد نظر تھے چنانچہ فرمایا کہ میں انگلستان کو صرف وہاں کے باشندوں کے طرق و طریق دیکھنے اور اُن کے طریق معاشرت

people and their institutions. [He then said that his son ought not to consider only one visit sufficient, but in future to take, if circumstances allow, other opportunities of visiting Europe, and that he himself had a wish and a hope to see England again, and spend a few months of happiness in Scotland in the neighbourhood of his old friend, Captain Graham.—Pioneer.

ضرور نہیں ہی مگر جو کہ یہ بات کہی جاتی ہی کہ میں نے ایک حکم خاص منصوص قرآنی کے برخلاف کیا اور کہا اس لیئے صرف اسی قدر لکھتا اور اسی بات کی تحفيزات کرنا کہ پرند منصفیہ کی حرمت بموجب آیات مستدلہ کے منصوص قرآنی ہی یا نہیں کافی اور رانی ہوگا *

میری تحقیق یہ ہے کہ پرند منصفیہ کی حرمت باستدال آیات مستدلہ منصوص قرآنی نہیں ہی — وہ آیات جس میں منصفیہ کا ذکر ہی یہ ہے ہی حرمت علیکم المیتۃ والدم والہم الضحیر و ما اهل الخیر اللہ بہ والمنصفۃ والمرفوۃ والمتودیۃ الناطقۃ وما اهل السبع الاما ذکیتم و ما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالالزام ذلکم حق — اب غور کرو کہ اس آیت میں چار لفظ ہیں — المنصفۃ — المرفوۃ — المتودیۃ — الناطقۃ ان چاروں میں حرف تاء قرآنی موجود ہی اور ہمکو بموجب مہاررہ زبان عرب کے اسبات کا قرار دینا باقی ہی کہ یہ تے کس قسم کی ہی اور جو کہ کسی دوسری آیت قوان مجید سے قسم تے کا تعین جو نلفہ منصفیہ میں ہی نہیں پایا اس لیئے ہمکو اپنے اجتہاد سے اسکا تعین کرنا پڑتا ہی پس اب ہم اُس تے کو کسی قسم کا قرار دیں اور کسی جانور کی حرمت کا مسئلہ اُس سے نکالیں اُسکی حرمت منصوص نہوگی کیونکہ ممکن ہی کہ وہ تے اُس قسم کی نہو بلکہ دوسری قسم کی ہو اور اُس قسم کے جانوروں کی حرمت پر جاری نہو *

مثلاً ہم قرار دیتے ہیں کہ ان چاروں لفظوں میں تاء تانیہ ہی جیسا کہ اثر مفسروں نے بھی قرار دیا ہی پس اس حالت میں بموجب مہاررہ زبان عرب کے ضرور ہی کہ یہ چاروں لفظ صفت ہوں کسی مصروف معترف مرتکب کے *

اب ہمکو دوسرا اجتہاد کرنا پڑا کہ وہ مصروف مرتکب معترف کون ہی جسکو ہم قرار دیں بہو حال جس کو قرار دیں اُس کی حرمت البتہ اس آیت سے نکالے گی مگر اُس کی حرمت اجتہادی ہوگی نہ منصوصی کیونکہ ہم نے دو باتوں کو یعنی قسم تے کو اور مصروف معترف کو نص قرآنی سے نہیں بلکہ صرف اپنے اجتہاد سے قائم کیا ہی — امام فخرالاسلام رازی فرماتے ہیں کہ یہاں مصروف مرتکب معترف

کی حالت جانچنے کے واسطے گیا تھا اور میرے نزدیک سید محمد محمود کا ایک ہی دفعہ انگلستان میں جانا کافی نہیں ہی بلکہ اُسے لازم ہی کہ جب اُسکو موقع ملے تو پھر وہ یورپ کو جاوے اور مجھکو بھی یہ آرزو ہی کہ بہر میں ایک مرتبہ انگلستان کو دیکھوں اور مقام اسکات لینڈ میں اپنے پرانے دوست مسٹر گریہیم صاحب بہادر کے پرورس میں چند پہلے بسر کروں گا پاپرتیر

نمبر ۱۲۱

خط

از طرف سید احمد

بنام

مولوی سید مہدی علی صاحب قیٹی کلکٹر بہار مرزاپور

نسبت طیور منصفیہ اہل کتاب

میرے عزیز مہدی — میں نے اپنا وعدہ پورا کرنے میں یعنی عیصائیوں کی گروہ مروڑی ہوئی مرضی کی نسبت آپ کو خط لکھنے میں بہت تردد کیا آپ مجھے معاف کریں اب میں اس معاملہ میں آپ کو خط لکھتا ہوں اور اپنا وعدہ قیسوا خط لکھنے کا پورا کرتا ہوں *

میں نے آپ کی تعویذات کو اور آپ کے معاکمہ منصفیہ کو جو رسالہ احکام امام اعلیٰ کتاب اور امداد الاحساب پر اپنے ارقام فرمایا اور نیز ایک نامی رسالہ مزید الامام کو جسے میرے قدیم شفقت مولوی محمد علی صاحب نے نہایت خوبی اور متانہ سے تصویر فرمایا ہی بغیر دیکھا — ان تمام تصویروں میں جو باتیں اوپر اوپر کی اور ادھر ادھر کی ہلم ڈرام تصویر ہوئی ہیں ان کی نسبت لکھتا آپ بھی ضروری سمجھتے ہوئے اور جو اصل بات اس مسئلہ میں ہی اے ی کو لکھنا بہتو خیال فرماتے ہوئے اس لیئے میں اس خط کو مثل مباحثہ کرنے والے اور رد و قدح کرنے والے کے نہیں لکھتا بلکہ صرف اصل مطلب ہی کی تصویر پر قیامت کرتا ہوں *

اصل بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہی جو کسی طرح ہمارے مقاصد اور ترقی حسن و معاشرہ کا ہارچ ہو — اگر کوئی شخص عیسائیوں کے ساتھ کھانا کھانے میں عیسائیوں کی گروہ مروڑی مرضی سے کھارے اور اُس کو حرام سمجھے چشمہ ما روہن ہروری رکابی کا کھانا نوش فرماوے ہم بھی اُس کو مصطط کہیں گے اور اُس کے فعل کو اولیٰ سمجھیں گے — انگریزوں کے ساتھ کھانا کھانے میں یہ ضرور نہیں ہی کہ جو چیز سامنے آوے خوراک نشوونہ اُس کو کھا ہی لے — پس ایسی حالت میں اس مسئلہ میں زیادہ بحث کرنی کچھ بھی

دیکھو تو خود خدا نے صاف بتا دیا ہے کہ وہ موصوف مؤنث معذوف بہیمہ ہے نہ امام رازی صاحب کی پکری اور نہ ہماوی تمہاری کوزی — اب کون شخص ہے جو اپنی دلی سچائی سے اس بات پر کہ اس آیت میں پرند داخل ہیں دلی یقین کرتا ہوگا کہ تقلیداً خواہ تعصلاً اُس کو منہ سے نہ نکالے *

دوسرے یہ کہ منجمدہ صفات چہارگانہ کے جو اس آیت میں مذکور ہوئیں اخیر در مقرون — توہی — یعنی اوپر سے کر کے مرجائے اور — نطح — یعنی لڑنے میں سینک کی چوٹ سے مرجائے کی صفت سوائے بہیمہ یعنی چرند کے پرند میں متعلق ہی نہیں ہو سکتی باقی رہا — و قد — یعنی لکڑی سے یا لٹوے سے یا اور کسی چیز سے مار ڈالنا اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی ممکن ہے مگر جو لوگ اگلے زمانہ کی تاریخ سے اور جنگلی قوموں کے حالات سے اور خود عرب کے پیابان کے رہنے والوں کی عادات سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ صرف چوپائے جانوروں کا اس طرح پر شکار ہوتا تھا کہ اُنکو گھیر کر لٹھوں سے مار ڈالتے تھے نہ پرند کا پس یہ صفت بھی درحقیقت مستحسن بہائم سے ہے نہ پرند سے — اب بعض طلب رہا — خنق — یعنی نہ گھونٹ کر مار ڈالنا — اگرچہ یہ فعل پرند کی نسبت بھی وارد ممکن ہے مگر عرب میں چوپائوں کا نہ گھونٹ کر مار ڈالنا مروج تھا جسکی حرمت میں یہ آیت نازل ہوئی پس نہایت افسوس ہے کہ انسان اپنے خیالات کے پھلنے میں پڑے اور احکام الہی کے منشاء اور مراد کو نہ سمجھے *

امام فخر الدین رازی صاحب 'تفسیر کبیر' میں لکھتے ہیں کہ واعلم ان المنثقة علی رجوة منها ان اهل الجاهلیة كانوا یشتقون الشاة اذا ماتت اكلوها و منها ما یشتق یحبب الصائد و منها ما ید علی راسها بین عودین فی شجرة فتشتق فتتوت الخ پس اس بیان سے بظہری ظاہر ہوتا ہے کہ جو احکام اس آیت میں مذکور ہیں وہ بہیمہ کی نسبت ہیں نہ پرند کی اسلیئے اس آیت سے ظہور منثقة کی حرمت منصوص نہیں ہے البتہ ممکن ہے کہ قیاسی ہو *

اس تقریر پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ اگر اس آیت میں اُس استثناء کی تفصیل ہے جسکا ذکر الا مایتلی علیکم میں ہے تو یہ آیت میں ارلہا الی اخرها بہیمہ الانعام ہی سے متعلق ہوگی یہو نلہ میتة — دم — وما اهل بغیر اللہ — وما اکل السبع — وما ذبح علی النصب — سے کیوں حرمت چرند و پرند کی لیجاتی ہے چاہیئے کہ وہ بھی مستصوص بہ بہیمہ الانعام رہیں *

مگر یہ سوال صحیح نہیں ہے اسلیئے کہ اُن تمام کلموں کا مفہوم عام ہے مگر محض خاص ہر اسلیئے بسبب اپنے مفہوم عام ہونیکے

(شاة) ہے کہ وہی اکثر کھانے میں آتی ہے اور باقی تمام جانوروں چرند و پرند کی حرمت کا اُس پر قیاس کیا جاتا ہے — قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے اس حالت میں اُس مرضی کی حرمت جو اجتہادوں اور ایک قیاس غیر منصوص العات سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے *

مگر امام صاحب نے ناحق شاة کو موصوف مؤنث معذوف مانا ہے ہم اُن کو اُس سے بھی عمدہ موصوف مؤنث معذوف بتاتے ہیں جس میں تمام منثقة جانوروں کی حرمت آجاتی ہے اور پکری کی حرمت پر باقی جانوروں کے قیاس کی حاجت نہیں رہتی اور وہ موصوف مؤنث معذوف — نفس — ہے پس تقدیر کلام یہ ہوگی کہ حرمت علیکم النفس المنثقة الخ اور اس میں تمام منثقة جانوروں کی حرمت یہاں تک کہ مچھلی اور ٹٹھی کی بھی داخل ہو جاویگی اب قبول کر کہ یہی اجتہاد صحیح ہے تو بھی مرضی کی حرمت جو اجتہادوں مذکورہ بالا سے قرار پاویگی نہ نص قطعی سے *

اب ہم اس سے کہ قادم تانیث نہیں قرار دیتے بلکہ قادم نقل و تعویل قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب تفسیر بیضاری نے قرار دیا ہے اور جو کہ یہ تے صفت کو اسم بنا دیتی ہے اس کیئے کسی موصوف مؤنث معذوف کی تلاش کی حاجت نہیں رہتی اور جس پر اطلاق منثقة اور متودیہ وغیرہ کا ہوگا اُس کی حرمت اس آیت سے ثابت ہوگی مگر اُس کی حرمت کا ثبوت ایک اجتہاد سے یعنی حرف تا کو قادم نقل قرار دینے سے ہوگا نہ نص صریح قطعی سے — قدیر *

اب میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ان چاروں کلموں میں قادم تانیث ہے اور موصوف مؤنث معذوف بہیمہ ہے بمعنی مویہی یا چرپاہے یا چرند کے پس تقدیر آیت کی یہ ہے کہ حرمت علیکم البہیمہ المنثقة و البہیمہ الموقدة و البہیمہ المتودیة و البہیمہ المنطیحة پس پرند اس حکم میں داخل نہیں ہے *

خود قرآن مجید سے ہوجوہات مضامہ ذیل ثابت ہے کہ یہاں موصوف معذوف بہیمہ ہے اول یہ کہ خود قرآن مجید میں اسی آیت کے قبل شروع سورۃ میں خدا نے فرمایا "احلک علیکم بہیمۃ الانعام الا مایتلی علیکم" یعنی حلال ہوئے تمہارے لیئے چرند مویہی مگر وہ جو آگے بتا دینگے پس اسکے بعد جو حرام جانور باشارہ صفت مؤنث بتائے وہ خود خدا کے فرمانے سے اُسی استثناء کی تفصیل ہیں جسکی نسبت فرمایا تھا الا مایتلی علیکم نہ اور کسی کی اور موصوف مؤنث معذوف بھی وہی بہیمہ ہے جسکی نسبت اوپر فرمایا تھا کہ احلک علیکم بہیمۃ الانعام پس اگر انصاف سے بغیر تعصب اور بغیر اُن خیالات کے جو تقلیداً بغیر تحقیق کے دل میں بیٹھ گئے ہیں

چرند و پرند، دونوں کو شامل ہیں برخلاف — منصفانہ — رسرقرندہ و متودیعہ — و تطبیقہ کے کہ بسبب صفت ہونے ایک موصوف متصرف کے نہ اُنکا مفہوم عام ہی اور نہ معنی عام ہی اسلئے وہ سوائے جنس مستثنیٰ منہ کے اور کسی سے متعلق نہیں ہو سکتی اور ایسے مابور منصفانہ اہل کتاب کو ایہ کریمہ و طعام الذین ارتوا الکتاب علیکم نے ہمارے لیئے حلال کر دیا ہے *

اگرچہ میں نے چاہا تھا کہ جو کچھ اسباب میں مذہبی تعزیر کی نسبت لوگوں نے لکھا ہے اور جو غلط فہمیاں میوہی تعزیر کی نسبت کی ہیں یا جو مسامحتہ کسی تعزیر میں خود سمجھے ہوئے ہیں اور جو غلط استدلال ترمذی مقدس سے اس معامہ میں لوگوں نے کیا ہے اُس سب کو بالتفصیل لکھتا مگر جیسا کہ میں نے ابھی التماس کیا [صرف اسی بات کے بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپ مذکورہ حرمت طہور منصفانہ کو شامل نہیں ہے پس اُسکو منحصر کہنا صحیح نہیں البتہ قیاسی غیر منحصر العاد ہوتا ممکن ہے نفسی پشاد مسلمہ و مسی پشاد لایسلمہ عیسائی مذہب کے بموجب جیسا کہ اُن کے وہبان اور قسیس قبل نزول قرآن مجید سے سمجھتے آتے تھے طہور منصفانہ حرام نہیں ہیں اور اُس کے دلائل عیسائی مذہب کی کتب دیلیہ میں مندرج ہیں پس جب کہ عیسائی وہ فعل مطابق اپنے مذہب کے کرتے ہیں تو باستدلال و طعام الذین ارتوا الکتاب حل لکم ہمارے لیئے حلال ہی میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیئے میرا یہ اجتہاد کافی ہی دوسرا شخص خیرا اُس کو صحیح سمجھے خیرا نہ سمجھے — مگر آپ سے اتنی بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل کو خوب تکرلو کہ کہیں یہ تمہارا اختلاف میرے ساتھ اُسی تقلید کا اثر تو نہیں ہی جس سے انسان قبل تحقیق ہر ایک بات کا فیصلہ کر دیتا ہے اب میں اس نیازنامہ کو ختم کرتا ہوں اور اگر کبھی دل میں آیا تو ابو داؤد کی حدیث کی نسبت بھی آپکو خط لکھوں گا — والسلام *

واقم

سید احمد

۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء

نمبر ۱۲۲

ہندوؤں میں ترقی تہذیب

یہ ایک نہایت عمدہ قول ایک بڑے فلاسفر کا ہے کہ زمانہ سب سے بڑا رفاہ دہنی مصلح امرات ہے *

ہندوؤں کا حال دیکھ کر ہم کو اس قول کی تصدیق ہوتی ہے —

انہی دنوں میں ہڑھینس مہاراجہ صاحب ریجے نگرام کے بیٹے

زیادہ تعجب یہ ہے کہ چونکہ یہ بھی کچھ لید نہ تھی کچھ رسوئی بھی چل کر بہت دور فاصلہ سے آتی تھی اور سب راجپوت بے حد کھاتے تھے *

اس بات کے سننے سے البتہ ہمکو انوس ہی کہ میز پر بچاے نفیس نفیس پوتوں کے پتوں کی دکابیاں تھیں جس کو ہندی میں پنگ کہتے ہیں اور صرف یہی ایک چیز تھی جو اُس زمانہ کو یاد دلاتی تھی جب کہ دنیا کی قوموں کو پرتن پنانے کا فن نہیں آتا تھا مگر ہم کو اُمید کرنی چاہیئے کہ ہمارے ہندو بھائی اپنے دھرم کو قائم رکھ کر بہت جلد تہذیب و شایستگی میں ترقی کرینگے *

دو حقیقت ہمارے لیئے اور خصوص میرے لیئے یہ بات نہایت خوشی کی ہے اسلئے کہ میں ہمیشہ یہ خیال رکھتا تھا کہ ہمارے ہندو بھائیوں میں سویلایزیشن کی ترقی مع قیام اُس کے مذہب کے نہیں ہو سکتی مگر اس حال کے سننے سے جو جیہڑ میں ہوا مجھے یقین ہو گیا کہ میرا یہ خیال غلط تھا اور میں اپنے اس خیال کے غلط نکلنے سے بے انتہا خوش ہوا ہوں اور خود اپنے کو آپ مبارکبادی دیتا ہوں *

میری یہ سمجھ ہے کہ ہندوستان میں دو قومیں ہندو اور مسلمان ہیں اگر ایک قوم نے ترقی کی اور دوسری نے نہ کی تو ہندوستان کا حال کچھ اچھا نہیں ہونے کا بلکہ اُس کی مثال ایک کانڑے آدمی کی سی ہوگی لیکن اگر دونوں قومیں برابر ترقی کرتی جاویں تو ہندوستان کے نام کو بھی عزت ہوگی اور بجائے اس کے کہ وہ ایک کانڑی اور بدھی بال پڑھی دانست ترقی پیرہ کھارے ایک نہایت خوبصورت پیاری دامن بن جاویگی *

او خدا تو ایسا ہی کر آمین *

واقم

سید احمد

بقام علیگٹہ — مطابع علیگٹہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے ماتر سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد سوم [یکم ذی الحجۃ سنۃ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی] نمبر ۲۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھ روپیہ بطور توثیق کے عنایت فرماتا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام پڑاس بھیجا جاوے فرض کہ تمام خط و کتابت بابت اس پرچہ کے انہی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڑہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی * اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپے ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط لوہام اس ترقی کے مائع ہیں مٹائے جاویں *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جستدر روپیہ بابت اس پرچہ کے بطور چندہ خوارہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوےگا * مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضائے مضامین ہوگا چھپا کر یکا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اُنہ مع اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

مضمون نمبر ۱۱۳

مخالفات

دشمنی اور عداوت حسد اور رنجش اور ناراضی کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو خود اسی شخص میں کمینہ مانتیں اور ردیہ الحلق پیدا کرتا ہے اور ہمیشہ اس کے کہ وہ اپنے مخالف کو کچھ نقصان پہنچا دے خود اپنا آپ نقصان کرتا ہے اس انسانی جذبہ کو ہم مخالفات کہتے ہیں *

دشمنی اور عداوت کا منشا اکثر اذلاف حقوق کے سبب سے ہوتا ہے زن یا زون یا عورت یا مرد اس جذبہ کے جوش میں آنے کے باعث ہوتے ہیں *

حسد کا منشا صرف وہ اوصاف حمیدہ ہوتے ہیں جو محسوس میں ہیں اور حاسد اُن کا خواہاں ہی مگر وہ اُس میں نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں *

رنجش اور ناراضی اکثر باہمی معاشرت میں خلل واقع ہونے سے ہوتی ہے *

مگر ان سب کے سوا ایک اور جذبہ انسان میں ہے جو بغیر ان سببوں کے جوش میں آتا ہے اُس کا منشا نہ زر و زمین و زن کی دشمنی اور نہ ہے اور نہ مخالف کے اوصاف حمیدہ کی خواہش ہوتی ہے کبریتہ یہ شخص اپنے مخالف کے اوصاف حمیدہ کو اوصاف حمیدہ ہی نہ دیکھتا ہے اور نہ وہ ہادسی معاشرت کا خلل اُس کا باعث ہوتا ہے بلکہ اس کا منشا صرف یہ ہوتا ہے کہ اُسکی مخالف رائے یا عقل و سمجھ دوسرے فربق کی رائے اور سمجھ سے مخالف ہوتی ہے *

یہ جذبہ مخالفات قریباً کل انسانوں میں پایا جاتا ہے مگر مہذب اور تمدن یافتہ اور نیک دل آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر ہوتا ہے اور نا مہذب اور نا تربیت یافتہ بد ذلت آدمیوں میں اُسکا ظہور اور طرح پر ہوتا ہے اور اُس مخالفات سے ہر قسم کے فائدے اُٹھانا اور دوسرا اُن فائدوں سے بے محروم رہنا ہی اور دنیا میں خود اپنے نہیں بد طریقہ اور فذاب اور نا مہذب ثابت کرتا ہے *

دنیا میں یہ بات قریباً ناممکن ہے کہ تمام لوگ ایک رائے پر گروں کیسی ہی صحیح و سچ ہو متفق ہو جاویں پس ضرور ہے کہ آپس میں اختلاف رائے در نیک آدمی اپنے مخالف کی رائے کو نہایت نیک دلی سے سونپتا ہے اور ہمیشہ یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اُس میں کوئی جہی بات ہو تو اُسکو چن لوں اور اگر مجھ میں کوئی غلطی ہو تو سکر صحیح کر لوں اور جب ایسی کوئی بات اُس میں نہیں پاتا تو اپنے

مخالف کی غلطیوں کی اصلاح کے درپے ہوتا ہے اور اُن غلطیوں کو اِس طرح پر بتاتا ہے جیسے ایک دلسرز دوست بتاتا ہے کہیں کہیں طبیعت کو تازہ کرنے کے لیئے نہایت دلچسپ طرائف بھی کر بیٹھتا ہے اور کبھی کبھی کوئی لطیفہ بھی بول اُتھتا ہے اور باوجود مخالف کے ایک دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے *

کمینہ طبیعت اور نا مہذب نا شایستہ آدمی یہ رستہ نہیں چلتا وہ بات کی حسن و قبح کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ اپنے مخالف کے عیوب ذاتی سے ہنس کر لگتا ہے سخت تلامی درشت گوئی سب و شتم اپنا پیشہ کر لیتا ہے اپنے مخالف کے عیوب واقعی ہی کے بیان پر بس نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے بہتان اُس پر لگاتا ہے اور جھوٹی جھوٹی باتیں اُسکی طرف منسوب کرتا ہے اور خود مرد لعنت اللہ علی الکاذبین بتاتا ہے — اس راہ چلنے سے اور جھوٹ اتھام کرنے سے اور لعنت خدا کا مردہ بننے سے اُس کا مطلب اپنے مخالف کو بدنام کرنا اور عام لوگوں میں چرچا اُس کے مخالف کے حال سے واقف نہیں ہیں ناراضی پیدا کرتا ہوتا ہے — مگر در حقیقت اُس کا یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا اور ہمیشہ اس کے کہ اُس کا مخالف بدنام ہو خود بھی زیادہ رسوا اور بدنام ہوتا ہے اس لیئے کہ جب اُس مخالف کی پرائی جو اُس نے بڑا کذب و اتھام اُس کی نسبت منسوب کی ہے مشہور ہوتی ہے تو کوئی تو اُس کو سچ سمجھتا ہے اور بہت لوگ اُس کی تحقیق کے درپے ہوتے ہیں اور جب اُس کی کچھ اصل نہیں پاتے تو ہمیشہ اُس کے مخالف کے خود اُسی کذاب پر لعنت اور تہورہ تہورہ کرتے ہیں اور بقول شمس کے دروغ کو فروغ نہیں ہوتا تہورے ہی دنوں میں اُس کی قلعی کھل جاتی ہے اور وہ جھوٹا بد گو خود اُسی گروہ میں گرتا ہے جو اُس نے اپنے مخالف کے لیئے کھودا تھا پس انسان کو چاہیئے کہ اپنے مخالف سے بھی مخالفت کرنے میں سچائی اور راستبازی ٹیکے اور نیک دلی کو کام میں لاوے کہ یہی طریقہ اپنے مخالف پر فتح پانے کا ہے ورنہ ہمیشہ اپنے مخالف کے خود اپنے دشمن آپ رسوا کرنا ہے *

ہمکو پڑا افسوس ہے کہ ہمارے مخالف اِس پچھلے طریقہ پر ہم سے مخالفت کرتے ہیں ہمکو اپنی مخالفت کا یا اپنے پر اتھام کرنے کا یا اپنی بدنامی کا کچھ اندیشہ نہیں ہے بلکہ اِس بات کا افسوس ہے کہ انجام کو ہمارے مخالف ہی رسوا و بد نام ہوتے ہیں اور دنیا اُنہی کو دروغ کو و کذاب قرار دیتی ہے اگر اُن کو ہمارے حال پر رحم نہیں ہے تو خود اُن کو اپنے حال پر رحم کرنا چاہیئے — رہنا تقبل منا انک انت السميع العليم *

راقم
سید احمد

نمبر ۱۱۳

خوشامد

دلکی جس قدر بیماریاں ہیں اُن میں سب سے زیادہ مہلک خوشامد کا اچھا لگنا ہی — جس وقت کہ انسان کے بدن میں ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ربائی دہرا کے اثر کو جلد قبول کر لیتا ہے تو اسی وقت انسان مرض مہلک میں گرفتار ہو جاتا ہے — اس طرح جبکہ خوشامد کے اچھا لگنے کی بیماری انسان کو لگ جاتی ہے تو اُس کے دل میں ایک ایسا مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ زہریلی باتوں کے زہر کو جس لینے کی خواہش رکھتا ہے — جس طرح کہ خوش گلو گانے والے کا راگ اور خوش آباد باجے کی آواز انسان کے دل کو نرم کر دیتی ہے اسی طرح خوشامد بھی انسان کے دل کو ایسا پگھلا دیتی ہے کہ ہر ایک کانٹے کے چبھنے کی جگہ اُس میں ہو جاتی ہے *

اول اول یہہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آپ خوشامد کرتے ہیں اور اپنی ہر ایک چیز کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ ہی آپ اپنی خوشامد کر کے اپنے دل کو خوش کرتے ہیں پھر رفتہ رفتہ اوروں کی خوشامد ہم میں اتر کر لگتی ہے — اس کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ اول تو خود شکو اپنی مصیبت پیدا ہوتی ہے پھر بھی مصیبت ہم سے ہائی ہو جاتی ہے اور ہمارے بیرونی دشمنوں سے جا ملتی ہے اور جو مصیبت و مہربانی ہم خود اپنے ساتھ کرتے تھے وہ ہم خوشامدیوں کے ساتھ کوفے لگتے ہیں اور وہی ہماری مصیبت ہم کو یہہ پہنچتی ہے کہ اُن خوشامدیوں پر مہربانی کرنا نہایت حق اور انصاف ہی ہے ہمارے باتوں کو ایسا اچھا سمجھتے ہیں اور اُنکی اس قدر ناز کرتے ہیں — جبکہ ہمارا دل ایسا نرم ہو جاتا ہے اور اس قسم کے ہمارے اور نریب میں آ جاتا ہے تو ہماری عقل کے شامدیوں کے مکر و فریب سے اندھی ہو جاتی ہے اور مکر و نریب کے ادبی ذہن و طبیعت پر بالکل غائب آ جاتا ہے *

اگر در شخص کو یہہ بات معلوم ہو جاوے کہ خوشامد کا اثر کبھی بالکل ابرو کو دنیا سے ہٹا دیتا ہے تو بقینی خوشامد کی خواہش کوئے والا شخص پھر ویسائی فالایت اور کمیذہ متصور ہونے لگتا ہے — جبکہ ہم کو کسی ایسے وصف کا شوق پیدا ہوتا ہے جو ہم میں نہیں ہے یا ہم ایسے بنا چاہتے ہیں جیسے کہ درحقیقت ہم نہیں ہیں تب ہم اپنے نہیں خوشامدیوں کے حوالہ کرتے ہیں جو اوروں کے اوصاف اور اوروں کی غریباں ہم میں لگاتے لگتے ہیں — گو بسبب اُس کمیذہ شوق کے اُس خوشامدی کی باتیں ہم کو اچھی لگتی ہوں مگر درحقیقت وہ ہم کو ایسی ہی بد زب ہوں جیسے کہ

دوسروں کے کپڑے جو ہمارے بدن پر کسی طرح تھیک نہیں — اس بات سے کہ ہم اپنی حقیقت کو چھوڑ کر دوسرے کے اوصاف اپنے میں سمجھنے لگیں یہہ بات نہایت عمدہ ہے کہ ہم خود اپنی حقیقت کو درست کریں اور سچ سے وہ اوصاف خود اپنے میں پیدا کریں اور بعرض چھوڑی نکل بنے کے خود ایک اچھی اصل ہو جاویں کیونکہ ہر قسم کی طبیعتیں جو انسان رکھتے ہیں اپنے اپنے موقع پر مفید ہو سکتی ہیں ایک تیز مزاج اور جسٹ چالاک آدمی اپنے موقع پر ایسا ہی مفید ہوتا ہے جیسے کہ ایک روتی صورت کا چپ چاپ آدمی اپنے موقع پر *
خوشی جو انسان کو پریشان کرنے والی چیز ہے جب چپ چاپ سوتی ہوئی ہوتی ہے تو خوشامد اُس کو چمکاتی اور اڑھارتی ہے اور جسکی خوشامد کی جاتی ہے اُس میں چھپوڑے ہن کی کافی لیاقت پیدا کر دیتی ہے — مگر یہہ بات بخوبی یاد رکھنی چاہئے کہ جس طرح خوشامد ایک بدتر چیز ہے اسی طرح مناسب اور صحیح تعریف کرنا نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب چیز ہے — جس طرح کہ لائق شاعر دوسروں کی تعریف کرتے ہیں کہ اُن افعال سے اُن لوگوں کا نام باقی رہتا ہے جنکی وہ تعریف کرتے ہیں اور شاعری کی خوبی ہے کہ وہ اُن شاعروں کا نام بھی دنیا میں باقی رہتا ہے تو ان شغص خوش ہوتے ہیں ایک اپنی اذانت کے سبب سے اور دوسرا اُس لیاقت کو تمیز کرنے کے سبب سے — مگر لیاقت شاعری کی یہہ ہے کہ وہ نہایت بڑے اُستاد شعر کی مانند ہو کہ وہ اصل صورت اور رنگ اور حال خط کو بھی قائم رکھتا ہے اور پھر بھی تصویر ایسی بناتا ہے کہ خوشنما معلوم ہو *

ایشیا کے شاعروں میں ایک بڑا شخص یہی ہے کہ وہ اس بات کا خیال نہیں رکھتے بلکہ جسکی تعریف کرتے ہیں اُس کے اوصاف ایسے چھوٹے اور ناممکن بیان کرتے ہیں جن کے سبب سے وہ تعریف و تریف نہیں رہتی بلکہ فرضی خیالات ہو جاتے ہیں *

ناموری کی مثال نہایت عمدہ خوشبو کی ہے جب خوشیاری اور سچائی سے ہماری واجب تعریف ہوتی ہے تو اُس کا ویسا ہی اثر ہوتا ہے جیسے عمدہ خوشبو کا مگر جب کسی کم زور دماغ میں زبردستی سے وہ خوشبو ٹھونس دی جاتی ہے تو ایک تیز بو کی مانند دماغ کو پریشان کر دیتی ہے — فیاض آدمی کو بدنامی اور ٹیکڑامی کا زیادہ خیال ہوتا ہے اور عالی صفت طبیعت کو مناسب عزت اور تعریف سے ایسی ہی تعریف ہوتی ہے جیسے کہ غلبہ اور حقارت سے پست ہمتی ہوتی ہے — جو لوگ نہ عوام کے درجہ سے اوپر ہیں اُنہی لوگوں پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے جیسے کہ ٹھرماسیٹر میں وہی حصہ موسم کا زیادہ اثر قبول ہوتا ہے جو صاف اور سب سے اوپر ہوتا ہے *

واحد

ایس — ٹی — سید احمد

نمبر ۱۲۵

خط شکریہ

سلامت

مسلمانوں کے پیارے مولوی سید احمد خاں صاحب آپ کی اُن دلی کوششوں کا شکریہ ادا کرنا جو مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی کے لیے ملحوظ خاطر رہتی ہیں میرے امکان سے زیادہ ہی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ بڑے خیر خواہ اہل اسلام ہیں اور بیشک آپ اُن اوصاف کے مستحق ہیں جس کے امام غزالی اور امام دازی تھے اس وقت آپ کو پیشواے اہل اسلام کہنا بجا اور فرین انصاف ہی ہے۔ آپ نے وہ مودائے کام کیئے ہیں جن کا ثواب میرے نزدیک کئی حج سے زیادہ ہے۔ اسلام کی ترقی کے چاہنے والے زمانہ کے بعد آپ پیدا ہوئے اور بیشک اُن ٹیکوں کی جزا آپ کو خدا سے ملے گی جس کی آپ اُمید رکھتے ہیں۔ جزاؤں میں ربہم جنات عدن نفع اللہ بها لیسائر المطالبین الصادقین و هو حسبي و نعم المعین و بہم الاحسان و علیہ التوکل والتلوی زیادہ والسلام علی من اتبع الهدی *

مصدق آباد ضلع اعظم گڑھ
۲۷ جون سنہ ۱۸۷۲ ع } آپ کا تابعدار
امجد اللہ

قصیدہ صلاحیت

قصیدۃ فی مدح مولانا مولوی سید احمد خاں بہادر سی ایس
اُنی مرید الخیر للسلیمین ہندا وبنجائے قلما ارتجالانی بدوسنۃ الف
وہمان مائتہ واثنین و سبعین من العیسویۃ *

الحمد للہ العالی الاعلیٰ * والصلوۃ علی النبی الانضل
اخیر لنا یطیف لاتیظننا * من النبی بین العوام تبجل
سید احمد اسمہ المتبرک * خان بہادر باسمہ یتوصل
القادۃ مشہورۃ بین الروی * نجم منیر الہنداماد وایہ
یامن تبصر المسلمین حقیقۃ * من کل حزبان مہین خادل
انت مرید الخیر للسلام قا * طبقنا فی اخر و اول
تخر معارض الہادیہ جودۃ * نکاتہا یسدار اسلام تالی
فوق اکرام من عظام زمانہ * لم یسمو من مثله المتملک
راس کرام المسلمین بجمہم * خدمۃ من ینہم فہو الوالی
یاسیدی یا مقصدی المتفضل * رحمۃ اللہ علیکم تشمل
اقبالکم اعزازکم ینموا علی * مرادہور والزمان الا طرل
معقل الافراد لازال لکم * واقفا متر قیسا متجہل

حررہا المفتقر الی اللہ المعبود
محمد مرید اللہ اسلام آبادی
فی دار الامارۃ لکنتہ

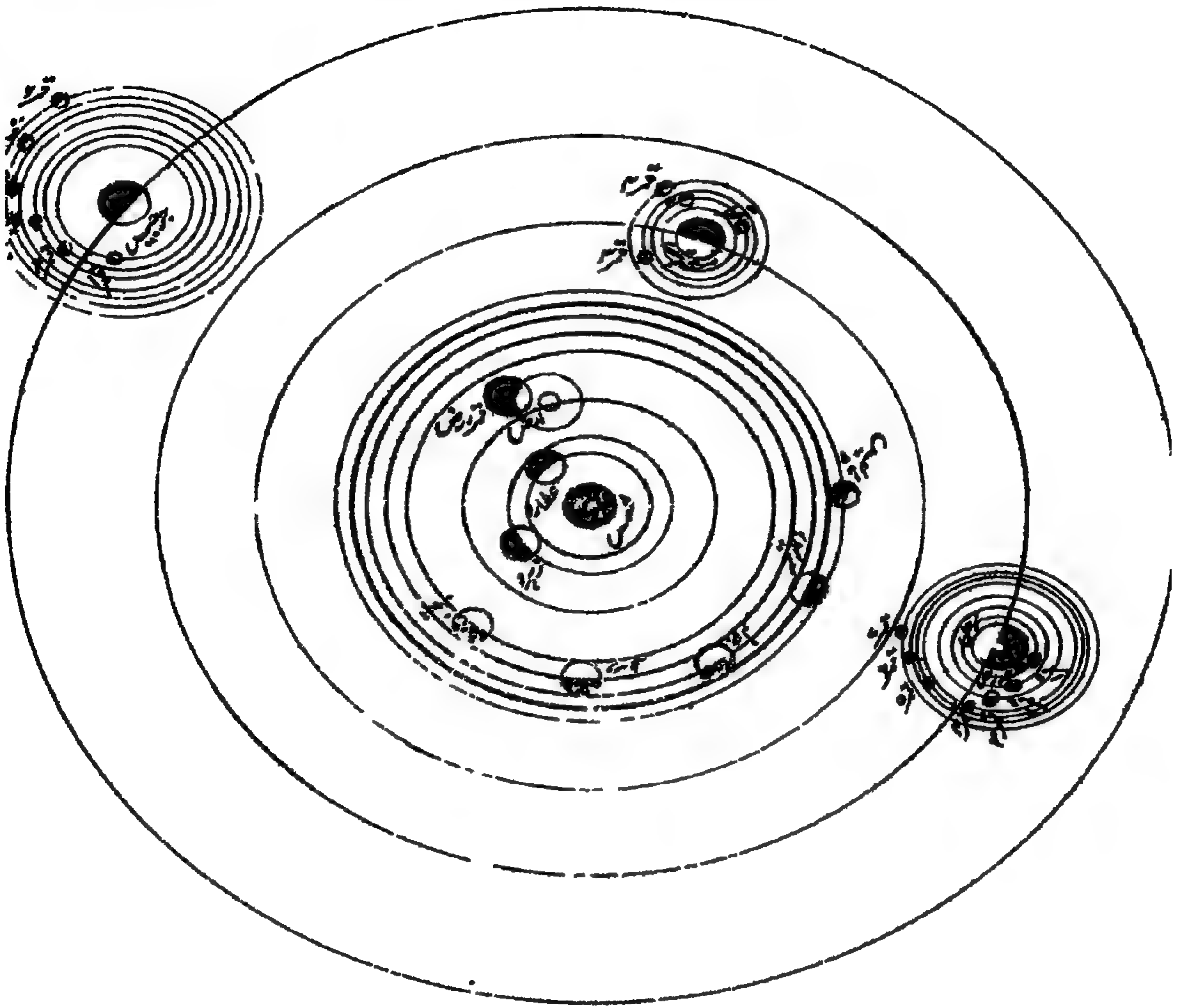
نمبر ۱۲۶

پرچہ تہذیب الاخلاق

پرچہ تہذیب الاخلاق کو جاری ہوئے آدھائی سال کا عرصہ گزر چکا اور مضامین طرح طرح کے اُس کے ذریعہ سے شایع ہوئے مگر نہایت افسوس ہی کہ ہنوز اُس کی اصل غرض اور مقصد پر ہمارے ہموطن اہل اسلام کو آگاہی نہیں ہوئی اور جو سمجھے تو یہ سمجھے کہ نہ کچھ تھے سمجھے کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس اُنی اور مولوی محمد مہدی علیکھان صاحب ایک نئے قسم کا فرقہ اہل اسلام میں قائم کیا چاہتے ہیں اور کبھی تعلید سے آزاد ہوا حاصل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں اور کبھی شیعوں کے مذہب کے مسئلہ اجتہاد کو سواتے ہیں اور مدح و تعریف فرماتے ہیں کبھی ختم قرآن کے وجود آسمان کا باطل ٹہراتے ہیں کبھی کتب اربعہ ساری سے مخالفت کر کے نفس انسان کو شیطان قرار دیتے ہیں اور وجوہ شیطان سے انکار کرتے ہیں کبھی قرآن کی آیتوں کی من مانی ڈالیں کرتے لوثقی و فلاموں کا رکھنا حرام اور ائمہ + معصومین اور خلفاء راشدین کے افعال کو غلط ٹہراتے ہیں الغرض اپنے خیالات کے مخالف امور مندرجہ تہذیب الاخلاق کو پائے ہنستے ہیں اور رکانتے رائے مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس اُنی و مولوی مہدی علی خاں صاحب پر ٹوٹے اُڑاتے ہیں المستصر۔ اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے کتنی یہ بڑی سمجھہ ہی اچھا سمجھے * افسوس یہ نہیں خیال کرتے کہ در حقیقت یہ صاحبین موصوفین جو دماغ سوزی کرتے ہیں اور عقرو اپنی ارقاوت عزیز کے زر کثیر بھی ضایع کر رہے ہیں اُس کا نتیجہ کیا ہی حاشا ان سب تمہیدات سے اُنکا وہ مقصد نہیں ہی جو ہمارے بھائی چند سمجھے ہوئے ہیں اسی پرادران اسلام یقین جانو کہ اُن اہل اسلام کو جو اُس قوم سے کہ جسکو دعویٰ تہذیب و شایستگی ہی ملے جاتے ہیں غریب معلوم ہی اور اُنہیں کا دل جانتا ہی کہ ان دنوں کیا کیا طعن و تشنیع اُن کو اپنے دین اسلام کی بابت سننے پڑتے ہیں اور اُن افعال کی بدولت جو کچھ جہالت اور کچھ سفاکت اور کچھ تعصب و بدعت سے مسلمانوں میں رائج ہو گئے ہیں وہ قوم نہ جو مدعی تہذیب شایستگی ہی اُن امور رائجہ کو اصول شریعت میں داخل کر کے اسلام کے غریب صورت چہرہ پر پوائی کا داغ لگا رہی ہی اور اُنہیں

+ نعرۃ ہللہ واقمان تہذیب الاخلاق ائمہ معصومین علیہم السلام اور خلفائی راشدین کے افعال کو غلط نہیں ٹہراتے بلکہ اُن کے نزدیک اُن افعال کا ائمہ ہدی اور خلفائے مصطفیٰ سے سرزد ہونا ثابت ہی نہیں ہی اُن کو یقین ہی کہ ائمہ معصومین نے کسی صورت پر بطور ملک یمین تصرف نہیں کیا بلکہ جب سے نکاح فرمایا ہی ۱۲۔۔۔ مہتمم

شکل دوم
نظام عالم مطابق مشاهده بذریعہ دوربین



یہاں کی حلال جانکر کھائیں تو کہ کھانے والوں کے دشمن ہو جائیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ جو لوثی و غلام کا رکھنا اچھا جانتے ہوں اُن کے بدخواہ بنیں وہ ایسے نہیں ہیں کہ وہابی ہو کر اُن لوگوں سے جو وہابیوں کو اچھا نہیں سمجھتے عداوت کرنے لگیں وہ ایسے اہل سنت نہیں ہیں کہ معاذ اللہ شیعوں کو واجب القتل جانتیں اور اُن سے مجالست و مواصلت و مکالمات میں اکراہ کریں بلکہ اُن کو خلاف اس کے عام معاملات میں جہاں تک اخلاق و تہذیب کی درستی میں خود متوجہ ہو گئے اپنا معین و مدد پاؤ گے اور ایک نہایت قوی اعانتہ اُن سے تمکو ملیگی جبکہ یہاں تک تمکو آگاہی ہو چکی اور یہ سمجھ چکے کہ مخالف و معاند میں سراسر زیان ہی اور مخالفت ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سا کچھ نقصان آچکا ہے تو اب تم اپنی ہمت اور ضد چھوڑ کے اس پرچہ کے مؤید ہو اور معبر حاصل کرنے اور پرچہ کی اشاعت اور خریداری میں معین و موثق ہو اور خود سوچ سوچ کر جن امور کو دین و تہذیب سے علاقہ اور رسم و رواج پر مبنی پاؤ اور اُن کو مخالف تہذیب و ہاپستکی دیکھو اُس کی درستی میں متوجہ ہو اور حتی الوسع تہذیب و ہاپستکی کو پھیلانے اور اپنے دین و اسلام کو جیسا کہ نروانی ہی کو دکھاؤ اگر تمکو یہ معلوم نہیں ہے کہ تمہارے مذہب اور اسلام میں کون سے ایسے امور ہیں کہ جن پر وہ قوم کہ جو تہذیب و ہاپستکی پر دم بھر رہی ہے اور تمہارے بعض ہموطنوں نے جنہو نے کسی وجہ سے یا جو تمہارے جی میں ہو اُسی سبب سے مذہب اسلام کو چھوڑ دیا ہے مخالف تہذیب و اخلاق کہتے ہیں تو اُسی کی بابت بشارکت مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر اُن امور غیر مہذب کے یکجا اور تنقیح کرنے کے لیئے خاص ایک مجلس مقرر کرو اُس میں اُن صاحبان عیسائی ولایت را اور ہندوستانیوں کو جو تہذیب و اخلاق کے دہویدار ہیں اور تعصب و غلو مذہبی میں گھرے ہوئے ہیں اور اپنے ہی پھودیروں کو ہریک کر اور اپنے علمائے ڈامی جو ہر مذہب اور رسد گرامی ذی رعب کو تکلیف دہ اور اُس مجلس کے ذریعہ سے بارہ و قدح ٹھنڈے دل سے پہلے گردن نیچھی کیئے ہوئے عیسائیوں اور پھودیروں کو اعتراض کرنے دو اور جو جو اعتراض وہ کریں اُن کو اس پرچہ میں چھپانے دو جب اعتراض تمام ہو جائیں تو سلسلہ وار جس جس ملک سے وہ متعلق ہوں یکجا کرائے اُس سب کو عربی اور انگریزی کردالو اور تب اُن پرچوں کو یورپ و امریکہ کے عمدہ اور مشہور عالموں اور حکیموں کے پاس بھیج دو اور اپنے ملک و دین کے علماء قاسمی و گرامی ترک عرب مصر ایران کی خدمات میں بھی ارسال کرو اور سب کو تکلیف ہو کہ پراہ مہربانی وہ اپنی اپنی رائے اُن اعتراضوں کی بابت لکھیں

دافروں کے مٹانے کے لیئے یہ پرچہ جاری ہوا ہے اور جن امور کو تم اپنے خیالات کے مخالف پاتے ہو یہ معجزی اُن دونوں صاحبوں کو لکھنے پڑتے ہیں اور مانا کہ اُن کی رائے ہمیشہ صائب نہیں اور جو امور کہ وہ کہیں بالکلہ لایق تسلیم کے نہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ اُن کی رائے یا مضمون کے سنتے ہی پڑانے لگو اور مضحکہ میں ڈال دو و چشم انصاف بند کر کے دیدہ تعصب کھول دو بلکہ اولاً بقدر و کامل اُن کے خیالات کے حسن و قبح کو جانچو اور اُس مضمون کو جو مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی نے اول پرچہ میں درج کیا ہے اُس سے مطابق کرو اور پھر جو چاہو کہو ہاں اگر تمکو اُس کی بابت کچھ کہنا ہے اور اُن کی رائے سے مخالفت کرنا منظور ہے تو تم میں سے جسکو تربیق اور اہل اسلام کی رعایت اور حمایت اور ہمدردی کا جوش ہو وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات کا ممبر ہو جاوے اور اپنے خاطر خواہ مضامین پرچہ مذکور کا انتظام کرے یہ بہتر ہے یا وہ بہتر کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کی مخالفت ہو کہ باندھو اور ادھر ادھر کے اُن صاحبوں میں کہ جنہیں چند روزہ ولولہ طرمداری رسوم دینی اور حوش تائید خیالات مذہبی ہے شریک ہو کر بیکار روپیہ ضایع کرو اور اپنی ذیرہ اینٹ کی مسجد الگ بنائو ذرا تم مسٹر ایڈورڈ ہنری پالمر صاحب بہادر کی سنجیدہ رائے کو جو اودہ اخبار مطبوعہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۸۶۵ء میں ۱۹۵۳ء ہی غرہ سے پڑھو اور بقول خود صاحب مرصوف کے یہ کہو کہ ایک کافر نے لکھا ہے ایسے ہی جھٹ پٹ خفا نہو جاؤ جیسے کہ مولوی مرصوفی کا نام سنتے ہی بیزار ہوجاتے ہو — وہاں تک تو پڑھو کہ دو دل یک ہود بدکنند کرہ را * پراگندگی آرد انبیرہ را * بعد اُس کے اُس نیک نہاد غیر خواہ اہل ہند کے شقیانہ اور بیخبرستانہ مشورہ کو دیکھو اور ترک معاندت و مخالفت لیما بن کر واسطے کہ مخالف ہی کی وجہ سے تمہارے دین میں بہت سے عجیب و غریب فرقہ ہو گئے ہیں اور تمہاری پھرت اور نزاع ہی کے سبب سے یعنی جو اقوال مختلفہ اور احکام مؤتلفہ تمہارے اسلام کے ہیں انہیں سے اسلام کے نروانی چھوڑے پر غیروں کو دہی لگائے کی گنجائش ملی اور ملتی جاتی ہے بتلاف اس کے جہاں تک تم لوگ دیکھو گے اور جانچو گے پرچہ تہذیب الاخلاق کے مطالب خالی تعصب و نفاق سے پڑ گئے اور شاید تم سب کو اس بات پر یقین ہوگا کہ مولوی سید احمد خاں صاحب بہادر کو جہاں تک خود اُن کو اپنی ذاتی غرض دنیا اور عقبی نہیں ہے اپنا غیر خواہ پاؤ گے اور چاہے تم مسلمانوں میں سے کسی فرقہ اور مذہب کے مفاد و مؤید و پابند ہو اپنے فرقہ و مذہب کا اُن کو دشمن نہ پاؤ گے وہ ایسے آدمی نہیں معلوم ہوتے کہ اگر وہ خود گردن سرزوی مرغی عیسائیوں کے

کہ جن مسلمانوں کی نسبت جانور و جاہل کا ازام لگایا جاتا ہے وہ کون ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں آیا ترکی و مصری و غیرہ کی بھی یہی کیفیت ہے یا صرف ہندوستان ہی کے رہنے والے اس بل میں مبتلا ہیں بعد تامل و غور کے معلوم ہوا کہ یہہ برائی صرف ہندوستان ہی کے حصہ میں آئی ہے دیکھو اُن لوگوں کو جو اب پھالت موجودہ موجودہ ہیں اور ہندوستان کے رسم و رواج کی پابندی کو مثلاً احکام شرعی فرض جانتے ہیں تحصیل علوم و نسب فنون کی طرف مطلق توجہ نہیں دے مسائل دینی سے واقف نہ احکام شرعی سے ماہور قطع نظر اس کے اس جہالت کی بدولت ہزاروں طرح کی خرابیوں اور لاہروں اُفتوں میں مبتلا ہوتے ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے مسلمانوں کو اُن الفاظ سے برا ماننا اور اُن مسلمانوں کو جو اُن کی تہذیب کرتے ہیں برا جاننا بیجا ہے بلکہ اُن کے مافی الضمیر اور دلی مقصد پر غور کرتا چاہیئے وہ حقیقت میں غیر خوارہ ہیں اُن بیچاروں کی ان الفاظ سے کچھہ اُڑ رہی غرض تھی اُن کو نہ مسلمانوں کے مذہب پر اعتراض نہ قراءد اسرائیلی و نورانی کی نسبت بھٹ اور اختلاف وہ اُس مذہب کو دل سے نہایت سچا اور اچھا جانتے ہیں اور جہانتک اُن سے ہو سکتا ہے اپنی سمجھ کے موافق اُس کی پیروی اور شایع کرنے میں کوشش کرتے ہیں معاذ اللہ اگر اُن کی نسبت ہم یہہ سمجھیں کہ مذہب یا قراءد مذہب کی نسبت اُن کو اعتراض یا انکار ہے تو ہم سب سے زیادہ اُن کو برا کہیں اور برا جانیں اور جس قدر ممکن ہو اس طعن کریں مسلمانوں کا سچا مذہب متل آنتاب کے چمکتا ہوا خدا نے بنایا ہے جس کی روشنی قیامت تک تمام عالم کو گھیرے دھیکہ اُس کے احکام قابل تبدیل و تغیر نہیں مگر قراءد معاشرت دنیوی اور اخلاق و عادات کی تبدیل و اصلاح سے کچھہ قراءد مذہبی کی تبدیل و تغیر لازم نہیں آتی اور اگر کوئی اُس کی یعنی قراءد مذہبی کی تغیر و تبدیل کا قایل ہو جاوے تو پھر اُس کے نافر و العاد میں کیا شک رہا نعرہ باللہ من وسوس الشیاطین ۔۔۔ بلکہ بیچارے نا۔۔۔ کی اصلی غرض یہہ ہے کہ مسلمان سستی و کاہلی کو چھوڑیں اور درجائے جہالت میں جو توجہ ہرئے ہیں اُس سے سو نکالیں بے علمی سے اُن کی حالت خراب ہے نہ کڑی نہ اُن کو اتا ہے نہ کوئی پیشہ سیکھتے ہیں جہالت سے عقبی تو یوں خراب ہوئی کہ رسوم نا مشروع اور بدعات کے پابند ہوئے اور دنیا یوں برباد گئی کہ لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہیں نہ عہدہ جلیلہ کے مستحق نہ حضوری حکام کے سزاوار اُن کے ارادے سست اور ہمتیں پست ہو گئی ہیں اگر خواب غفلت سے پیدا ہوں اصلاح معاش و معاہ فی طلبکار ہوں تحصیل علوم کا خیال رہے مد نظر کسپ کمال رہے تمام

نہ آیا موافق اخلاق تمام دنیا کے وہ اعتراض صحیح اور متضاد تہذیب و شایستگی ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو اُن کو تہذیب اسلام کی شریعت سے کیا تعلق ہے اور وہ ایسا تعلق ہے کہ جس کے ترک میں گناہ ہے یا نہیں جبکہ اس طرز سے جواب حکماء یورپ و علماء بلاد مختلفہ کے آلیں تب میجران مجلس اُن پر غور کریں اور جو امور علی الاتفاق منافی اخلاق ٹھہریں اور جن کے ترک میں گناہ نہ سمجھیں اُنہیں چھوڑ دیں اور ایسا چھوڑیں کہ پھر جو اہل اسلام میں سے اُس کے ارتکاب پر رغبت کرے اُس کو متضاد تہذیب سمجھکر معاشرت ترک کریں اور اس سامان کے مہیا ہونے میں جعفر تاخیر ہو نہ گھبراویں اور جب تک تصفیہ نہ ہو جاوے چپ نہ رہیں یہہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے کہ اس سے سارے اوصاف و ذمائم اخلاق کا لمس فی وسط اللہ سارے مسلمانوں پر ظاہر ہو جائینگے اور اُن کے رفع اور دمع کرنے کا ایسا ذریعہ ہاتھ آرہا کہ اُس سے بہتر کوئی نہوسکیگا *

رات۔۔۔

سید قلام حیدر

از مقام لکھنؤ پور تھری ملک اردہ

نمبر ۱۲۷

تہذیب

مجھے تعجب ہے کہ کسی زمانہ میں مسلمانوں کو کس لئے مذہب و شایستگی کہا جاتا تھا اور اب کس لئے بعض قوموں کے ہاں اُن کو ایسے القاب قائلیم یعنی جاہل جانور وحشی سے پکارا جاتا ہے یہہ بات غیر نرم ہے پر منحصر نہیں ہے بعض مسلمان بھی ایسے ہیں کہ وہ مسلمانوں کی نسبت یہہ القاب کہتے ہیں اگرچہ وہ کسی مصلحت یا درد برداری سے ہی کہوں نہیں اور اثر مسلمان ان الفاظ کو سنکر برا مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ جھوٹ اور اتہام ہے ہم ایسے نہیں ہیں جب اپنے بھائیوں کی نسبت یہہ صدا میرے کان میں پڑی مجھکو نہایت ملال ہوا اور کہا کہ یہہ تمہارے ہی مسلمان ہرگز ایسے نہیں ہیں لیکن جب اُس کا زیادہ فل مچا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس کو سوچو اور میزان عقل و انصاف میں توازن تمصب و ناانصافی کو دخل نہر آیا یہہ قول بالکل جھوٹ اور پھتان ہے یا کسی قدر اس میں سچ بھی ہے اور سچ ہی تو کس دلیل سے مدت تک میرے دل میں اس بات کی کاوش رہی اور طرح طرح کے خیالات گذرا کیئے جو خیالات آتے تھے اُن کو بدلائل و پراہین دنع کرتا رہا کوئی قری فیصل قرار نہ پاتا تھا ایک مرتبہ یہہ خیال آیا

یہی جو مینے اوپر بیان کیا البتہ اس قدر میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ طریقہ نصیحت کا برا ہی نہیں ہے زبان اور ملک گیری کی مسئلہ مشہور ہی میتھی باتوں سے غیر اپنے ہوجاتے ہیں اور سخت نکلی سے اپنے چہرہ جاتے ہیں اگر یہ کہا جارے کہ نصیحت کڑی معلوم ہوتی ہی تو اُس کا بھی یہ موقع نہیں ہی کڑی نصیحت کیسے ہی میتھی میتھی بیان سے کیجاویں کڑی معلوم ہوگی اس کے الفاظ ہی کڑے ہیں جو لوگ اسکی حقیقت کو اچھا جانتے ہیں وہ بھی ان الفاظ اور اس طریقہ کو پسند نہیں کرتے کھانے اور نکل لینے کی ایک حقیقت ہی مگر اظہار میں فرق ہی اگر کوئی ناصح طریق نصیحت سے فہمائش کرے بے شک اثر ہوگا مجھے اذیت ہے کہ اگر یہی طریقہ نصیحت ہی تو ساری محبت راہیں ہوجائیگی اگر یہ کہا جارے کہ الفاظ اور طریقہ نصیحت اور برقرار ناصح ندیکھو اصل مطلب کو خیال کر تو ایسے لوگ بہت کم ہیں جو ایسے ہیں حضرت انکو نصیحت کی کچھ حاجت نہیں ہی وہ خود تہذیب اور شایستگی کے خرامان ہیں اور جہاں تک ہو سکتا ہی ترقی اور رفقاء عام میں کوشش کر رہے ہیں یہ نصیحت تو عام لوگوں کے واسطے ہی اور جب تک اُنکے دل خیال ناصح کی طرف سے درست اور ٹھیک نہرتے اُس کی بات کہ اُن کے دل میں بیٹھتی یہ سب کچھ سمجھ کر جو لوگ محبت اور عشق میں قریب ہوئے ہیں اُنکو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کیا ہماری زبان سے نکلتا ہی اس طرح اُن یوہادوں ناصحین مسلمانوں کا حال ہی کہ وہ بھی مسلمانوں کی ایسی ترقی کے خواہاں ہیں اور اُن کی خیر خواہی کے جوش کے دریا میں قریب ہوئے ہیں انکو کچھ اصل خبر نہیں ہی کہ کیا ہمارا مطلب ہی اور ہم کیا کہتے ہیں جب کوئی غیر قوم مسلمانوں کی نسبت کوئی کلمہ حقارت کا کہتی ہی یا جب مسلمانوں کو وہ تنزل کی حالت میں دیکھتی ہی تو اُن کا دل کباب کی طرح ہون جاتا ہی اور وہ خود مسئلہ ماہی بے آب بیچتاب کھاتے ہیں اور جو اُنکے دل میں آتا ہی سناتے ہیں ایسے خیر خواہوں کے الفاظ کو دیکھنا اور اعتراض کرنا اور اُس کے دلی شوق و خواہی کو چھوڑنا بالکل خلاف انصاف اور جادہ راستی و عدل سے منحرف ہوتا ہی *

واقف

مصدق یوسف

وکیل عدالت دیوانی ملیکندہ

معلوم پڑھیں جمیع ذہن سیکھیں نئی نئی تکیں ایجاد کریں نئے نئے آلات بنادیں ہر کام میں عقل دروازوں کو مقبول اہل جہاں ہوجائیں ہر محکمہ میں اعلیٰ اعلیٰ عہدے پادریں تحصین و آفرین کے سوار ہوں غیر قوموں کے دلوں میں جگہ پائیں شایستہ اور معذب پہلیں خدا نے عقل کو اس واسطے بنایا ہی کہ اس سے کام لیا جارے اگلے مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا وہ بھی ہمارے واسطے نمونہ ہی مسلمانوں کے ہاں سوائے علم دین کے جو اب مروج ہو رہے ہیں اور جس کی نسبت ہم یہ کہیں تو بجا ہی کہ پورانی لکیر پیٹتے ہیں وہ اُن کے مذہبی علم نہیں بلکہ وہ غیر زبان سے اُن کو حاصل ہوئے ہیں نہایت مشکل اور بڑی محنتوں اور جان مشائیوں سے اُن کو ملے حالانکہ وہ غیر زبان میں تھے اول اُس زبان کو سیکھا پھر اُن کی کیفیت و ماہیت سے واقف ہوئے بعد اس کے اُس کا ترجمہ اپنی زبان عربی میں کرایا اور اپنے بھائی مسلمانوں کو سکھایا کون سا دن تھا کہ مسلمان نہیں جانتے تھے کون سا علم تھا کہ مسلمان نہیں پڑھتے تھے اب جو قومیں مسلمانوں کو وحشی اور جانور پتاتی ہیں اُنہوں نے بھی تو مسلمانوں سے ہی سیکھا ہی لیکن اس میری تفریز کے سننے والے مجھے سے یوں فرماتے ہیں کہ جو مسلمان جاہل وحشی کہنے والے ہیں اور جس کی تاویل مطلب اس طرح ہمارے سامنے کی گئی اس کا یہ مطلب یہ طرز بیان نہیں ہی وہ نہایت سخت اور درشت الفاظ کہتے ہیں اور تہذیب اور شایستگی سے یہ فرض اُن کی نہیں جو اس وقت ہمارے درپہر بیان کی گئی اور یہ ایسا مطلب ہی کہ ہم اُس کو دل سے اچھا جانتے ہیں اور اُسکو ہمارے دل نے مان لیا اور ہم نے سچ جان لیا ہے کہ یہ سچ ہی ایسی تہذیب اور شایستگی ہم کو حاصل کرنی چاہیئے بر خلاف اس قدر و تاویل کے اُن کا مطلب یہ ہی کہ جس طرح بعض قوم جن کو وہ مہذب کہتے ہیں آزاد ہیں ہم بھی ایسی ہی آزادی حاصل کریں جس طرح وہ کہاتے ہیں ہم بھی اُسی طرح کہائیں جو اُس کا لباس ہی ہم بھی رہی لباس اختیار کریں جس طرح وہ پابند مذہب نہیں ہیں ہم بھی نہ ہیں بلکہ تمام معاملات میں اُنہوں نے اپنی عقل و آرام کو دخل دیا ہی ہم بھی دخل دیں جو بات دین کی ہماری سمجھ میں نہ آوے تو اس تاویل سے کہ باعاط امتداد و تغیر زمانہ کے اب قابل عمل نہیں ہی عمل نہ کریں اگر اسی کا نام شایستگی و تہذیب اور روشن ضمیری ہی تو ہم درگزرے ہمارا سلام ہی ہم کو جاہل و جانور وحشی رہنا قبول خدا تعالیٰ خسروالدینا والا خیرہ نہ کرے مگر میرا یہ جواب کافی ہوتا ہی یہ آپ کے خیالات ہیں اُن ناصحین کا دلی مطلب ان الفاظ سے یہ نہیں ہی بلکہ وہی

نمبر ۱۲۸

ہر وقت کی مصلحت

ہر زمانہ کی ضرورت اور ہر وقت کی مصلحت کا لحاظ ایک ایسی چیز ہے جس سے کوئی مسئلہ کسی شریعت کا یا کوئی حکم کسی ملک کا خالی نہیں ہو سکتا اور اُس کی پابندی بغیر کسی شخص کو کوئی چارہ نہیں رہتا مگر جس طرح اس چیز کی ضرورت عام ہے اور جیسی وہ ناگزیر ہے اُس طرح خدا تعالیٰ نے اُس کا علم عام نہیں کیا (جسمیں ایک بڑی باریک مصلحت ہے) بلکہ اُس کے علم کو صرف خاص ہی خاص طبائع کے تفویض کیا ہے اور جو مصلحتیں اُس میں مستور ہیں وہ خاص ہی لوگوں کو بتائی ہیں جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب اس بات سے کسی کو تعجب نہ رہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں جب کبھی دوراندیش اور خاص لوگ کسی ضروری انتظام یا مناسب تہذیب کو پیش کرتے ہیں تو مرام الناس کیوں اُس کی مخالفت پر کمزور ہوتا ہے کہ مستند ہو جاتے ہیں اور کیوں اُس کے ذمہ اس بات کی تہمت لگانے لگتے ہیں کہ یہ شخص ایسی باتوں کو ایجاد کرتا ہے جو کبھی نہیں ہوتیں بلکہ شریعت کے خلاف ہیں حالانکہ یہ ایک ایسی مشکل بات ہے جس کو عام آدمیوں کی سمجھ نہ ہو سکتی اور نہ ایسے لوگوں کا یہ قول صحیح ہے کہ وہ شریعت کے خلاف ہی کیونکہ شریعت کے خلاف ثابت کرنا تو کسی ایسے ہی شخص کا کام ہو سکتا ہے جو اسرار دین پر شریعت کے ہی مضبوط طریقہ سے آگاہ ہو گیا ہو اور جس نے احکام شریعت کے مصالح کے خلاف ہونا یہمہ وجہ ڈھونڈ کر لیا ہو اور جب تک یہ بات کسی کو میسر نہ ہو اس وقت تک کہہ سکتا ہے اسباب میں ہرگز کارآمد نہیں ہو سکتا کہ زمانہ کی مصلحت اور وقت کی ضرورت کوئی چیز نہیں ہے خصوصاً اس حال میں جبکہ کسی شریعت نے جابجا ضرورت وقت کی خود بھی پڑی پرواہ کی ہو اور اپنے احکام کو ہمیشہ اُسکا تابع رکھا ہو پس یہی کیفیت فی زمانہ اُن تمام مسلمانوں کی ہے جو ایک ہندوستان کے گھیرے میں پائے ہوئے ہیں اور جنکو نہ اپنے شریعت پر کامل اطلاع ہے نہ ضرورت اور مصلحت وقت کی خبر ہے صرف وہ ایک بات جانتے ہیں کہ جب کوئی بات اُن کے قدیمی عادت اور اُن کی محدود معلومات کے خلاف معلوم ہو اسکو وہ دین میں ایجاب کہہ دیتے ہیں اور ایسے در اندیش کو جو ضرورت وقت پر نظر کرے دھریہ بتاتے ہیں حالانکہ جو شخص اسرار شریعت خراے اسلامیہ سے واقف ہیں بلکہ اسرار بھی نہیں بعض بعض احکام خاصہ سے بھی آگاہ ہیں وہ اسباب کو خوب سمجھتے ہوئے کہ خلاف شریعت اسلامیہ بلکہ خود

وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت وقت کی کسی کچھہ مراعات فرمائی ہے ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ دُرس والے دشمن سے بچنے کے لیے لڑائی کے وقت اپنے شہروں کے گرد خندقیں کھود لیتے ہیں تو آنحضرت نے اِس تدبیر کو ضرورت وقت کے مناسب دیکھ کر یوم خندق میں خود خندق کھدوائی اور ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ وسلم نے حضرت عاصم ابن ثابت سے فرمایا کہ میں قاتل علیقاتل کیا یقاتل الخ پس لفظ (کما) سے جو تائید ہماری اِس رائے کی ہوتی ہے وہ کسی ہفتہ ہی علاوہ اس کے خلافت کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد سے لشکر کشی کے وقت صاف یہ فرمایا تھا یا خالد علیک ہنفوی اللہ والوقت یمن معک الی ان قال و العرف عند اهل الیماۃ فان دخلت بلاد ہم ما لکن العفر فم اذا لقیہم اقم لقاتلہم بالسلاح الذی یقاتلہ ذک الخ پس اب انصاف کرنا چاہیئے کہ جب ہماری شریعت نے ضرورت وقت اور مصلحت کی اس قدر مراعات کی ہو تو ہمکو یہ کب زیبا ہے کہ ہم اپنی نادانی سے اُس ضرورت کو نہ سمجھیں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان سب امور کو جو آنحضرت نے یا صحابہ کرام نے ضرورت کے موافق کیا احکام دین کی تغیر میں کچھہ دخل نہیں ہے بلکہ ضرورت دنیوی کے تغیر سے علاقہ ہی تو اول تو ہم یہ بات تسلیم نہ کریں گے اور اگر فرضاً تسلیم بھی کریں تو کچھہ ہماری عقل مطلب نہیں ہے کیونکہ ہمارا بھی اصلی مدعا یہی ہے کہ جس دنیوی تہذیب اور ضرورت کو ہماری شریعت نے ہر زمانہ میں ضرورت کے موافق تصویز کیا ہو اُسکو تم بھی جائز سمجھو اور اسباب میں ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بلا شبہ تغیرات دین کو برا جانتے رہو مگر یہ بات سمجھنا کہ کس بات میں کچھہ تغیر دین کا ہے کس میں نہیں ہے یہاں ہی مشکل اور ایک بڑے بے نظیر عالم کا کام ہے کہ ایسے لوگوں کا کام نہیں ہے جو صرف نزاع لفظی کو اپنی کامیابی اور واقفیت کا نشان سمجھتے ہیں اور جو سراسر اپنے پاس سقن کے غلم بنے رہتے ہیں ہم انکو اسباب کا یقین دلاتے ہیں کہ جب تک وہ ضرورت وقت کے موافق عمل کو آمد نہ کریں گے اسوقت تک نہ انکی عزت ہوگی نہ انکے دین کی عظمت رہیگی بلکہ جو رہی سہی حرمت پاتی ہے اس میں بھی تزلزل آجاریگا پس اگر انکو اپنے دین کی کچھہ مصلحت ہے اور اپنی شریعت کے نام کا پاس ہے تو وہ ایسے وقت میں ضرورت وقت کو ایک بڑی زبردستی بات سمجھیں اور جو ذلیل حالت اور

راقم
عبداللہ

بمقام علیگڈہ — مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد دوم [۱۵ ذی الحجۃ سنہ ۱۲۸۹ ہجری سنہ ۱۳۰۳ نبوی] نمبر ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون نمبر ۲۰۱

روایت تلک الخرائیق العلی

یہ روایت منقول ہے ابن جریر مفسر اور قتادہ اور مقاتل اور زہری اور کلبی سے اور منجمہ ان روایتوں کے ایک حدیث مرفوع ہے جو سعید ابن جبیر نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے اور ہاشمی روایت کاہی کی ہے صالح سے اور روایت ابن شہاب کی ابو بکر بن عبد الرحمن سے غیر مرفوع ہیں اور جس طرح پر یہ قصہ بیان کیا جاتا ہے اُس کا حامل یہ ہے کہ ایک مرتبہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کافران قریش کے سامنے سورۃ والنجم پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے کہ انرا یتم انلات والعزی و منات الثالثة الاخری تو آپ نے یہ پڑھا کہ تلک الخرائیق العلی و ان طغمتها لتوتجی یہ سنکر کافران قریش خوش ہوئے اور سمجھے کہ پیغمبر خدا بھی ان باتوں کی شفا کے قائل ہو گئے اور بعد ختم ہونے سورۃ کے جب آنحضرت نے سجدہ کیا تو کافران مکہ بھی سجدہ میں شریک ہوئے *

یہ قصہ اور یہ روایت بعض نے اصل اور غلط اور یہ حدیث بالکل مرفوع ہے اور جنہوں نے اسے نقل کیا ہے اُن کو دھوکہ ہو گیا اور بطلان اس کا قائل و قائل و امتقاداً ثابت ہے *

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع تہذیب الاخلاق

جس قدر روپیہ ہابت اس پرچہ کے بطور چندہ خیرہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہ ہوگا بلکہ اس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاوے گا *

مسلمانوں میں سے جو شخص ساٹھ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا * یہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضای مضامین ہوگا چھپا کر دیا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھ تعلق نہ ہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار اٹھ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا * ممبروں کو ہر قیمت یہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کے تقسیم کا بھی ہر قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

روایت تلک الغرائق العلی

۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری
سنہ ۱۳۰۲ قمری

کیا ہی کہ اسے ہم تفسیر کے مفسرین میں بشری ثابت کرچکے ہیں *

اعتقاداً غلطی اس روایت کی اس طرح ثابت ہے کہ ہم مسلمان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے معتقد ہیں اور اگر میناً باللہ یہ روایت تسلیم کی جائے تو عصمت کا اعتقاد باقی نہیں رہتا پس قتادہ اور مقاتل نے جو روایت کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر خدا وقت پڑھنے اس سورۃ کے اونگھ گئے اور اس حالت میں یہ کلمے بتوں کی تعریف میں زبان مبارک سے نکل گئے پس اگر یہ روایت مانی جائے اور وقت قرأت قرآن کے پیغمبر خدا پر خراب کا طاری ہونا اور اس حالت میں بتوں کی تعریف کے کلمات زبان پر لے آنا تسلیم کیا جائے تو یہ شیعہ پیغمبر خدا کی نبوت اور عصمت سے انکار کرنا پڑے و نعرۃ باللہ من ہذا لغرات *

اور کلبی نے یہ کہا کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثتہ فقال ذلک الشیطان علی لسانہ کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ کہہ دینے پر ایک ایسی بات ہے کہ قطع نظر مسلمان کے کوئی دانشمند کانٹا بھی نہ مانے گا اور ہم تو کلبی کی صداقت اور ثقافت کے سبب سے جسکا ثبوت اکثر روایتوں سے ہو چکا ہے ایک جو کے برابر بھی انکی باتوں کو نہیں سمجھتے *

اس سے بڑھکر موسیٰ بن عقبہ نے اپنے ثنادی میں یوں تحقیق کی دہ دی ہے کہ ان المسلمین لم یسمعوہا وانما اصاب الشیطان ذلک فی اسماع المشرکین و قلوبہم کہ مسلمانوں نے یہ کلمہ نہیں سنا بلکہ شیطان نے صرف مشرکین کے کانوں اور آنکھوں میں یہ بات ڈال دی اس روایت کو وہی لوگ مانیں جو شیطان کو ایسا قادر جانتے ہوں اور ایسی باتوں کو مانتے ہوں اس زمانہ میں تو ایک نادان بچہ بھی سوائے ہنسٹے کے ایسی روایتوں پر کچھ توجہ نہ کریگا *

پھر مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصہ کو یوں روایت فرمایا ہے کہ وہ لفظ جو آنحضرت کی زبان سے نکلے وہ الغرائق العلی تھے اور پڑے پڑے مفسرین نے اسکی یہ توجیہ کی ہے کہ لا یبعد ان ہذا کان قرآنًا والمراد بالغرائق العلی و ان شفاعتہن لترتجی الملائکۃ کہ ان لفظوں کا قرآن سے ہونا کچھ بعید نہیں اور مراد ان سے ملائکہ ہیں ورحمۃ الشفاعة من الملائکۃ صحیح اور انکی شفاعت صحیح ہے پھر بعد اس تاویل کے یہ فرمایا ہے کہ اب یہ لفظ جو قرآن میں نہیں ہے اسکا سبب یہ ہے کہ کلمات منسوخ التلاوة میں داخل ہو گئے

+ میں اس مقام پر اس سے زیادہ بھٹ نہیں کرتا اس لیے کہ میرے نزدیک منسوخ التلاوة کوئی چیز نہیں ہے اور اس بھٹ کو میں نہایت تفصیل سے علحدہ لکھوٹا ۔

مقلد بطلان اس کا ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بتوں کی ہوائیاں اور ان کی عبادت کرنے اور شفاعت پر اعتقاد رکھنے کو فخر و شرف فرماتے رہے اور ابتدا ہی سے آخر تک اس وقت پر ثابت قدم رہے نفاق مکہ نے اسی وجہ سے طرح طرح کی تکلیف دی تو کیرنکر قیاس میں اسکا ہی کہ آنحضرت کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہو ۔ مردرد یا نادان یا احمق ہی جو اس پر یقین کرے کبریت کلمۃ تفرج من افرامہم ان یقرولوا الاذیبا *

پھر یہ کلمات ایسے بے ربط و بے ضبط ہیں کہ اول کو آخر سے کچھ نسبت نہیں اور پیغمبر خدا کی شفاعت و بلاغہ مسلم تھی تو کیرنکر خیال میں آسکے کہ ایک فقرہ پیچ میں ایسے کلم کے حضرت نے فرمایا ہو جس کو کچھ بھی مقام اور موقع سے مناسبت نہ ہو *

تقلد اس کی موضوعیت ظاہر ہے نہ طرح سے اول نفس روایت میں اس درجہ اختلاف ہے کہ وہ اختلاف ہی اس کی موضوعیت پر شاہد ہے کوئی کہتا ہے کہ آنحضرت نے ان شفاعتہا لرتجی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ لرتجی ارشاد کیا کوئی کہتا ہے کہ الغرائق العلی تلک الشفاعة لرتجی فرمایا کوئی کہتا ہے کہ انہما الغرائق العلی زبان مبارک سے نکلا پھر کوئی نادان کہتا ہے کہ شیطان نے آنحضرت کی زبان سے یہ لفظ پڑا دینے کوئی کہتا ہے کہ شیطان نے لوگوں کے کانوں میں آواز ایسی کہنی کہ انہوں نے جانا کہ حضرت فرماتے ہیں اور حضرت کو خبر نہ ہوئی جب تک کہ جبرئیل امین آئے اور انہوں نے اس واقعہ کی خبر دی *

دوسرے اس روایت کا سلسلہ منقطع ہے اور درازہ مشتبہ اور جھوٹے ہیں کلبی ایک جھوٹا ساری دنیا کا ہی گروہ مفسر ہو اور گو چند جہل نے اس کی تفسیر کو عمدۃ تفاسیر سمجھا ہو مگر متحققین نے اس کو کذاب اور ضعیف لکھا ہے جیسا کہ ابوبکر بن باز نے

کہا ہے کہ اما حدیث الکلبی فما لا یجوز الروایۃ عنہ بقرة ضحہ و کذبہ اور باقی روایتوں کے سلسلے منقطع ہیں کوئی متصل نہیں اور وہ حدیث جس میں روایت شیعہ سے ہے وہ معنعن ہے کیمازی شیعہ من ابی بصیر من سعید بن جبیر من ابن عباس اور اس کی نسبت قاضی میاض نے لکھا ہے کہ ولم یسنده من شیعۃ الا امیۃ بن خالد وغیرہ یرواہ من سعید بن جبیر اور یہ واقعہ عبداللہ بن عباس کی پیدائش یا ہوش سے پہلے کا ہے اور انہوں نے رادی کا نام نہیں بتایا مگر حقیقت میں یہ تہمت ہے عبداللہ بن عباس پر اور یہ امر تحقیقات سے ظاہر ہے کہ سلسلے روایت عبداللہ بن عباس کے اکثر جھوٹے اور غلط اور موضوع ہیں کیونکہ لوگوں نے ان پر بھٹ سی تہمتیں کی ہیں اور اکثر تفسیروں کی غلط روایتوں کو ان سے منسوب

اجلاس شروع ہوا اور روڈاں اجلاس منعقدہ آٹھویں نومبر سنہ ۱۸۷۲ع نمبر ۹ جو بدستف سکرٹری مرتب اور کتاب روڈاں میں مندرج تھی ملاحظہ ہوئی *

جر راء کہ نسبت مقام مدرسۃ العلوم کے ممبران کھیتی سے ملاب ہوئی تھی اُس کے کاغذات پیش ہوئے جنکی کیفیت حسب تفصیل ذیل ہی *

پچیس ممبروں نے اس سے پہلے اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مدرسۃ العلوم علیگتہ میں قائم کیا جارے اُن کے مقررہ مصلہ ذیل ممبروں نے بھی اُسی جگہ کو پسند کیا ہی *

۲۶ مولوی اشرف حسین خاں صاحب *

۲۷ سید میر بادشاہ صاحب *

۲۸ حافظ محمد نظام الدین صاحب *

۲۹ مولوی محمد امانت اللہ صاحب *

۳۰ مولوی فضل احمد خاں صاحب *

۳۱ حضرت مولوی امداد علی صاحب *

۳۲ ثواب محمد احمد اللہ خاں صاحب *

۳۳ منشی محمد ذکاء اللہ صاحب *

۳۴ حکیم محمد حکمت اللہ صاحب *

۳۵ مولوی محمد حامد حسن خاں صاحب *

۳۶ سید محمد احمد خاں صاحب *

۳۷ شیخ محمد فیاض علی صاحب *

۳۸ میر سید ثواب علی صاحب *

۳۹ مولوی محمد فتاح رسول صاحب *

۴۰ شیخ خیر الدین احمد صاحب *

۴۱ مولوی سید فرید الدین احمد صاحب *

۴۲ منشی محمد اکرام صاحب *

۴۳ مولوی نجم الدین صاحب *

۴۴ شیخ محمد جاں صاحب *

۴۵ ثواب محمد فیض علی خاں بہادر سی ایس آئی *

۴۶ منشی محمد صدیق صاحب *

۴۷ جناب مولوی محمد عثمان خاں بہادر نے اگرچہ کوئی صاف

راء نہیں دی مگر علیگتہ کے پسندیدہ ہونے کو تسلیم کیا ہی *

ممبران مصلہ نے اختلاف رائے کیا

۱ مولوی محمد حیدر حسین صاحب نے الہ آباد تجویز کیا *

۲ میر سید ظہور حسین صاحب نے مراد آباد تجویز کیا *

مصلہ ذیل ممبروں پاس سے جواب نہیں آیا

۱ محمد عبد الشکور خاں صاحب *

۲ مولوی عبد الاحد صاحب *

۳ منشی محمد الہی بخش صاحب *

ہم انکے قاضی میاض بایں نصیحت فرماتے ہیں کہ رفع ہمارے تک

الفلتین اللتین وجد الشیطان ہما سبیلہ للالیاس کما تمنح کثیر من اقتران

رفع ہمارے تک فی انزال اللہ تعالیٰ لذلک حکمتہ و فی تسخیر حکمتہ

یصل بہ من یشاء و یدہی من یشاء و ما یصل بہ الالفاسقین جو شخص

را بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کے رقبہ اور عزت اور مرتبہ

ور منزلت سے واقف ہوگا وہ کبھی ایسی باتوں کو نہ مانیک نہ وہ

ہی تاویل کرے گا مگر ہمارے بعض عالموں کو راویوں کی مصمت

نے خیال نے اس بل میں ڈالا کہ اُنہوں نے ہر اس حسن ظن ہر شخص

ی روایت کو حتی الوسع تسلیم کیا اور ذلیلوں کو معصوم جانا اور جہاں

ک ہو سکا اُنکی مصمت کو بچایا مگر انسوس کہ اُنہوں نے پیغمبر خدا

ی مصمت کا ذرا بھی لحاظ نہ فرمایا اور قرآن اور ہدیر کے معفوظ

ہنے سے روایتوں کی مصمت کو مقدم سمجھا ورنہ ایسی بوج پیروہ

راہیں جسے کوئی غیر مذہب کا دانشمند آدمی بھی نہ مانیکا ہماری

ناہوں میں درج نہوتیں اور ہمارے یہاں کے حضرات علما ایسی باتوں

پ تاویلات رکیکہ کرتے ہیں اپنی عمو عزیز کا حصہ ضایع نہ کرتے *

راقہ

مہدی علی مدافعتہ

نمبر ۲۰۲

روڈاں

اجلاس ممبران مجلس خزنة البضاعة لتأسيس

مدرسۃ العلوم للمسلمین

منعقدہ دسویں فروری سنہ ۱۸۷۳ع

نمبر ۱۰

صدر انجمن

ثواب محمد حسن خاں بہادر *

ممبران موجودہ

مرزا محمد رحمت اللہ بیگ صاحب *

مولوی اشرف حسین خان صاحب *

مولوی محمد عارف صاحب *

منشی سید علی حسن صاحب *

شیخ غلام علی صاحب *

سید محمد حامد صاحب *

سید محمد محمود صاحب *

سکرٹری

سید احمد خاں بہادر سی ایس آئی *

وہ تجویز میں مرتب کی ہی اور کمیٹی کے سامنے اس امید سے پیش کرتا ہوں کہ اگر اور ممبر بھی اُسکو پسند کریں تو اُس تجویز کے موافق عمل کیا جاوے *

اِس تجویز میں میں نے مدرسوں کو دو حصوں پر منقسم کر دیا ہے ایک صیفہ اسکول کا ہے جسکا نام مدرسہ رکھا ہے اور ایک صیفہ کالج کا ہے جسکا نام مدرسۃ العلوم رکھا ہے اور یہ دونوں صیفے ملحدہ ملحدہ قائم کیئے ہیں اور قبل قائم ہوئے مدرسۃ العلوم کے آؤر مدرسوں کا جو اُس کے تحت میں ہوئے قائم ہوتا ممکن ہے ہی پس اگر ممبران کمیٹی اِس تجویز کو پسند کریں تو میں یہ بھی تحریک کرتا ہوں کہ یہاں جلد مدرسہ مقام معجزہ میں قائم کیا جاوے اور جبکہ روپیہ کافی جمع ہو جاوے اُسوقت مدرسۃ العلوم بھی قائم ہو جائیگا *

میری تجویز میں جو میں نے پیش کی ہے اُس میں میں نے یہ بھی خواہش کی ہے کہ اِس کمیٹی کا نام بجائے کمیٹی مدرسۃ العلوم کے کمیٹی دارالعلوم رکھا جاوے اور میں تحریک کرتا ہوں کہ اِس تہذیب سے تبدیل نام کے لیئے بھی اور ممبروں سے رائے طلب کی جائے *

بعد اس کے سید محمد محمود صاحب نے اپنی تجویز پیش کی جو روٹنڈاں کے اخیر میں مندرج ہے اُس کے سننے کے بعد ممبران موجودہ نے اُس کو پسند کیا اور صدر انجمن نے اِس بات کی تحریک کی کہ امور مذکورہ بالا کی نسبت ممبروں سے رائے طلب ہو اور یہ تجویز چھاپہ ہو کر جملہ ممبروں کے پاس اور نیز جن اخبار نویسوں کے پاس مناسب ہو اُن کے پاس بھی بھیجی جائے اور جو کہ گورنمنٹ شمالی مغربی اضلاع اور نیز گورنمنٹ ہندوستان نے بذریعہ اپنی چٹھیات کے اِس مدرسہ کے لیئے گرینٹ اُن ایتہ مرحمت کرنے کا وعدہ کیا ہے اِس لیئے چند کاپیاں اُن دونوں گورنمنٹوں میں بھیجی جائیں اِس امید سے کہ گورنمنٹ بھی یہ تجویز پسند فرمائیگی اور اگر اِس تدبیر کے موافق کالج یا اسکول قائم ہو تو اُس کو گرینٹ اُن ایتہ سے مدد دیگی *

مولوی محمد عارف صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے شکریہ صدر انجمن کا ادا کیا گیا اور مجلس پر خاست ہوئی *

دستخط

سید احمد خان بہادر سی ایس آئی سکریٹری

صدر انجمن نے فرمایا کہ ہر گاہ ہمارے ممبروں میں سے سینتالیس ممبروں نے علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہونے پر اتفاق رائے کیا تو اب اِس بات کا تصفیہ قطعی ہو گیا کہ علیگڑہ میں مدرسۃ العلوم قائم ہوگا اور اِس بات کی تحریک کی کہ سکریٹری کو اجازت دی جاوے کہ علیگڑہ میں خواہ اُس کے قرب و جوار کے اضلاع میں مدرسۃ العلوم کے لیئے جائداد خرید کریں *

مرزا رحمہ اللہ بیگ صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق منظور ہوئی *

بعد اس کے سکریٹری نے کہا کہ دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی میں زر جائداد سے صرف گورنمنٹ پرامیسی ٹرسٹ یا روزینہ ہاے درامی جنکا ذکر ایکٹ ۲۳ سنہ ۱۸۷۱ ع میں ہے یا بینک آف بنگال کے حصہ یا اراضی معافی درامی کے خریدنے کی اجازت ہے مگر سوائے پرامیسی ٹرسٹ کے جسکو ہم خود اِس وجہ سے کہ اُس سے منافع بہت قلیل حاصل ہوتا ہے خریدنا نہیں چاہتے اور کسی قسم کی جائداد اقسام جائداد مذکورہ بالا میں سے دستیاب نہیں ہوتی یا قدرے قلیل ہے گراں قیمت پر ملتی ہے *

تمام تجویز کار آدمیوں کی یہ رائے ہے کہ دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے میں بھی کچھ نقصان و ہرج متعرج نہیں ہے پس میں تحریک کرتا ہوں کہ دفعہ مذکورہ ترمیم ہو اور دیہات زمینداری مالگداری کے خریدنے کی بھی اجازت دی جاوے *

مولوی اشرف حسین خاں صاحب نے اِس تحریک کی تائید کی اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ واسطے ترمیم دفعہ مذکورہ کے جملہ ممبران کمیٹی سے حسب منشاء دفعہ ۲۰ قواعد کمیٹی کے رائے طلب کی جاوے *

سید محمد محمود صاحب نے کمیٹی سے مخاطب ہو کر یہ کہا کہ جب میں ولایت میں تھا اور اِس کمیٹی کے اِس ارادہ کا حال سنا کہ بعد تصفیقات اسباب موانع ترقی تعلیم مسلمانان یہ تھا کہ اِس مدرسہ خاص مسلمانوں کے لیئے بنایا جاوے جس میں تعلیم مسلمانوں کے حال کے مناسب ہو اور نیز اِس بات کی اطلاع پا کر کہ کمیٹی نے مجھکو حشرق ممبری سے مشرف کیا ہے میں نے اِس بات پر توجہ کی کہ ولایت کے اسکولوں اور کالجوں اور پرنسپلرشیوں کے انتظام اور طریقہ تعلیم کو دیکھوں اور ایک تدبیر جو کہ میری رائے میں ہماری قوم کے حالات کے مناسب ہو بصلاح و مشورہ ولایت کے نامی و قابل احباب کے اِس مدرسۃ العلوم کے لیئے طیار کر کے کمیٹی میں پیش کروں چنانچہ

بمقام علیگڑہ — مطبع علیگڑہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ

محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے شایع ہوا

A SCHEME

FOR THE PROPOSED

MOHAMMEDAN ANGLO-ORIENTAL COLLEGE,

BY

SYED MOHD. MAHMOOD ESQUIRE,

Member of the Mohammdan Anglo-Oriental
College Fund Committee.

Before offering any remarks upon the scheme to be adopted at the proposed Institution, I may be allowed to bring to the notice of the Committee, a word which appears to me to have been used by mistake. This Committee calls itself "The Mohammdan Anglo-Oriental College Fund Committee." I think what we mean to found is not a *College*, but a *University*, and I hope the members will consent to my proposal, that instead of the word *College* the word *University* may be substituted.

I beg to lay before the Committee the following remarks, on the management and the course of study, to be adopted at the proposed University:—

1stly. I have to mention first of all that the management of this Institution should be perfectly free from any control of the Government, beyond mere supervision.

2ndly. That the University should secure for itself sufficient annual income to keep it independent of any external aid.

3rdly. That subjects which are not exactly of any practical importance, but which improve the mind, should also be taught.

طریقہ انتظام و سلسلہ تعلیم

چسطن پر

مجوزہ مدرسہ العلوم مسلمانان میں ہونا چاہیئے

مجوزہ

سید محمد محمود مدیر مجلس خزانہ اہل حق عنہ لتاسیس

مدرسہ العلوم للمسلمین *

قبل اسکے کہ میں اپنی رائے طریقہ تعلیم پر جو مجوزہ مدرسہ العلوم میں ہونا چاہیئے بیان کروں کمیٹی کو اسکے نام کی طرف توجہ دلائی کی آرزو رکھتا ہوں جس میں ایک لفظ میں سمجھتا ہوں کہ سہرا داخل ہوا ہے۔ اس کمیٹی نے انگریزی زبان میں اپنا نام محمدی اینگلو اورینٹل کالج فنڈ کمیٹی رکھا ہے اور کالج کی جگہ عربی نام میں مدرسہ العلوم ترجمہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری غرض صرف ایک مدرسہ یا کالج ہی قائم کرنا نہیں ہے بلکہ ایک یونیورسٹی قائم کرنا ہے اور جسکو دارالعلوم کہنا چاہیئے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ممبران کمیٹی اس بات کو پسند کریں گے کہ بجای لفظ کالج کے لفظ یونیورسٹی کا اور بجای لفظ مدرسہ العلوم کے لفظ دارالعلوم کا داخل کیا جائے ۵

دفعہ ۲۔ اب میں اس کمیٹی کے سامنے مفصلہ ذیل تجویزیں نسبت بندوبست اور سلسلہ تعلیم کے جو مجوزہ دارالعلوم میں ہونا چاہیئے پیش کرتا ہوں:—

۱۔ سب سے پہلے مجھکو یہہ بیان کرنا چاہیئے کہ ہجرت اسکے کہ گورنمنٹ نگران حال رہے اور کسی قسم کی مداخلت گورنمنٹ کی اس دارالعلوم میں نہ ہونی چاہیئے ۵

۲۔ اس دارالعلوم کے پاس مستقل آمدنی استقدر ہو جائے چاہیئے کہ کسی بیرونی مدد کی محتاج نہ رہے ۵

۳۔ وہ علوم بھی جو کہ روز مرہ کار آمد تو نہیں ہوتی مگر اونسے ذہن کو اور لیاقت اور استعداد کو ترقی ہوتی ہے اس دارالعلوم میں پڑھائی جائیں ۵

۴۔ ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ جو طالب علم سلسلہ تعلیم

4thly. That success in the course of study, appointed by the University, should bring with it pecuniary advantages to the students.

5thly. That at the end of a successful course of study, emoluments should be offered to successful students without any special duties attached to them.

6thly. That residence within the precincts of the University and under its discipline, should be as indispensable as education in the course of study itself.

The above-mentioned six conditions I consider to be of the greatest importance to any Educational Institution, particularly to a University in India. I am so convinced of this, that I can without hesitation say, that unless these are adopted any attempt toward real education and enlightenment of my countrymen must be a failure.

With regard to the *first* condition, I have to state, that unless a sum, large enough to afford a revenue sufficient to cover the necessary expenditure of the University is raised, the thought of founding any thing like the Institution now proposed by the Committee should be at once discharged from the mind. As long as we depend upon Government for wants which are essentially of a domestic nature, as education necessarily is, we really expect to get what is simply impossible to obtain. The best Educational Institutions in Europe are either entirely or next to entirely free from any control of the Government of the country, and this, in countries where the rulers belong to the nation whose education is to be conducted. With how much greater force does this argument hold good in the case of India where the Government is almost wholly composed of persons belonging to a nation, totally different from us in language, in religion, and in mode of thought

میں کامیاب ہو اسی کے ساتھ اسکو انعام اور وظیفہ بھی ملے •

۵۔ سلسلہ تعلیم ختم ہونے کے بعد اگر کسی طالب علم کی عمدہ کامیابی تحصیل علوم میں ثابت ہو تو اسکو بلا شرط خدمت صرف اس کے ترقی علوم میں مصروف رہنے کے صلہ میں ایک معتدبہ وظیفہ ملنا چاہیئے •

۶۔ طالب علموں کا اور وظیفہ ترقی علوم پانے والوں کا دارالعلوم میں رہنا اور اسکی قواعد کا پابند ہونا مثل تعلیم کے ضروری سمجھنا چاہیئے •

دفعہ ۳۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہہ امور شگافہ ہر ایک مدرسہ کے لیئے اور بالتخصیص ایک دارالعلوم کے لیئے جو ہندوستان میں مسلمانوں کے لیئے قائم ہو نہایت مقدم ہیں۔ اور مجھکو اس بات پر ایسا یقین ہی کہ میں بلا تامل کہتا ہوں کہ جب تک یہہ باتیں نہ اختیار کی جاوینگی اسوقت تک کوئی کوشش میرے شہوطنوں کی اصلی تعلیم و تربیت کی ترقی کے لیئے کامیاب نہوگی •

بیان امر اول

دفعہ ۴۔ نسبت پہلی امر کے مجھکو یہہ بیان کرنا ہی کہ جب تک اس قدر روپیہ اور چاہداد جسکی آمدنی ضروری اخراجات دارالعلوم کو کافی ہو جمع نہو جاوے اسوقت تک اس قسم کی شی کے قائم کرنے کا خیال دل سے کہتی کو نکال ڈالنا چاہیئے۔ جب تک کہ ہم ایسی حاجتوں کی نسبت بھی جو ہمارے ذاتی ہوتوں سے متعلق ہیں (جیسیکہ تعظیم گورنمنٹ پر بھروسہ کرینگے تو در حقیقت اس شی کے حاصل کرنے کی توقع کرتے ہیں جسکا حاصل کرنا بالکل ناممکن ہی۔ سب سے عمدہ مدارس تعلیم علوم کے یورپ میں بھی بالکل یا قریب اس کے اس ملک کی گورنمنٹ کی مداخلت اور انتظام سے علاحدہ ہیں اور یہہ بات اور ملکہ نہیں ہی جہاں کی گورنمنٹ اسی قوم کی ہی جسکی کہ تعلیم منظور ہی پس یہہ دلیل ہندوستان میں کس قدر زیادہ قوی ہو جاتی ہی جہاں کہ گورنمنٹ قریباً کل کے مرکب ہی اور لوگوں سے جو اس قوم کے ہیں جنکی زبان اور مذہب اور خیالات ہم سے بالکل مختلف ہیں۔ اس بیان سے میری یہہ غرض نہیں ہی کہ میں اور قیمن چیزوں کے کچھہ برخلاف کہنا چاہتا ہوں یا اونہیں اور اپنے میں مجھکو کچھہ مقابلہ کرنا منظور ہی بلکہ صرف اپنی دلیل کو قوی کرنے کے لیئے کہتا ہوں کہ یہہ بات قریباً غیر ممکن کے ہی کہ برکش گورنمنٹ ہمارے حاجتوں کو جو تعلیم و تربیت سے تعلق رکھتی ہیں پورا پورا سمجھے یا اونکا کامل طرز پر بندوبست کر سکے۔ حد سے حد جو

By saying so, I simply mean to support my argument that it is next to impossible for the British Government in India to understand fully our wants with respect to education, or to superintend it in any perfect manner. The utmost that we can expect from an enlightened Government is to receive—what we in fact do receive from our Government,—encouragement and patronage. If our University is intended to give sound education, the English Government as a matter of course will patronize such an Institution, and if any direct pecuniary aid is given to us we should not be unwilling to put our University under the Government supervision, provided no interference is made in the management of the Institution. Under the liberal patronage of the Government, we can carry out our plans with far greater facility and success than the Government, under the existing circumstances, can possibly do. I therefore hope that the Committee will not refuse to concede this point which I consider to be of the greatest significance.

The *second* consideration hardly needs any elucidation. It is evident that no great project can be undertaken without first securing the means for its accomplishment. Colleges supported by mere annual or monthly subscriptions, have invariably failed in India, and it would simply be absurd to establish a University without a certainty of its continuance and prosperity hereafter.

But the *third* point, I am afraid, will call forth some opposition from you. You will perhaps say that the wants of our community in India, are chiefly of a practical nature, and it is useless to attempt to give what is not urgently needed at present. For my own part, I certainly think that our wants *at present* are more of a theoretical than of a practical nature. Any education must be unsound which does not enlighten the mind, and if we content

ایک تربیت یافتہ اور روشنی ضمیر گورنمنٹ سے ہو سکتی ہے وہ اس شے کا حاصل کرنا ہی جو اب بھی ہم کو حاصل ہی یعنی دل بڑھانا اور مربی ہونا۔ اگر ہمارے دارالعلوم سے عمدہ تعلیم پائی مقصود ہی تو انگریزی گورنمنٹ خود بخود ہمارے دارالعلوم کی مربی ہوگی۔ اور اگر کچھ روپیہ کی مدد ہم کو گورنمنٹ دیگی تو ہم کو گورنمنٹ کی نگرانی کرنے پر کچھ عذر نہ ہوگا بشرطیکہ ہمارے انتظام میں کچھ مداخلت نہ ہو۔ گورنمنٹ کی مربیانہ اور فیاضانہ مدد سے ہم اپنے تدبیر کو بہ نسبت اسکے جو گورنمنٹ موجودہ حالات میں کر سکتی ہیں بہت زیادہ آسانی اور کامیابی سے انجام کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے میں اُمید کرتا ہوں کہ کمیٹی اس امر کے منظور کرنے میں کچھ بھی تامل نہ کرے گی جسکو میں سب سے زیادہ مقدم سمجھتا ہوں •

بیان امر دوم

دفعہ ۵۔ دوسرا امر جو میں نے بیان کیا کچھ تفریح کا محتاج نہیں ہے۔ ظاہر ہی کہ کوئی بڑا کام اختیار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اسکے تکمیل کی وسیلے اول مہیا نہ ہو چاروں مدارس جو کہ سالانہ یا ماہوار چندوں سے جاری کیٹی جاتی ہیں انکی استحکام پر کچھ بھروسہ نہیں ہوتا اور نہ اس چندے کے بھروسہ پر کوئی عمدہ اور مستقل کام کیا جا سکتا ہے اور تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کہ ہندوستان میں جسقدر مدرسہ اسطرح پر جاری ہوئے بغیر کسی استثنا کے انجام کو ناکامیاب ہوئے اور یہ بات نہایت ہی بے ہودہ ہوگی اگر ایسا بڑا عظیم الشان دارالعلوم اسکے ہمیشہ چلنے اور سرسبز رہنے کی طمانیت کے بغیر بنا کیا جاوے •

بیان امر سوم

دفعہ ۶۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اس امر کی نسبت مجھے کچھ مخالفت کریں گے شاید آپ یہہ کہیں کہ ہمارے قوم کی حاجتیں فی زمانہ روز مرہ کی بکار آمد چیزوں کی ہیں اور اسلئے ان چیزوں کے مہیا کرنے کی طرف کوشش کرنا جنکی بالفعل ہم کو ضرورت نہیں ہے بیفایده ہے۔ مگر میں یقیناً خیال کرتا ہوں کہ اب بھی ہم کو بہ نسبت روز مرہ کے بکار آمد تعلیم کے اصولی تعلیم کی زیادہ تر حاجت ہے۔ جو تعلیم کہ دل کو روشنی نہیں کرتے اور عقل اور اخلاق کو کامل ترقی پر نہیں پہنچاتی وہ ہمیشہ ناکامل متصور کیجاتی ہے اور اگر ہم صرف روز مرہ کی بکار آمد تعلیم پر قناعت کریں تو ہمارے قوم کے عمدہ سے عمدہ طالب علم اپنے قوم کے لیئے اور لوگوں سے جنہوں نے ہمارے اس دارالعلوم میں تعلیم نہ پائی ہو کچھ زیادہ فایده پہنچانے والے نہیں گے۔ میں سمجھتا ہوں

ourselves with mere practical education, our best students will be of no greater use to the community than those who never go through the course of our University. I consider that, by far the greatest benefit, which ought to accrue from our University, is to change the mode of thought of our students, and thus to produce men who may afterwards prove as so many instruments in the hands of the University, for spreading enlightened notions amongst the people at large. If we fail in gaining this object, we must really consider the University as a failure too. But if the University succeeds in producing a class of young Musalmans, having enlightened and progressive ideas, I have no doubt, the result will be of unbounded benefit. Wherever a student of our University will go, there will also go with him the notions which it is the object of our endeavours to spread, and the Musalman community will every day become more alive to their present condition, and more zealous to further the cause of enlightened education. Mere practical education is really no enlightened education, and if the University does not afford sound and deep knowledge, it can hardly be supposed to be worthy of any great consideration.

Respecting the *fourth* and *fifth* points, I have only to say that pecuniary rewards are a great encouragement to study, even in the most civilized countries of Europe, and in India, where wealth and intellectual exertion seldom go together, they are more than encouragement. It often happens that those who wish to learn must have least to maintain themselves, and in such cases pecuniary emoluments can not fail to produce good scholars.

The *sixth* point is of the most vital importance. It is to be the chief distinctive feature between our own Institution and the Universities which already exist in India. The mode

کہ سب سے بڑا فائدہ ہمارے اس دارالعلوم کا یہ ہونا چاہیئے کہ مباحث علمی میں ہمارے طالب علموں کے طرز خیال میں تبدیلی اور ترقی ہو۔ اور اس تعلیم سے ایسے اشخاص پیدا ہوں کہ گویا وہ اس دارالعلوم کے لیئے عام لوگوں میں عام پھیلائے اور مہذب خیالات اور عمدہ اخلاق سکھانے کے لیئے مثل اوزار کے ہوں۔ اگر اب ہم اپنے اس مقصد کے حاصل کرنے پر نا کامیاب ہوں تو ہیکو اپنے اس دارالعلوم کو بھی ایک نا کامیاب شی تصور کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر یہ دارالعلوم جو ان مسلمانوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کرنے میں کامیاب ہو جنکی خیالات مہذب اور ترقی کی طرف مایل ہوں تو مجھکو کچھ شک نہیں ہی کہ اوسکا نتیجہ بے انتہا فائدہ سے مالا مال ہوگا۔ جہاں کہیں ہمارے دارالعلوم کا طالب علم چلا جاویگا اوسکے ساتھ ہی وہ عمدہ اور مہذب اور ترقی کرنے والی خیالات اور ذندہ علم اور اصلی اخلاق جاویں گی جنکا تعلیم دینا اور پھیلاتا ہمارے دارالعلوم کا مقصد ہی اور مسلمان روز بروز زیادہ تر اپنی حالت موجودہ پر غور کریں گے اور روشن ضمیر تعلیم پھیلائے میں نہایت گرمجوشی سے کوشش کرنے لگیں گے۔ صرف روز مرہ کی بکار آمد تعلیم جو ایک ادبیری تعلیم ہوتی ہی کچھ روشن ضمیر تعلیم شمار نہیں کی جا سکتی۔ اور اگر یہ دارالعلوم نہایت عمیق اور مستحکم اور اعلیٰ علوم نہ بخشیکا تو اوسکو ادب اور عزت اور فخر قومی کے لائق سمجھنا مشکل ہوگا ۔

بدن امر چارم و پنجم

دفعہ ۷۔ ان دونوں امروں کی نسبت مجھکو اسقدر کہنا ہی کہ روپیہ ہی کا فائدہ علم سیکھنے پر بہت بڑا رغبت دلانے والا اور تعلیم کو ترقی کرنے والا ہی نہایت قربیت یافتہ ملکوں میں بھی اور ہندوستان میں بھی جہاں کہ دولت اور علم ایک جگہ بہت کم جمع ہوتا ہی روپیہ کا فائدہ تعلیم پر صرف رغبت دلاتے اور تعلیم کی ترقی کرنے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ یہ اکثر ہوتا ہی کہ وہ لوگ جو بہت زیادہ علم حاصل کرنا چاہتے ہیں اونکے پاس اپنی گذراں کرنے کے لیئے بھی بہت کم وسیلے ہوتی ہیں اور ایسی حالت میں روپیہ کا فائدہ ہمیشہ ترقی طالب علم پیدا کرنے میں خطا نہ کرے گا ۔

بدن امر ششم

دفعہ ۸۔ یہ امر سب سے زیادہ مقدم ہی اور وہ بڑا امتیاز ہی درمیان ہمارے مجوزہ دارالعلوم کے اور ان یورپی درستیوں کی جو کہ اب ہندوستان میں موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ طرز معشرت مسلمانوں کی اونکے تعلیم سے بھی زیادہ محتاج ترقی کی

of life amongst the Musalmans of India requires far greater reform than even their mode of education. And unless we bring a large number of students and able teachers together in one place, and form a society of their own, whose notions and objects should be different from the present society of Indian Musalmans, no educational project can be carried out to any considerable extent. The Government Educational Institutions have lost a great deal of their utility on account of the difficulty of introducing any change in the life of their students, and our University can do no better if residence of students within the precincts of the University and under its discipline, is not enforced.

If the Committee will consent to adopt the above-mentioned *primary* considerations, I have to submit to their notice the following scheme of the course of study to be pursued at the proposed University:—

The University should be divided into two departments:—

- I. THE SCHOOL.
- II. THE COLLEGE.

I. THE SCHOOL.

The object of the School Department is to secure for the College, a certain number of undergraduates properly prepared to go through the course of the University, and also to give facilities to boys, too young to reside within the precincts of the school, whose parents, residing in the University Town or where the University has established a school, should intend to send them afterwards to the College. These schools should be considered no more than a preparatory step for those who ultimately intend to join the University. In fact this Department will have no

ہی اور جب تک کہ ہم ایک بڑی گروہ طلب علموں اور اتالیقوں کو ایک جگہ جمع نہ کریں گے اور انکو ایسی صحبت میں نہ رکھیں گے جسکی خیالات اور مقاصد مسلمان لڑکوں کی حال کی صحبت کی بُرائی اور خرابی اور عیوب سے پاک ہوں اور سقوت تک کوئی تدبیر تعلیم کی اور اپنے قوم کو اخلاق اور عادات نا ملایم سے محفوظ رکھنے کی نہیں چل سکتی ہے۔ گورنمنٹ کالجوں کا فائدہ اس وجہ سے کہ گورنمنٹ طرز معاشرت طلباء میں کچھ اصلاح نہیں کر سکتی کچھ بہت کامیاب نہیں ہوا ہے اور اگر ہمارا دارالعلوم طالب علموں کا اور اتالیقوں کا ایک جگہ ساتھ رہنا اور طالب علموں کا خراب صحبتوں سے علاحدہ کرنا اور انکا دارالعلوم ہی میں سکونت اختیار کرنا اور اوسکے قواعد کو بجالانا ضرور نہ تصور کریگا تو اس سے کچھ بہتر نتیجہ حاصل نہ ہوگا ۵

دفعہ ۹۔ اگر کمیٹی امورات مذکورہ بالا کو جو سب سے اقدم ہیں منظور کر لے تو اس کے دوسرے مفصلہ ذیل تدبیر سلسلہ تعلیم کی جو ہمارے مجوزہ دارالعلوم کو اختیار کرنی چاہیئے پیش کرتا ہوں ۵

دفعہ ۱۰۔ ہمارے دارالعلوم کی دو ڈیپارٹمنٹ یعنی صیغے ہونی چاہیئیں ۵

- اول۔ اسکول ڈیپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسہ ۵
- دوم۔ کالج ڈیپارٹمنٹ یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم ۵

بیان صیغہ اول یعنی صیغہ مدرسہ

دفعہ ۱۱۔ صیغہ مدرسہ کا مقصد یہ ہے کہ دارالعلوم کی مدرسۃ العلوم کے لئے ایک گروہ طالب علموں کا جو دارالعلوم میں علوم سیکھنے کے لایق ہوں مہیا کرے اور یہ بھی غرض ہے کہ وہ لڑکے جنکی عمر مدرسہ میں رہنے کے لایق نہیں ہیں اور جنکی والدین اوسی شہر میں رہتی ہوں جہاں دارالعلوم قائم ہو یا اوس شہر میں رہتی ہوں جہاں ہمارے دارالعلوم نے اپنا کوئی مدرسہ قائم کیا ہو اور اپنے لڑکوں کو مدرسہ کی تعلیم کے بعد دارالعلوم میں داخل کرنا چاہتے ہوں اس مدرسہ میں اپنے لڑکوں کو پڑھا سکیں اس مدرسہ کو اوس لوگوں کے لئے جو دارالعلوم میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں آئندہ کے ترقی کی سیرابی سے زیادہ نہ سمجھنا چاہیئے دو حقیقت اس صیغہ کو بجز اسکے کہ دارالعلوم سے اوسکا اہتمام اور نگرانی ہو اور کچھ زیادہ تعاق نہ ہوگا ۵

۲۔ اس مدرسہ کے لئے مکانات اوس روپیہ سے بننی چاہیئیں جو کمیٹی جمع کرے اور اس میں پڑھانے کی کمرے اور

connection with the University beyond mere supervision and management.

The buildings for these schools should be erected from the funds raised by this Committee. And the buildings will consist of lecture rooms and a boarding house to hold a suitable number of boys.

The expenses of the establishments are to be paid partly from the University chest, and partly from the tuition fees. The expenses of the boarding-house should be paid by the boarders themselves. The University might only undertake to keep the school and boarding-house buildings in proper repairs.

Residence in the boarding-house should be quite optional since residence at the University will count only from the date of Matriculation.

The education given by these schools will be of an elementary nature, and the admission of boys will be left entirely to the judgment of the Head of the School.

The Head Master of the school may be a Fellow of the University.

The average age of a student entering the School may be not more than 10 years if he joins the lowest Form. But in exceptional cases the Headmaster will have power to admit boys above that age, after recording the especial reasons which induce him to make such an exception.

The School course is to extend over 5 years and will include:—

1. Persian,—*Language, Literature and Composition.*
2. Arithmetic.
3. Algebra. (*Elementary*).
4. Elements of Euclid.
5. History of India.

طالب علموں کے رہنے کی مکانات ہونی لازم ہیں جنہیں مناسب تعداد کے لئے رہ سکیں •

۱۔ اس مدرسہ کے اخراجات کچھ دارالعلوم کی طرف سے دی جائینگے اور کچھ اس فیس سے جو طالب علموں سے لیجائے گی اور اخراجات سکونت ہر ایک شخص اپنا آپ دینا صرف مکانات کی درستی اور مرمت دارالعلوم سے متعلق رہیگی •

۲۔ اس مدرسہ میں سکونت اختیار کرنا طالب علم کی مرضی پر منحصر ہوگا کیونکہ طالب علموں کا دارالعلوم میں سکونت پذیر ہونا اسوقت سے شمار ہوگا جبکہ طالب علم مدرسۃالعلوم میں داخل ہوں گے •

۳۔ اس مدرسہ میں صرف ابتدائی تعلیم ہوگی اور طالب علموں کا داخل ہونا مدرسہ اول کی رانی پر منحصر ہوگا •

۴۔ اس مدرسہ میں مدرسہ اول جو شخص ہوگا وہ دارالعلوم کا فلو یعنی رفیق وظیفہ دار ہوگا •

۵۔ تخصیصی ہر طالب علم کی جو اس مدرسہ کی سب سے ادنیٰ جماعت میں داخل ہوئے دس برس سے زیادہ ہونے نہیں چاہیئے مگر خاص صورتوں میں مدرسہ اول کو اختیار ہوگا کہ کسی لڑکے کو جسکی عمر اس سے زیادہ ہو مدرسہ میں داخل کر لے اور اسی خاص وجوہات کو کتاب داخلہ میں لکھدے جنکی سبب سے اوسکو داخل کیا ہی •

۶۔ اس مدرسہ میں پانچ برس تک برابر پڑھنا پڑیکا اور مفصلہ ذیل علوم اوس میں پڑھائی جائیں گے •

۱۔ فارسی زبان * اور فارسی کا عام انشاء •

۲۔ حساب •

۳۔ جبر مقابلہ ابتدائی •

۴۔ تکریر اقلیدس •

۵۔ تاریخ ہندوستان •

۶۔ جغرافیہ •

۷۔ انگریزی زبان ابتدائی •

۸۔ عربی زبان ابتدائی اور ضروری کتب مذہبی •

* فارسی زبان کی تعلیم اسطرح پر ہونی چاہیئے جسکے ساتھ اردو زبان کی صرف نعر اور فرق معارف فارسی و اردو معلوم ہوتا چارے •

6. Geography. (*General*).
7. English. (*Elementary*).
8. Religious Instruction.
9. Arabic (*Voluntary*).

There may be not more than five hour's attendance at the School.

Boarding students will have to observe the discipline which the Headmaster may think proper for the management of the school.

The Staff of Teachers may consist of:—

1. The Headmaster who will receive (besides his fellowship allowance,) { Monthly Salary of Rs., 200
2. Teacher of English, 60
3. " Arabic and Mahomedan Theology, . { Two, } 60
4. " Mathematics, 30
5. " Persian, 20
6. " History and Geography, 20
7. " Hand writing, (*Persian*,) 20
8. " Do. (*English*,) .. 20

Total, Rs., 430

At the end of every year the University may appoint a Committee to examine the boys, and award prizes and scholarships to deserving students. There may be twenty Scholarships, each tenable for one year. At the end of the year, the student may be appointed a Scholar again, if the result of his examination deserves such a favour. The Scholarships may be:—

10	of Rs. 5, monthly,...	=	Rs. 50
6	" 7,	=	" 42
4	" 10,	=	" 40

Total, Rs., 132

۹۔ ہر روز پانچ گھنٹہ مدرسہ میں پڑھائی ہونی چاہیئے
—یعنی اپنے مکان پر پڑھنے اور پڑھا ہوا یاد کرنے کے سوا •
۱۰۔ جو طالب علم کہ مدرسہ میں سکونت بھی اختیار کریں
اونکو اون قواعد کی پابندی ضرور ہوگی جو مدرسہ اول
مقرر کرے •

۱۱۔ اس مدرسہ میں حسب تفصیل ذیل مدرس ہونی
چاہیئیں •

- ۱۔ مدرسہ اول جسکی تشخواہ علاوہ اس وظیفہ کے جو
باسب رتبہ دارالعلوم ہونے کے اسکو ملیگا
ہوگی
- ۲۔ مدرسہ انگریزی
- ۳۔ مدرسہ عربی و مذہب شیعہ و سنی دو
مدرسہ
- ۴۔ مدرسہ حساب و ریاضی
- ۵۔ مدرسہ فارسی
- ۶۔ مدرسہ تاریخ و جغرافیہ
- ۷۔ خوش نویس فارسی
- ۸۔ خوش نویس انگریزی

میزان کل اسامہ

۱۲۔ ہر سال کے اخیر پر دارالعلوم کی طرف سے طالب علموں
کی امتحان کے لیئے ایک کمیٹی مقرر ہوگی اور لائق
طالب علموں کو انعام اور وظیفہ ملیگا •

۱۳۔ اس مدرسہ میں بیس وظیفہ حسب مندرجہ ذیل مقرر
ہونی چاہیئیں جو کہ ہر ایک طالب علم کو ایک سال تک
میں گے اخیر سال پر اگر نتیجہ طالب علم کے امتحان کا
اچھا ہو تو پھر وہ وظیفہ دار مقرر ہو سکیگا •

تفصیل وظیفوں کی یہہ ہی

میزان	تعداد تشخواہ ماہوار	تعداد وظیفہ
ص	ص	۱۰
ع	ع	۶
ع	ع	۳
اسامہ		۲۰

The amount of Prizes will depend upon the funds of the school and the income arising from the tuition fees of the boys.

It is to be hoped, that benevolent persons may endow the school with money whose interest may be spent in awarding Prizes for merit in some especial subjects of study.

The Head Master will have power to hold any examinations before the Annual Examination above mentioned. But these examinations will be no test to the University nor any Prizes or Scholarships will be awarded for merit. But if the result of a Scholar's examination is very unsatisfactory the Head Master will have power to report accordingly to the University for withdrawal of the Scholarship from such student.

The examination held at the end of the five years' course at the School, will also serve to be the test for admitting boys to the College Department of the University. No student should be admitted to the College Department who fails to show sufficient proficiency in the subjects of Examination, or who has passed his 18th birthday.

In the School there will be an hour every day during the five years, for religious instruction in simple and necessary points of Mahomedan Theology. No controversial point of Theology should be included in the course, and strict regard should be paid to choosing books, which contain doctrines received in general by the Mussulmans of India.

Boys of the Imamiah persuasion will have to receive religious instruction from a teacher of their own persuasion.

A boy entering the College Department of the University is expected to be acquainted with the general principles and doctrines of the Mahomedan religion, to make it unnecessary

۱۲۔ مقدار انعاموں کی مدرسہ کی آمدنی اور فیس کی آمدنی پر منحصر ہونی چاہیئے •

۱۵۔ امید ہی کہ نیک دل آدمی اس مدرسہ کو اس قدر روپیہ دیں گے جسکی آمدنی سے خاص خاص مضمونوں میں لیاقت پیدا کرنے پر طالب علمین کو انعام مل سکے •

۱۶۔ مدرس اول کو اختیار ہوگا کہ سالانہ امتحان مذکورہ بالا سے پہلے بچے امتحان مناسب سمجھے لیوے مگر ان امتحانوں سے دارالعلوم کو کچھ غرض نہ ہوگی اور نہ اس امتحان کے نتیجوں پر امتحان یا وظیفہ دیا جائیگا لیکن اگر نتیجہ کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نہایت خراب ہو تو مدرس اول کو دارالعلوم میں اسکی رپورٹ کرلیکا اختیار ہوگا تاکہ اس طالب علم کا وظیفہ بند ہو جائے •

۱۷۔ جو امتحان کا پانچ برس کی پڑھائی کے بعد ہوگا وہ صیغہ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے کے لیاقت کی ثبوت کا وسیلہ بھی سمجھا جائیگا۔ کوئی طالب علم جو کہ اس امتحان کے مضامین میں کافی لیاقت نہ دکھائی کا یا اسکی عمر اتھارہ برس سے زیادہ ہو گئی ہوگی کالج میں داخل نہر سکےگا •

۱۸۔ اس مدرسہ میں ہر روز پانچ برس تک ایک گھنٹہ مذہبی تعلیم کا ہوگا اور سیدھی سادی ضروری مسائل اسلام کی سکھائی جائینگے مباحث مذہبی اور دقائق احکام اسلام جو علم کلام سے علافہ رکھتے ہیں اس سلسلہ تعلیم میں داخل نہ ہونگی اور اسبات کا بہت لحاظ کیا جائیگا کہ جو کتابیں مذہبی پڑھانیکو انتخاب کی جائیں وہ ایسے ہوں جن کی تعلیم پر عموماً مسلمانان ہندوستان متفق ہوں لڑکے جو امامیہ مذہب کے ہوں گے انکو اونہی کی مذہب کا مدرس مذہبی تعلیم دیگا •

۱۹۔ اس مدرسہ کی تعلیم کے بعد ہر ایک طالب علم جو مدرسۃ العلوم میں داخل ہوگا اسکو بالضرور ایسی لیاقت ہوگی جو عام اور ضروری اصول اور مسائل اسلام سے واقف ہوگا اور اسلامیہ مدرسۃ العلوم میں مذہبی علوم کے پڑھنے پر جبر کرنے کی ضرورت نہ رہیگی بلکہ جس طالب علم کو اور زیادہ دینیات کا پڑھنا اور اسکو اعلیٰ درجہ کی تکمیل تک پہنچانا منظور ہوگا اسکو پڑھے جائیگا اختیار ہوگا جیسا کہ آئندہ اسکا بیان آویگا •

for the University to enforce any further compulsory religious instruction. Of course every student will have a perfect right to study the Theology of his religion in particular, as will hereafter be detailed.

II. THE COLLEGE.

The College may be divided into two Departments:—

- 1 The Lower.
- 2 The Upper.

The object of the Lower department is to afford instruction in the *general* branches of knowledge necessary for a liberal education.

The Upper Department is meant to afford sound and deep education in one *Special* branch of knowledge, at the choice of the student.

The course of the Lower Department will extend over 4 years. There may be not more than three hour's Lectures every day.

The course of study for the Lower Department of the College will comprise the following subjects:—

I Any two of the following languages:—

- 1 Arabic, (*language and literature*).
- 2 English. Do. Do.
- 3 Sanskrit. Do. Do.
- 4 Latin. Do. Do.
- 5 Greek. Do. Do.

II * MATHEMATICS:—i. e.

Algebra.
Theory of Equations.
Plane Trigonometry.
Spherical Trigonometry.

* This course is required for the B. A. Examination of the London University.

بیان صیغہ دریم یعنی صیغہ مدرسۃ العلوم

دفعہ ۱۲ ضمیمہ ۱—مدرسۃ العلوم کے دو درجے ہونگے

ایک—ادنی

دوسرا—اعلیٰ

۱—مدرسۃ العلوم کے درجہ ادنیٰ کا مقصد علوم کی عام شاخوں میں تعلیم دینا ہوگا جو ایک روشنی ضمیر اور ذہن اور عقل کی کھول دینے والی تعلیم کے لئے ضرور ہے

۲—مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ کا مقصد کسی خاص علم میں جسکو کہ طالب علم پسند کرے نہایت عمیق اور قوی اور انتہائی تعلیم دینا ہوگا

۳—ادنی درجہ مدرسۃ العلوم کی پڑھائی چار برس تک ہوگی

۴—تین گھنٹہ سے زیادہ مدرسۃ العلوم میں سبق نہ پڑھائی جائینگے

۵—ادنی درجہ مدرسۃ العلوم میں علوم مفصلہ ذیل پڑھنے ہونگے

اول—کوئی دو زبانیں مفصلہ ذیل زبانوں میں سے

۱—عربی—معہ زبان دانی و علم ادب

۲—انگریزی ایضاً

۳—سنسکرت ایضاً

۴—لیٹن ایضاً

۵—گریک ایضاً

دویم—ریاضی جس میں مفصلہ ذیل علوم شامل ہیں

۱—الجبرا یعنی جبر و متقابلہ

۲—تھیوری آف ایکویشنز یعنی اصول مساوی معادلات

۳—پلین ٹریگنومیٹری یعنی علم مثلث مستوی

۴—اسفریکل ٹریگنومیٹری یعنی علم مثلث کروی

۵—کالکس یعنی علم مخروطات

۶—سالڈ جامیٹری یعنی علم مجسمات

۷—ڈفرنشل کالکولس یعنی حساب الجبریات

Conics.

Solid Geometry.

Differential Calculus.

Integral Calculus.

STATICS.

Elementary Statics, including the Resolution of Forces, the Mechanical Powers, the Centre of Gravity, and simple cases of Equilibrium of bodies or systems of bodies under the action of Gravity.

DYNAMICS.

Elementary Dynamics including the Laws of Motion, and Propositions required for determining the Rectilinear Motion of a body whether free or along inclined planes.

Motion of Projectiles, and the simpler cases of motion round centres of force.

HYDROSTATICS, HYDRAULICS, AND PNEUMATICS.

Elementary Propositions respecting the nature, transmission, and intensity of Fluid Pressures and the Conditions of Equilibrium of floating bodies.

Nature and simple properties of Elastic Fluids; and the Pressures produced by them.

Specific Gravity and modes of Determining it.

The common Pump and Forcing Pump.

The Hydrostatic Press.

The Barometer.

The air-Pump.

The Steam-Engine.

OPTICS. (Geometrical.)

Laws of Reflexion and Refraction :

Reflexion at plane mirrors, Reflection at spherical mirrors, and Refraction through lenses, the incident pencils being direct.

Separation of Solar light into rays of different colours; Description of the Solar Spectrum. Description of the Eye; Simple Optical Ins-

۸۔ انتگرال کالکولس یعنی حساب الکیات ۵

۹۔ اسٹیٹکس۔ یعنی علم السکون۔ اس علم کے یہاں مضامین پڑھائی جاوینگے ۵

ابتدائی مسائل حل کرنے قوتوں کے۔ قزای جرثقیل مرکز ثقل۔ حالتیں میزان اجسام کی جو ثقل سے پیدا ہوتی ہیں ۵

۱۰۔ ڈینامکس۔ یعنی علم الحركت۔ اس علم میں سے مفصلہ ذیل مضامین پڑھائی جاویں گی ۵

ابتدائی مسائل معہ قانون حرکت اور اشکال چونکہ ایک جسم کی مستقیم حرکت قائم کرنے کے لیے ضرور ہیں خواہ وہ جسم بے کسی روک کے رکھا ہوا ہو یا تھلاؤ پر ہو۔ حرکت اشیاء مدفوعہ اور حالتیں حرکت کی گرد مرکز قوت کے ۵

۱۱۔ ہیڈرواسٹیٹکس یعنی علم ثقل المایعات ہیڈروالکس یعنی علم حرکات المایعات نیو میاتکس یعنی علم ثقل و حرکت ہوا ۵

ان علوم میں سے مفصلہ ذیل مسائل پڑھائی جاوینگے ۵
ابتدائی شکلیں نسبت خاصیت و انتقال اور مقدار دباؤ مایعات کے اور حالتیں میزان لبرتی ہوئی اجسام کی ۵
خاصیت لچک دار مایعات کی اور دباؤ جو اوتسے پیدا ہوئے ہیں ۵

ثقل اور طریقے اونکی مقرر کرنے کے ۵

عام پمپ اور زور دینے والا پمپ ۵

شکنجہ پانی کے دباؤ سے ۵

بیرو میٹر یعنی مقیاس المرسم ۵

ہوا کا پمپ ۵

دخانی کل ۵

۱۲۔ آپٹکس (جیو میٹرککل) یعنی علم مناظر بالهندسہ اس علم کے یہاں مضامین تعلیم میں ہونگے ۵

قزائیں عکس و انعکاس۔ عکس مسطح آینہ پر۔ عکس کروی آینہ پر۔ انعکاس شیشہ میں ہوکر ۵

تفرق ضیاء شمس مختلف رنگ کی کرنوں میں۔ بیان آفتاب کی مجمع النور کا ۵

truments; Camera-Obscura; Reflecting and Refracting Telescopes.

ACOUSTICS.

Nature of Sounds; mode of Propagations; Musical Tones, and simple propositions respecting them.

OPTICS. (*Physical.*)

Fundamental Hypothesis of the Undulatory theory respecting the Origin and Propagation of light.

General explanation of Interferences; formation of Newton's Rings with the description of simple experiments which elucidate the effects of Interference.

Polarized Light, with the description of simple experimental modes of producing it.

ASTRONOMY.

Systems of Great Circles to which the positions of Heavenly Bodies are referred. Principal phenomena depending on the Motion of the Earth round the Sun, and its Rotatory Motion round its own axis.

General description of the Solar System.

General Explanation of Lunar and Solar Eclipses

III. LOGIC AND RHETORIC.

IV. MENTAL AND MORAL PHILOSOPHY.

V. POLITICAL ECONOMY.

VI. GENERAL HISTORY. (*Ancient and Modern.*)

VII. NATURAL SCIENCE i. e. Chemistry and one of the following:—

1. Animal Physiology.
2. Geology and Mineralogy.
3. Botany.
4. Zoology.

بیان آنکھ کا — آلات متعلق علم مناظر — کبیرہ اسکورہ یعنی وہ تاریک خانہ جو ہر دیکھنے والی چیزیں میں ہی نور جسمیں شکلیں مبصرات کے معکوس منعکس ہوتی ہیں — دور بینیں عکسی اور انعکاسی •

۱۳ — اکوستکس یعنی علم آواز — اس علم کے بہت مضامین تعلیم میں ہوں گے •

خاصیت آوازیں کی — طریقہ منتشر ہونے آوازیں کا — پیدا ہونا موسیقی آوازیں کا — اشکال جو اس سے متعلق ہیں •

۱۴ — آپٹکس (فزیکل) یعنی علم مناظر طبیعی اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل تعلیم ہونگے •

اصولی مسئلہ نسبت اصلیت و پھیلاؤ روشنی کی •

عام بیان عوارض کا — بناء لیوٹن کے چھلوں کا معہ حال اونکے تجربوں کا جسے کہ ارن عوارض کی اثر ظاہر ہوتی ہیں •

قطبی روشنی معہ ارن تجربوں کے حال کے جسے وہ پیدا ہوتی ہی •

۱۵ — استرانمی یعنی علم ہیئتہ النجوم — اس علم میں مضامین مندرجہ ذیل درس میں ہونگی •

انتظام دواہر عظام کا جسے کہ اجرام ساری متعلق ہیں •

مقدم فنامنا یعنی تغیرات جوالسماء جو زمین کی حرکت گرد آفتاب پر منحصر ہیں — زمین کی مستدیر

حرکت گرد اپنی محور کی •

عام حال نظام شمسی کا •

عام بیان کسوف و خسوف کا •

سویہ لاجک اور رتورک یعنی علم منطق و علم بیان •

چہارم منتل اور مارل فلاؤفی یعنی فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

پنجم پولیٹکل اکونمی یعنی اصول علم انتظام و سیاست مدنی •

ششم تاریخ عام قدیم و جدید •

VIII. MOHAMMEDAN THEOLOGY. (*Voluntary*).

The above-mentioned course will occupy the first four years of the student in the College Department. Out of the three daily Lectures, one is to be devoted to Languages, one to Mathematics, and one to the secondary subjects mentioned above.

The Secondary subjects may be taken in this order :-

1st year. General History (*Ancient and Modern*).

2nd „ Logic, Rhetoric, and Political Economy.

3rd „ Mental and Moral Philosophy.

4th „ Natural Science.

The Educational year will be divided into two Terms, each equal to four months and a half. About the end of each Term the students will be examined in the subjects which have engaged their attention during the Term. These examinations will be tests of their diligence, and if the result of the examination of a student holding a scholarship, is very unsatisfactory, the College authorities will have power to withdraw the scholarship from such student.

Besides these examinations, there will also be Annual Examinations, and Prizes and Scholarships will be awarded to deserving students.

At the end of the above-mentioned four years course, an examination will be held, which will correspond to the B. A. Examination in other Universities. It will be indispensable to pass this Examination before a student can be admitted into the Upper Department of the College.

After passing this Examination, the student

ہلکم لیچرل سائنس یعنی علوم طبیعی—اس علم کی مفصلہ ذیل شاخیں پڑھائی جاویں گی •

• کمسٹری یعنی علم کیمیا

• اور ایک علم مفصلہ ذیل علوم میں سے •

۱—انیمل فزیالوجی یعنی علم تشریح حیوانات

۲—جیالوجی—یعنی علم اقدورونی حالات زمین

کا اور منرالوجی یعنی علم معدنیات •

۳—ہائنی یعنی علم نباتات •

۴—زوالوجی یعنی علم الحیوان •

ہشتم دینیات یعنی فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ مذہب * اسلام •

۷—مذکورہ بالا سلسلہ تعلیم میں طالب علم کو چار برس مدرسۃ العلوم میں صرف کرنے ہونگے اور روز مرہ ایک سبق زبانوں کا ہوگا اور ایک علوم ریاضی پر اور ایک باری باری سے دیگر علوم مختلف پر •

۸—علوم مختلف مذکورہ باری باری سے اس ترتیب سے پڑھائی جاوینگے •

سال اول میں—تاریخ عام قدیم و جدید •

سال دوم میں—منطق علم بیان و علم سیاست مدنی •

سال سوم میں—فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

سال چہارم میں—علوم طبیعیات •

۹—ہر سال دو تعلیمی زمانوں میں منقسم ہوگا اور ہر ایک زمانہ ساڑھے چار مہینہ کا ہوگا اور اسکا نام موعداالتعلیم رکھا جاوے گا—قریب ختم ہونے ہر موعدا کی طالب علموں کا امتحان ان علوم میں ہوگا جو اس موعدا میں لوٹھوں نے پڑھی ہونگے ان امتحانوں سے اونکی محنت کا حال معلوم ہوگا اور اگر کسی وظیفہ دار طالب علم کے امتحان کا نتیجہ نہایت خراب ہوگا تو منتظمین مدرسۃ العلوم کو اسکے وظیفہ کے بند کو دینے کا اختیار ہوگا •

* اسلام میں دونوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں جو اپنی اپنی مذہب کے مدرسوں سے پڑھینگے •

will have a right to enter the Upper Department of the College, and prosecute his studies in one particular branch of knowledge, in order to take Honours. The course for the Honour Examination will extend over two years, but a student may, at his choice, be a candidate for Honours after the expiration of only one Academic year, if he thinks himself prepared for the Examination. If a student failing to take Honours in his first chance, appears again and succeeds in taking Honours, his name will not stand in the list of successful candidates in order of merit, but at the bottom of the list separate from the names of other successful students.

The student may choose one of the following branches of knowledge :—

I. LANGUAGE. i. e. one of the following :—

1. *Arabic* with Hebrew and Syriac and Comparative Philology of the Semetic Languages.
2. *English* with Anglo-Saxon and Comparative Philology of the Teutonic Stock of languages.
3. *Sanskrit* with Zend, Persian, and Philology.
4. *Sanskrit* with Prakrit and Pali, and Philology.
5. *Greek and Latin* with Philology.

II. MORAL SCIENCE. i. e. one of the following :—

1. *Logic, Rhetoric, Mental and Moral Philosophy.*
2. *Political Economy, Political Philosophy and Science of History.*

۱۰۔ علاوہ ان امتحانوں کے سالانہ امتحان بھی ہونگے جنکے نتیجوں کی مطابق انعام اور وظیفے مستحق طلباء کو عطا کیئے جارہنگی •

۱۱۔ اس سلسلہ تعلیم کی چوتھے برس کے اخیر میں تمام علوم میں جو اس سلسلہ تعلیم میں پڑھے ہونگے ایک امتحان لیا جائے گا جو کہ سمجھا جائے گا اور یونیورسٹیوں کے بی لے کی امتحان کے مانند اور ہر طالب علم کو درجہ اعلیٰ مدرسۃ العلوم میں داخل ہونے سے پہلے اس امتحان میں کامل نکلنا ضرور ہوگا •

دفعہ ۱۲ میں ۱۔ اس امتحان کی تکمیل کے بعد طالب علم کو مدرسۃ العلوم کے اعلیٰ درجہ میں داخل ہونے اور کسی خاص علم کو مفاخرت کا امتحان دینے کے ارادہ سے بدرجہ کامل تحصیل کرنے کا حق حاصل ہوگا امتحان مفاخرت کے لیئے در برس تک پڑھائی ہوگی مگر طالب علم کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ ایک ہی برس کی پڑھائی کے بعد اپنے تئیں مفاخرت کا امتحان دینے کے قابل سمجھے تو امتحان دینے کو ہمتیے۔ مگر وہ طالب علم جو ایک دفعہ امتحان میں نا کامل نکل کر دوسری امتحان میں کامل نکلے گا تو اس کا نام فہرست میں اور کامیاب طالب علموں کے ساتھ جو پہلے ہی امتحان میں کامل نکلے ہیں یہ ترتیب ثبات مندرجہ نہ ہوگا بلکہ فہرست کے اخیر میں اور ان کامیاب طالب علموں کے نام سے علاحدہ لکھا جائے گا •

۲۔ مفاخرت کا امتحان دینے کے لیئے طالب علم کو اختیار ہی کہ مفصلہ ذیل علوم میں سے ایک علم چونسا چاہے پسند کر لے •

اول ردان یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے

۱۔ عربی معہ عبری و سریانی معہ علم اولیٰ مطابقت کی •

۲۔ انگریزی معہ اینگلو سیاکسن اور معہ علم اولیٰ مطابقت کی •

۳۔ سنسکرت معہ ژند و فارسی اور معہ علم اولیٰ مطابقت کی •

۴۔ سنسکرت معہ پراکرت و پالی اور معہ علم اولیٰ مطابقت کی •

۵۔ گریک و لیتنی معہ علم اولیٰ مطابقت کی

دویم علوم اخلاق یعنی کوئی ایک قسم مفصلہ ذیل میں سے •

III. NATURAL PHILOSOPHY. i. e. one of the following :—

1. Mathematics (*Pure and Mixed*.)
2. Natural Sciences.

IV. MAHOMEDAN LAW, JURIS- PRUDENCE AND THEOLOGY.

The application for permission to appear in the Honour Examination, must be accompanied by a Dissertation on some important point of the subject in which the Candidate wishes to take Honours. The permission to appear in the Examination will depend on the approval of the Dissertation. The Candidate will have to aver by a written statement that he wrote the Dissertation without any one's assistance. This Examination will correspond to the M. A. Examination of other Universities.

Towards the end of the Term succeeding the one in which the Honour Examination is held, successful Candidates may compete in an examination held for awarding Fellowships. Each Candidate will be examined in his own particular branch of knowledge. The Examination for Fellowships may consist only of writing Essays in the Hall of the College. The examination may last three days. On each day the Candidate will be required to write an Essay on one of a number of subjects given by the Examiner. Six hours may be allowed for each Essay.

After the result of this examination is known, the Examiners will submit to the authorities of the College the number of marks which each Candidate has obtained in the examination. The marks thus gained by each Candidate, added to the marks which he obtained in his examination for Honours, will decide his election to a Fellowship.

There may be 30 Fellowships, each of the

۱۔ منطقی معہ علم بیان و فلسفہ ذہنی و اخلاقی •

۲۔ علم انتظام و سیاست مدنی معہ فلسفہ متعلق بہ
سیاست و فنِ تاریخ •

سویم فلسفہ طبیعی یعنی ایک مفصلہ ذیل میں سے •

۱ علوم ریاضی •

۲ علوم طبیعی •

چہارم دینیات * اسلامی یعنی فقہ حدیث و تفسیر وغیرہ •

۳۔ درخواست امتحان مفاخرت کے ساتھ طالب علم کو
ہمیشہ اپنا تصنیف کیا ہوا رسالہ پیش کرنا ہوگا جو اوسنے
اوس علم کے کسی مشکل مسئلہ پر تصنیف کیا ہو جس میں
کہ وہ امتحان مفاخرت دینا چاہتا ہے امتحان میں داخل
ہولیکہ اجازت اس رسالہ کے پسند ہونے پر منحصر ہوگی
اور طالب علم کو تحریراً یہہ اقرار کرنا پڑیگا کہ اس رسالہ
کے تصنیف میں کسی دوسرے شخص سے مدد نہیں لی
ہی •

۴۔ یہہ امتحان اور یونیورسٹیوں کی ایم اے کے امتحان
کی مانند تصور کیا جاویگا •

دفعہ ۱۲ ضمیمہ ۱۔ اوس موعده کی ختم ہونیکے قریب جو اوس
موعده کے بعد آوے جس میں مفاخرت کا امتحان ہوا تھا امتحان میں
کامل لکھے ہوئے طالب علموں کا واسطے عطا کرنے فلو شپ یعنی
وظیفہ رفاقت دارالعلوم کے پھر امتحان لیا جاویگا اور ہر طالب علم
کا امتحان اوس ہی علم میں ہوگا جو اوسنے اختیار کیا ہے اور یہہ
امتحان بیان مضمونوں کی لکھنے کے ذریعہ سے لیا جاویگا جو
مدرسۃ العلوم کی ایوان میں متکثروں کے سامنے لکھنے ہوں گی تین
دن تک برابر یہہ امتحان ہوگا اور متکثروں متعدد مضمون طالب علم
کو لکھ کر دے گا اور ان میں سے ایک کا بیان مضمون طالب علم
کو ہر روز لکھنا ہوگا اور چھ گھنٹہ اوس بیان مضمون کی لکھنے
کو مہلت دی جاویگی •

۲۔ اس امتحان کے ختم ہونے پر منتظمان مدرسۃ العلوم
کے سامنے متکثروں لوگ اور نمبروں کی تعداد پیش کریں گے
جو ہر طالب علم کو اس امتحان میں ملے ہیں۔ یہہ نمبر
اور نمبروں کے ساتھ جمع کیٹی جاویگی جو ہر ایک طالب

* اسلامی اس لفظ میں دینیات شیعہ و سنی دونوں داخل
ہیں •

value of Rs. 600 a year. A Fellow of the University will receive board and rooms in College free.

Every Fellow of the University will be required to reside within the precincts of the University or in the University Town. But this obligation may be dispensed with in the case of those who leave the University Town with the express intention of prosecuting study in any other place of education.

A Fellow will also have to make a promise, not to receive any pecuniary compensation for teaching privately any student who belongs to the College.

Of the 30 Fellowships the number allotted for each subject will be as follows :—

Languages,	8
Mathematics,	5
Logic, Rhetoric and Philosophy. ...	4
Political Economy, Political Philosophy and Science of History,	4
Natural Sciences,	4
Mohamedan Law and Jurisprudence, ...	5

Besides these Fellowships, there may be sixty scholarships varying from Rs. 120 to 300 a year.

The annual amount of money spent in Fellowships and Scholarships will be as follows :—

30 Fellowships at Rs. 600 =	Rs. 18,000
20 Scholarships „ 120 „ „	2,400
20 „ „ „ 180 „ „	3,600
14 „ „ „ 240 „ „	3,360
6 „ „ „ 300 „ „	1,800

Rs. 29,160

علم نے امتحان مفاخرت میں پائی تھی اور اس طرح پر جمع کرنے سے اس بات کا فیصلہ ہو جاوے گا کہ وظیفہ رفاقت پالنے کا کون کون طالب علم مستحق ہے

۳۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے ہونی چاہئیں اور ہر وظیفہ چھ سو روپیہ سالانہ کا ہو۔ اور رفیق دارالعلوم کو علاوہ اس وظیفہ کے کھانا اور رہنے کا مکان مفت دارالعلوم سے ملے گا

۴۔ ہر رفیق دارالعلوم کو حدود دارالعلوم میں یا اس شہر میں جہاں دارالعلوم ہے رہنا پڑے گا مگر یہ شرط ایسی حالت میں موقوف ہو سکتی ہے جبکہ طالب عام اس پر مطمئن کر دے کہ وہ درحقیقت دارالعلوم کو چھوڑ کر کسی علم کے تحصیل کو دوسری جگہ جانا چاہتا ہے

۵۔ رفیق دارالعلوم کو یہ بھی اقرار تحریری کرنا پڑے گا کہ وہ مدرسہ العلوم کے کسی طالب علم سے جو بطور خانگی اس سے پڑھتا ہو کچھ معاوضہ نہ لے گا

۶۔ تیس وظیفے رفاقت دارالعلوم کے مفصلہ ذیل علوم کی کامیابی پر طالب علموں کو دی جائیں گی

- ۱۔ زبانوں کے تکمیل کی کامیابی کے لیے
- ۲۔ علوم ریاضی کے تکمیل کی کامیابی کے لیے
- ۳۔ علم منطق و بیاں و فلسفہ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے
- ۴۔ علم انتظام و سیاست مدنی و فنی جغرافیہ و تاریخ کے تکمیل کی کامیابی کے لیے
- ۵۔ علم طبیعی کی تکمیل کی کامیابی کے لیے
- ۶۔ فقہ و حدیث و دینیات اسلامی کے تکمیل کی کامیابی کے لیے

۳۰ میزان

دفعہ ۱۵ ضمن ۱۔ رفاقت دارالعلوم کے وظیفوں کے سوا ساتھ وظیفے اور طالب علموں کے لیے ہونی چاہئیں جنکی مقدار ایک سو تیس روپیہ سالانہ سے تین سو روپیہ سالانہ تک ہو

۲۔ پس سالانہ خرچ رفقای دارالعلوم کی وظیفوں اور طالب علموں کے وظیفوں کا حسب تفصیل ذیل ہوگا

* لفظ دینیات اسلامی میں دوتوں فرقے شیعہ و سنی داخل ہیں

A Fellowship will be tenable for seven years, and a Scholarship only for one year. But at the end of every year, a scholar who has done well in his Annual Examination will be elected to another scholarship of an equal or higher value.

A Fellow should not be elected again at the end of the seven years of his fellowship, unless for some extraordinarily especial reason.

If a Fellow is appointed to a Lecturership in the College, he will cease to receive his yearly allowance from the Fellowship Fund, but will continue to be an Honorary Fellow of the University with the rest of the privileges of a Fellowship, as long as he remains a Lecturer in the University. There will be as many Lecturerships in the College as may be necessary for instruction in the different branches of knowledge above-mentioned. The allowance to each Lecturer will vary in amount, and the office will be tenable for life unless there is any special reason against such a course. In case of infirmity either on account of age or any accident which unfits the Lecturer for the performance of his duties, the University may give a pension and appoint a new Lecturer instead. A retired Lecturer who also held an Honorary Fellowship, will continue to hold it for life.

The Fellows will form the governing body of the University. They will meet at least once a Term in the Combination Room to decide points concerning the management of the University. The Senior Fellow will be considered as the President of the Meeting, and will have the casting vote. He will also be considered as the Head of the College.

Whenever the Fellows meet for deciding any point concerning education, the Lecturers who at the same time are not Honorary Fellows, will also have a right to appear in the Combination

وظیفہ های رفقای دارالعلوم

نوع و وظیفہ	ماہوار	سالانہ	میزان
۳۰	ص	سا	ع
وظیفہ های طالب علمی			
۲۰	ع	ماعہ	اعمال
۲۰	ع	ماسہ	محکمہ
۱۲	ع	مالعہ	محکمہ
۶	ع	سا	ال
۶۰	ع	ماسہ	ع

۳۔ وظیفہ رفاقت دارالعلوم سات برس تک جاری رہے گا اور وظیفہ طالب علمی ایک سال تک لیکن ہر سال کے اخیر میں جو طالب علم سالانہ امتحان اچھا دیکھا اور اس قدر یا اوس سے بھی زیادہ وظیفہ پھر ملے گا •

۴۔ رفیق دارالعلوم سات برس کے بعد بجز کسی نہایت خاص حالت کے دوبارہ مقرر نہ ہو سکتا •

۵۔ اگر کوئی رفیق مدرسہ العلوم میں مدرس مقرر ہو جائے تو اسکو سالانہ وظیفہ رفاقت ملنا مؤثر ہو جاوے گا مگر اعزازی رفیق دارالعلوم کا متصور ہوگا اور وظیفہ کے سوا جو اور حقوق رفقای دارالعلوم کے لئے ہیں جب تک کہ وہ مدرس رہے بحال و قائم رہینگے •

دفعہ ۱۶۔ علوم مذکورہ بالا کی تعلیم کے لئے جس قدر مدرسوں کی ضرورت ہوگی نوکر رکھے جائینگے اور انکی تنخواہیں مختلف ہونگی اور وہ عہدہ اولیے لئے بجز کسی خاص حالت کی انکی زندگی بھر کے لئے ہوگا اگر کوئی مدرس طاقت یا ضعیف ہو جائے یا کوئی ایسا صدمہ پہونچے جس سے کہ وہ اپنے عہدہ کا کام انجام نہ کر سکے تو دارالعلوم سے اسکو ایک پنشن مناسب ملنی چاہیئے اور نیا مدرس اوسکے جگہ مقرر ہوگا اور پھر مدرس اگر اعزازی رفیق بھی ہو تو بدستور اپنے زندگی تک اعزازی رفیق رہے گا •

دفعہ ۱۷۔ یہی وظیفہ دارالعلوم منتظمی دارالعلوم بھی ہوں گے اور ہر موعدا میں کم سے کم ایک دفعہ دارالعلوم کے ایوان میں امور متعلق دارالعلوم کی انتظام و تصفیہ کرنیکو اجلاس کیا کریں گے سب سے پہلا رفیق دارالعلوم کا میر مجلس ہوگا اور اسکو ترجیح

Room, and give votes like the Fellows of the University.

Under the superintendence of the Senior Fellow, the Fellows of the University will write Annual Reports to this Committee, and receive their sanction as to the expenditure for the succeeding year.

Any person desirous of joining the University, without an intention to pursue exactly the fixed course, but only for the study of some especial subject, may, on receiving the especial permission of the College authorities, enter the University; but he will be barred from obtaining any pecuniary rewards offered by the University. He will however have to reside within the precincts of the University and under its discipline.

The College authorities will also have power to allow persons desirous of attending lectures only upon some especial subjects, to do so on payment of fees. But such persons will not be considered students of the University, nor will they be required to reside within its precincts or under its discipline.

The College should be situate, as has been decided by this Committee, at Allygurh. But the School Department of the University will comprise schools, similar to the one above-mentioned, situate in other towns wherever it will be possible to establish a school for preparing students for the College Department of the University.



S. M. M.

This rule gives an opportunity to the Hindoos of availing themselves of the University Lectures.

۱۳۸۲/۱	داخلہ نمبر
۳۰	فن نمبر

ایک رای زیادہ دینے کا حق ہوگا اور وہ مدرسۃ العلوم کا افسر یا بھی سمجھا جاویگا •

دفعہ ۱۸۔ سبکدہ رفقای دارالعلوم کسی امر متعلق بہ تعلیم کی تفصیل کے لئے جمع ہوں تو وہ مدرس بھی جو اعزازی رفیق نہیں ہیں ایوان اجلاس میں آنے اور مثل رفیق دارالعلوم کی رای دینے کے مجاز ہونگے •

دفعہ ۱۹۔ رفقای دارالعلوم بذریعہ اوس رفیق کے جو میر مجلس ہو ہنی سالانہ رپورٹ کمیٹی خزانۃ البضائع لتاسیس مدرسۃ العلوم المسلمین میں (جسکو میں لتاسیس دارالعلوم المسلمین کہنا چاہتا ہوں) پیش کریں گے اور اخراجات سال آئندہ کی منظوری کمیٹی سے ہونے کے •

دفعہ ۲۰۔ کوئی شخص جو کہ اس دارالعلوم میں کسی خاص علم کی تحصیل کرنے کو داخل ہونا چاہے اور اس تمام سلسلہ تعلیم کو جو دارالعلوم میں مقرر ہو پڑھنا نہ چاہے تو اجازت خاص منتظمین دارالعلوم سے حاصل کرکر مدرسۃ العلوم میں داخل ہو سکتا ہے لیکن کسی ولیہ کے یا بیٹا جو دارالعلوم سے ملت ہی مستحق نہ ہوگا قاضی و سکر اندرون حدود دارالعلوم اور بہ تبعیت قواعد معینہ دارالعلوم کے رہنا ہوگا •

دفعہ ۲۱۔ منتظمین مدرسۃ العلوم کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ ایسے اشخاص کو جو کہ مدرسۃ العلوم میں کوئی خاص علم یا علم پڑھنا چاہیں باادائی فیس پڑھنے کی اجازت دیں لیکن یہ شخص خاص طالب علم دارالعلوم کے متصور نہ ہونگے اور نہ انکو حدود دارالعلوم میں اور بہ تبعیت قواعد دارالعلوم کے رہنا پڑیگا •

دفعہ ۲۲۔ دارالعلوم کا بلا شبہ علیحدہ میں مقرر ہونا چاہیئے جیسا کہ کمیٹی فیصلہ کر چکے ہیں مگر مدرسے دارالعلوم کے مختلف مقاموں اور شہروں میں بھی جہاں کہیں کہ ممکن ہو مقرر ہونی چاہئیں اور جو مدرسہ مشابہ مدرسہ مجوزہ دارالعلوم کے ہوں انکو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہیئے تاکہ مدرسۃ العلوم کے لئے بہت سے طالب علم ہر ایک مقام سے طیار ہو سکیں •

العبد المقتدر الی اللہ الودود

محمد محمود

* اس قاعدہ سے ہندوئکو بھی مدرسۃ العلوم میں پڑھنے کا موقع ہائہ آجائے گا •

